بفیضِ روحانی، تاجدارِ اہلسنت شہزادۂ اعلیحضرت سرکار حضور مفتیٔ اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ

مسمّٰی بنامِ تاریخی مُشعرِ سالِ تصنیف

تجانب اھل السنۃ
عن
اھل الفتنۃ

ملقّب بلقبِ تاریخی مُشعرِ سالِ تکمیل

اجتناب اھل السُّنۃ عن اھل الفتنۃ

۱۳ ھ ۹۱

تصنیفِ لطیف

ناصرِ سنیت کاسرِ لامذہبیت مناظرِ اہلسنت حضرت علامہ مولانا مفتی

محمد طیّب صاحب صِدّیقی قادری برکاتی داناپوری علیہ الرحمۃ والرضوان

ناشِر

مدرسہ گلشنِ رضا۔ کولمبی۔ ضلع ناندیڑ (مہاراشٹر)

نام کتاب — تجانب اہل السنۃ عن اہل الفتنۃ

ملقب بلقب تاریخی اجتناب اہل السنۃ عن اہل الفتنۃ

مصنّف — ناصر سنیت کاسر لامذہبیت فاضل نوجوان مولانا ابو الطاہر محمد طیب صاحب صدیقی قادری برکاتی دانا پوری علیہ الرحمۃ والرضوان

بسعی جمیل — عبد القدیر قادری رضوی اورنگ آبادی مدرسہ گلشن رضا کولمبی، ضلع ناندیڑ۔ مہاراشٹر

پروف ریڈنگ۔ حضرت مولانا محمد اسلم صاحب صدیقی اور حضرت مولانا محمد اسلام صاحب مصباحی استاذ ادارہ ہذا۔

ناشر — مدرسہ گلشن رضا کولمبی۔ ضلع ناندیڑ۔ مہاراشٹر

طبع چہارم — ماہ صفر ۱۴۲۸ھ مطابق مارچ ۲۰۰۷ء

تعداد — ایک ہزار

کتابت — نیاز احمد نوری کاہر کشنوی ثم اترولوی

ملنے کے پتے

۱۔ کتب خانہ امجدیہ ۴۲۵ مٹیا محل جامع مسجد دہلی ۱۱۰۰۰۶

۲۔ فاروقیہ بک ڈپو ۴۲۲ " " " " "

۳۔ رضوی کتاب گھر ۴۲۳ " " " " " "

۴۔ مکتبہ نعیمیہ ۴۲۲ " " " " " "

۵۔ قادری کتاب گھر۔ اسلامیہ مارکیٹ بریلی شریف یوپی۔

۶۔ اپنا نوری بکڈپو نزد الجامعۃ الغوثیہ اترولہ۔ ضلع بلرام پور۔ یوپی۔

فہرست تجانب اہل السنة

عرض ناشر

یہ کتاب تلمیذ رشید حضور شیر بیشۂ اہل سنت حضرت علامہ مولانا مفتی محمد طیّب صاحب قبلہ صدیقی قادری برکاتی دانا پوری علیہ الرحمۃ والرضوان کی تصنیف لطیف ہے جس میں یہ مبارک فتویٰ نافع تقویٰ، دافع بلویٰ، قاطع طغویٰ مسلمان کہلانے والوں میں جو لوگ نجدیت، وہابیت، دیوبندیت رافضیت، قادیانیت، چکڑالویت و نیچریت، آغاخانیت، احراریت، لیگیت و خاکساریت، بہائیت، کرشنیت و صلح کلیت وغیرہا کفری بیماریوں میں مبتلا ہو گئے ہیں ان کو قرآنی ایمانی نسخہ شفا دینے والا بیمار دلوں اور مریض روحوں کو وننزل من القراٰن ما ھو شفاء کی یقینی طور پر صحت بخشنے والی دوائیں پلانے والا، جن بندگان خدا نے اس کی تعلیم فرمائی ان کی تدابیر حفظان صحت پر بتوفیقہ تعالیٰ جو عمل کریں ان کو قطعی طور پر ان کفری بیماریوں سے کامل نجات دلانے والا مسلمانان اہلسنت کو امراض کفریہ سے بعونہٖ تعالیٰ ثم بعون حبیبہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ اٰلہ وسلم بچانے والا عظیم شاہکار تجانب اھل السنۃ عن اہل الفتنۃ جس پر مظہر اعلیٰ حضرت سلطان المناظرین حضرت علامہ شاہ محمد حشمت علی خاں قادری برکاتی رضوی پیلی بھیتی و دیگر اکابر اہلسنت کی تصدیقات ثبت ہیں۔

راقم کے علم کے مطابق پہلی بار یہ کتاب مصنف علیہ الرحمۃ کی زندگی میں طبع ہوئی۔ تقریباً عرصہ ۲۵/۳۰ سال کے بعد ۲۳ صفر ۱۴۱۰ھ مطابق ۲۵ ستمبر ۱۹۸۹ء محترم جناب شفیق احمد بھائی حشمتی نے ۱۲۲/۱۰۱ کرنیل گنج کانپور سے شائع کروایا۔ پھر ۸/۹ سال کے بعد ذی القعدہ ۱۴۱۸ھ مطابق ۱۴ مارچ ۱۹۹۸ء میں الحاج احمد عمر ڈوسا صاحب حشمتی مرحوم بمبئی نے ماہنامہ سنی آواز ناگپور کی جانب سے شائع کرواکر تقسیم فرمایا۔ اب ادھر یکے بعد دیگرے اکابر اہلسنت کے رخصت ہو جانے کے بعد فرقہائے باطلہ بالخصوص نجدیہ، وہابیہ، غیر مقلدیہ تبلیغیہ، مودودیہ، ندویہ اور صلح کلیہ وغیرہم پوری قوت کے ساتھ میدان میں آکر سادہ لوح مسلمانوں کو دامِ تزویر میں پھانس رہے ہیں اور ان کا دین و ایمان لوٹ رہے ہیں اور اہلسنت و جماعت کی مساجد اور مدارس و مکاتب پر قبضہ جما کر نجدیت، وہابیت اور دیوبندیت کے سبق پڑھا رہے ہیں ایسے نازک زمانے میں ان فرقہائے باطلہ کی قلعی کھولنے کے لیے تاج الشریعہ حضرت علامہ شاہ مفتی اختر رضا خاں صاحب قبلہ قادری ازہری مدظلہ العالی کے مشورے کے بعد چوتھی بار بحمدہٖ تعالیٰ فقیر قادری صوبۂ مہاراشٹر کے مشہور ادارہ مدرسہ گلشن رضا کولمبی ناندیڑ کی جانب سے عمدہ کتابتِ جدید سے مزین کر کے منظر عام پر لا رہا ہے

مولائے کریم اس دینی خدمت کو قبول فرمائے اور ادارہ ہٰذا کو روز افزوں ترقی بخشے اور زیادہ سے زیادہ دین حق یعنی مسلک اعلیحضرت

کی ترویج واشاعت میں حصہ لینے کی توفیق مرحمت فرمائے اور جملہ معاونین کو اجرِ جزیل اور جزائے جمیل سے سرفراز فرمائے۔ آمین۔
بجاہ سید المرسلین علیہ وعلی آلہ وصحبہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم۔

فقیر عبد الصمد قادری رضوی مدرسہ گلشن رضا کولمبی
۱۱ر رجب المرجب ۱۴۲۷ھ مطابق ۷ر اگست ۲۰۰۶ء
دوشنبہ مبارکہ۔

ڈاکٹر محمد اقبال کے متعلق شرعی حکم

یہ کتاب آج سے تقریباً ۶۶ رسال قبل کی تصنیف ہے حضرت مصنف کتاب علیہ الرحمۃ نے ڈاکٹر محمد اقبال صاحب کے خلافِ شرع اشعار واحوال کے مطابق حکم لگایا تھا۔ مگر راقم نے ربیع النور ۱۴۰۱ھ میں رضوی دار الافتاء بریلی شریف میں اقبال کے خلاف شرع شعر کا ایک مصرعہ "مسیح وخضر سے اونچا مقام ہے تیرا" لکھ کر حکم شرعی معلوم کیا تو حضرت مولانا محمد اعظم صاحب مفتی رضوی دار الافتاء بریلی شریف نے مصرعہ مذکورہ بالا کو کفری قول قرار دیا اور قائل کے بارے میں تحریر کیا۔ میں نے حضور مفتی اعظم ہند (حضرت مولانا شاہ مصطفےٰ رضا خاں بریلوی) سے ڈاکٹر اقبال کے بارے میں دریافت کیا تھا تو آپ نے فرمایا تھا۔ بیشک اقبال سے خلافِ شرع امور کا صدور ہوا ہے۔ کفریات تک اس سے صادر ہوئے ہیں۔ مگر وہ اللہ تعالیٰ کے محبوب سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخ و بے ادب نہیں تھا۔ بے شک اس سے اس کی جہالت کی بنا پر کفر تک پہونچانے والی غلطیاں ہوئی ہیں۔ مگر آخری وقت میں

مرنے سے پہلے اس کی توبہ بھی مشہور ہے۔ اور حضرت نے فرمایا جو اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخ نہیں ہوتا اس کو توبہ کی توفیق ملتی ہے۔ اس کے بعد حضرت نے اقبال کا یہ شعر پڑھا

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
گر باو نہ رسیدی تمام بولہبی ست

حضرت یہ شعر پڑھ کر آبدیدہ ہو گئے اور فرمانے لگے کہ اس شعر سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ اقبال کی محبت ظاہر ہوتی ہے۔ اس کے بعد فرمایا اقبال کے بارے میں توقف چاہئے اور حضرت کا یہ فرمان اِس وقت کی ناسازیٔ طبع سے ۱۵/۱۶ سال پہلے کا ہے۔ حضرت کے اسی فرمان پر میرا عمل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ محمد اعظم غفرلہ خادم دارالافتاء بریلی شریف

فتویٰ نمبر ۴۶/۳۳ / ۱۵ دستخط سرکار مفتی اعظم ہند فقیر مصطفیٰ رضا غفرلہ

۱۹ رجب ۱۴۰۱ھ

حضرات قارئین کو اس فتویٰ کے پیش نظر آگاہ کیا جاتا ہے کہ ڈاکٹر اقبال صاحب کے بارے میں توقف وسکوت سے کام لیں لیکن ان کے وہ اشعار جو شریعت مقدسہ کے خلاف ہیں ان سے قطعی پرہیز کریں۔ انہیں سند بنا کر ہرگز پیش نہ کریں۔ ہدایت کا مالک اللہ تعالیٰ ہیں اور آپ کو ہر طرح کی گمراہیوں سے محفوظ رکھے۔ آمین۔ بجاہ سید المرسلین علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والتسلیم۔ فقیر عبدالصمد قادری رضوی نوری اورنگ آبادی

۱۱ رجب المرجب ۱۴۲۷ھ دوشنبہ مبارکہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ وہابیوں[1]، دیوبندیوں[2]، قادیانیوں[3]، رافضیوں[4]، نیچریوں[5]، خاکساریوں[6]، چکڑالویوں[7]، لیگیوں[8]، مرتد حسن[9] نظامی اور احراریوں[10]، آغاخانیوں[11]، بابیوں، بہائیوں[12]، نجدیوں[13]، صلح کلیوں[14] کے عقائد کفریہ کیا ہیں اور سنی مسلمانوں کو ان کے ساتھ کیا برتاؤ کرنا چاہیئے؟ بینوا بالکتاب توجروا یوم الحساب

المستفتی

حاجی عثمان عبداللہ کھتری رضوی مالک رضوی سوپ فیکٹری

جام جودھ پور۔ کاٹھیاواڑ

الجواب

الحمد للہ رب العلمین الذی یحب عبادہ المؤمنین ولا یرضی عن القوم الفاسقین ولا یحب الکافرین۔ ارسل رسولہ النبی الامین المکین۔ وانزل علیہ الکتاب المبین بواسطۃ الروح الامین وعلمہ علم الاولین والاخرین وجعلہ سید المرسلین و بعثہ خاتم النبیین

واوجب تعظیمہ وتوقیرہ علی جمیع عبادہ المسلمین وانزل لعنتہ واشد مقتہ علی من عابہ اواھانہ او استخف بہ او کذبہ فاعد لھم العذاب المھین وافضل الصلاۃ واجمل السلام علی نبیہ ورسولہ وحبیبہ وخیر خلقہ وقاسم رزقہ وعروس مملکتہ وسراج افقہ ونور عرشہ ومالک ملکہ بتملیکہ وعالم اسرارہ بتعلیمہ سیدنا ونبینا ومولانا وحبیبنا ومالکنا ومملیکنا محمد الذی ارسل رحمۃ للعالمین ہ الذی ھو بالمومنین رؤف رحیم وسید القاھرین علی اعداء الدین الذی اوجب علی امتہ الموالاۃ مع المسلمین والمجانبۃ عن المرتدین والمبتدعین ثم الصلوٰۃ والسلام علیہ وعلی الہ الاطہار واصحابہ الاخیار الذین اخبرعنھم ربھم تبارک وتعالیٰ انھم رحماء بینھم واشداء علی الکفار ثم الصلاۃ والسلام علیہ وعلی سائر اولیاء امتہ وعلماء ملتہ وابنہ الغوث الاعظم وعلی سائر اھل سنۃ الناجین المفلحین امین یارب العٰلمین

جواب سوال اول

محمد بن عبد الوہاب نجدی کے ماننے والوں کو وہابی کہتے ہیں۔ اس کی کتاب "کتاب التوحید" کا ترجمہ ہندوستان میں اسمٰعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان کے نام سے شائع کیا جس میں صدہا کفریات ہیں۔ علمائے اہلسنت کثرھم اللہ تعالیٰ ونصرھم وایدھم بروح القدس نے کثرت سے اس کے رد شائع کئے جن میں اس کے کفریات کو طشت ازبام کیا۔ ان مبارک

کتابوں میں سے چند اب بھی دستیاب ہو سکتی ہیں مثلاً حسام الحرمین
والکوکبۃ الشہابیۃ والامن والعلی مختصراً ان کے کفریات یہ
ہیں "جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں (تقویۃ الایمان ص)
امام الوہابیہ اسمعیل دہلوی کی بد دینی ملاحظہ ہو۔ اولاً حضور اقدس
مالک کونین مختار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام اقدس اور حضرت مولیٰ علی مشکل کشا کرم
اللہ تعالیٰ وجہہ کا نام مبارک بغیر کسی کلمۂ تعظیم کے اس طرح لیتا ہے جیسے
معاذ اللہ کوئی شخص اپنے کسی چھوٹے بھائی کا نام لیا کرتا ہے۔ حضور اکرم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے نام اقدس پر درود شریف بھی نہیں
پڑھتا۔ حضرت مولیٰ مشکل کشا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام مبارک کے
ساتھ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ بھی نہیں کہتا۔ والعیاذ باللہ
تعالیٰ۔

ثانیاً۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے اختیار کی نفی
مطلق کرتا ہے کہ کسی چیز کا مختار نہیں حالاں کہ قرآن عظیم کا صریح ارشاد
ہے کہ اللہ عزوجل کا پیارا محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی بفضل خداوندی
اس کے بندوں کو دولت مند فرما دیتا ہے۔ ایمان والوں کو قرآن عظیم
کی تعلیم ہے کہ اللہ و رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم
ان کو جو کچھ عطا فرمائیں اس پر راضی ہو جائیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ
اپنے بندوں کو مانگنا سکھاتا ہے کہ مجھ سے یوں کہہ کر مانگا کریں کہ یا
اللہ تو ہم کو دے اپنے محبوب کے صدقے میں اور یا رسول اللہ آپ ہم کو دیں
اپنے رب کے حکم سے۔ ارشاد ہوتا ہے وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ

وَرَسُولُہٗ مِنْ فَضْلِہٖ یعنی منافقوں کو یہی تو برا لگا کہ ان کو اللہ اور اس کے رسول نے اپنے فضل سے دولت مند کر دیا اور ارشاد فرمایا جاتا ہے وَلَوْ اَنَّھُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰھُمُ اللہُ وَرَسُوْلُہٗ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللہُ سَیُؤْتِیْنَا اللہُ مِنْ فَضْلِہٖ وَرَسُوْلُہٗ اِنَّآ اِلَی اللہِ رٰغِبُوْنَ؀ یعنی مسلمان کہلانے والے اگر اس پر راضی ہو جاتے جو کچھ ان کو اللہ اور اس کے رسول نے عطا فرمایا اور یوں کہتے کہ ہم کو اللہ کافی ہے اب ہم کو اللہ اور اس کا رسول اپنے فضل سے دے گا بیشک ہم اسی کی طرف رجوع لانے والے ہیں تو ان کے حق میں بہتر ہوتا۔ امام الوہابیہ نے ان آیتوں کو جھٹلایا والعیاذ باللہ تعالیٰ یہی دہلوی کہتا ہے۔ پیغمبر خدا کے وقت میں کافر بھی اپنے بتوں کو اللہ کے برابر نہیں جانتے تھے بلکہ اسی کا مخلوق اور اسی کا بندہ سمجھتے تھے اور ان کو اس کے مقابل کی طاقت ثابت نہیں کرتے تھے مگر یہی پکارنا اور منتیں ماننی اور نذر و نیاز کرنی اور ان کو اپنا وکیل و سفارشی سمجھنا یہی ان کا کفر و شرک تھا سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو کہ اس کو اللہ کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے سو ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہے۔ (تقویۃ الایمان ص۸) یعنی جو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یا محبوبانِ خدا میں سے کسی اور کی شفاعت مانے کہ یہ اللہ عزوجل کے دربار میں ہماری سفارش فرمائیں گے تو معاذ اللہ اس کے نزدیک وہ ابوجہل کے برابر مشرک ہے۔ مسئلہ شفاعت کا صرف انکار ہی نہیں کیا بلکہ اس کو شرک ٹھہرایا اور تمام اہلِ اسلام صحابہ و تابعین و تبع تابعین و ائمۂ دین و اولیائے صالحین و عامۂ مومنین

جن کا مسئلہ شفاعت پر اجماع ہے ان سب کو مشرک اور ابوجہل بنا دیا ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اور مسئلہ شفاعت تو قرآن پاک کے صریح ارشادات مبارکہ سے بھی ثابت ہے اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے لا یملکون الشفاعۃ الا من اتخذ عند الرحمٰن عہدًا ؁ یعنی تمام لوگوں میں شفاعت کا مالک ان کے سوا کوئی نہیں جنھوں نے رحمٰن جل جلالہ کے حضور عہد لے لیا ہے اور فرماتا ہے تبارک وتعالیٰ ولا یملک الذین یدعون من دونہ الشفاعۃ الا من شہد بالحق وہم یعلمون ؁ یعنی مشرکین جن لوگوں کو خدا کے سوا پوجتے ہیں ان میں کوئی شفاعت کا مالک نہیں سوا ان لوگوں کے جنہوں نے حق کی گواہی دی اور وہ علم رکھتے ہیں۔ امام الوہابیہ کی اس گندی ناپاک عبارت کا صاف صریح مطلب یہ ہوا کہ قرآن عظیم معاذ اللہ ایسے عقیدے کی تعلیم دیتا ہے جس کا معتقد ابوجہل کے برابر مشرک ہے یعنی وہابیوں کے دھرم میں ابوجہل والا شرک قرآن پاک میں بھرا ہوا ہے اور قرآن پاک کے فرمان پر ایمان رکھنے والا ابوجہل کے برابر کافر مشرک ہے اس سے بڑھ کر نجس اور گندہ کفر کون سا متصور ہو سکتا ہے جو لوگ وہابیہ ہوں یا غیر مقلدین ایسے کفریات صریحہ کے معتقد ہیں وہ سب بحکم شریعت کافر مرتد ہیں والعیاذ باللہ تعالیٰ واللہ ورسولہ اعلم جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔

جواب سوال دوم

دیوبندیت بھی اسی وہابیت کی ایک شاخ ہے اس کا بھی مطمح نظر انبیاء اولیاء علی سیدہم

وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کی توہین وتنقیص ہے ان دونوں میں عموم خصوص مطلق کی نسبت ہے کہ ہر دیوبندی وہابی ہے اور بعض وہابی دیوبندی نہیں بلکہ غیر مقلد ہیں۔ دیوبندیوں اور غیر مقلدوں میں صرف اعمال کا فرق ہے۔ کہ دیوبندی حنفی بنتے ہیں اور غیر مقلد اپنے آپ کو اہلِ حدیث کہتے ہیں ان کے کفریات بہت ہیں ان میں سے چند بطور نمونہ یہ ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم اقدس کی نسبت اپنی کتاب حفظ الایمان صفحہ ۸ میں حکیم الامتہ الدیوبندیہ اشرفعلی تھانوی کہتا ہے۔

آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے اس عبارت میں تھانوی نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ رفیع میں کیسی صریح گستاخی کی ہے۔ حضور جیسا علم غیب زید و عمرو تو زید و عمرو ہر بچے اور پاگل بلکہ تمام جانوروں اور چوپایوں کے لیے حاصل ہونا کہا اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے علم غیب کو ہر بچے ہر پاگل بلکہ ہر جانور ہر چارپائے کے علم کے مثل ٹھہرا دیا۔ ان کا عقیدہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔ براہین قاطعہ صفحہ ۵۱ مصنفہ خلیل احمد انبیٹھی اسی صفحہ پر وسعت علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی بابت یہاں تک بک دیا کہ الحاصل غور کرنا چاہیئے کہ شیطان

ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخرِ عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخرِ عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ اس عبارت ملعونہ میں صاف طور پر ابلیس اور ملک الموت کے لیے علم وسیع یعنی بہت زیادہ علم مانا اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے لیے علم وسیع ماننے کو شرک ٹھہرایا یعنی گنگوہی اور انبیٹھی کے دھرم میں شیطان اور ملک الموت کے واسطے جو شخص زیادہ علم مانے وہ تو مسلمان ہے اس کا یہ عقیدہ قرآن و حدیث کے مطابق ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے جو شخص زیادہ علم مانے وہ کافر و مشرک ہے۔ اور ایسا بے ایمان ہے کہ اس میں ایمان کا کچھ بھی حصہ بھی نہیں اور اس کا یہ عقیدہ قرآن و حدیث کے خلاف ہے اور جس وسعت علم کو شیطان کے لیے ثابت کہا اور اس پر نص ہونا بیان کیا اسی کو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے شرک بتایا۔ تو شیطان کو خدا کا شریک مانا اور اس کے شریک الٰہی ہونے کو آیت و حدیث سے ثابت جانا۔ معاذ اللہ منہ۔ مصطفیٰ پیارے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عداوت میں تھانوی کا ابلیس اور ابو جہل سے بھی آگے بڑھنا ملاحظہ ہو۔ اپنی عبارت ملعونہ میں اس نے علم غیب کی صرف دو قسمیں

کیں کل علم غیب جو ہر غیب کو تفصیلاً محیط ہو اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے اس کے ثابت ہونے کو عقلی اور نقلی دلیلوں سے باطل مانا اور دوسری قسم بعض علم غیب اور اس کو مطلق رکھا۔ اس بعض علم غیب کی بھی دو قسمیں تھیں۔ کثیر اور قلیل۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے مسلمانانِ اہلسنت بعطائے الٰہی جو علم غیب مانتے ہیں وہ اپنے معلومات کے لحاظ سے ایسا کثیر ہے کہ روز اول سے لے کر روز آخر تک عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک کے ہر ایک ذرّے ہر ایک قطرے ہر ایک پتّے غرض ہر غیب و شہادت کا تفصیلی علم بھی اس کا ایک جز ہے۔ تھانوی ان دونوں قسموں کو ہضم کر گیا اور بعض علم غیب کو جو صرف کسی ایک غیب کے علم بوجہ تما پر بھی صادق ہے مطلق رکھا تا کہ اس کو گستاخیوں کے پھندے اڑانے اور گندی گالیاں سنانے کا موقع ہاتھ آئے۔ کہتا ہے "بعض علم غیب میں حضور کی کیا تخصیص ہے"۔ اگر بعض علم غیب کی دونوں قسموں قلیل و کثیر کو بیان کر دیتا تو اسے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تخصیص سے انکار کرنے کا موقع نہ ملتا کیوں کہ غیوب کا جو کثیر و وسیع و عظیم علم فخیم سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بعطائے الٰہی حاصل ہے اس کا سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے خاص ہونا ضروریات دینیہ اور بدیہیات ایمانیہ میں سے ہے اس میں کوئی ملک مقرب اور نبی مرسل بھی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شریک نہیں اسی لیے مرتد تھانوی نے بعض علم غیب کی کثیر و قلیل دونوں قسموں کو ہضم کر کے بعض علم غیب کو مطلق چھوڑ کر یہ کفر بکا کہ اس بعض علم غیب میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کچھ خصوصیت نہیں

پھر کہتا ہے "بعض علم غیب جیسا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاصل ہے ایسا تو زید و عمر بلکہ ہر عام و خاص عالم و جاہل شخص کو حاصل ہے۔ مگر چونکہ زید و عمر وغیرہ کے الفاظ عام ہیں علماء و فضلا بھی اس کے مفہوم میں داخل ہیں بعض عالم و فاضل بڑا زبردست علم رکھتے ہیں۔ تو اس توہین پر بھی تھانوی کی آتش عداوت ٹھنڈی نہ ہوئی۔ آگے کہتا ہے" اس میں حضور کی کچھ خصوصیت نہیں ایسا علم غیب تو ہر بچے ہر پاگل کو حاصل ہے۔ اللہ اکبر۔ امتی ہونے کا دعویٰ اور حضور پیغمبر اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مبارک علم غیب کو ایرے غیرے نتھو خیرے کے علم غیب کے ساتھ بلکہ ہر بچے ہر پاگل کے علم غیب کے ساتھ تشبیہ دینا اور پھر دعویٰ اسلام باقی ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ مگر چونکہ بعض بچے بچپن ہی میں عالم و فاضل ہو جاتے ہیں بعض پاگل کثیر علم حاصل کرنے کے بعد مجنوں ہو جاتے ہیں انھیں علوم تو یاد رہتے ہیں مگر عقل زائل ہو جاتی ہے لہٰذا مرتد تھانوی کے دل عداوت منزل کی ناپاک آگ اس دشنام پر بھی بجھ نہ سکی کہ کم از کم بچے اور پاگل انسان ہی تو ہیں تو کہتا ہے "اس علم غیب میں حضور کی کچھ خصوصیت نہیں ایسا علم غیب تو ہر ایک جانور ہر ایک چارپائے کو بھی حاصل ہے العظمۃ للہ۔ اسلام کا مدعی ہو کر حضور پیغمبر اسلام علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب کو ہر ایک چارپائے کے علم غیب کے مثل ٹھہرا رہا ہے اور ہنوز دعویٰ اسلام باقی ہے۔ ؎

ذیابٌ فی ثیابٍ لب پہ کلمہ دل میں گستاخی
سلام اسلام ملحد کو کہ تسلیم زبانی ہے

والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ بارگاہ رسالت علیٰ صاحبہا و آلہ الصلاۃ والتحیۃ میں

مرتد تھانوی کی اس لعین و شدید ترین گالی کی ملعونیت ملاحظہ ہو۔ مسلمانوں کا ایمان ہے کہ حضور اقدس عالم جمیع ما کان و ما یکون صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے کسی وصف کمال کو کسی ایک رذیل شخص یا کسی ایک ذلیل حیوان کی صفت کے ساتھ تشبیہ دینے والا بھی بحکم شریعت مطہرہ کافر و مرتد ہے۔ مگر تھانوی نے حضور سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اعلیٰ ترین اوصاف کمال یعنی علم غیب کو، جو بعطائے الٰہی نبوت کا خاصہ لازمہ ہے۔ زید و عمرو کہہ ہر عامی و رذیل انسان کے علم غیب کے ساتھ اور ہر صبی و مجنون کہہ کر ابتدائے نسل انسان سے لے کر قیامت تک کے ہر ایک بچے ہر ایک پاگل کے علم غیب کے ساتھ اور جمیع حیوانات و بہائم کہہ کر دنیا بھر کے ہر ایک جانور ہر ایک چوپائے کے لیے علم غیب کے ساتھ تشبیہ دی جس میں شیر ہاتھی اور گینڈے سے لے کر بذریعۂ خوردبین نظر آنے والے حیوانیات کتا، گدھا، سوئر، الو، وغیرہ تمام جانور داخل ہیں۔ تو مرتد تھانوی کی تنہا یہ عبارت ملعونہ سرکار رسالت علیٰ صاحبہا وآلہ الصلاۃ والتحیۃ میں مہا سنکھوں مہا سنکھ گالیوں کا مجموعہ ہے۔ نعوذ باللہ من غضب اللہ وغضب رسول اللہ وعلیٰ آلہ وصحبہ صلی اللہ وسلم

غرض اس عبارت ملعونہ کا بارگاہ رسالت میں سخت شدید گستاخی اور نہایت گندی گالی ہونا آفتاب وسط السمائے سے زیادہ روشن و آشکارا ہے اور جو شخص حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان مبارک میں گستاخی کرے اس کا کافر و مرتد ہونا ضروریات دین میں سے ہے خود اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَہُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَہُمْ عَذَابًا مُّہِیْنًا۔ یعنی بیشک

جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں ان پر دنیا و آخرت میں اللہ کی لعنت ہے اور اللہ نے ان کے لیے رسوائی کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شفاء شریف میں فرماتے ہیں۔ اجمع المسلمون ان شاتمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کافر ومن شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر یعنی تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والا کافر ہے اور جو شخص اس پر مطلع ہو کر اسے کافر و مستحق عذاب ہونے میں شک کرے وہ بھی یقیناً کافر ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ اسی طرح گنگوہی اور انبیٹھی کا مصطفیٰ پیارے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عداوت میں شقاوت کی بے شمار سیڑھیاں چڑھنا ملاحظہ ہو۔ اندھوں کو ملک الموت علیہ السّلام اور ابلیس کی وسعت علم پر تو قرآن و حدیث کے نصوص نظر آئے مگر حضور اکرم اعلم الخلائق اجمعین علیہ وعلیٰ آلہ الصّلاۃ والسّلام الیٰ یوم الدین کے علوم مبارکہ کی وسعت و عظمت و جلالت اور بے پایاں کثرت کے جو ایمان افروز آفتاب آسمان قرآن و فلک حدیث کے نصف النہار پر جگمگا رہے ہیں ان کو دیکھنے سے بے ایمانوں کی آنکھیں پھوٹ گئیں مرتدوں کو مصطفیٰ پیارے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے علم پاک کی وسعت پر نہ قرآن عظیم میں کوئی نص سوجھا نہ حدیث شریف میں۔ اتنا ہی نہیں بلکہ مصطفیٰ پیارے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے وسعت علم ماننے کو نصوص قطعیہ کے خلاف بتا دیا۔ یعنی بے دینان گنگوہ و انبیٹھہ کے دھرم میں قرآن و حدیث کے یقینی ارشادوں سے یہ

ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا علم وسیع نہیں والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

کس قدر بے حیائی و بے ایمانی ہے کہ اس ڈر سے کہ ملک الموت علیہ السلام تشریف لا کر کہیں گلا نہ دبا دیں ان کے علم کی وسعت کو نصوص قرآن و حدیث سے ثابت مان لیا۔ ابلیس کی محبت میں کہ اس نے تقویۃ الایمانی فتوے پر سب سے پہلے عمل کیا اور نور محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کے لیے سیدنا آدم صفی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سجدہ کرنے سے صاف انکار کر دیا لعنتوں کا طوق گلے میں پڑنے کے باوجود اپنے تکبر اور تقویۃ الایمانی دھرم پر ڈٹا رہا اگر وہ بھی سجدہ کر لیتا تو بے چاری قہر الٰہی کی ماری تقویۃ الایمان کا سر دھرا کون رہ جاتا۔ جو توحیدیوں کے امام اول ابلیس نے حکم خداوندی سے کفر و عناد کر کے اپنے آپ کو اس خبیثۂ نجدیہ تقویۃ الایمان کا وارث ثابت کر دیا۔ کافران گنگوہ و انبیٹھ نے اس اپنے پیشوائے اول کے علم کی وسعت کو قرآن و حدیث کے نصوص سے ثابت ٹھہرا دیا مگر عداوت تو اللہ عزوجل کے محبوب اعظم سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے ہے کہ سور داسوں کو قرآن پاک و احادیث صاحب لولاک علیہ وعلیٰ آلہٖ الصلوٰۃ والسلام میں برعکس ایسے قطعی نصوص سوجھائی دیئے جن سے علم پاک مصطفےٰ علیہ وعلیٰ الہ الصلاۃ والسلام کا وسیع نہ ہونا ثابت ہے یعنی ع اندھوں کو اندھیرے میں بڑی دور کی سوجھی ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

پھر مصطفےٰ پیارے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی آتش عداوت

کی انگاروں پر مرتدان گنگوہ وانبیٹھ کا لوٹنا ملاحظہ ہو کہ جس منہ سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے لیے وسعت علم ماننے کو ایسا شرک ٹھہرایا جس میں ایمان کا کچھ حصّہ بھی نہیں اسی ناپاک منہ سے یہ بھی بک دیا کہ ملک الموت علیہ السّلام اور شیطان کے لیے وسعت علم نصوص قرآن وحدیث سے ثابت ہے یعنی ملحدان گنگوہ وانبیٹھ کے دھرم میں ملک الموت علیہ السّلام اور ابلیس دونوں اللہ عزوجل کے شریک ہیں اتنا ہی نہیں بلکہ ان کا شریک الٰہی ہونا نصوص قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔ والعیاذ باللہ تبارک وتعالیٰ۔ قرآن عظیم ارشاد فرماتا ہے۔ وعلمك مالم تكن تعلم وكان فضل الله عليك عظيماه یعنی اے محبوب آپ کو اللہ نے سکھادیا جو کچھ آپ نہیں جانتے تھے۔ اور اللہ کا آپ پر بہت بڑا فضل ہے۔

مسائل ضروریہ دینیہ میں سے ہے کہ جو شخص کسی مخلوق کے علم کو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ مانے وہ کافر مرتد ہے۔ شفا شریف میں امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔ من قال فلان اعلم منه صلى الله تعالىٰ عليه وعلىٰ آله وسلم فقد سبه وحكمه الساب من دون فرق یعنی جو شخص کسی مخلوق کو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ وسیع علم والا کہے تو بیشک اس نے حضور کو گالی دی اور اس کا حکم بعینہ گالی دینے والے کا حکم ہے (کہ وہ کافر مرتد ہے اور سلطان اسلام پر اس کا قتل واجب ہے۔) ہمارے زمانے کے وہابیہ غیر مقلدین بھی عموماً تقویۃ الایمان کی جملہ عبارات کثیرہ ملعونہ

کو ان کے مفاہیم صریحہ کفریہ پر حق و صحیح ماننے اور دیوبندیہ مرتدین کو ان کے کفریات قطعیہ یقینیہ پر مطلع ہوتے ہوئے بھی مسلمان صاحب ایمان اور اہل توحید جانتے ہیں۔ لہٰذا بحکم شریعت مطہرہ ان پر بھی بعینہ وہی حکم شرعی ہے جو دیوبندیہ مرتدین پر ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

جواب سوال سوم دجّال قادیانی مرزا غلام احمد علیہ ما علیہ اپنے ناپاک رسالہ "ایک غلطی کا ازالہ" مطبوعہ ۵ر نومبر ۱۹۰۱ء انجش پریس قادیان کے صفحہ ۲ر۳ پر لکھتا ہے

وہ مکالمات الٰہیہ جو براہین احمدیہ میں شائع ہو چکی ہیں ان میں سے ایک یہ وحی اللہ ہے ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ دیکھو صفحہ ۴۹۸ براہین احمدیہ۔ اس میں صاف طور پر اس عاجز کو رسول کہہ کر پکارا گیا ہے۔ پھر اس کے بعد اسی کتاب میں میری نسبت یہ وحی اللہ ہے جری اللہ فی حلل الانبیاء یعنی خدا کا رسول نبیوں کے حلوں میں دیکھو۔ براہین احمدیہ صفحہ ۵۰۴ پھر اسی کتاب میں اس مکالمہ کے قریب ہی یہ وحی اللہ ہے محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی پھر یہ وحی اللہ ہے جو صفحہ ۵۵۷ پر براہین میں درج ہے۔ دنیا میں ایک نذیر آیا اس کی دوسری قرأت یہ ہے کہ دنیا میں ایک نبی آیا اسی طرح براہین احمدیہ میں اور کئی جگہ رسول کے لفظ سے اس عاجز کو یاد کیا گیا۔ اس ناپاک ملعون عبارت میں قادیانی مرتد نے اپنے نفس ناپاک کو خدا کا رسول اور نبی کہا اور آیت کریمہ ھو الذی

اَرسَلَ رَسُولَہٗ بِالھُدٰی وَدِینِ الحَقِّ لِیُظھِرَہٗ عَلَی الدِّینِ کُلِّہٖ۔
کو جو حضور اکرم سید عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی
نعت شریف میں نازل ہوئی۔ اپنے نفس لئیم پر اتارا۔ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے
محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی شان میں فرماتا ہے۔ کہ اللہ وہی
ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ اس لیے بھیجا
کہ اس کو تمام دینوں پر غالب کر دے۔ مرزا کہتا ہے کہ یہ آیت تو براہین
احمدیہ میں مرتد قادیانی پر نازل ہوئی اور اس سے مراد دجال قادیانی
ہے۔ اسی طرح آیت کریمہ محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی
الکفار رحماء بینھم جو قطعاً یقیناً بلاشک وشبہ حضور اقدس
سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کی شان مبارک
میں نازل ہوئی اس کو اپنے نفس خبیث پر نازل ہونے والا بتایا۔ اللہ
تعالیٰ تو یہ فرماتا ہے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور جو
لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں پر سخت اور آپس میں ایک دوسرے پر
مہربان ہیں۔ مگر مرزا کہتا ہے کہ یہ آیت کتاب براہین احمدیہ میں میرے
نفس پلید پر نازل ہوئی اور اس آیت کریمہ سے مراد قادیان کا مسیح
کذاب ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

کافۂ اہل اسلام کا عقیدہ یہ ضروریہ دینیہ اجماعیہ ہے کہ حضور اقدس
سیدنا عاقب وحاشر صلی اللہ تعالیٰ وبارک وسلم علیہ وعلیٰ آلہ الاطاہر
کے بعد جو شخص نبوت ملنے کا یا رسالت حاصل ہونے کا دعویٰ کرے وہ
کافر مرتد ہے۔ اسی طرح جو شخص اپنے لیے وحی نبوت کا مدعی ہو وہ بھی مرتد

وبے ایمان ہے اور خود قرآن عظیم نے بھی اسی عقیدے کی تصریح فرمائی۔
ارشاد فرماتا ہے رب تبارک وتعالیٰ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی
اللّٰہِ کَذِبًا اَوْقَالَ اُوْحِیَ اِلَیَّ وَلَمْ یُوْحَ اِلَیْہِ شَیْءٌ وَمَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ
مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ وَلَوْ تَرٰٓی اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِیْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ
بَاسِطُوْٓا اَیْدِیْھِمْ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَکُمْ اَلْیَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ
الْھُوْنِ بِمَا کُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَی اللّٰہِ غَیْرَ الْحَقِّ وَکُنْتُمْ
عَنْ اٰیٰتِہٖ تَسْتَکْبِرُوْنَ ۔ یعنی اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ
باندھے یا کہے مجھے وحی ہوتی ہے اور اسے کچھ وحی نہ ہوئی اور جو کہے ابھی
میں اتارتا ہوں ایسا جیسا اللہ نے اتارا اور کبھی تم دیکھو جس وقت ظالم
موت کی سختیوں میں اور فرشتے ہاتھ پھیلائے ہوئے کہ نکالو اپنی جانیں
آج تمہیں اپنی خواری کا عذاب دیا جائے گا۔ بدلا اس کا کہ اللہ پر جھوٹ
لگاتے تھے اور اس کی آیتوں سے تکبر کرتے تھے بحکم شریعت مطہرہ
حضور اکرم سید عالم خاتم الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے
بعد جو شخص بھی نبوت ملنے کا دعویٰ کرے وہ کافر و مرتد دجال کذاب
بے دین اور اس کے تمام متبعین بلکہ اس کے ادعائے نبوت پر مطلع
ہونے کے بعد اس کے کافر و مرتد ہونے میں شک رکھنے والے اس
کو کافر مرتد کہنے میں توقف کرنے والے سب کے سب کفار و مرتدین
ہیں اور بے توبہ مرے تو ابدی ملعونین (والعیاذ باللہ الملک الحق
المبین)

یہی قادیانی مرتد اپنے اسی ناپاک رسالے "ایک غلطی کا ازالہ"

کے صفحہ ۳ و ۴ پر لکھتا ہے۔ یہ آیت کہ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ لیس محمد ابا احد من رجال الدنیا ولکن ھو اب رجال الآخرۃ لانہ خاتم النبیین ولا سبیل الی فیوض اللہ من غیر توسطہ غرض میری نبوت اور رسالت باعتبار محمد اور احمد ہونے کے ہے نہ میرے نفس کی رو سے اور یہ نام بحیثیت فنا فی الرسول مجھے ملا۔ لہٰذا خاتم النبیین کے مفہوم میں فرق نہ آیا۔ تمام مسلمانوں کا عقیدہ ضروریہ دینیہ اجماعیہ ہے کہ آیت کریمہ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝ میں خاتم النبیین سے صرف یہی معنیٰ ہیں جو اس کے ظاہر سے سمجھ میں آرہے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سب سے پچھلے نبی ہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے بعد کسی کو نبوت نہیں مل سکتی اس معنیٰ میں نہ کوئی تاویل ہے نہ تخصیص جو شخص اس معنیٰ کا انکار کرکے اس کے کوئی اور معنیٰ گڑھے وہ یقیناً مرتد وکافر ہے اور قرآن ورحمٰن کا کھلا ہوا منکر والعیاذ باللہ العزیز الغافر۔ حضرت امام قاضی عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی کتاب مستطاب شفا شریف میں فرماتے ہیں وکذلک من ادعی نبوۃ احد مع نبینا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم او بعدہ او من ادعی النبوۃ لنفسہ او جوز اکتسابھا والبلوغ بصفاء القلب الی مرتبتھا کالفلاسفۃ وغلاۃ المتصوفۃ وکذلک من ادعی منھم انہ یوحی الیہ وان لم یدع النبوۃ او انہ یصعد

الی السماء ویدخل الجنۃ ویاکل من ثمارھا ویعانق الحور العین
فھؤلاء کلھم کفار مکذبون للنبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ
وسلم لانہ اخبر صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہ خاتم النبیین لانبی
بعدہ واخبر عن اللہ تعالیٰ انہ خاتم النبیین وانہ ارسل کافۃ
للناس واجتمعت الامۃ علی حمل ھذا الکلام علی ظاھرہ وان
مفھومہ المراد بہ دون تاویل ولا تخصیص فلا شک فی کفر
ھؤلاء الطوائف کلھا قطعًا اجماعًا وسمعًا یعنی اور اسی طرح ہم اس
کو بھی قطعًا یقینًا اجماعًا کافر مرتد کہتے ہیں جو ہمارے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے زمانہ مبارک میں یا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کے بعد کسی شخص کو نبوت کے ملنے کا دعویٰ کرے یا خود نبی بننے کا مدعی ہو
یا حصولِ نبوت کا اور صفائے قلب کے ذریعہ سے مرتبۂ نبوت تک
پہنچنے کا ادعا کرے جیسے فلاسفہ اور غلاۃ متصوفہ اور اسی طرح ہم اس
کو بھی قطعًا اجماعًا کافر مرتد کہتے ہیں جو ان سے اس بات کا مدعی ہو کہ اس
کو وحی ہوتی ہے اگرچہ[1] اس کے میوے کھانا اور حور عین سے معانقہ کرتا ہے
تو یہ لوگ سارے کے سارے کافر ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم[2]
نے خبر دی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم خاتم النبیین
ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی مبعوث نہ ہوگا اور
اللہ کی طرف سے اس کا یہ کلام ہم تک پہنچا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و
علیٰ آلہٖ وسلم خاتم النبیین ہیں اور یہ کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم
تمام لوگوں کے واسطے رسول بھیجے گئے اور تمام امت کا اس پر اجماع

[1] نبوت کا دعویٰ نہ کرے یا کہے وہ آسمان پر چڑھتا ہے جنت میں داخل ہوتا ہے

[2] کو جھٹلانے والے ہیں اس لیے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ہے کہ یہ کلام (خاتم النبیین) اپنے معنیٰ ظاہر پر محمول ہے اور جو معنیٰ (سب سے پچھلا نبی ہوتا) اس سے سمجھے جاتے ہیں وہی اس سے اللہ کی مراد ہے اور اس میں تاویل و تخصیص نہیں تو ان تمام گروہوں کے قطعاً اجماعاً بادلۂ شرعیہ کافر ہونے میں کوئی شک نہیں۔

مفسرین اسلام و محدثین اعلام و متکلمین عظام و فقہائے کرام علیہم الرحمۃ اللہ الملک المنعام نے قاطبتہ اسی عقیدۂ ضروریہ دینیہ کی روشن تصریحیں فرمائیں اور خود حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے سیکڑوں احادیث مبارکہ میں خاتم النبیین کے یہی معنیٰ بیان فرمائے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب سے پچھلے نبی ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبوت نہیں مل سکتی۔ جیسے اس مسئلہ کا ظاہر و باہر روشن و قاہر مفصل بیان دیکھنا منظور ہو وہ حضور پر نور امام اہلسنت مجدد اعظم فاضل بریلوی مولانا شاہ عبد المصطفیٰ محمد احمد رضا خاں صاحب قادری برکاتی بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتاب مبارک مسمّٰی بنام تاریخی جزاء اللہ عدوہٗ باباۂ ختم النبوۃ کا مطالعہ کرے ہر تد قادیانی نے اپنی اس عبارت ملعونہ میں خاتم النبیین کے اس ضروری دینی معنیٰ کا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سب سے پچھلے نبی ہیں کھلم کھلا انکار کیا اور اپنے جی سے اس کے یہ معنیٰ گڑھے کہ بغیر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے واسطے کے کسی کو نبوت نہیں مل سکتی۔ لیکن حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے توسط سے فانی فی الرسول ہو کر نبوت حاصل کی جا سکتی ہے۔ اس معنیٰ گڑھنے میں قادیانی موجد

نہیں بلکہ وہابیہ دیوبندیہ کے گرو گھنٹال قاسم نانوتوی علیہ ما یستحقہ کا مقلد ہے۔ سب سے پہلے اسی مرتد نانوتوی نے اپنی ملعون کتاب تحذیر الناس میں یہ کفر و ارتداد گڑھ کر مسلمانوں کے سامنے پیش کیا۔ مرتد نانوتوی نے تحذیر الناس ص۳ پر لکھتا ہے عوام کے خیال میں تو رسول اللہ کا خاتم ہونا بایں معنیٰ ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں۔ مگر اہلِ فہم پر روشن ہے کہ تقدم یا تأخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقامِ مدح میں ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیوں کر درست ہوسکتا ہے۔ ہاں اگر اس وصف کو اوصافِ مدح میں سے نہ کہئے اور اس مقام کو مقامِ مدح نہ قرار دیجئے تو البتہ خاتمیت باعتبار تأخر زمانی صحیح ہوسکتی ہے مگر میں جانتا ہوں کہ اہل اسلام میں سے کسی کو یہ بات گوارہ نہ ہوگی ــــ (الیٰ اٰخر الھفوات الکفریہ) اس عبارت میں مرتد نانوتوی نے صاف طور پر بک دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا اس معنیٰ میں خاتم النبیین ہونا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب سے پچھلے نبی ہیں۔ ناسمجھ لوگوں کا خیال ہے۔ سمجھ دار لوگوں کے نزدیک یہ معنیٰ غلط ہیں سب سے پچھلا نبی ہونا کوئی مدح و ثنا کا وصف اور کوئی قابل تعریف صفت نہیں اگر یہ آیت کریمہ میں خاتم النبیین کے معنیٰ سب سے پچھلا نبی ہونا لئے جائیں تو کلام الٰہی ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین غلط اور نادرست ہوجائے گا۔ پھر اسی کفری مضمون ملعون کو مفصل طور پر نوسطرو

میں بکتا چلا گیا اور نئے نئے کفریات بکتا چلا گیا جس کی پوری تفصیل رسائل
مبارکہ « الاستمداد علیٰ اجیال الارتداد ، والموت الاحمر علیٰ کل
انجس اکفر ووقعات السنان الیٰ حلق المسماۃ بسط البنان
اور رودادِ مباحثہ اہلسنت وہابیہ میں ملاحظہ ہو. جب مرتد نانوتوی
خاتم النبیین کے اس معنیٰ ضروری دینی کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
سب سے پچھلے نبی ہیں۔ اپنے مغالطات کفریہ ملعونہ سے بزعم خود باطل
کرچکا تو اپنے جی سے گڑھ کر اس کے معنیٰ بتایا ہے۔ بارہ سطروں میں لاطائل
اور سراپا مہمل و باطل کفری تمہید باندھ کر صفحہ ۴ میں اس کا نتیجہ دیتا ہے
اسی طور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خاتمیت کو تصور فرمائیے یعنی
آپ موصوف بوصف نبوت بالذات ہیں اور سوا آپ کے اور نبی موصوف
بوصف نبوت بالعرض اوروں کی نبوت آپ کا فیض ہے پر آپ کی نبوت کسی اور
کا فیض نہیں آپ پر سلسلۂ نبوت مختتم ہو جاتا ہے۔ اس عبارت ملعونہ میں
نانوتوی نے کھلم کھلا بک دیا کہ آیت کریمہ میں خاتم النبیین کے صرف یہی معنیٰ ہیں
کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم [علہ] حضور علیہ الصلاۃ والسلام
کی نبوت کسی اور نبی کا فیض نہیں لیکن دوسرے نبیوں کی نبوت حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کا فیض ہے۔

ملاحظہ ہو طابق النعل بالنعل بالکل وہی قادیانی گڑھت ہے
صرف عبارت کا فرق ہے معنیٰ دونوں کے ایک ہی ہیں۔ دجال قادیانی
نے عربی زبان میں یوں بکا تھا کہ خاتم النبیین کے یہ معنیٰ ہیں لا سبیل الیٰ فیوض
اللہ من غیر توسطہ یعنی بغیر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے واسطے

علہ بے غیر واسطہ کسی نبی کے خود بخود نبی ہیں اور دوسرے نبیوں کی نبوت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم

اور وسیلے کے کسی شخص کو نبوت نہیں مل سکتی یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت بلاواسطہ اور دوسرے نبیوں اور رسولوں کی نبوت ورسالت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے واسطے اور وسیلے سے ہے۔
اور مرتد نانوتوی نے یوں کہہ دیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت کسی اور نبی کا فیض نہیں لیکن دوسرے نبیوں اور رسولوں کی نبوت ورسالت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کا فیض ہے۔ بات ایک ہی ہوئی۔ مرتد قادیانی نے توسط کا لفظ بولا۔ مرتد نانوتوی نے لفظ فیض کہا۔ خاتم النبیین کے نئے معنی گڑھنے میں دونوں متحد متفق ہیں اور خاتم النبیین کے جو ضروری دینی معنی تھے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب سے پچھلے نبی ہیں۔ ان سے کفر وانکار کرنے میں دونوں مرتد مشترک ومتحد ہیں۔ مرتد قادیانی تو کھلم کھلا اپنے آپ کو نبی ورسول کہہ کر اس معنی ضروری دینی سے کافر ہوگیا اور مرتد نانوتوی نے اس معنی ضروری دینی کو صاف صریح الفاظ میں ناسمجھ لوگوں کا خیال اور سمجھ دار لوگوں کے نزدیک غلط باطل بتاکر اس سے کفر کیا۔ بہرحال اس مسئلہ ضروریہ دینیہ سے کافر ومرتد ہونے میں دونوں یکساں ہیں۔ البتہ دونوں میں استاد شاگرد اور گرو چیلے کا فرق ہے۔ نانوتوی نے یہ نیا کفر وارتداد گڑھا اور قادیانی اس کفر ملعون میں اس کا مقلد ہوگیا۔ قادیانی نے تو صرف اپنے نفس ناپاک کو نبی ورسول بتایا لیکن نانوتوی نے سیکڑوں ہزاروں لاکھوں کروروں کو نبوت ملنا جائز ٹھہرایا۔ اور اس سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے میں کچھ خلل نہ آنے کا کفری ملعون گیت گایا۔ ولاحول

ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم (ملاحظہ ہو تحذیر الناس صفحہ ۲۸/۱۴)

الحاصل مرتد نانوتوی و دجال قادیانی دونوں اپنے ان ملعون کفروں کے سبب بحکم شریعت ایسے کافر و مرتد ہیں کہ جو لوگ ان کے ان ملعون کفروں پر مطلع ہونے کے بعد ان کو کافر و مرتد نہ کہیں یا ان کے کافر و مرتد ہونے میں شک رکھیں وہ بھی سب کے سب کافر و مرتد اور بے توبہ مرے تو مستحق لعنت واحد واحد اور سزاوار نار سرمد و لاحول ولا قوۃ الا باللہ الواحد الاحد الصمد جل جلالہ وعم نوالہ

ہمارے اس بیان سے واضح ولائح ہو گیا کہ وہابیہ دیوبندیہ کی طرح علی العموم تمام مرزائیہ بھی قطعی یقینی کفار و مرتدین ہیں۔ خواہ وہ مرتد ظہیر الدین اروپی وعبداللہ تیماپوری کے چیلے ہوں جو معاذاللہ دجال قادیانی کو ناسخ شریعت محمدیہ اور رسول صاحب شریعت مستقلہ مانتے ہیں یا مرزا محمود قادیانی کے گرگے ہوں۔ جو دجال قادیانی کو غیر صاحب شریعت رسول و نبی کہتے اور اپنے مرزا کو متبع شریعت محمدیہ بتاتے اور اس مرتد کو فانی فی الرسول بتا کر اسے بروزی نبی اور امتی نبی ٹھہراتے ہیں۔ یا وہ محمد علی ایم اے ایڈیٹر پیغام صلح لاہور کے دم چھلے ہوں جو مرتد قادیانی کے کفریات کثیرہ ملعونہ پر اطلاع رکھتے ہوئے بھی اس کو مجدد و مسیح و مہدی مانتے ہیں یا اکفر المرتدین اشد الکفار بے دین زندیق صدیق دین دار کے پچھ لگوے ہوں جو دجال قادیانی کو بھی نبی و رسول مانتا ہے اور اپنے نفس ناپاک کو بھی قادیانیوں کے لیے نبی و رسول اور بشیر موعود کہتا اور ہندوؤں کے لیے اپنے آپ کو جن بسویشور اوتار اور

مسلمانوں کے لیے اپنی ذات خبیث کو امام مہدی اور نصاریٰ کے لیے اپنے آپ کو مسیح موعود ٹھہراتا ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ یا ان لاہوری مرتدوں سے بھی گرے ہوئے وہ صلح کلی ہوں جو کفریات قطعیہ قادیانیہ پر اطلاع رکھتے ہوئے بھی اس کو اگرچہ خطا کار اور غلط گو کہیں مگر اس کو کافر و مرتد کہنے سے زبان روکیں اور اس میں دجال قادیانی کی خصوصیت نہیں جو شخص کسی کفر قطعی یقینی کا قائل ہے اس کے کفر پر مطلع ہوتے ہوئے جو لوگ کہیں کہ بیشک اس نے بڑی غلطی کی اس نے بہت برا کیا اس کا یہ کلمہ نہایت بے وقوفی کی بات ہے مگر اس کو کافر نہ کہیں اور یوں بکیں کہ کافر مرتد کہنا مولویوں کا جھگڑا ہے۔ وہ سب کے سب قطعاً یقیناً کفار و مرتدین ہیں اور بے دینان ملحدین والعیاذ باللہ القوی المتین۔ ان مباحث کی تفصیل جلیل حضور پرنور امام اہلسنت مجدد اعظم فاضل بریلوی اعلیحضرت عظیم البرکت مولانا شاہ محمد احمد رضا خاں صاحب قبلہ قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رسائل مبارکہ قہر الدیان علی مرتد بقادیان السوء والعقاب علی المسیح الکذاب۔ والصارم الربانی علی اسراف القادیانی میں ملاحظہ ہو۔

جواب سوال چہارم یہ بھی عام طور پر کفار و مرتدین کا گروہ ہے۔ ان رافضیوں کا ایک مجتہد اپنے فتوے میں لکھتا ہے مرتبہ اہل بیت نبوی صلوات اللہ علیہم اجمعین سیما مولانا و مقتدانا حضرت امیر المومنین امام المسلمین بلا فصل خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی شیر خدا حضرت علی مرتضیٰ صلوات اللہ علیہ از سائر انبیاء سوائے حضرت

سرورکائنات ختم المرسلین علیہ الف الف تحیۃ والثناء افضل است یانہ جواب :- البتہ مراتب ائمہ ہدیٰ علیہم التحیۃ والثناء از سائر انبیاء بلکہ رسولان اولوالعزم سوائے حضرت خاتم النبیین صلوات اللہ علیہ زیادہ بود ورتبہ جناب امیر علیہ السلام نیز سید محمد علی یعنی اہل بیت نبوی بالخصوص مولانا ومقتدانا حضرت امیرالمؤمنین امام المسلمین بلافصل خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی شیر خدا حضرت علی مرتضیٰ صلوات اللہ علیہ سرورکائنات ختم المرسلین علیہ الف الف تحیۃ والثناء کے سوا تمام انبیاء سے افضل ہیں یا نہیں۔ جواب :- بیشک ائمہ ہدیٰ علیہم التحیۃ والثناء کے مرتبے حضرت سرور کائنات ختم المرسلین کے سوا تمام انبیاء بلکہ رسولان اولوالعزم سے زیادہ تھے اور امیرالمؤمنین کا رتبہ بھی۔ یہی رافضی مجتہد اپنے دوسرے فتوے میں لکھتا ہے۔

تحریف جامع القرآن بلکہ محرق ومحرف فرقان در نظم قرآن مستغنی عن البیان وہمچنیں نقصان بعضے آیات وارده در فضیلت اہل بیت علیہم السلام مدلول قرائن بسیار وآثار بے شمار پس در تحریف عثمان چہ شک فان فی العیان غنیۃ عن البیان عیاں راچہ بیاں سید محمد علی یعنی قرآن کے جمع کرنے والے بلکہ اس کو جلانے والے اور اس کی تحریف کرنے والے کی آیات قرآنیہ میں تحریف محتاج بیان نہیں اور اسی طرح بعض ان آیتوں کو کم کردینا جو اہل بیت علیہم السلام کی فضیلت میں وارد ہوئی تھیں۔ بہت سے قرینوں اور بے شمار آثار سے ثابت ہے

پس عثمان کی تحریف قرآنی میں کیا شک ہے اس لیے کہ جو چیز مشاہدہ میں آرہی ہے اس کے بیان کی حاجت نہیں۔ دیکھی ہوئی چیز کا بیان ہی کیا۔ یعنی عام طور پر رافضیوں کے یہ گندے عقیدے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوا تمام انبیاء علیہم السلام سے ائمہ اثنا عشر رضی اللہ تعالیٰ عنہم افضل ہیں اور قرآن عظیم ناقص ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

یہ دونوں عقیدے یقینی قطعی اجماعی کفر وارتداد ہیں تمام مسلمانوں کے اعتقاد میں یہ مسئلہ ضروریات دین سے ہے کہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام غیر انبیاء سے افضل واعلیٰ ہیں۔ حضرت امام قاضی عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ شفا شریف میں فرماتے ہیں۔ وکذلک نقطع بتکفیر غلاۃ الرافضۃ فی قولھم ان الائمۃ افضل من الانبیاء یعنی اسی طرح غالی رافضیوں کو بھی قطعاً یقیناً اجماعاً کافر کہتے ہیں جن کا قول یہ ہے کہ ائمہ اہلبیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام سے افضل ہیں۔ یوں ہی یہ مسئلہ بھی ضروریات دین میں سے ہے کہ سارا قرآن پاک مکمل طور پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک سے لے کر اب تک مکتوب ومحفوظ چلا آرہا ہے اور جب تک اسلام دنیا میں قائم رہے گا قرآن پاک یوں ہی مکمل اور ہر قسم کی لفظی تحریف وتبدیل وتغیر وزیادت ونقصان سے پاک ومحفوظ رہے گا۔ اس کی حفاظت اس کے نازل فرمانے والے رب تبارک وتعالیٰ نے اپنے ذمۂ قدرت پہ لے لی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے۔ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحفظون ؕ یعنی بے شک ہم نے اس قرآن کو نازل فرمایا اور بیشک ہمیں

یقیناً اس کی حفاظت فرمانے والے ہیں۔ روافض جو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ قرآن پاک معاذ اللہ ناقص ہے۔ اس سے حضرت سیدنا عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ و دیگر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے فضائل اہل بیت رضی اللہ عنہم کی کچھ آیتیں یا سورتیں نکال ڈالیں انھیں دو قطعی یقینی ملعون کفروں میں ایک سے ہرگز مفر نہیں یا تو یہ کہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن پاک کی حفاظت کا جھوٹا وعدہ فرمایا تھا اور سنیوں کے خوف سے اس نے بھی تقیہ کر لیا تھا۔ العیاذ باللہ تبارک و تعالیٰ۔ یا یہ کہ اس نے حفاظت تو فرمائی مگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم [1] اپنے کلام عظیم کو محفوظ نہ رکھ سکا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

اس مسئلے کی تفصیل جلیل حضور پر نور امام اہلسنت مجدد اعظم فاضل بریلوی سیدنا اعلیحضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رسالۂ مبارکہ مسمّٰی بنام تاریخی ردّ الرفضۃ [۱۳] میں ملاحظہ ہو۔ بہرحال جو شخص کسی رافضی کے ایسے ملعون عقیدوں پر مطلع ہونے کے بعد بھی اس کے کافر ہونے میں شک رکھے یا اس کو کافر کہنے سے اپنی زبان روکے وہ بھی بحکم شریعت مطہرہ قطعاً یقیناً اجماعاً کافر و مرتد ہے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

واللہ و رسولہ اعلم جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ وسلم

جواب سوال پنجم:-

نیچریت بھی مادر وہابیت کی دختر نوزائیدہ ہے اور اس کے عقائد اس سے بھی اخبث و انجس ہیں۔ اس کا بانی پیر نیچر سر سید علی خاں کولی علی گڑھی ہے۔ اس نے تمام معجزات انبیاء بلکہ تمام ضروریات دینیہ کا انکار کیا ہے۔ اپنی کتاب

---

[1] کی قوت و طاقت اس کی حفاظت پر غالب آئی۔ واحد قہار قادر مطلق قدیر و مقتدر عز مجدہ و جل جلالہ عما

تفسیر القرآن میں جو درحقیقت تکذیب القرآن ہے لکھتا ہے۔

خدا اور پیغمبر میں بجز اس ملکہ نبوت کے جس کو ناموس اکبر اور زبان شرع میں جبریل کہتے ہیں اور کوئی ایلچی پیغام پہنچانے والا نہیں ہوتا اس کا دل ہی وہ[1] ایلچی ہوتا ہے جو خدا کے پاس پیغام لے جاتا ہے اور خدا کا پیغام لے کر آتا ہے وہ خود ہی وہ مجسم چیز ہوتا ہے جس میں سے خدا کے کلام کی آوازیں نکلتی ہیں وہ خود ہی وہ کان ہوتا ہے جو خدا کے بے حرف و بے صوت کلام کو سنتا ہے۔ خود ہی اس کے دل سے فوارہ کے مانند وحی اٹھتی ہے اور خود ہی اس پر نازل ہوتی ہے اسی کا عکس اس کے دل پر پڑتا ہے جس کو وہ خود ہی الہام کہتا ہے اس کو کوئی بلواتا نہیں بلکہ وہ خود ہی بولتا ہے اور خود ہی کہتا ہے۔ وَمَا یَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ جو حالات وارادت ایسے دل پر گزرتے ہیں وہ بھی بمقتضائے فطرت انسانی اور سب کے سب قانون فطرت کے پابند ہوتے ہیں وہ خود اپنا کلام نفسی ان ظاہری کانوں سے اسی طرح پر سنتا ہے جیسے کوئی دوسرا شخص اس سے کہہ رہا ہے وہ خود اپنے آپ کو ان ظاہری آنکھوں سے اس طرح دیکھتا ہے جیسے دوسرا شخص اس کے سامنے کھڑا ہوا ہے۔ ان واقعات کے بتلانے کو اگرچہ یہ قول یاد آتا ہے کہ قدر ایں بادہ بذانی بخدا تا نچشی مگر ہم بطور تمثیل کے گو وہ کیسی ہی کم رتبہ ہو اس کا ثبوت دیتے ہیں۔ ہزاروں شخص ہیں جنھوں نے مجنونوں کی حالت دیکھی ہوگی وہ بغیر بولنے والے کے اپنے کانوں سے آوازیں سنتے ہیں۔ تنہا ہوتے ہیں مگر اپنی آنکھوں سے اپنے پاس کسی کو کھڑا

[1] آئینہ ہوتا ہے جس میں تجلیات ربانی کا جلوہ دکھائی دیتا ہے اور اس کا دل ہی

ہوا باتیں کرتا ہوا دیکھتے ہیں وہ سب انھیں کے خیالات ہیں جو سب طرف سے بے خبر ہو کر ایک طرف مصروف اور اس میں مستغرق ہیں اور باتیں سنتے ہیں اور باتیں کرتے ہیں پس ایسے دل کو جو فطرت کی رو سے تمام چیزوں سے بے تعلق اور روحانی تربیت پر مصروف اور اس میں مستغرق ہو ایسی واردات کا پیش آنا کچھ بھی خلاف فطرت انسانی نہیں ہے ہاں ان دونوں میں اتنا فرق ہے کہ پہلا مجنون ہے اور پچھلا پیغمبر۔ گو کہ کافر پچھلے کو بھی مجنون بتاتے تھے۔ تفسیر القرآن جلد اول ص۲۹

اس ناپاک ملعون عبارت میں پیر نیچر نے صاف صاف بتا دیا کہ پیغمبروں نے اپنی امتوں کے سامنے جو کلام الٰہی پیش کیا وہ کلام الٰہی ہر گز نہیں تھا بلکہ وہ سب انھیں پیغمبروں کے دلوں کے خیالات تھے۔ جو فوارے کے پانی کی طرح انھیں کے قلوب سے جوش مار کر نکلے اور پھر انھیں کے دلوں پر نازل ہو گئے جبریل کسی ہستی کا نام نہیں فرشتوں کا کوئی وجود نہیں بلکہ جیسے پاگل اپنی دماغی بیماری کے سبب یہ سمجھتا ہے کہ میرے پاس کوئی کھڑا ہے مجھ سے باتیں کر رہا ہے اور حقیقت میں وہاں کسی کا وجود نہیں ہوتا وہ سب اسی پاگل کے خیالات ہیں۔ اسی طرح لوگوں کی روحانی تربیت میں مصروف ہونے کے سبب پیغمبر بھی سمجھتا ہے کہ میرے پاس جبریل خدا کا یہ کلام لائے۔ فرشتوں نے خدا کا یہ پیغام پہنچایا اور در حقیقت نہ جبریل کا وجود ہے نہ کسی اور فرشتے کا بلکہ وہ سب اسی پیغمبر کے دل کے خیالات ہیں جو پیغمبر کو فرشتوں

کی شکل میں دکھائی دیتے ہیں۔ اس کفر ملعون نے تمام انبیاء و مرسلین علیہم الصلاۃ والسلام کو جھوٹا بتایا کہ وہ اپنے دلوں کے خیالات کو کلام الٰہی کہا کرتے تھے۔ توراۃ مبارکہ و زبور مقدس و انجیل شریف و قرآن عظیم وغیرہ تمام کتب الٰہیہ کو معاذ اللہ انسانی خیالات ٹھہرایا۔ نہ صرف ملت محمدیہ بلکہ ملت عیسویہ و ملت موسویہ و ملت ابراہیمیہ اور تمام الٰہی ملتوں کو باطل اور انسان کا گڑھا ہوا بتایا۔ جب پیر نیچر کے دھرم میں تمام کتب سماویہ انسانی خیالات ٹھہر چکیں تمام ادیان الٰہیہ لوگوں کے گڑھے ہوئے طریقے ہو گئے تمام انبیاء و مرسلین علیہم الصلاۃ والسلام معاذ اللہ جھوٹے ٹھہر چکے تو اب دہریت و الحاد کے سوا کیا رہ گیا؟ کیا بے دینی اور دہریت کا اس سے بھی زیادہ کھلا ہوا منظر تصور کیا جا سکتا ہے۔ والعیاذ باللہ تبارک و تعالیٰ۔

میں حیران ہوں کہ اس عبارت ملعونہ کے کفریات خبیثہ کیوں کر شمار کروں۔ پیر نیچر نے اس خبیث عبارت میں تمام انبیاء و مرسلین علیہم الصلاۃ والسلام کو معاذ اللہ جھوٹا بتا دیا اور کسی ایک نبی کو بھی جھوٹا بتانا کفر قطعی یقینی اجماعی ہے۔ تمام کتب سماویہ کو بھی انسانی خیالات کا مجموعہ بتا دیا اور کسی ایک کتاب الٰہی کو بھی انسانی خیالات بتانا کفر قطعی یقینی ہے[1]۔ تمام عقائد ضروریہ دینیہ کو یکسر جھٹلا دیا اور کسی ایک ضروری دینی عقیدے کو جھٹلانا بھی کفر قطعی یقینی ہے۔ اور یہ تمام کفریات ایسے قطعی یقینی اجماعی اتفاقی حتمی جزمی ہیں کہ جو شخص ان میں سے کسی ایک کے بھی قائل کو اس پر مطلع ہوتے ہوئے کافر مرتد کہنے میں توقف کرے یا اس کے کافر مرتد ہونے میں شک

[1] قرآن کریم کی تمام آیات کے کلام الٰہی ہونے سے انکار کر دیا اور قرآن کریم کی کسی ایک آیت مبارکہ کو بھی کلام الٰہی ماننا

کرے وہ بھی بحکم شریعت مطہرہ کافر مرتد ہے اور بے توبہ مرا تو مستحق عذاب ابد (والعیاذ باللہ العزیز الغنی الوتر الصمد)

میں متحیر ہوں کہ اس عبارت ملعونہ کی رد میں کون سی آیت کریمہ تلاوت کروں اس بے ایمان پیر نیچر نے تو اپنے اس قول ملعون میں اللہ عزوجل کے نہ صرف قرآن عظیم کو بلکہ اس کی نازل فرمائی ہوئی جملہ کتابوں کو انسانی خیالات کا مجموعہ بتادیا۔ قرآن عظیم کی جو آیت کریمہ بھی تلاوت کی جائے گی وہ اس نیچری مرتد اکفر پر رد اور واحد قہار جل جلالہ کا غضب اشد ہی ہوگی۔ اس وقت صرف ایک ہی آیت کریمہ کی تلاوت پر اکتفا کیا جاتا ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ ومن یکفر باللہ وملئکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الاخر فقد ضل ضلالا بعیدا ۔ یعنی جو شخص اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے پیغمبروں اور پچھلے دن کو نہ مانے تو بیشک وہ دور کی گمراہی میں پڑا۔ والعیاذ باللہ ذی المجد والعلی

یہی پیر نیچر سر سید احمد خاں کولی علی گڑھی اپنی اسی ناپاک ملعون تحریف القرآن بغلط مسمّٰی بہ تفسیر القرآن جلد اول صفحہ ۱۸۶ پر لکھتا ہے۔

ہمارے پاس کوئی ثبوت اس امر کا نہیں ہے کہ حضرت ابراہیم کے زمانے میں نماز کے بعینہ یہی ارکان تھے جو اب مذہب اسلام میں ہیں۔ نہ یہ ثابت ہے کہ اس نماز میں جیسے کہ وہ ہو اسی طرح رکوع و سجدہ تھا جیسے کہ ہمارے نماز میں ہے بلکہ اگر اس زمانے کے حالات اور اس زمانے کے وحشی قوموں کی عبادت پر خیال کیا جائے تو بجز اس کے اور کچھ نہیں پایا جاتا کہ وہ لوگ آپس میں حلقہ باندھ کر کھڑے ہو جاتے تھے اور کودتے اور

اچھلتے تھے اور سر ٹیک دیتے تھے اور اس کا نام پکارتے تھے یا اس کی تعریف کے گیت گاتے تھے جس کی وہ عبادت کرتے تھے اسی نماز کا نشان اسلام میں بھی طریقۂ ابراہیمی پر موجود ہے جس کا نام مذہب اسلام میں طواف کعبہ قرار پایا ہے۔ ابن عباس سے مشکوٰۃ میں روایت ہے کہ ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم قال الطواف حول البیت مثل الصلوٰۃ الا انکم تتکلمون فیہ فمن تکلم فیہ فلا یتکلمن الا بخیر یعنی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ کعبے کے گرد طواف کرنا مثل نماز کے ہے گویہ طریقہ نماز کا وحشیانہ ہو مگر اس میں کچھ شبہ نہیں کہ حال کی مؤدب اور باوقار نمازوں سے زیادہ پُرجوش اور زیادہ تر محبت معبود کا برانگیختہ کرنے والا اور معبود کے شوق کو زیادہ تر جوش میں لانے والا اور دل کو خالص اس کی یاد میں مشغول کرنے والا تھا۔ یہ حرکتیں انسان میں بالطبع مجنون کا سا جوش پیدا کر دیتی ہیں اور جس طرح مجنون کسی بات میں مشغول ہو۔ اسی طرح خدا کی یاد میں انسان کو مشغول کر دیتی ہیں

پھر صفحہ ۲۴۶ پر لکھتا ہے۔ احرام کے وقت تہ بند باندھنے اور بغیر قطع کیا ہوا کپڑا پہننے کا بھی قرآن مجید میں کہیں ذکر نہیں ہے۔ مگر اس میں کچھ شک نہیں کہ اس کا رواج زمانۂ جاہلیت سے برابر چلتا آرہا تھا اور اسلام میں بھی قائم رہا۔ یہ پوشاک جو حج کے دنوں پہنی جاتی ہے۔ ابراہیمی زمانے کی پوشاک ہے۔ حضرت ابراہیم کے

زمانے میں دنیا نے سویلزیشن میں جو تمدنی امور سے علاقہ رکھتی ہے کچھ ترقی نہیں کی تھی۔ وہ قطع کیا ہوا کپڑا بنانا نہیں جانتے تھے۔ اس زمانے کی پوشاک یہی تھی۔ کہ ایک تہبند باندھ لیا۔ کسی کو اگر کچھ زیادہ میسّر ہوا تو ایک ٹکڑا کپڑے کا بطور چادر کے اوڑھ لیا۔ سر کو ڈھانکنا اور قطع کیا ہوا کپڑا پہننا کسی کو نہیں معلوم تھا۔ حج جو اس بڈھے خدا پرست کی عبادت کی یادگاری میں قائم ہوا تھا جس نے بہت سوچ بچار کر کہا تھا انی وجہت وجھی للذی فطر السّموات والارض حنیفا وما انا من المشرکین۔ تو اس عبادت کو اسی طرح اور اسی لباس میں ادا کرنا قرار پایا تھا جس طرح اور جس لباس میں اس نے کی تھی محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے شروع سویلزیشن کے زمانے میں بھی اسی وحشیانہ صورت اور وحشیانہ لباس کو ہمارے بڈھے دادا کی عبادت کی یادگاری میں قائم رکھا

پھر صفحہ ۲۴۸ ، پر صفحہ ۲۴۹ پر لکھتا ہے۔ رمیٔ جمار کی کوئی ٹھیک وجہ معلوم نہیں ہوتی تمام ارکان حج اسلام میں وہی بحال رہے ہیں جو زمانۂ جاہلیت میں تھی۔ اور اس لیے کہا جا سکتا ہے کہ وہی رسم رمیٔ جمار کی جو زمانۂ جاہلیت تھی اسلام میں بھی مثل دیگر ارکان حج کے عمل در آمد رہی

پھر صفحہ ۲۴۹ ، پر لکھتا ہے۔

حج کی حقیقت

جب کہ حضرت اسماعیل مکے میں آباد ہوئے اور ابراہیم نے کعبے کو بنایا تو اور قومیں جو گرد و نواح میں خانہ بدوش پھرتی تھیں وہاں آکر آباد ہوئیں اور جیسا کہ دستور ہے اس

مقدس مسجد کی زیارت کو لوگ آنے لگے وہاں کوئی زیارت کی چیز بجز
بے چھت کی مسجد کی دیواروں کے اور کچھ نہ تھی۔ جو کچھ زیارت تھی وہ یہی
تھی کہ لوگ جمع ہو کر اس زمانۂ قدیم کے وحشیانہ طریقہ پر خدا کی عبادت
کرتے تھے۔ ننگے سر تہبند بندھا ہوا ننگ دھڑنگ ان دیواروں
کے گرد جو خدا کے گھر کے نام سے بنائی گئی تھیں اچھلتے اور کودتے اور
حلقہ باندھ کر چوگرد پھرتے تھے جس کا اب ہم نے طواف نام رکھا ہے
حضرت ابراہیم نے بغرض آبادی مکہ اور ترقی تجارت یہ بات چاہی کہ لوگوں
کے آنے اور زیارت کرنے اور اس مقام پر عبادت معبود کے بجالانے
کے لیے ایام خاص مقرر کئے جائیں تاکہ لوگوں کے متفرق آنے کے بدلے
موسم خاص میں مجمع کثیر ہوا کرے اور سب مل کر خدا کی عبادت بجا
لائیں اور مکے کی آبادی اور تجارت کو ترقی ہو۔ پھر صفحہ ۲۵۰ پر لکھتا ہے
آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے بھی اس رسم کو انھیں
اغراض کے لیے جاری رکھا جس غرض سے کہ حضرت ابراہیم نے مقرر کی تھی
جس کا اشارہ اس آیت کریمہ میں ہے۔ لیس علیکم جناح ان
تبتغوا فضلا من ربکم یعنی حج کے دنوں میں اگر تم تجارت سے
روزی کمانے کی تلاش کرو تو تم پر کچھ گناہ نہیں ہے۔ پس یہ سمجھنا کہ
بانیٔ اسلام نے کعبہ شریف کو مثل پارس پتھر کے قرار دیا تھا کہ جس نے
اس کو چھوا اور سونا ہو گیا۔ یہ ایک غلط خیال ہے۔
پھر اسی صفحہ ۲۵۰ پر لکھتا ہے۔ موسم حج کا صرف تجارت کی

نظر سے مقرر کیا گیا تھا تاکہ قوم اس سے فائدہ اٹھاوے اور ان ایام میں عرب کی قومیں قافلوں کے لوٹنے اور آپس میں لڑائی جھگڑوں سے باز رہیں۔ وہی تمام طریقے جو حج کی نسبت ابراہیم کے وقت سے چلے آتے تھے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے بھی قائم رکھے اس میں دنیاوی منفعت کے سوا روحانی بھی بہت بڑی تربیت ہے۔ اول اس بزرگ کی سالانہ یادگاری ہے جو دنیا کی قوموں کے لیے اور خدائے واحد کا نام دنیا میں پھیلانے اور فطرۃ اللہ یا دین اللہ کو تمام دنیا میں شائع کرنے کا باعث ہوا ایسے بزرگوں کی یادگاری قائم رکھنا اور ان کے پرانے تاریخی واقعات کو زندہ کرنا ان کے دائمی احسانوں کا اعتراف کرنا ہے۔ اور اس بات کا ہمیشہ یاد رکھنا ہے کہ خدا نے کس طرح انسان تک اپنی برکت اور اپنا فضل پہنچایا تھا۔ یہ یادگاری آئندہ انہیں نیکیوں اور فوائد کے جاری رکھنے میں بہت بڑی مددگار ہوتی تھی اور انسان کے دل کو نرم اور نیکیوں کی طرف راغب رکھتی ہے۔ ہمت بندھتی ہے۔ دل اور روحانی قوت نیکیاں کرنے پر تازہ ہو جاتی ہے دوسرے تمام ارکان حج میں بجز ابراہیمی طریقے کی نماز اور دعا اور خدا کی عبادت کے اور کچھ نہیں ہے اور جب کہ وہ ایسے مقام پر کی جاتی ہے جس کے تاریخی واقعات صرف خیال ہی سے دل پر بہت بڑا اثر پیدا کرتے ہیں اور جب کہ وہ ایک بہت بڑے جمِّ غفیر کے ساتھ ادا کی جاتی ہے جو دور دراز رستوں اور مختلف ملکوں سے آکر خدا کی عبادت کے لیے

جمع ہوتے ہیں تو صرف اس ہیئتِ مجموعی ہی سے جو اثر دل پر اور انسان کی روح پر پڑتا ہے وہ کسی اور طرح پر ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ ایک عملی طریقہ روحانی تربیت کا ہے جس کے مثل کوئی دوسرا طریقہ دنیا میں نہیں ہے۔
تیسرے یہ کہ چند روز کے لیے اس وحشیانہ حالت میں زندگی بسر کرنی جو اس بڈھے دادا کے زمانہ میں تھی راجب کہ نیک دلی اور سچائی اور خداپرستی اور خدا کے احسانات کی یادگاری میں وہی وحشیانہ سوانگ بھرا جاوے تو اس کا نہایت قوی اثر دل پر ہوتا ہے خصوصًا جب کہ وہ ایک گروہِ کثیرہ کے مجمع کے ساتھ ہو اور مجمع کا مجمع ایک شخص یا ایک ذات پاک کی یادگاری میں دیوانہ اور مستغرق ہو۔

پھر صفحہ ۲۵۱ پر لکھتا ہے۔ حقیقت حج کی ہماری سمجھ میں یہ ہے جو ہم نے بیان کی۔ جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اس پتھر کے بنے ہوئے چوکھونٹے گھر میں ایک ایسی متعدی برکت ہے کہ جہاں سات دفعہ اس کے گرد پھرے اور بہشت میں چلے گئے یہ ان کی خام خیالی ہے۔ کوئی چیز سوائے خدا کے مقدس نہیں ہے۔ اس کا نام مقدس ہے اور اسی کا نام مقدس رہے گا۔ اس چوکھونٹے گھر کے گرد پھرنے سے کیا ہوتا ہے اس کے گرد تو اونٹ اور گدھے بھی پھرتے ہیں وہ تو کبھی حاجی نہ ہوئے۔ پھر دو پاؤں کے جانور کو اس کے گرد پھر لینے سے ہم کیوں کر حاجی جانیں۔ ہاں جو یقینًا حج کرے وہ حاجی ہے۔

ہم نے اس مقام پر پیر نیچر کی شیطان کی آنت کی سی لمبی لمبی یہ پانچوں

ا بہت قوی اثر خدا کی محبت کا دل میں پیدا کرتی ہے۔ سویلزیشن کے زمانے میں۔

عبارات ملعونہ صرف اسی لیے نقل کر دی ہیں کہ اس کے کسی نیچری دم چھلے کو یہ عذر بارد پیش کرنے کا موقع نہ رہے کہ پیر نیچر کی پوری عبارتیں نہیں لی ہیں اگر پوری عبارتیں نقل کی جائیں تو شاید کچھ اور نتیجہ دیتیں۔ اب ہمارے سنی مسلمان بھائی اپنے رب تبارک و تعالیٰ اپنے پیارے آقا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی پناہ لیتے ہوئے ان ملعون عبارتوں کو کفریات ملعونہ دیکھیں۔ اوّلاً طواف کعبۂ معظمہ کو جو نماز ہی کی طرح اللہ عزوجل کی عبادت ہے اس کو وحشی قوموں کی ایجاد کی ہوئی بے ادبانہ غیر مہذب نماز بتایا۔ ثانیاً۔ احرام کو وحشیانہ لباس کہا۔ ثالثاً حج کرنے کی ہیئت وصورت کو بھی وحشیانہ صورت کہا۔ رابعاً حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیٰ نبینا و علیہ الصلاۃ والسلام کو معاذ اللہ بڈھا خدا پرست اور بڈھا دادا کہا۔ خامساً۔ صاف کہہ دیا کہ حج کے تمام ارکان وہی زمانہ جاہلیت کی رسمیں ہیں جو حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تشریف لانے سے پہلے رائج تھیں پھر جاہلیت کی انھیں رسموں کو اسی طرح حضور انور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے اسلام میں بھی جاری رہنے دیا یعنی حج کے ارکان میں سے کوئی چیز بھی اللہ تبارک و تعالیٰ کے حکم سے نہیں۔ سادساً۔ حج کی حقیقت صرف اسی قدر بتائی کہ حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ و حضرت سیدنا اسمٰعیل ذبیح اللہ علیٰ نبینا و علیہما الصلاۃ والسلام کے زمانے میں اردگرد کی خانہ بدوش وحشی غیر مہذب قومیں اس بے چھت کی مسجد (یعنی کعبے) کی دیواروں کے اردگرد اوچھلتی کودتی اور حلقہ باندھ کر گھومتی تھیں تو حضرت خلیل اللہ

و حضرت ذبیح اللہ علیہم الصلاۃ والسّلام نے چاہا کہ ایسا طریقہ ایجاد کیا جائے کہ شہر مکہ آباد ہو جائے اور یہاں کی تجارت کو بھی ترقی ہو۔ تو انہوں نے کعبہ کی کی دیواروں کے گرد اسی چھلنے کودنے گھومنے کے لیے حج کے دن مقرر کر دیئے تاکہ دور دراز کے شہروں سے لوگ ایک وقت میں اکٹھا ہو جایا کریں اور اس طرح مکے میں ایک سالانہ تجارتی میلہ لگا کرے۔
سابعًا۔ صاف کہہ دیا کہ حج کے مہینوں کو انہوں نے حرمت والے مہینے اس لیے مشہور کر دیا کہ سال بھر میں ایک مرتبہ جو لوگ دور دراز مقامات سے تجارت کا سامان لے کر مکے کے اس تجارتی میلے میں آئیں جائیں تو راستے میں ان پر ڈاکے نہ پڑھیں اور آپس میں بھی لوگ اس تجارتی میلے کے اندر لڑنے جھگڑنے سے باز رہیں تاکہ اس سالانہ تجارتی میلے میں جس کا نام حج رکھ دیا ہے خلل نہ پڑے ثامنًا۔ صاف کہہ دیا کہ حضرت ابراہیم و حضرت اسماعیل علیہم الصلوۃ والسّلام نے جس غرض (یعنی شہر مکہ کی آبادی اور وہاں کی تجارت کو ترقی) کے لیے یہ حج مقرر کیا تھا اسی غرض (یعنی آبادئ شہر مکہ و ترقی تجارت) کے لیے حضور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے بھی حج کو جاری رکھا۔
تاسعًا۔ صاف کہہ دیا کہ حج کی حقیقت تو صرف اسی قدر ہے کہ دنیوی فوائد و منافع حاصل ہوں لیکن اس کے ضمن میں روحانی تربیت کے بھی تین فائدے حاصل ہو جاتے ہیں۔ ایک یہ کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسّلام کی اس یادگار کو قائم رکھنے سے ان کے احسانوں کا شکریہ ادا ہوتا ہے اور یہ بات یاد ہوتی ہے کہ خدائے پاک جل جلالہ کے احسانات

اس کے بندوں تک کیوں کر پہنچے اور انسان کا دل نرم اور نیکیوں کی طرف راغب ہو جاتا ہے۔ دوسرے یہ کہ دور دراز ملکوں سے آئے ہوئے لوگوں کے بہت بڑے مجمع کے ساتھ انہیں وحشیانہ طریقے کی بے ادبانہ غیر مہذب حرکات ادا کرنے سے جن کا نام حج رکھ لیا گیا ہے اور وہ بھی جب کہ شہر مکہ کے ایک خاص تاریخی مقام میں ادا کی جاتی ہیں۔ انسان کے دل اور اس کی روح پر ایک خاص اثر پڑتا ہے جو کسی اور طریقے سے نہیں پڑ سکتا۔ تیسرے یہ کہ آج کل کے تہذیب و ترقی کے زمانہ میں ایک گروہ کثیر کے بہت بڑے مجمع کا چند روز اسی وحشیانہ حالت سے بسر کرنا اور نیک دلی اور سچائی اور خدا پرستی اور خدا کے احسانات کی یاد میں انہیں وحشیانہ بے ادبانہ غیر مہذب حرکتوں کا سوانگ بھرنا دل پر نہایت قوی اثر پیدا کرتا ہے۔ عاشرًا۔ صاف کہہ دیا کہ جو شخص ان فائدوں کے علاوہ حج کرنے کے کچھ اور اخروی فوائد بھی بتائے کہ حج کرنا اللہ عزوجل کی عبادت ہے۔ اللہ عزوجل کی عبادت کی نیت سے کعبۂ معظمہ کا حج کرنے والا گناہوں سے پاک صاف ہو جائے گا۔ آخرت میں بہشت پائے گا تو وہ کعبے کو پارس پتھر کی طرح سمجھتا ہے۔ اس کا یہ خیال غلط ہے یہ اس کی خام خیالی ہے۔ حادی عشر۔ صاف کہہ دیا کہ خانۂ کعبہ مقدس نہیں یعنی عزت و بزرگی والا نہیں۔ بلکہ اللہ عزوجل کے نام مبارک کے سوا اور کوئی چیز مقدس نہیں۔ ثانی عشر۔ اللہ عزوجل کے پاک مبارک گھر کعبۂ مقدسہ کو ان لفظوں سے یاد کیا۔ پتھر کا بنا ہوا چوکھونٹا گھر۔ ثالث عشر۔ صاف کہہ دیا کہ کعبۂ مقدسہ کا

حج کرنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ البتہ حج کی جو حقیقت پیر نیچر نے بیان کی کہ شہر مکّہ کی آبادی اور اس کی تجارت کو ترقی دینا بس جس نے یہ کام کرلیا وہی حقیقۃً حاجی ہے۔ رابع عشر:۔ صاف بک دیا کہ جو لوگ پیر نیچر کی گڑھی ہوئی اس حقیقت حج یعنی شہر مکّہ کی آبادی و تجارت کی ترقی سے قطع نظر کر کے اللہ عزوجل کی خالص عبادت کے لیے خانۂ کعبہ کا حج کرتے ہیں وہ حقیقۃً حاجی نہیں بلکہ وہ دو پاؤں کے جانور ہیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

اب چند آیات قرآنیہ کی تلاوت ہو جس سے پیر نیچر کے ان کفریات واضحہ کی مزید وضاحت ہو۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَیْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِیْمَ مُصَلًّى وَعَهِدْنَاۤ اِلٰۤى اِبْرٰهِیْمَ وَاِسْمٰعِیْلَ اَنْ طَهِّرَا بَیْتِیَ لِلطَّآىٕفِیْنَ وَالْعٰكِفِیْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ؇ یعنی اور یاد کرو جب ہم نے اس گھر کو لوگوں کے لیے مرجع اور امان بنایا اور ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کا مقام بناؤ اور ہم نے تاکید فرمائی ابراہیم و اسمٰعیل کو کہ میرا گھر خوب ستھرا کرو۔ طواف والوں اور اعتکاف والوں اور رکوع و سجود والوں کے لیے (ترجمۂ رضویہ) اور اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآىٕرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَیْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِ اَنْ یَّطَّوَّفَ بِهِمَا وَمَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًا فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِیْمٌ ؇ یعنی بے شک صفا و مروہ اللہ کی نشانیوں سے ہے تو جو اس گھر کا حج یا عمرہ کرے اس پر کچھ گناہ نہیں۔ کہ دونوں

کے پھیرے کرے اور جو کچھ بھلی بات اپنی طرف سے کرے تو اللہ نیکی
کا صلہ دینے والا خبردار ہے (ترجمہ رضویہ) اور اللہ تبارک وتعالیٰ
فرماتا ہے ۔ وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ
الْهَدْيِ وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ فَمَنْ
كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖۤ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ
اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ فَاِذَاۤ اَمِنْتُمْ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ
فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِى
الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ذٰلِكَ
لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِى الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَاتَّقُوا اللّٰهَ
وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۔ اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ
فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِى الْحَجِّ ۔
وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى
وَاتَّقُوْنِ يٰۤاُولِى الْاَلْبَابِ ۔ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا
فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاِذَاۤ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ
عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ وَاِنْ كُنْتُمْ
مِّنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّيْنَ ۔ ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ
وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۔ فَاِذَا قَضَيْتُمْ
مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ
ذِكْرًا فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَاۤ اٰتِنَا فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِى
الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۔ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّمَّا

کَسَبُوْا وَاللّٰہُ سَرِیْعُ الْحِسَابِ ۝ یعنی اور اللہ کے لیے حج وعمرہ
پورا کرو پھر اگر تم روکے جاؤ تو قربانی بھیجو جو میسر آئے اور اپنے سر
نہ منڈاؤ جب تک قربانی اپنے ٹھکانے نہ پہنچ جائے۔ پھر جو تم میں بیمار
ہو یا اس کے سر میں کچھ تکلیف ہو تو بدلہ دے روزے یا خیرات یا قربانی
پھر جب تم اطمینان سے ہو تو جو حج سے عمرہ ملانے کا فائدہ اٹھائے اس
پر قربانی ہے جیسی میسر آئے پھر جسے مقدور نہ ہو تو تین روزے حج کے
دنوں میں رکھے اور سات جب اپنے گھر پلٹ کر جائے یہ پورے
دس ہوئے یہ حکم اس کے لیے ہے جو مکے کا رہنے والا نہ ہو اور
اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ اللہ کا عذاب سخت ہے۔ حج
کے کئی مہینے ہیں جانے ہوئے۔ تو جو ان میں حج کی نیت کرے تو نہ
عورتوں کے سامنے صحبت کا تذکرہ ہو نہ کوئی گناہ۔ نہ کسی سے جھگڑا
حج کے وقت تک ہو اور تم جو بھلائی کرو اللہ اسے جانتا ہے اور
توشہ ساتھ لو کہ سب سے بہتر توشہ پرہیزگاری ہے اور مجھ سے
ڈرتے رہو اے عقل والو تم پر کچھ گناہ نہیں کہ اپنے رب کا فضل تلاش
کرو تو جب عرفات سے پلٹو تو اللہ کی یاد کرو مشعر حرام کے پاس اور
اس کا ذکر کرو جیسے اس نے تمہیں ہدایت فرمائی۔ اور بے شک اس
سے پہلے تم بہکے ہوئے تھے۔ پھر یہ بات ہے کہ اے قریشیو تم بھی
وہیں سے پلٹو جہاں سے لوگ پلٹتے ہیں اور اللہ سے معافی مانگو۔
بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ پھر جب اپنے حج کے کام پورے
کر چکو تو اللہ کا ذکر کرو جیسے اپنے باپ دادا کا ذکر کرتے تھے بلکہ اس

سے زیادہ اورکوئی آدمی یوں کہتا ہے کہ اے رب ہمارے ہمیں دنیا میں دے اور آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں۔ اور کوئی یوں کہتا ہے کہ اے رب ہمارے ہمیں دنیا میں بھلائی دے اور ہمیں آخرت میں بھلائی دے اور ہمیں عذاب دوزخ سے بچا۔ ایسوں کو ان کی کمائی سے بھاگ ہے اور اللہ جلد حساب کرنے والا ہے (ترجمہ رضویہ) اور اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ فِیْہِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰھِیْمَ وَمَنْ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا وَمَنْ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ ۝ یعنی بیشک سب میں پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کا مقرر ہوا وہ ہے جو مکے میں ہے برکت والا اور سارے جہان کا رہنما۔ اس میں کھلی نشانیاں ہیں۔ ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ اور جو اس میں آئے امان میں ہو اور اللہ کے لیے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا ہے جو اس تک چل سکے اور جو منکر ہو تو اللہ سارے جہان سے بے پرواہ ہے۔ (ترجمہ رضویہ) اور اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔ یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّیْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ وَمَنْ قَتَلَہٗ مِنْکُمْ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ یَحْکُمُ بِہٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْکُمْ ھَدْیًۢا بٰلِغَ الْکَعْبَۃِ اَوْ کَفَّارَۃٌ طَعَامُ مَسٰکِیْنَ اَوْ عَدْلُ ذٰلِکَ صِیَامًا لِّیَذُوْقَ وَبَالَ اَمْرِہٖ عَفَا اللّٰہُ عَمَّا سَلَفَ وَمَنْ عَادَ فَیَنْتَقِمُ اللّٰہُ مِنْہُ وَاللّٰہُ عَزِیْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ۝ اُحِلَّ لَکُمْ صَیْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُہٗ مَتَاعًا لَّکُمْ وَلِلسَّیَّارَۃِ وَحُرِّمَ عَلَیْکُمْ صَیْدُ الْبَرِّ

مَادُمْتُمْ حُرُمًا وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ اِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ o جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَیْتَ الْحَرَامَ قِیٰمًا لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْیَ وَالْقَلَآئِدَ ذٰلِكَ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَاَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۞ یعنی اے ایمان والو! شکار نہ مارو۔ جب تک تم احرام میں ہو اور تم میں جو اسے قصداً قتل کرے تو اس کا بدلہ یہ ہے کہ ویسا ہی جانور مویشی سے دے تم میں سے دو ثقہ آدمی اس کا حکم کریں قربانی ہو کعبے کو پہنچتی یا کفارہ دے چند مسکینوں کا کھانا یا اس کے برابر روزے کہ اپنے کام کا وبال چکھے۔ اللہ نے معاف کیا جو ہو گزرا۔ اور جو اب کرے گا اس سے بدلہ لے گا اور اللہ غالب ہے بدلہ لینے والا۔ حلال ہے تمہارے لیے دریا کا شکار اور اس کا کھانا۔ تمہارے اور مسافروں کے فائدے کو اور تم پر حرام ہے خشکی کا شکار جب تک تم احرام میں ہو اور اللہ سے ڈرو جس کی طرف تمہیں اٹھنا ہے اللہ نے ادب والے گھر کعبے کو لوگوں کے قیام کا باعث کیا اور حرمت والے مہینے اور حرم کی قربانی اور گلے میں علامت آویزاں جانوروں کو یہ اس لیے تم یقین کرو کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔ اور یہ کہ اللہ سب کچھ جانتا ہے۔ (ترجمۂ رضویہ) اور اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے۔ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْیَ وَلَا الْقَلَآئِدَ وَلَآ آٰمِّیْنَ الْبَیْتَ الْحَرَامَ یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرِضْوَانًا وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا وَلَا یَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا وَتَعَاوَنُوْا

عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ٭ یعنی اے ایمان والو حلال نہ ٹھہراؤ اللہ کے نشان اور نہ ادب والے مہینے اور نہ حرم کو بھیجی ہوئی قربانیاں اور نہ وہ جانور جن کے گلے میں علامتیں آویزاں اور نہ ان کا مال و آبرو جو عزت والے گھر کا قصد کرکے آئیں اپنے رب کا فضل اور اس کی خوشی چاہتے اور جب احرام سے نکلو تو شکار کرسکتے ہو اور تمہیں کسی قوم کی عداوت کہ انھوں نے تم کو مسجد حرام سے روکا تھا زیادتی کرنے پر نہ ابھارے اور نیکی اور پرہیز گاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ دو۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ کا عذاب سخت ہے۔ (ترجمہ رضویہ) اور اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ یَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَاۤ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذٰلِكَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ ٭ یعنی بے شک مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک بارہ مہینے ہیں۔ اللہ کی کتاب میں۔ جب سے اس نے آسمان اور زمین بنائے ان میں سے چار حرمت والے ہیں۔ یہ سیدھا دین ہے۔ (ترجمہ رضویہ) اور اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِیْمَ مَكَانَ الْبَیْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِیْ شَیْــٴًـا وَّطَهِّرْ بَیْتِیَ لِلطَّآىٕفِیْنَ وَالْقَآىٕمِیْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ٭ وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ ٭ لِّیَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَیَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِیْۤ اَیَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِیْمَةِ الْاَنْعَامِ فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَآىٕسَ

الْفَقِيْرَ ۝ ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ۝ ذٰلِكَ وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ یعنی اور جب کہ ہم نے ابراہیم کو اس گھر کا ٹھکانہ ٹھیک بتایا اور حکم دیا کہ میرا کوئی شریک نہ کر اور میرا گھر ستھرا کر طواف والوں اور اعتکاف والوں اور رکوع سجدے والوں کے لیے اور لوگوں میں حج کی عام اذن کر دے وہ تیرے پاس حاضر ہوں گے پیادہ اور ہر دبلی اونٹنی پر کہ ہر دور کی راہ سے آتی ہیں تاکہ وہ اپنے فائدے پائیں اور اللہ کا نام لیں جانے ہوئے دنوں میں اس پر کہ انھیں روزی دیئے بے زبان چوپائے تو ان میں سے خود کھاؤ اور مصیبت زدہ محتاج کو کھلاؤ۔ پھر اپنا میل کچیل اتاریں اور اپنی منتیں پوری کریں اور اس آزاد گھر کا طواف کریں۔ یہ بات ہے۔ اور جو اللہ کی حرمتوں کی تعظیم کرے تو اس کے لیے اس کے رب کے یہاں بھلا ہے۔ (ترجمہ رضویہ۔) اور حدیث میں حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں۔ الطواف حول البیت مثل الصلوٰۃ الا انکم تتکلمون فیہ فمن تکلم فیہ فلا یتکلمن الا بخیر یعنی کعبہ معظمہ کے گرد طواف کرنا نماز ہی کے مثل ہے لیکن اتنا فرق ہے کہ طواف میں تم بات کر سکتے ہو۔ تو جو شخص طواف میں بات کرے تو صرف اچھی ہی بات کرے رواہ الترمذی والنسائی والدارمی عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ دوسری حدیث شریف میں ہے حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں نزل الحجر الاسود من الجنۃ وھو اشد بیاضا من اللبن فسودتہ

خطایا بنی آدم یعنی حجر اسود جنت سے نازل ہوا ہے اور وہ دودھ سے بھی زیادہ سفید تھا تو اس کو انسانوں کی خطاؤں نے سیاہ کر دیا رواہ احمد والترمذی عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما

تیسری حدیث شریف میں ہے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں۔ واللہ لیبعثنہ اللہ یوم القیمۃ لہ عینان یبصر بھما ولسان ینطق بہ یشھد علی من استلمہ بحق یعنی خدا کی قسم اللہ تعالیٰ حجر اسود کو ضرور اس نشان سے میدان حشر میں لائے گا کہ اس کی دو آنکھیں ہوں گی جن سے دیکھتا ہوگا اور ایک زبان ہوگی جس سے بات کرتا ہوگا۔ جس نے ایمان کے ساتھ اس کا بوسہ لیا ہے اس کے لیے گواہی دے گا۔ رواہ الترمذی وابن عباس والدارمی عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

چوتھی حدیث شریف میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں۔ ان الرکن والمقام یاقوتتان من یاقوت الجنۃ طمس اللہ نورھما ولو لم یطمس نورھما لاضاءا ما بین المشارق والمغارب یعنی بے شک حجر اسود اور مقام ابراہیم دونوں جنت کے یاقوت میں سے دو یاقوت ہیں کہ اللہ عزوجل نے ان کے نور پر پردے ڈال دیئے ہیں۔ اور اگر اللہ تعالیٰ ان کے نور پر پردے نہ ڈال دیتا تو یہ دونوں پورب سے پچھم تک سب چیزوں کو روشن کر دیتے۔ رواہ الترمذی عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما پانچویں حدیث شریف میں ہے۔ حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

فرماتے ہیں ان مسحھما کفارۃ للخطایا یعنی ان دونوں یعنی حجر اسود اور رکن یمانی کا مسح کرنا گناہوں کا کفارہ ہے۔ اور فرماتے ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم من طاف بھذا البیت اسبوعا فاحصاہ کان کعتق رقبۃ یعنی جو شخص اس گھر کا واجبات وسنن وآداب کی احتیاط کے ساتھ سات مرتبہ طواف کرے گا تو وہ ایک غلام کے آزاد کرنے کے برابر ہوگا۔ اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم لا یضع قدما ولا یرفع اخریٰ الاحط اللہ عنہ بھا خطیئۃ وکتب لہ بھا حسنۃ۔ یعنی کعبۂ معظمہ کا طواف کرنے والا جب کبھی ایک قدم رکھتا اور دوسرا قدم اٹھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس قدم کے بدلے میں اس کا ایک گناہ بخش دیتا ہے اور اس کے لیے ایک نیکی لکھ دیتا ہے۔ رواہ الترمذی عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما۔ چھٹی حدیث شریف میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم فرماتے ہیں۔ من حج للہ فلم یرفث ولم یفسق رجع کیوم ولدتہ امہ یعنی جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے لیے حج کیا تو اس میں نہ عورتوں سے صحبت کا تذکرہ کیا نہ کوئی گناہ کیا تو وہ گناہوں سے ایسا پاک ہو جائے گا جیسا اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے کے دن تھا۔ رواہ البخاری ومسلم عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ساتویں حدیث شریف میں ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم فرماتے ہیں العمرۃ الی العمرۃ کفارۃ لما بینھما والحج المبرور لیس لہ جزاء الا الجنۃ

یعنی دو عمروں کے درمیان جو کچھ گناہ واقع ہوئے ان کے لیے وہ دونوں عمرے کفارہ ہیں اور حج مبرور کا بدلہ تو بس جنت ہی ہے۔ رواہ البخاری ومسلم عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اوّل یہ مسئلہ ضروریہ دینیہ ہے اور ان آیات الٰہیہ واحادیث نبویہ سے بھی اعلیٰ درجۂ وضاحت پر واضحۂ جلیلہ ہے کہ خانۂ کعبہ کا طواف کرنا اللہ عزوجل کی ایسی ہی عبادت ہے جیسے نماز اس کی عبادت ہے تو شریعت اسلامیہ کی مقرر کردہ عبادت الٰہیہ کو وحشی قوموں کی ایجاد کی ہوئی وحشیانہ بے ادبانہ غیر مہذب نماز بنانا عبادت الٰہیہ کی بھی شدید توہین اور خود شریعت اسلامیہ کی بھی سخت اہانت اور قرآن پاک اور خود اللہ عزوجل کے ساتھ بھی کھلا ہوا استخفاف ہے کہ شریعت اسلامیہ اور قرآن عظیم اور حضرت رب العزت جل جلالہ نے وحشی قوموں کی وحشیانہ بے ادبانہ غیر مہذب حرکات کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی عبادت قرار دیا۔ اس خبیث قول کے کفر قطعی ہونے میں کس ایمان دار کو شک ہو سکتا ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ

دوم ہم نے آیات کریمہ تلاوت کیں جن میں اللہ عزوجل نے صاف طور پر احرام کا ذکر فرمایا ہے مرتد اکفر پیر نیچر مسلمانوں کو یوں دھوکے دینا چاہتا ہے کہ احرام میں بغیر قطع کیا ہوا کپڑا پہننے کا تو قرآن عظیم نے بیان نہیں فرمایا پھر ساتھ ہی یہ ناپاک اقرار بھی کر لیا کہ حضور اقدس سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے تہذیب کے ابتدائی زمانے میں احرام کے لیے اسی وحشیانہ لباس کو حضرت سیدنا ابراہیم

علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یادگار کے طور پر قائم رکھا تو خود پیر نیچر کے اس خبیث اقرار سے ثابت ہو گیا کہ قرآن عظیم میں جس احرام کا ذکر ہے اس سے حضور سید اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہی بے قطع کیا ہوا لباس مراد لیا۔ پھر بھی احرام کے لباس کو وحشیانہ لباس بتانا احرام کی شدید توہین حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سخت اہانت۔ شریعت اسلامیہ کے ساتھ کھلا ہوا استخفاف قرآن پاک پر ناپاک حملہ اور اللہ عزوجل کی بارگاہ میں صریح گستاخی ہے۔ اس ملعون قول کے کفر یقینی ہونے میں کون سے مسلمان کو شبہ ہو سکتا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ

سوم:۔ کعبۂ معظمہ کے حج میں احرام باندھنا خانۂ کعبہ کا طواف کرنا، صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنا، مقام ابراہیم پر نماز پڑھنا عرفات میں جمع ہونا، اللہ عزوجل کا ذکر کرنا، قربانی کرنا، حالت احرام میں خشکار کرنے اور سر منڈانے سے باز رہنا۔ احرام کھولنے کے بعد اپنے بدن کا میل کچیل اتارنا وغیرہ بہت سے افعال حج تو وہ ہیں جن کی روشن تصریحیں خود قرآن عظیم میں ارشاد فرمائیں اور حج کے ارکان و شرائط واجبات و سنن و مستحبات کی تفصیلات واضح طور پر صحیح احادیث نبویہ علیٰ صاحبہا وآلہ الصلاۃ والتحیۃ میں آئیں۔ ان سب ارشادات شرعیہ کو جانتے ہوئے بھی حج کرنے کی ہیئت و صورت کو وحشیانہ صورت بتانا حج کی سخت اہانت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی شدید توہین، شریعت اسلامیہ پر ناپاک حملہ، قرآن پاک کی تنقیص اور

اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ عزت میں استہزا ہے۔ اس ناپاک قول کے کھلے ہوئے کفر ہونے میں کون سا مومن تردد کرسکتا ہے والعیاذ باللہ تبارک وتعالیٰ

چہارم۔ اللہ عزوجل کے پیارے خلیل حضرت سیدنا ابراہیم خلیل علیہ السلام کو بڈھا خداپرست اور بڈھا دادا کہنا بارگاہِ خلت پناہ میں تمسخر اور ٹھٹھا کرنا ہے اور جو شخص کسی نبی کسی رسول کی سرکار میں ٹھٹھا اور تمسخر کرے وہ بحکم شریعت مطہرہ قطعی یقینی کافر مرتد ہے۔ اگر کوئی نیچری اس کفر کی یہ تاویل ذلیل کرے کہ دونوں لفظ اظہار محبت وعظمت کے لیے ہیں تو اس کا جواب اسی کتاب مبارک کے صفحہ ۲۲۷ پر ملاحظہ ہو۔

پنجم:۔ ہم نے جو آیات کریمہ تلاوت کیں ان سے کالشمس فی نصف النہار روشن وآشکار کہ حج کعبہ معظمہ کے ارکان وافعال خود حضرت رب العزت جل جلالہٗ نے اپنے پیارے خلیل سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کو لوگوں میں حج کا اعلان عام فرمانے کا حکم دیا۔ پھر امت محمدیہ علی نبینا وآلہ الصلاۃ والتحیۃ للہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا فرما کر اللہ تبارک وتعالیٰ ہی نے کعبہ معظمہ کا حج فرض فرمایا پھر بھی تمام ارکانِ حج کو زمانۂ جاہلیت کی وحشی قوموں کی گڑھی ہوئی وحشیانہ غیرمہذب بے ادبانہ رسمیں بتانا اللہ عزوجل کی کھلی ہوئی تکذیب اور قرآن پاک کا کھلا ہوا انکار ہے جس کے کفر قطعی ہونے میں کسی ایمان والے کو شبہ نہیں ہوسکتا ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ

ششم:۔ قرآن عظیم کی آیات کریمہ اور حضور اقدس مالک کونین

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ نے روشن و واضح طور پر فرمایا۔
اور ہر سنی مسلمان کا اسی پر ایمان بھی ہے کہ حج کرنے کا مقصد اصلی اللہ عز وجل کی عبادت ہے اگرچہ یہ اللہ عز وجل کی اپنے مقدس گھر کے پڑوسیوں پر رحمت و رافت ہے کہ اس نے اپنی اس عبادت کو ایسے طریقے پر فرض فرمایا کہ اس کے ضمن میں مکہ معظمہ کی آبادی اور وہاں کی تجارت کو خود بخود ترقی حاصل ہوتی رہے۔ تو حج کی حقیقت صرف اسی قدر بتانا کہ حضرت سیدنا خلیل اللہ و حضرت سیدنا ذبیح اللہ علیہما الصلاۃ والسلام نے مکے کی آبادی و تجارت کو ترقی دینے کے لیے حج کے ایام مقرر کر کے وہاں ایک سالانہ تجارتی میلا قائم کر دیا۔ یہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی تکذیب بھی ہے۔ قرآن عظیم کو جھٹلانا بھی ہے۔ سیدنا خلیل اللہ و سیدنا ذبیح اللہ علیہما الصلاۃ والسلام کی شدید اہانت ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ

ھفتم: ہم آیت کریمہ تلاوت کر چکے کہ وہ بارہ مہینے جن میں چار مہینے حرمت والے ہیں۔ خود اللہ تبارک و تعالیٰ ہی نے مقرر فرمائے ہیں۔ جب سے اس نے آسمان و زمین کو پیدا فرمایا۔ تو یوں بکنا کہ یہ حرمت والے مہینے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلاۃ والسلام نے صرف اسی لیے مقرر کر دیئے تھے کہ مکے کے اس سالانہ تجارتی میلے میں دور دراز سے تجارت کے لیے آنے جانے والے لوگ آتے جاتے ہوئے لوٹ مار سے محفوظ رہیں اور خود اس سالانہ تجارتی میلے کے اتنے بڑے کثیر مجمع میں بھی لڑائی جھگڑا نہ ہونے پائے۔ یہ اللہ عزّ و جلّ کو جھٹلانا بھی ہے قرآن عظیم کی تکذیب بھی ہے۔ حضرت سیدنا خلیل و حضرت سیدنا ذبیح

علیہم السلام پر فریب دینے کا الزام بھی ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ

ہشتم:۔ ہم نے جو آیات کریمہ و احادیث مبارکہ پڑھیں ان سے ٹھیک دوپہر کے آفتاب سے بھی زائد روشن طور پر ثابت کہ حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی امت مرحومہ پر اللہ تبارک وتعالیٰ ہی نے اپنی عبادت کے لیے کعبہ معظمہ کا حج فرض فرمایا۔ تو یوں بکنا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی شہر مکہ کی آبادی و تجارت کو ترقی دینے ہی کی غرض سے حج کو جاری رکھا۔ یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کو جھٹلانا اور قرآن پاک کی تکذیب تو ہے ہی۔ حج کا عبادت الٰہی ہونا ضروریات دین میں سے ہے اس ضروری دینی مسئلے کا انکار اور خود حضور اقدس محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر دھوکے بازی کا الزام بھی ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ

نہم:۔ حج کا فرض اعظم اور عبادت خداوندی ہونا مسئلہ ضروریہ دینیہ اور قرآن عظیم کا مصرح بہا اور احادیث کریمہ کا منصوص علیہا ہے۔ تو اس کی حقیقت صرف تجارتی منافع و فوائد کا حصول ہی بتانا اور یوں کہنا کہ دل پر نہایت قوی اثر پیدا کرنے کے لیے نیک دلی اور سچائی اور خدا پرستی اور خدا کے احسانات کی یاد میں انھیں وحشی قوموں کی وحشیانہ غیر مہذب حرکتوں کا سوانگ بھرنا ہے۔ یہ حج کی توہین اور ضروری دینی مسئلے کا انکار اور قرآن عظیم کی تکذیب اور خدا اور رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی توہین اور شریعت اسلامیہ کی اہانت ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ

دھم:۔ ہم نے احادیث کریمہ پڑھیں جن میں حضور اقدس سید کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے حجر اسود کے بوسہ دینے اور رکن یمانی کے چھونے کو گناہوں کا کفارہ بتایا۔ طواف خانۂ کعبہ کرنے میں ایک قدم کے اٹھانے اور رکھنے پر ایک ایک گناہ بخشا جانا اور ایک ایک نیکی کا لکھا جانا فرمایا۔ حج مبرور کو گناہوں سے بالکل پاک وصاف کر دینے والا بتایا۔ عمرے کو گناہوں کا مٹانے والا اور کعبۂ معظمہ کے حج مبرور کا بدلہ بہشت میں چلا جانا فرمایا۔ اب نیچری زندیقوں نیچر پرست دہریوں سے پوچھو کہ تمہارا مرتد اکفر پیر نیچر اپنے منہ میں جہنم کے انگارے بھر کر کس ذات اقدس کی خام خیالی بتا رہا ہے کس آقائے معظم کے فرمان مقدس کو غلط خیال ٹھہرا رہا ہے۔ کس مولائے اعظم کی طرف کعبۂ معظمہ کو پارس پتھر کی طرح سمجھنے کی نسبت کر کے اس کے ارشادات عالیہ پر پھبتیاں اڑا رہا ہے۔ آہ آہ آہ

الا لعنۃ اللہ علی اعداء رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ وبارک وسلم علی حبیبہٖ واٰلہٖ وصحبہٖ وابنہٖ وحزبہٖ ومن والاہ

یازدھم:۔ ہم نے آیات مبارکہ واحادیث کریمہ سنائیں۔ جن سے آفتاب نصف النہار سے بھی زائد واضح طور پہ روشن اور ہر مسلمان کا اس پر ایمان بھی ہے کہ کعبۂ معظمہ یقیناً اس پاک بے نیاز خدائے قدوس جل جلالہ کا پاک مطہر مقدس مبارک اور عزت وعظمت وحرمت والا گھر ہے تو خانۂ کعبہ کے مقدس ہونے سے انکار کرنا کھلا ہوا کفر قطعی ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ

دوازدھم:۔ کعبۂ معظمہ کی تعظیم کا فرض ہونا مسئلہ ضروریہ دینیہ

ہے اور قرآن عظیم و احادیث نبی کریم علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والتسلیم میں بھی
اس کی بکثرت روشن تصریحیں آئیں تو کعبۂ مقدسہ کو پتھر کا بنا ہوا چوکونٹھا
گھر کہہ کر اس کا تمسخر اڑانا کھلا ہوا کفر قطعی ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ

سیزدھم:۔ حج کی حقیقت صرف شہر مکہ کی آبادی و تجارت کو
ترقی دینا بتا کر یوں کہنا کہ کعبے کے گرد پھرنے سے کیا ہوتا ہے جو حقیقۃً
حج کرے بس وہی حاجی ہے۔ یہ مسئلہ ضروریۂ دینیہ کا انکار اور قطعی یقینی
کفر و ارتداد ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ

چہاردھم:۔ یہ مسئلہ ضروریاتِ دین میں سے ہے اور ہر مسلمان اس
پر ایمان رکھتا ہے اور بہت سی آیات قرآنیہ اور کثیر احادیث کریمہ سے یہ بھی
ثابت ہے کہ حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام
واہل بیت عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم و اولیائے ملت و علمائے امت و ائمۂ
دین و حضرات مجتہدین و ابرار و صالحین نے کعبۂ معظمہ کا حج خالص عبادت
خدائے پاک عزوجل ہی کے لیے کیا اور اللہ عزوجل نے خالص اپنی عبادت
ہی کے لیے حضرت سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والتسلیم کو لوگوں میں کعبۂ
معظمہ کا حج کرنے کے اعلان عام کرنے کا حکم فرمایا۔ تو خالص عبادت الٰہی
کے لیے جو لوگ خانۂ کعبہ کا طواف کرتے رہے ہیں ان سب کو دو پاؤں
کا جانور کہنا کیسا ملعون و خبیث کلمہ ہے۔ نیچری دہریوں اور نیچر پرست
بے دینوں سے پوچھو کہ اللہ عزوجل کے کون کون سے محبوبوں کو تمہارا
پیر نیچر دو پاؤں کا جانور کہہ رہا ہے۔ آہ۔ آہ۔ آہ۔ الا غضب اللہ
علیٰ اعداء حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیٰ حبیبہ

ومصطفاہ والہ وصحبہ وابنہ وحزبہ ومن طلب احمد رضاہ۔

پانزدھم:۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ کہ ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا۔ اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ۝ یعنی میں نے اپنا منہ اس کی طرف کیا جس نے آسمان و زمین بنائے ایک اسی کا ہو کر۔ اور میں مشرکوں میں نہیں۔ پھر سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کا ان کی قوم سے ایک مکالمہ بیان فرما کر ارشاد فرماتا ہے۔ وتلك حجتنا اتینھا ابراھیم علی قومہ نرفع درجٰت من نشاء ان ربك حکیم علیم ۝ یعنی اور یہ ہماری دلیل ہے کہ ہم نے ابراہیم کو اس کی قوم پر عطا فرمائی ہم جسے چاہیں درجوں بلند کریں۔ بیشک تمہارا رب علم و حکمت والا ہے۔ اس آیت کریمہ نے صاف فرما دیا کہ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام نے جو کچھ اپنی قوم سے فرمایا اپنے رب تبارک وتعالیٰ کی وحی سے فرمایا تھا۔ مگر مرتد اکفر تو وحی الٰہی کا قطعاً منکر ہے جیسا کہ اس کی ملعون عبارت صفحہ ۲۹ر سے واضح کیا جا چکا۔ اس لیے یہاں بھی وہ یوں ہی کہتا ہے کہ ابراہیم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے بہت سوچ بچار کر کے کہا تھا۔ یہ بھی کفر قطعی ہے۔ یہی پیر نیچر سر سید احمد خاں کولی بانی علی گڈھ کالج اپنی تفسیر القرآن کے صفحہ ۳۶ر پر لکھتا ہے

جنت یا بہشت کی ماہیت جو خود خدا تعالیٰ نے بتلائی ہے وہ تو یہ ہے فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝ یعنی کوئی نہیں جانتا کہ کیا ان کے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک یعنی

راحت چھپا رکھی گئی ہے۔ اس کے بدلے میں جو وہ کرتے تھے پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے جو حقیقت بہشت کی فرمائی جیسے بخاری ومسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند پر بیان کیا وہ یہ ہے قال اللہ تعالیٰ اعددت لعبادی الصالحین ما لاعین رأت ولا اذن سمعت ولا خطر علیٰ قلب بشر یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تیار کی ہے میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے وہ چیز جو نہ کسی آنکھ نے دیکھی ہے۔ اور نہ کسی کان نے سنی ہے اور نہ کسی انسان کے دل میں اس کا خیال گزرا ہے پس اگر حقیقت بہشت کی یہی باغ اور نہریں اور موتی کے اور چاندی سونے کی اینٹوں کے مکان اور دودھ شراب اور شہد کے سمندر اور لذیذ میوے اور خوبصورت عورتیں اور لونڈے ہوں تو یہ قرآن کی آیت اور خدا کے فرمودے کے بالکل مخالف ہے کیوں کہ ان چیزوں کو تو انسان جان سکتا ہے اور اگر فرض کیا جاوے کہ ویسی عمدہ چیزیں نہ آنکھوں نے دیکھیں اور نہ کانوں نے سنیں تو بھی ولا خطر علیٰ قلب بشر سے خارج نہیں ہو سکتیں عمدہ ہونا ایک اضافی صفت ہے اور جب کہ ان سب چیزوں کا نمونہ دنیا میں موجود ہے تو اس کی صفت اضافی کو جہاں تک ترقی دیتے جاؤ انسان کے دل میں اس کا خیال گزر سکتا ہے۔ حالاں کہ بہشت کی ایسی حقیقت بیان ہوئی ہے لاخطر علیٰ قلب بشر پس بہشت کی یہ جو تمام چیزیں بیان ہوئی ہیں درحقیقت بہشت میں جو فی الاعین ہوگا اس کے سمجھانے کو بقدر طاقت بشری تمثیلیں ہیں نہ بہشت کی حقیقتیں۔ پھر

صفحہ ۳۸ وصفحہ ۳۹ وصفحہ ۴۰ پر لکھتا ہے۔ یہ سمجھنا کہ جنت مثل ایک باغ کے پیدا ہوئی ہے اس میں سنگ مرمر کے اور موتی کے جڑاؤ محل ہیں۔ باغ میں شاداب و سرسبز درخت ہیں۔ دودھ، شراب، شہد کی ندیاں بہہ رہی ہیں۔ ہر قسم کا میوہ کھانے کو موجود ہے۔ ساقی ساقنیں نہایت خوبصورت چاندی کے کنگن پہنے ہوئے جو ہمارے یہاں کی گھوسنیں پہنتی ہیں۔ شراب پلا رہی ہیں۔ ایک جنتی ایک حور کے گلے میں ہاتھ ڈالے پڑا ہے۔ ایک نے ران پر سر دھرا ہے۔ ایک چھاتی سے لپٹا رہا ہے۔ ایک نے لب جاں بخش کا بوسہ لیا ہے۔ کوئی کسی کونے کچھ کر رہا ہے کوئی کسی کونے میں کچھ۔ ایسا بے ہودہ پن ہے جس پر تعجب ہوتا ہے۔ اگر بہشت یہی ہو تو بے مبالغہ ہمارے خرابات اس سے ہزار درجے بہتر ہیں۔ علمائے اسلام رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے بسبب اپنی رقت قلبی اور توجہ الی اللہ اور خوف ورجا کے غلبے کے جو آدمی کے دل پر زیادہ اثر کرنے سے ایسے درجے پر پہنچا دیتا ہے کہ اصل حقیقت کے بیان کرنے کی جرأت نہیں رہتی یہ طریقہ اختیار کیا تھا کہ جو امر الفاظ سے مستفاد ہوتا ہے اسی کو تسلیم کرلیں اور اس کی حقیقت اور اس کے مقصد کو خدا کے علم پر چھوڑ دیں اس واسطے وہ بزرگ تمام ان باتوں کو تسلیم کرتے ہیں جن کو کوئی بھی نہیں مان سکتا۔ اور وہ باتیں جیسے کہ عقل اور اصل مقصد بانی مذہب کے برخلاف ہیں ویسے ہی مذہب کی سچائی اور بزرگی و تقدس اس کے مخالف ہیں۔ اس امر کے ثبوت کے لیے بانی مذہب کا ان چیزوں کے بیان کرنے سے صرف اعلیٰ درجے کی راحت کا بقدر فہم

انسانی خیال پیدا کرنا مقصود تھا۔ نہ واقعی ان چیزوں کا بہشت میں موجود ہونا۔ ایک حدیث کا ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہوں کہ ترمذی نے بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے اس میں بیان ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے پوچھا کہ بہشت میں گھوڑا بھی ہوگا آپ نے فرمایا کہ تو سرخ یاقوت کے گھوڑے پر سوار ہو کر جہاں چاہے گا اڑتا پھرے گا۔ پھر ایک شخص نے پوچھا کہ حضرت وہاں اونٹ بھی ہوگا آپ نے فرمایا کہ وہاں جو کچھ چاہو گے سب کچھ ہوگا۔ پس اس جواب سے مقصود یہ نہیں ہے کہ در حقیقت بہشت میں گھوڑے اور اونٹ موجود ہوں گے بلکہ صرف ان لوگوں کے خیال میں اس اعلیٰ درجے کی راحت کا خیال پیدا کرنا ہے جو ان کے خیال اور ان کے فہم وعقل وطبیعت کے مطابق اعلیٰ درجے کی ہو سکتی تھی پھر صفحہ ۱۸۰ پر لکھتا ہے۔ حکمائے الٰہی اور انبیائے ربانی دونوں ایک سا کام کرتے ہیں۔ فرق یہ ہے کہ حکما صرف ان چند لوگوں کو تربیت کر سکتے ہیں جن کا دل ودماغ تربیت پا چکا ہے۔ برخلاف اس کے انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام تمام کافۂ انام کو تربیت کرتے ہیں جن کا بہت بڑا حصہ قریب کل کے محض ناتربیت یافتہ جاہل وحشی جنگلی بدوی بے عقل بد دماغ ہوتا ہے اور اسی لیے انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کو یہ مشکل پیش آتی ہے کہ ان حقائق ومعارف کو جن کو تربیت یافتہ عقل بھی مناسب غور وفکر تامل سے سمجھ سکتی ہے۔ ایسے الفاظ میں بیان کریں کہ تربیت یافتہ دماغ اور کوڑ مغز دونوں برابر فائدہ اٹھاویں۔ قرآن مجید میں جو بے مثل چیز ہے وہ

یہی ہے کہ اس کا طرز بیان ہر ایک کے مذاق اور دماغ کے موافق ہے اور
باوجود اس قدر اختلاف کے دونوں نتیجہ پائے میں برابر ہیں۔ انھیں آیات
کی نسبت دو مختلف دماغوں کے خیالات پر غور کرو۔ ایک تربیت یافتہ
دماغ خیال کرتا ہے کہ وعدۂ بہشت کے جن الفاظ سے بیان ہوئے ہیں
ان سے بعینہ وہ اشیاء مقصود نہیں بلکہ اس کا بیان کرنا صرف اعلےٰ
درجے کی خوشی وراحت کو فہم انسانی کے لائق تشبیہ میں لانا ہے۔ اس
خیال سے اس کے دل میں ایک بے انتہا عمدگی نعیم جنت کی اور ایک
ترغیب اوامر کے بجالانے اور نواہی سے بچنے کی پیدا ہوتی ہے اور ایک
کوڑ مغز مُلّا یا شہوت پرست زاہد یہ سمجھتا ہے کہ درحقیقت بہشت میں
نہایت خوبصورت ان گنت حوریں ملیں گی۔ شرابیں پئیں گے میوے
کھاویں گے۔ دودھ شہد کی ندیوں میں نہاویں گے۔ اور جو دل
چاہے گا وہ مزے اڑاویں گے اور اس لغو و بے ہودہ خیال سے دن
رات اوامر کے بجالانے اور نواہی سے بچنے میں کوشش کرتا ہے اور
جس نتیجے پر پہلا پہنچا تھا اسی پر یہ بھی پہنچ جاتا ہے۔ اور کافۂ انام کی
تربیت کا کام بخوبی تکمیل پاتا ہے پس جس شخص نے ان حقائق قرآن مجید پر
جو فطرت انسانی کے مطابق ہیں۔ غور نہیں کی۔ اس نے درحقیقت قرآن کو
مطلق نہیں سمجھا اور اس نعمت عظمیٰ سے بالکل محروم رہا۔ پھر صفحہ ۱۲۱ پر لکھتا
ہے بعض ہمارے علمائے اسلام نے بھی متشابہا کی تفسیر میں ثمر
سے درختوں کے میوے مراد نہیں لیے۔ بیضاوی میں لکھا ہے کہ اس آیت کا

یہ مطلب ہے کہ جو لذت دنیا میں خدا کی معرفت اور اس کی اطاعت میں چکھی تھی تو جنت میں وہ لذت بڑھ کر ہوگی۔ اس لیے ان الفاظ سے کہ یہ وہی ہے جو ہم کو پہلے ملا تھا۔ ثواب مراد ہو سکتا ہے اور ایک ہی ہونے سے بزرگی اور علو مدارج میں ایک سا ہونا مراد ہے۔ یہ ایسی ہی بات ہے جیسے کہ کافروں کے حق میں کہا گیا ہے کہ چکھو جو تم جانتے تھے۔ تفسیر کشف الاسرار میں لکھا ہے کہ جنت و نار کی جو چیزیں بیان ہوئی ہیں وہ سب تمثیلیں ہیں نہ حقیقتیں تاکہ جو چیز ہمارے پاس ہے اس چیز کا جو ہم سے پوشیدہ ہے کچھ خیال ہو۔

سر سید پیر نیچر کی ان ناپاک عبارتوں کے کفریات ملعونہ گنانے سے پیشتر ہم اپنے سنی مسلمان بھائیوں کی یہ بتائیں کہ پیر نیچر نے ان نجس عبارتوں میں بھولے بھالے سیدھے سادے مسلمانانِ اہلسنت کو کیسے فریب اور دھوکے دیئے ہیں۔ اولاً۔ آیت کریمہ: فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ جَزَآءًۢ بِمَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝ کا مطلب یہ ٹھہرا دیا کہ جنت کی کسی چیز کی حقیقت و ماہیت کسی کو کچھ بھی کسی طرح معلوم نہیں ہو سکتی۔ حالاں کہ آیتِ مبارکہ کا ترجمہ یہ ہے۔ تو کسی جی کو نہیں معلوم جو آنکھ کی ٹھنڈک ان کے لیے چھپا رکھی ہے۔ صلہ ان کے کاموں کا۔ (ترجمہ رضویہ)

اس کا مفاد تو یہ ہے کہ جنت اور اس کی نعمتیں عالم شہادت میں سے نہیں۔ دنیا میں لوگ اس کی کسی نعمت کو اپنے حواس سے پا

اپنی عقلوں سے سوچ سمجھ کر معلوم نہیں کر سکتے۔ مسلمان جن نعمائے جنت پر ایمان رکھتے ہیں ان کو انھوں نے نہ تو اپنے حواس سے معلوم کیا ہے نہ اپنی عقل سے سوچ سمجھ کر ان کی حقیقت کو دریافت کیا ہے بلکہ یا تو ان کا بیان خود عالم الغیب والشہادۃ جل جلالہ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے یا حضور اقدس مطلع علی الغیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے غلاموں اپنے نام لیووں کو سنایا ہے مگر پیر نیچر نے اس آیت کریمہ کا یہ مطلب گڑھ لیا کہ جنت کی نعمتوں کا علم کسی شخص کس طرح کچھ بھی نہیں ہو سکتا

ثانیاً۔ بیشک قرآن عظیم میں فرمایا کہ کسی جی کو نہیں معلوم کہ جو آنکھوں کی ٹھنڈک جنتیوں کے لیے چھپا رکھی گئی ہے اور بے شک حدیث شریف میں ہے حضور اقدس مالک جنت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں۔ قال اللہ تعالیٰ اعددت لعبادی الصالحین ما لا عین رأت ولا اذن سمعت ولا خطر علیٰ قلب بشر واقرؤا ان شئتم فلا تعلم نفس ما اخفی لھم من قرۃ اعین یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے وہ نعمت مہیا کر رکھی ہے جس کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا نہ کسی آدمی کے دل پر اس کا خطرہ گزرا اور اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھو فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِیَ لَھُمْ مِّنْ قُرَّۃِ اَعْیُنٍ یعنی کوئی شخص نہیں جانتا جو آنکھوں کی ٹھنڈک اہل بہشت کے لیے چھپا رکھی گئی ہے۔ رواہ البخاری ومسلم عن ابی ھریرۃ رضی

اللہ تعالیٰ عنہ۔ اور بیشک اہل جنت کی آنکھوں کی سب سے بڑی ٹھنڈک جوان کے لیے چھپا رکھی گئی ہے جس کو دنیا میں نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سُنا نہ کسی انسان کے دل پر اس کا خطرہ گزرا وہ ان کے رَبّ کریم جل جلالہٗ کا جمال ہے جو جنت میں ان کے لیے جلوہ فرمائے گا اور ہمارے آقا ہمارے مالک حضور اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے اگرچہ اپنے رب جل جلالہٗ کو دو مرتبہ دیکھا لیکن اللہ عز وجل کی ذات وصفات کا احاطہ تو ممکن ہی نہیں اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم تو ان سب جنتیوں کے سردار ہیں جن کے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک چھپا رکھی گئی ہے تو خود حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم بھی جنت میں اپنے رب جل جلالہٗ کے جمال کی وہ تجلیات دیکھیں گے جو شب معراج میں نہ دیکھی ہوگی اور نہ حضور سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے قلب اقدس پر ان کا خطرہ گزرا ہوگا۔ بلکہ تجلیات الٰہیہ تو اللہ عز وجل کے نیک بندوں کے لیے ابدالآباد تک ہمیشہ ہمیشہ بڑھتی رہیں گی اور ہمارے آقا سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم اور اللہ عز وجل کے خواص عباد صالحین کے درمیان وہی نسبت ہمیشہ رہے گی جو آج ہے۔ تو جنت میں جمالِ الٰہی کی جو تجلیات حضور اقدس محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے بھائیوں حضرات انبیاء ومرسلین علیہم الصّلاۃ والسّلام کو اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بندوں غلاموں نام لیوؤں کو ابدالآباد تک ہمیشہ ہمیشہ حاصل ہوتی رہیں گی ان

ان کو آج کوئی شخص بھی نہیں جانتا نہ کسی آنکھ نے ان کو دیکھا ہے نہ کسی کان نے ان کو سنا ہے نہ کسی انسان کے دل پر ان کا خطرہ گزرا ہے۔
آیتِ مبارکہ و حدیث کریم کے یہ معنی کس قدر صاف و واضح تھے لیکن پیرنیچر نے حدیث شریف کے معنی بگاڑ کر اس کا یہ مطلب گڑھ دیا کہ جنت کی کسی نعمت کا خیال بھی کسی شخص کے دل میں نہیں آسکتا ہے اور جنت کی کسی نعمت کو کسی طرح کوئی انسان جان ہی نہیں سکتا۔ اب کوئی بندۂ خدا اس مرتد اکفر سے یہ پوچھنے والا نہیں کہ جب تو خود ہی کہتا ہے کہ جس چیز کا نمونہ دنیا میں موجود ہے اس کی صفت اضافی کو جہاں تک ترقی دیتے جاؤ انسان کے دل میں اس کا خطرہ گزر سکتا ہے لہٰذا اس جنس کی ایسی عمدہ نعمت مراد نہیں ہوسکتی جس کی اعلیٰ درجے کی عمدگی نہ کسی آنکھ نے دیکھی نہ کسی کان نے سنی نہ کسی انسان کے دل پر اس کا خطرہ گزرا تو خود تو نے جنت اور اس کی نعمتوں کی صرف اسی قدر حقیقت گڑھی کہ خدا کی معرفت اور اس کی اطاعت کی جو لذت دنیا میں چکھی تھی آخرت میں وہ لذت بڑھ کر ہوگی یہ لذت بھی جب دنیا میں انسان نے چکھ لی تو خود ہی تیرے ہی اقرار سے اس کی صفت اضافی کو جہاں تک ترقی دیتے جاؤ انسان کے دل پر اس کا خطرہ گزر سکتا ہے اور تیرے ہی اقرار سے ایسی نعمت مراد نہیں ہوسکتی جس کا انسان کے دل پر خطرہ گزر سکتا ہو تو خود تیرے ہی اقرار سے تیری گڑھی ہوئی یہ حقیقت بھی ہرگز مراد نہیں ہوسکتی۔ کَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ۔ وَالعیاذ باللہ العزیز الغفار۔

ثالثاً۔ حضرات ائمۂ دین و مفسرین و محدثین و علمائے کاملین

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جو قاطبۃً بالاجماع والاتفاق جنت کی ان نعمتوں کا
برابر بیان فرماتے چلے آئے جو قرآن کریم کی صدہا آیات مبارکہ اور حضور
اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی ہزارہا احادیث کریمہ میں بہ تفصیل
بیان فرمائی گئی ہیں تو ان سب حضرات کو یہ پیر نیچر اس طرح جھٹلاتا ہے
کہ ان کے قلوب نرم تھے ان کے دلوں پر اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف توجہ
کرنا چھا گیا تھا۔ ان کے قلوب پر اللہ عزوجل کے قہر سے ڈرنے اور اس
کی رحمت کی امید رکھنے کا غلبہ ہو گیا تھا۔ اسی لیے ان کو اصل حقیقت معلوم
نہ ہو سکی اور اسی لیے وہ جنت کی ان نعمتوں پر ایمان رکھتے چلے آئے۔
جو عقل کے بھی خلاف ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے اصل
مقصد کے بھی خلاف ہیں۔ مذہب کی سچائی کے بھی خلاف ہیں۔ بزرگی اور
پاکبازی کے بھی خلاف ہیں۔ اب کوئی اس مرتد اکفر سے یہ پوچھنے والا
نہیں کہ جب توجہ الی اللہ اور اللہ عزوجل کے قہر کا خوف اور اس کی رحمت
کی امید یہ ایسی چیزیں ہیں جن کے سبب اصل حقیقت معلوم نہیں ہو سکتی تو
تجھے جنت کی نعمتوں کی اصل حقیقت کا علم کیوں کر ہو گیا۔ کیا خود تیرے ہی
اقرار سے ثابت نہ ہو گیا کہ تو نے جنت کی نعمتوں کے معانی کی جو یہ تحریف
کی ہے اس کا سبب یہی ہے کہ تیرے دل پر قہر الٰہی سے بے خوفی اور
رحمت خداوندی سے ناامیدی اور توجہ الی الشیطان کا غلبہ ہے۔ ہر مسلمان
خود ہی انصاف کرے گا کہ جو معنیٰ قہر الٰہی سے بے خوفی اور رحمت الٰہی
سے ناامیدی اور توجہ الی الشیطان کے سبب گڑھے گئے ہیں ان کو تسلیم
کرنے والا نہ ہو گا۔ مگر کافر بے ایمان بندۂ شیطان والعیاذ باللہ الملک۔

الدیان۔ پھر مرتد اکفر چیر نیچر کا ظلم عظیم تو دیکھو کہتا ہے کہ توجہ الی اللہ اور اللہ عزوجل کے قہر سے ڈرنا اور اس کی رحمت کی امید رکھنا یہ ایسی چیزیں ہیں کہ جب انسان کے دل پر غالب ہوتی ہیں تو اس کو بے عقل اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے اصل مقصد کا مخالف بنا دیتی ہیں اور اس کو مذہب کی سچائی اور بزرگی و پاکبازی سے دور ہٹا دیتی ہیں ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ یہ ساڑھے تیرہ سو برس کے تمام علمائے اسلام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی مبارک شانوں میں تو سخت گندی گالی ہے ہی۔ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں بھی شدید گستاخی ہے۔ رابعًا: حد بھر کی بے ایمانی دیکھو۔ حدیث شریف تو یہ نقل کی کہ ان رجلا قال یارسول اللہ ھل فی الجنۃ خیل قال ان اللہ ادخلك الجنۃ فلا تشاء ان تحمل فیھا علی فرس من یاقوتۃ حمراء یطیر بك فی الجنۃ حیث شئت الا فعلت وسألہ رجل فقال یارسول اللہ ھل فی الجنۃ من ابل قال فلم یقل لہ ما قال لصاحبہ فقال ان یدخلك اللہ الجنۃ یکن لك فیھا ما اشتھت نفسك ولذت عینك یعنی ایک صاحب نے عرض کیا یارسول اللہ کیا جنت میں گھوڑے ہیں حضور مالک جنت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ تجھ کو جنت میں داخل کرے گا تو جب کبھی تو چاہے گا کہ سرخ یاقوت کے گھوڑے پر سوار ہو جو تجھ کو جنت میں جہاں تو چاہے اڑاتا پھرے تو ایسا ہی تو کرے گا۔ اور ایک صاحب نے عرض کی کہ یارسول اللہ کیا جنت میں اونٹ ہیں۔ بریدہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور مالک فردوس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ان کو وہ جواب نہیں دیا جو پہلے صاحب کو دیا تھا بلکہ یوں فرمایا کہ اللہ عزوجل تجھ کو جنت میں داخل کرے گا تو تیرے لیے جنت میں وہ سب کچھ ہوگا جس کو تیرا جی چاہے گا اور جس سے تیری آنکھ کو لذت پہنچے گی۔ رواہ الترمذی عن بریدۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیث شریف صریح منطوق تو یہی ہے کہ جنت میں اہل جنت کو جس قسم کی جو کچھ نعمتیں وہ چاہیں گے ملیں گی۔ جب ایک صاحب نے عرض کی کہ جنت میں گھوڑے ہیں۔ ارشاد فرمایا جنت میں اگر تم چاہو گے تو یاقوت سرخ کے اڑنے والے گھوڑے تم کو ملیں گے اس پر دوسرے صاحب نے عرض کی کہ جنت میں اونٹ ہیں؟ اس کا جواب بھی اگر وہی عطا فرمایا جاتا جو پہلے صاحب کو عطا فرمایا گیا تو اسی طرح تمام نعمتوں کے متعلق غیر متناہی سوالات کا سلسلہ شروع ہو جاتا۔ لہٰذا حضور صاحب جوامع الکلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اس کا وہ جواب عطا فرمایا جو اس سوال کا بھی جواب ہے۔ اور اس قسم کے جس قدر سوالات ہو سکتے ہیں سب کا جواب ہے اور حضور مالک جنت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا یہ جواب وہی مضمون ہے جو خود اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ اَلْاَخِلَّاءُ یَوْمَئِذٍۭ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ ۝ یٰعِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَیْكُمُ الْیَوْمَ وَلَاۤ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ۝ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاٰیٰتِنَا وَكَانُوْا مُسْلِمِیْنَ ۝ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ اَنْتُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُوْنَ ۝ یُطَافُ عَلَیْهِمْ بِصِحَافٍ مِّنْ ذَهَبٍ وَّاَكْوَابٍ وَفِیْهَا مَا

تَشْتَهِيْهِ الْاَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْاَعْيُنُ وَاَنْتُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ وَ تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْٓ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ یعنی گہرے دوست اس دن ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے مگر پرہیزگار ان سے فرمایا جائے گا اے میرے بندو! آج نہ تم پر خوف نہ تم کو غم ہو وہ جو ہماری آیتوں پر ایمان لائے اور مسلمان تھے داخل ہو جنت میں تم اور تمہاری بیبیاں تمہاری خاطریں ہوتیں۔ ان پر دورہ ہوگا سونے کے پیالوں اور جاموں کا اور اس میں ہے جو جی چاہے اور جس سے آنکھ کو لذت پہنچے اور تم اس میں ہمیشہ رہو گے اور یہ ہے وہ جنت جس کے تم وارث کیے گئے اپنے اعمال سے۔ (ترجمۂ رضویہ) مگر مرتد اکفر نے اس کا مطلب یہ گڑھ دیا کہ جنت میں یہ سب نعمتیں نہیں ملیں گی بلکہ صرف ایک اعلیٰ درجے کی روحانی راحت کا نام جنت ہے۔ پیارے سنی مسلمان بھائیو! دیکھو تم کو بے دین بنانے کے لیے قرآن عظیم و حدیث کریم کے ساتھ کیسی کیسی چھچلیاں کھیلی جا رہی ہیں۔ اب کون بندۂ خدا اس مرتد اکفر سے کہے کہ جب تیرے نزدیک حدیثیں مفید یقین ہی نہیں جیسا کہ تہذیب الاخلاق جلد اول کے صفحہ ۳۱۶ پر نیچریت کا معلّم ثانی نواب محسن الملک لکھتا ہے کہ احادیث کے الفاظ پر یہ یقین نہیں ہے کہ یہ سب الفاظ وہی ہیں جو شارع نے فرمائے ہیں۔ شاید ہوں یا نہ ہوں اور نہ اس نظم و ترتیب کی نسبت جو الفاظ اور کلمات میں احادیث کے ہے یہ یقین ہے کہ یہ وہی نظم و ترتیب ہے جو رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمائی تھی شاید ہو شاید نہ ہو۔ تو سنی مسلمانوں کو دھوکے دینے کے لیے اپنے

باطل وکفری مدعا پر حدیثیں پڑھنے کا تجھے کیا حق ہے۔ مگر ہے یہی کہ
من یضلل اللہ فمالہ من ھاد والعیاذ باللہ الملک الجواد
خامسًا:۔ جب مرتد اکفر پر یہ قاہر اعتراض وارد ہوا کہ اگر جنت
اور اس کی نعمتوں سے صرف ایک اعلیٰ درجے کی راحت روحانی کا ملنا
مقصود تھا۔ تو خدا اور رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم نے
آیات مبارکہ واحادیث شریفہ میں جنت کی نعمتوں کی اس قدر تفصیلات
کیوں فرمائیں قرآن عظیم وحدیث کریم میں صرف اتنا ہی کیوں نہ فرما دیا کہ
نیک کام کرنے والوں کو ایک اعلیٰ درجے کی روحانی راحت ملے گی۔ تو
اس کا یہ ناپاک جواب دیتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ
وسلم نے جن لوگوں کو قرآن پاک سنایا اور اپنی احادیث شریفہ کا مخاطب
فرمایا وہ محض ناتربیت یافتہ جاہل وحشی جنگلی بدوی بے عقل بددماغ کوڑمغز
تھے وہ اعلیٰ درجے کی روحانی خوشی و راحت کے مفہوم کو سمجھ ہی نہیں
سکتے تھے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم تو اللہ عزوجل کے
رسول ہی ہیں۔ خود اللہ عزوجل بھی ان لوگوں کو اعلیٰ درجے کی روحانی خوشی
و راحت کا مفہوم نہیں سمجھا سکتا تھا۔ چنانچہ نیچر صفحہ ۷۳ پر بکتا ہے۔

بہشت کی کیفیت یا لذت کا جس کو قرۃ اعین سے تعبیر کیا ہے بیان کرنا

گو کہ خدا ہی اس کا بیان کرنا چاہے محال سے بھی بڑھ کر محال ہے۔ اسی مجبوری
اور مشکل کے سبب اس اعلیٰ درجے کی روحانی راحت کو جو ان کے خیال
اور ان کی عقل وفہم وطبیعت کے مطابق اعلیٰ درجے کی ہو سکتی تھی سمجھانے
کے لیے اللہ تبارک وتعالیٰ نے آیاتِ کریمہ میں اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے احادیث مبارکہ میں جنت کی نعمتوں کی یہ سب تفصیلات بیان فرمائیں والعیاذ باللہ تعالیٰ

پیارے سنی مسلمان بھائیو! تمہارے دلوں میں ضروریات دینیہ کا انکار جمانے کے لیے تمہارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے پیارے صحابۂ کرام واہل بیت عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو خود تمہارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو حتیٰ کہ خود تمہارے پیارے رب عزوجل کو کیسی کیسی گالیاں دی جارہی ہیں۔ اب کوئی بندۂ خدا پیر نیچر سے پوچھنے والا نہیں کہ جب بہشت کی کیفیت ولذت کے اصلی معنی کو نہ تو علمائے اسلام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سمجھ سکے کیوں کہ ان کے قلوب پر توجہ الی اللہ اور خوف قہر الٰہی ورجائے رحمت رحمانی کا غلبہ تھا اور نہ حضرات صحابۂ کرام واہل بیت عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سمجھ سکے کیوں کہ وہ لوگ معاذ اللہ ناتربیت یافتہ جاہل وحشی جنگلی بدوی بے عقل بددماغ کوڑ مغز تھے نہ خود اللہ ورسول ہی بہشت کی کیفیت ولذت کو بیان کرسکے جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ کیوں کہ تو بہشت کی کیفیت ولذت کا بیان کرنا اللہ عزوجل کے لیے بھی محال سے بڑھ کر محال بتاچکا۔ تو خود تو نے جنت کی کیفیت ولذت کی حقیقت جو محض ایک اعلیٰ درجے کی روحانی راحت بتائی تجھے یہ حقیقت کیوں کر معلوم ہوئی۔ ذٰلِکَ لِیَعۡلَمَ اَنَّ اللّٰہَ لَا یَہۡدِیۡ کَیۡدَ الۡخَآئِنِیۡنَ ؕ اب ان نیچریوں سے کون کہے کہ جب بہشت کی کیفیت ولذت کا بیان کرنا اللہ عزوجل کے لیے بھی تمہارا پیر نیچر محال سے بڑھ کر محال کہہ چکا اور خود تمہارے

پیر نیچر نے اس کی حقیقت بتا دی کہ وہ ایک اعلیٰ درجے کی محض روحانی راحت ہے تو تمہارے پیر نیچر نے اپنے نفس ناپاک کو اللہ تعالیٰ سے بھی بڑھ کر قدرت والا بتا دیا یا نہیں اور یہ اس کا تمہارا ایک مستقل کفر ملعون ہوا یا نہیں۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

سادساً۔ پیر نیچر نے اپنے مدعائے باطل پر تفسیر بیضاوی کی یہ عبارت پیش کی۔ وان للآیۃ محملا آخر وھو ان مستلذات اھل الجنۃ فی مقابلۃ ما رزقوا فی الدنیا من المعارف والطاعات متفاوتۃ فی اللذۃ بحسب تفاوتھا فیحتمل ان یکون المراد من ھذا الذی رزقنا انہ ثوابہ ومن تشابھھما تماثلھما فی الشرف والمزیۃ وعلو الطبقۃ فیکون ھذا فی الوعد نظیر قولہ تعالیٰ ذوقوا ما کنتم تعملون فی الوعید یعنی یہ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا قَالُوْا هٰذَا الَّذِيْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ وَاُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا وَلَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّهُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ یعنی اور اے محبوب) خوشخبری دے انھیں جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے کہ ان کے لیے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں رواں جب انھیں ان باغوں سے کوئی پھل کھانے کو دیا جائے گا صورت دیکھ کر کہیں گے یہ تو وہی رزق ہے جو ہمیں پہلے ملا تھا اور وہ صورت میں ملتا جلتا انھیں دیا گیا اور ان کے لیے ان باغوں میں ستھری بیبیاں ہیں اور وہ ان میں ہمیشہ

رہیں گے۔ (ترجمۂ رضویہ) اس آیت کے ایک اور معنیٰ بھی ہو سکتے ہیں اور وہ
یہ کہ جنتیوں کی لذیذ نعمتیں ان معارف وعبادات کے مقابلے میں ہیں جن کی
توفیق ان کو دنیا میں دی گئی تو وہ لذیذ نعمتیں لطف ولذت میں باہم
اسی طرح تفاوت رکھتی ہیں جیسے ان معارف وطاعات کا باہم تفاوت
ہے تو ہو سکتا ہے کہ ھٰذا الذی رزقنا سے یہ مراد ہو کہ جنت کی لذیذ نعمتیں
جو ہم کو مل رہی ہیں یہ انھیں عبادات وطاعات ومعارف کا ثواب ہیں جن
کی توفیق ہم کو دنیا میں دی گئی تھی اور ان لذیذ نعمائے جنت کا ان طاعات
ومعارف کے ساتھ ملتے جلتے ہونے سے ان کا شرف ومرتبہ وعلو
درجات میں ان کا مثل ہونا مراد ہو تو یہ فرمانِ الٰہی وعد میں اللہ تبارک
وتعالیٰ کے اس قول کی نظیر ہو گا جو کفار سے وعید میں فرمایا گیا کہ چکھو اس
کا عذاب جو تم کرتے تھے۔ اسی طرح پیر نیچر نے اپنے کفری مدعا پر تفسیر
کشف الاسرار کی یہ عبارت پیش کی۔ واعلم ان اللہ تعالیٰ خاطبنا
بالامثال لیدلنا علی الحاضر عندہ بالحاضر عندنا فالاسماء
متفقۃ فی الدلالۃ والمعانی مختلفۃ ولولا ذلک لما بقی فی النار
شئ من شجرۃ الزقوم والسلاسل وغیر ذلک بل کانت تاکلہ
النار وما فی الجنۃ مفترشھا وانہارھا کذلک فھو مثل
فقط یعنی اور یہ بات معلوم کر لو کہ اللہ تعالیٰ نے تمثیلی بیانوں کے ساتھ
ہم سے مخاطبہ فرمایا ہے۔ تاکہ جو عقوبات ولذائذ ہمارے سامنے موجود
ہیں انھیں کے ذریعے سے ہم کو ان تکلیفوں اور نعمتوں کا علم عطا فرمائے۔
جو اس کے کافر ومومن بندوں کے لیے اس کے یہاں ہیں تو دنیا اور آخرت

کی تکلیف دہ چیزوں اور لذیذ نعمتوں کے نام ایک ہی سے ہیں اور معانی میں باہم اختلاف ہے اور اگر ایسا نہ ہوتا اور دنیا میں جس طرح کی چیزوں کے یہ نام ہیں بالکل ایسی ہی چیزوں کے یہ نام آخرت میں بھی ہوتے تو دنیا کا تھوہڑ کا درخت اور دنیا کی یہ زنجیریں وغیرہ کوئی چیز جہنم کی آگ میں باقی نہ رہتی بلکہ ان سب چیزوں کو آگ کھا جاتی۔ اور جنت میں جو کچھ اس کے بچھونے اور نہریں ہیں اور وہ بھی دنیا کی نعمتوں کے ساتھ صرف تمثیل ہے۔ تفسیر بیضاوی کی عبارت منقولہ کا مفاد صرف اس قدر ہے کہ ایمان اور ہر ایک عمل صالح کے بدلے میں جنت کا الگ الگ ایک ایک پُر لطف میوہ اور بہشت کی علیحدہ علیحدہ ایک ایک لذیذ نعمت ہے۔ تو کُلَّمَا رُزِقُوا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا قَالُوا هٰذَا الَّذِي رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ وَأُتُوا بِهٖ مُتَشَابِهًا کے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ جب اہلِ جنت کوئی بہشتی میوہ کھائیں گے تو کہیں گے کہ یہ فلاں عمل صالح کا بدلہ ہے اور جس درجہ و مرتبہ کا وہ عمل صالح ہوگا اسی درجہ و مرتبہ کی لذت اس جنتی میوے میں ہوگی۔ اسی طرح کافروں کے کفر اور ان کے ہر ایک عمل بد کے بدلے میں جہنم کی الگ الگ ایک ایک عقوبت اور دوزخ میں علیحدہ علیحدہ ایک ایک عذاب ہوگا تو جب کفار کو جہنم کا کوئی عذاب دیا جائے گا ان سے فرشتے کہیں گے کہ یہ اپنے فلاں عمل بد کا عذاب چکھو اور جس درجہ و مرتبہ کا وہ عمل برا ہوگا اسی مرتبہ و درجہ کی تکلیف بھی اس عقوبت میں ہوگی۔ مگر پیر نیچر نے یہ عبارت بیضاوی نقل کر کے اس کا یہ کفری مطلب گڑھ دیا کہ نہ جنت میں میوے

اور نہریں اور حور و قصور و غلمان ہیں۔ نہ در حقیقت جنت کا کوئی وجودِ خارجی ہے۔ بلکہ دنیا میں عمل صالح کرنے میں روح کو جو فرحت و راحت حاصل ہوئی تھی بس اسی روحانی راحت کے اعلیٰ درجے پر حاصل ہونے کا نام جنت ہے۔ یہ ہے پیر نیچر کی دزدی و دلاوری و بکف چراغی ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اسی طرح پیر نیچر نے تفسیر کشف الاسرار کی جس قدر عبارت نقل کی اس کا مطلب بھی اسی قدر ہے کہ دوزخ میں کفار کے لیے جن تکلیف دینے والی چیزوں کا ذکر ہے ان کی وہی حقیقتیں مراد نہیں جو ہم دنیا میں دیکھتے ہیں کیوں کہ مثلاً دنیا میں جو تھوہڑ کا درخت ہے وہ آگ میں جل جاتا ہے مگر جہنم میں کافروں کے لیے جو تھوہڑ کا درخت ہے وہ جہنم کی آگ میں نشو و نما پاتا ہے۔ دنیا میں جو زنجیریں ہیں وہ آگ میں پگھل کر فنا ہو جاتی ہے مگر کافروں کو جہنم میں جن آتشیں زنجیروں میں پرو دیا جائے گا وہ خود آگ ہی کی بنی ہوئی ہوں گی۔ اسی طرح جنت کے جن میووں اور بہشت کی جن لذیذ نعمتوں کا ایمان والوں کے لیے قرآن عظیم و حدیث کریم میں بیان ہے ان کی بھی وہ حقیقتیں مراد نہیں جو دنیا میں ہمارے سامنے ہیں۔ کیوں کہ مثلاً دنیا کا دودھ گائے بھینس بکری، اونٹنی وغیرہا جانوروں کے تھنوں سے حاصل ہوتا ہے۔ مدت گزرنے پر بگڑ جاتا ہے جنت میں دودھ کی نہریں بہہ رہی ہیں۔ جنت کے دودھ کا کبھی مزہ بگڑتا نہیں۔ دنیا کی شراب پھلوں کو نچوڑ کر اس کو سڑا کر بنائی جاتی ہے۔ بدبو دار نشہ آور ہوتی ہے۔ جنت میں شراب کی نہریں جاری ہیں۔ جنت کی شراب مشک سے زیادہ خوشبودار پاکیزہ اور نشاط بخش ہے۔ اس میں

مطلقاً نشہ نہیں۔ دنیا کی نہریں زمین کی گہرائیوں میں بہتی ہیں۔ جنت کی نہریں زمین سے اوپر اوپر بہتی ہیں۔ جہاں جنتی چاہے گا وہیں بہتی ہوئی پہنچیں گی دنیا کا شہد مکھیوں کے چھتے سے حاصل ہوتا ہے پھر اس میں موم اور کوڑا کرکٹ بھی ملا ہوتا ہے۔ جنت میں شہد کی بھی نہریں بہتی ہیں جنت کا شہد بالکل خالص اور پاک وصاف ہے۔ دنیا کی عورتیں دنیا میں حیض ونفاس سے ملوث ہوا کرتی ہیں۔ ان کی ناک سے رینٹھ کان سے میل، بدن سے میل کچیل خارج ہوتا ہے۔ جنت کی حورعین ان سب آلودگیوں سے ہمیشہ پاک وصاف رہیں گی۔ دنیا کی عورتیں بڈھی ہوجاتی ہیں بیمار ہوتی ہیں۔ جنت کی عورتیں نہ کبھی بڈھی ہوں گی نہ بیمار پڑیں گی۔ توخلاصہ یہ ہوا کہ جنت کے دودھ شہد بہشت کی شراب اور نہروں اور عورتوں کے نام تو وہی دودھ شہد شراب اور عورت ہی ہے۔ مگر وہاں کے دودھ شہد وہاں کی شراب اور نہروں اور عورتوں کی کیفیت دنیا کی نہروں عورتوں اور شراب اور دنیا کے دودھ اور شہد سے بالکل علیحدہ ہے۔ اور اسی بیان پر جنت کی دوسری لذیذ نعمتوں اور بہشت کے لطیف میووں کو قیاس کرلیا جائے اسی طرح جہنم میں جو تھوہڑ کا درخت اور زنجیریں اور سانپ بچھو وغیرہ ہیں ان کے نام تو یہی تھوہڑ کا درخت اور زنجیریں اور سانپ بچھو وغیرہ ہیں۔ لیکن دوزخ کے تھوہڑ کے درخت اور زنجیروں اور سانپ بچھو وغیرہ کی حقیقتیں دنیا کی زنجیروں اور دنیا کے تھوہڑ کے درخت اور دنیا کے سانپ بچھو وغیرہ کی ماہیتوں سے بالکل علیحدہ ہیں۔ مگر پیر نیچر نے تفسیر کشف الاسرار کی عبارت کا یہ کفری مطلب گڑھ دیا کہ نہ دوزخ میں سانپ بچھو اور

زنجیریں اور ہتھوڑے کے درخت ہیں نہ دوزخ کا کوئی وجود خارجی ہے بلکہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی جو کلفت روح کو ہوئی تھی بس اسی روحانی اذیت کا اعلیٰ درجے پر محسوس ہونا اسی کا نام دوزخ اور جہنم ہے اور نہ جنت میں میوے ہیں نہ باغ ہیں نہ محل ہیں نہ نہریں ہیں نہ حوریں ہیں نہ غلمان ہیں۔ نہ جنت کا کوئی وجود خارجی ہے بلکہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری کی جو راحت روح کو ہوئی تھی بس اسی روحانی راحت کا اعلیٰ درجے پر حاصل ہونا اسی کا نام جنت ہے۔ یہ ہے پیر نیچر کی چوری اور سینہ زوری۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم اب اس مرتد اکفر سے کون بندۂ خدا کہے کہ جب تیرے نزدیک تمام مفسرین عظام و محدثین کرام و علمائے اسلام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے قلوب پر توجہ الی اللہ اور خوفِ قہر یزدانی و امید رحمت ربانی کا اس قدر غلبہ تھا کہ ان کو اصل حقیقت معلوم ہی نہ ہو سکی تو پھر تجھ کو کیا حق ہے کہ بھولے بھالے سیدھے سادھے مسلمانانِ اہلسنت کو دھوکے دینے کے لیے تفسیر بیضاوی و تفسیر کشف الاسرار کی عبارتیں پیش کرے۔ مگر ہے یہی کہ اِذَا اَرَادَ اللّٰہُ بِقَوْمٍ سُوْٓءً فَلَا مَرَدَّ لَهٗ وَمَا لَھُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ ٥ والعیاذ باللہ ذی العزۃ والجلال۔

سابعاً۔ پیر نیچر نے ان دغابازیوں جعل سازیوں کے علاوہ ایک نہایت ناپاک شرارت یہ بھی کی ہے کہ سادہ لوح سنی مسلمانوں کو جنت کی طرف سے متنفر کرنے کے لیے جنت کی الٰہی نعمتوں پر تمسخر اڑایا ہے تمام نیچری زنادقہ اور نیچر پرست ملحدین سب اکٹھا ہو کر جواب دیں کہ کسی

حقیقت واقعہ کا مذاق بنانے کسی واقعۂ صحیحہ پر نہایت مکروہ اور گندے الفاظ میں ٹھٹھے لگانے سے کیا ان کا فی الواقع ابطال ہو جاتا ہے۔ اور جن خادمو اور کنیزوں سے خدمت لینا شرعاً و عقلاً ہر طرح جائز ہو ان سے خدمت لینا یا اپنی جائز و حلال بیبیوں سے معاملات زوجیت برتنا یا پینے کی جس چیز کا نام ہی شراب ہو لیکن دنیوی شراب کی کوئی خباثت کوئی برائی اس میں نہ ہو۔ وہ نشہ لانے والی نہ ہو عقل کو زائل کرنے والی نہ ہو حواس میں تغیر پیدا کرنے والی نہ ہو بلکہ پاکیزگی و لطافت کو اور زائد بڑھانے والی ہو اس کا استعمال کرنا کیا کچھ عیب ہے اور اگر نہیں اور ہرگز نہیں تو اگرچہ ہمیں یہ گندا ناپاک انداز بیان ہرگز پسند نہیں نہ ہرگز کسی شریف انسان کو پسند ہوگا۔ لیکن مدعیان تہذیب جدید کے اس مصلح اعظم کہلانے والے پیر نیچر سے یہ شستہ شائستہ انتہائی مہذبانہ شریفانہ انداز گفتگو سیکھ کر اگر کوئی شخص یوں لیکچر دیتا پھرے کہ یہ سمجھنا کہ پیر نیچر کے والد بزرگوار نے ان کی مادر مہربان کے ساتھ معاملات مجامعت کئے ہوں گے۔ کبھی ان کے گلے میں ہاتھ ڈال کر پڑ گئے ہوں گے۔ کبھی ان کی ران پر سر دھرا ہوگا۔ کبھی ان کو چھاتی سے پیٹا یا ہوگا۔ کبھی ان کے لب جان بخش کا بوسہ لیا ہوگا۔ کبھی اپنے مکان کے کسی کونے میں ان کے ساتھ کچھ کرنے لگے ہوں گے۔ کبھی کسی کونے میں کچھ کرنے لگے ہوں گے۔ ایسا بے ہودہ پن کیا ہوگا جس پر تعجب ہوتا ہے۔ اگر پیر نیچر کے والد بزرگوار اور ان کی مادر مہربان کے درمیان یہی معاملات ہوتے ہوں گے تو بے مبالغہ بازاری عورتوں اور ان کے آشناؤں کے حالات ان سے ہزار درجے بہتر ہیں۔ تو پیر نیچر پرست مدعیان

تہذیب جدید پہلے تو یہ بتائیں کہ ایسا کہنے والے نے ان کے مصلحِ اعظم پیر نیچر اور ان کے والدین کی شان میں سخت توہین کی یا نہیں اگر ہاں تو براہِ انصاف یہ بھی فرمائیں کہ خود پیر نیچر نے جو اللہ عزوجل کی عظیم وجلیل نعمائے جنت کا بعینہٖ اسی انداز گفتگو میں مذاق اُڑایا۔ اس نے بھی ان ربانی نعمتوں کی شدید وبدترین توہین کی یا نہیں؟۔ اس کے بعد براہِ مہربانی یہ بھی ارشاد فرمائیں کہ اس شخص کے اس بیان سے کیا پیر نیچر کے والد بزرگوار اور ان کی والدہ مشفقہ کے درمیان جو تعلقات زوجیت قائم تھے ان کا فی الواقع ابطال ہو جائے گا۔ اور کیا اس شخص کے اس طرز گفتگو سے یہ ثابت ہو جائے گا۔ کہ پیر نیچر بغیر باپ کا بیٹا تھا؟ اور اگر نہیں تو خود پیر نیچر کے اس اندازِ کلام سے جنت کا اور جنت کی عظیم وجلیل الٰہی نعمتوں کا ابطال کیوں کر ہو سکتا ہے لیکن بات یہی ہے کہ فَاِنَّھَا لَا تَعْمَی الْاَبْصَارُ وَلٰکِنْ تَعْمَی الْقُلُوْبُ الَّتِیْ فِی الصُّدُوْرِ والعیاذ باللہ الرحیم الغفور۔ اب چند آیات قرآنیہ وفرامین ربانیہ کی تلاوت ہو جن سے پیر نیچر کے مکذب قرآن ومنکر ضروریات ایمان ہونے کی جلیل وروشن ترین وضاحت ہو۔ فاقول وباللہ العون والتوفیق اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّھُمْ مِّنَ الْجَنَّۃِ غُرَفًا تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِیْنَ ۝ الَّذِیْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰی رَبِّھِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ ۝ یعنی اور بیشک جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے ضرور ہم انھیں جنت کے بالاخانوں پر جگہ دیں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی ہمیشہ ان میں رہیں گے کیا ہی اچھا اجر کام والوں کا

وہ جنھوں نے صبر کیا اور اپنے رب ہی پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ (ترجمہ رضویہ)
اور اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ اِنَّكُمْ لَذَآئِقُوا الْعَذَابِ الْاَلِيْمِ ۝ وَمَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُوْمٌ ۝ فَوَاكِهُ وَهُمْ مُّكْرَمُوْنَ ۝ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝ عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ۝ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ ؕ بَيْضَآءَ لَذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ۝ لَا فِيْهَا غَوْلٌ وَّلَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُوْنَ ؕ وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ عِيْنٌ ۝ كَاَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ یعنی بیشک تمہیں ضرور دکھ کی مار چکھنی ہے تو تمہیں بدلہ نہ ملے گا مگر اپنے کیے کا۔ مگر جو اللہ کے چنے ہوئے بندے ہیں ان کے لیے وہ روزی ہے جو ہمارے علم میں ہے میوے۔ اور ان کی عزت ہوگی چین کے باغوں میں تختوں پر ہوں گے آمنے سامنے۔ ان پر دورہ ہوگا نگاہ کے سامنے بہتی شراب کے جام کا۔ سفید رنگ پینے والوں کے لیے لذت نہ اس میں خمار ہے نہ اس سے ان کا سر پھرے اور ان کے پاس ہیں جو شوہروں کے سوا دوسری طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھیں گی۔ بڑی آنکھوں والی گویا انڈے ہیں پوشیدہ رکھے ہوئے۔ (ترجمہ رضویہ) اور اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ هٰذَا ذِكْرٌ ؕ وَاِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ لَحُسْنَ مَاٰبٍ ؕ جَنّٰتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْاَبْوَابُ ۝ مُتَّكِئِيْنَ فِيْهَا يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ وَّشَرَابٍ ۝ وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ اَتْرَابٌ ؕ هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِيَوْمِ الْحِسَابِ ؕ اِنَّ هٰذَا لَرِزْقُنَا مَا لَهٗ مِنْ نَّفَادٍ ؕ یعنی یہ نصیحت ہے اور بیشک پرہیزگاروں کا ٹھکانہ بھلا بسنے کے باغ ان کے لیے سب

دروازے کھلے ہوئے ان میں تکیہ لگائے۔ ان میں بہت سے میوے اور شراب مانگتے ہیں اور ان کے پاس وہ بیبیاں ہیں کہ اپنے شوہر کے سوا اور کی طرف آنکھ نہیں اٹھاتیں۔ ایک عمر کی یہ ہے جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے حساب کے دن۔ بیشک یہ ہمارا رزق ہے کبھی ختم نہ ہوگا۔ (ترجمہ رضویہ) اور اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ مَقَامٍ اَمِیْنٍ ط فِیْ جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ یَلْبَسُوْنَ مِنْ سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ ہ کَذٰلِکَ وَزَوَّجْنٰھُمْ بِحُوْرٍ عِیْنٍ ہ یَدْعُوْنَ فِیْھَا بِکُلِّ فَاکِھَۃٍ اٰمِنِیْنَ ہ لَا یَذُوْقُوْنَ فِیْھَا الْمَوْتَ اِلَّا الْمَوْتَۃَ الْاُوْلٰی وَوَقٰھُمْ عَذَابَ الْجَحِیْمِ ہ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّکَ ذٰلِکَ ھُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ط ہ یعنی بیشک ڈر والے امان کی جگہ ہیں۔ باغوں اور چشموں میں پہنیں گے کریب اور قناویز آمنے سامنے یونہی ہے۔ اور ہم نے ان کو بیاہ دیا نہایت سیاہ اور روشن بڑی آنکھوں والیوں سے۔ اس میں ہر قسم کا میوہ مانگیں گے امن وامان سے۔ اس میں پہلی موت کے سوا پھر موت نہ چکھیں گے۔ اور اللہ نے انہیں آگ کے عذاب سے بچا لیا تمہارے رب کے فضل سے۔ یہی بڑی کامیابی ہے (ترجمہ رضویہ) اور اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے۔ اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّنَعِیْمٍ ہ فٰکِھِیْنَ بِمَآ اٰتٰھُمْ رَبُّھُمْ وَوَقٰھُمْ رَبُّھُمْ عَذَابَ الْجَحِیْمِ ہ کُلُوْا وَاشْرَبُوْا ھَنِیْٓئًا بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ہ مُتَّکِـِٕیْنَ عَلٰی سُرُرٍ مَّصْفُوْفَۃٍ وَزَوَّجْنٰھُمْ بِحُوْرٍ عِیْنٍ ہ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْھُمْ ذُرِّیَّتُھُمْ بِاِیْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِھِمْ ذُرِّیَّتَھُمْ وَمَآ اَلَتْنٰھُمْ مِّنْ

عَمَلِهِمْ مِنْ شَيْءٍ كُلُّ امْرِئٍ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ ○ وَ
أَمْدَدْنٰهُمْ بِفَاكِهَةٍ وَلَحْمٍ مِمَّا يَشْتَهُوْنَ ○ يَتَنَازَعُوْنَ
فِيْهَا كَأْسًا لَّا لَغْوٌ فِيْهَا وَلَا تَأْثِيْمٌ ○ وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ
غِلْمَانٌ لَّهُمْ كَأَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُوْنٌ یعنی بیشک پرہیزگار باغوں
اور چین میں ہیں۔ اپنے رب کی دین پر شاد شاد اور انھیں ان کے
رب نے آگ کے عذاب سے بچالیا۔ کھاؤ اور پیو خوش گواری سے صلہ
اپنے اعمال کا۔ تختوں پر تکیہ لگائے جو قطار لگا کر بچھے ہیں اور ہم نے
انھیں بیاہ دیا بڑی آنکھوں والی حوروں سے۔ اور جو ایمان لائے اور
ان کی اولاد نے ایمان کے ساتھ ان کی پیروی کی ہم نے ان کی اولاد
ان سے ملادی اور ان کے عمل میں انھیں کچھ کمی نہ دی۔ اور سب آدمی
اپنے کئے میں گرفتار ہیں اور ہم نے ان کی مدد فرمائی میوے اور گوشت
سے جو چاہیں۔ ایک دوسرے سے لیتے ہیں وہ جام جس میں نہ بیہودگی
ہے نہ گنہ گاری۔ اور ان کے خدمت گار لڑکے ان کے گرد پھریں گے۔
گویا وہ موتی ہیں کہ چھپا کر رکھے گئے (ترجمہ رضویہ) اور اللہ عزوجل ارشاد
فرماتا ہے۔ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ لِّسَعْيِهَا رَاضِيَةٌ فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ○
لَّا تَسْمَعُ فِيْهَا لَاغِيَةً ○ فِيْهَا عَيْنٌ جَارِيَةٌ ۘ فِيْهَا سُرُرٌ مَّرْفُوْعَةٌ
وَّأَكْوَابٌ مَّوْضُوْعَةٌ ○ وَّنَمَارِقُ مَصْفُوْفَةٌ ○ وَّزَرَابِيُّ مَبْثُوْثَةٌ ۘ
یعنی کتنے ہی منہ اس دن چین میں ہیں اپنی کوشش پر راضی بلند
باغ میں کہ اس میں کوئی بے ہودہ بات نہ سنیں گے اس میں رواں
چشمہ ہے۔ اس میں بلند تخت ہیں اور چنے ہوئے کوزے اور برابر

بچھے ہوئے قالین اور پھیلی ہوئی چاندنیاں۔ (ترجمۂ رضویہ) اور اللہ عزو جل ارشاد فرماتا ہے اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ ۝ عَلَی الْاَرَآئِکِ یَنْظُرُوْنَ ۝ تَعْرِفُ فِیْ وُجُوْهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِیْمِ ۝ یُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِیْقٍ مَّخْتُوْمٍ ۝ خِتٰمُهٗ مِسْکٌ وَفِیْ ذٰلِکَ فَلْیَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ ۝ وَمِزَاجُهٗ مِنْ تَسْنِیْمٍ ۝ عَیْنًا یَّشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُوْنَ ۝ یعنی بے شک نیکوکار ضرور چین میں ہیں۔ تختوں پر دیکھتے ہیں تو ان کے چہروں میں چین کی تازگی پہچانے ستھری شراب پلائے جائیں گے جو مہر کی ہوئی ہوگی۔ اس کی مہر مشک پر ہے۔ اور اسی پر چاہیئے کہ للچائیں للچانے والے۔ اور اس کی ملونی تسنیم ہے۔ وہ چشمہ جس سے مقربان بارگاہ پیتے ہیں۔ (ترجمۂ رضویہ) اور اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ یُدْخِلُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ یُحَلَّوْنَ فِیْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا وَلِبَاسُهُمْ فِیْهَا حَرِیْرٌ ۝ وَهُدُوْا اِلَی الطَّیِّبِ مِنَ الْقَوْلِ وَهُدُوْا اِلٰی صِرَاطِ الْحَمِیْدِ ۝ یعنی بیشک اللہ داخل کرے گا انہیں جو ایمان لائے اور اچھے کام کیئے بہشتوں میں جن کے نیچے نہریں بہیں۔ ان میں پنہائے جائیں گے سونے کے کنگن اور موتی اور وہاں ان کی پوشاک ریشم ہے۔ اور انہیں پاکیزہ بات کی ہدایت کی گئی اور سب خوبیوں سراہے کی راہ بتائی گئی (ترجمۂ رضویہ) اور اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے۔ مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِیْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ فِیْهَا اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّآءٍ غَیْرِ اٰسِنٍ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ یَتَغَیَّرْ طَعْمُهٗ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِیْنَ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ

مُصَفًّى وَلَهُمْ فِيهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ وَمَغْفِرَةٌ مِنْ رَبِّهِمْ
یعنی احوال اس جنت کا جس کا وعدہ پرہیزگاروں سے ہے اس میں
ایسے پانی کی نہریں ہیں جو کبھی نہ بگڑے اور ایسے دودھ کی نہریں ہیں
جس کا مزہ نہ بدلا اور ایسی شراب کی نہریں ہیں جس کے پینے میں لذت
ہے اور ایسے شہد کی نہریں ہیں جو صاف کیا گیا اور ان کے لیے اس
میں ہر قسم کے پھل ہیں اور ان کے رب کی مغفرت (ترجمہ رضویہ) اور
اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے۔ عَلَيْهِمْ ثِيَابُ سُنْدُسٍ خُضْرٌ وَّ
إِسْتَبْرَقٌ وَحُلُّوا أَسَاوِرَ مِنْ فِضَّةٍ وَسَقَاهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا
طَهُورًا ٥ یعنی ان (نیکوں) کے بدن پر ہیں کریب کے سبز کپڑے
اور قناویز کے۔ اور انھیں چاندی کے کنگن پہنائے گئے اور انھیں
ان کے رب نے ستھری شراب پلائی۔ (ترجمہ رضویہ)

ان آیات مبارکہ کے علاوہ اور بھی ایسی آیات کریمہ کی زیارت
کرنی منظور ہو جن میں جنت کی نعمتیں مفصل بیان فرمائی گئی ہیں۔ تو حضرت
استاذی المعظم ناصر الاسلام شیر بیشۂ اہلسنت مظہر اعلیٰ حضرت مولینا
حافظ قاری مفتی شاہ ابوالفتح عبیدالرضا محمد حشمت علی خاں صاحب قبلہ
قادری برکاتی رضوی مجدّدی لکھنوی دامت برکاتہم القدسیہ کا رسالہ مبارکہ
بنام تاریخی راز سیرت کمیٹی کا مطالعہ کیا جائے کہ بدسیرت کمیٹی نے بھی
اس پیر نیچر کی نجس غلاظت چاٹی ہے اور جنت و دوزخ کے وجود خارجی
اور ان کے عقوبات و تعلیمات کا انکار کر کے لعنت الٰہی سے اپنی قبر پاٹی ہے
اب جنت کی انھیں نعمتوں کو شمار کیجئے جن کی اجمالی تفصیل انھیں آیاتِ

قرآنیہ میں بیان فرمائی گئی ہے۔ جنتیوں کو اونچے اونچے سرسبز و شاداب باغ دیئے جائیں گے۔ ان میں ہر قسم کے میوے اور پھل ہوں گے ان باغوں میں ان کے رہنے کے لیے بالاخانے اور محل ہوں گے ان باغوں کے سب دروازے ان کے لیے کھلے ہوں گے۔ ان باغوں اور محلوں میں بلند تخت قطار لگائے ہوئے بچھے ہوں گے۔ ان تختوں پر برابر برابر قالین بچھے ہوں گے۔ ان کے صحنوں میں چاندنیاں بچھی ہوں گی۔ ان باغوں اور محلوں میں کبھی نہ بگڑنے والے پانی اور کبھی مزہ نہ بدلنے والے دودھ اور پینے والوں کو لذت دینے والی شراب اور پاک و صاف شہد کی نہریں اور بہنے والے چشمے ہیں وہ ان تختوں پر تکیے لگائے آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے ان پر سونے چاندی کے جاموں کا دور ہو گا جن میں آنکھوں کے سامنے بہتی شراب سفید رنگ ہو گی۔ جس میں مطلقاً نشہ نہ ہو گا نہ ان سے ان کا سر پھرے گا۔ وہ ستھری شراب ہو گی جس کی مہر مشک پر ہو گی اس کی ملونی تسنیم ہے۔ تسنیم ایک چشمہ ہے۔ جس کو مقربانِ بارگاہ پئیں گے ان باغوں اور محلوں میں کونڈے چنے ہوئے ہوں گے ان کو جیسے گوشت وہ چاہیں گے ملیں گے ان کو ہر گندگی و آلائش سے پاک و ستھری بیبیاں بیاہ دی جائیں گی جو بڑی بڑی سیاہ اور روشن آنکھوں والی ہوں گی۔ اپنے شوہر کے سوا دوسرے کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھیں گی۔ وہ ایسی لطیف اور خوبصورت ہوں گی جیسے چھپا کر رکھے ہوئے انڈے اور ان سب کی عمریں باہم ایک سی ہوں گی۔ جنت کی شراب میں نہ بیہودگی ہو گی۔

نہ گناہ کی کوئی بات جنتیوں کو ریشمی کریب اور قناویز کے سبز کپڑے اور موتی اور سونے چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے۔ ان کی ایمان والی اولاد کو بھی ان سے ملا دیا جائے گا۔ چین کی تازگی ان کے چہروں سے روشن ہوگی وہ ہمیشہ انھیں باغوں اور محلوں میں چین سے رہیں گے ان کے لیے اللہ تعالیٰ کی یہ عظیم و جلیل نعمتیں کبھی ختم نہ ہوں گی۔ وہ جنت میں کبھی کوئی بیہودہ بات نہ سنیں گے۔ ان کی خدمت کے لیے نہایت خوبصورت لڑکے ہوں گے جیسے پوشیدہ رکھے ہوئے آبدار موتی۔ وہ جنت میں جب کبھی جو لذت جو مزہ جو نعمت چاہیں گے وہی ان کو ان کا رب تبارک و تعالیٰ عطا فرمائے گا۔ ہر سنی مسلمان ایمان و انصاف کی نگاہوں سے دیکھ رہا ہے کہ پیر نیچر نے ان آیاتِ قرآنیہ کو منہ بھر کر کھلم کھلا جھٹلایا۔ والعیاذ باللہ رب العلایا۔ پیر نیچر نے جنت اور اس کی نعمتوں کے متعلق کوڑ مغز ملا اور شہوت پرست زاہد کا جو تخیل گڑھا وہ ہرگز ملایا زاہد کا گڑھا ہوا تخیل نہیں بلکہ اللہ عزوجل نے صدہا آیاتِ کریمہ میں اور اس کے پیارے حبیب سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے ہزارہا احادیث مبارکہ میں اسی مضمون کو بہت تفصیل کے ساتھ صراحۃً بیان فرمایا ہے۔ اب بے دین نیا چہرہ اور نیچر پرست کفرہ بتائیں کہ پیر نیچر نے کوڑ مغز ملا اور شہوت پرست زاہد کہہ کر کیا خود اللہ و رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو سخت گندی سڑی ہوئی ناپاک گالیاں نہ دیں۔ مسلمان بھائیو! دیکھو یہ ہے نیچریوں کا مصلح اعظم اور نیچر پرستوں کا ریفارمر جو ملا اور زاہد کے پردے میں اللہ و رسول جل جلالہ وصلی اللہ و

تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو کھلم کھلا کیسی کھلی ہوئی گالیاں دے رہا ہے۔ آہ۔ آہ۔ آہ۔ الا لعنۃ اللہ علیٰ کل من سب اللہ او اھان حبیب اللہ وعلیٰ حبیبنا ومحبوبنا محمد النبی الکریم والہ وصحبہ وابنہ وحزبہ ادوم السلام واتم الصلوٰۃ

یہی پیر نیچر اپنی اسی ناپاک کتاب تفسیر القرآن کے صفحہ ۴۹ پر لکھتا ہے۔ جن فرشتوں کا قرآن میں ذکر ہے ان کا کوئی اصلی وجود نہیں ہو سکتا بلکہ خدا کی بے انتہا قدرتوں کے ظہور کو اور ان قویٰ کو جو خدا نے اپنی تمام مخلوق میں مختلف قسم کے پیدا کئے ہیں۔ ملک یا ملائکہ کہا ہے جن میں سے ایک شیطان یا ابلیس بھی ہے۔ پہاڑوں کی صلابت پانی کی رقت درختوں کی قوت نمو برق کی قوت جذب و دفع غرضیکہ تمام قویٰ جن سے مخلوقات موجود ہوئی ہیں اور جو مخلوقات میں ہیں وہی ملک و ملائکہ ہیں جن کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے۔ انسان ایک مجموعہ قوائے ملکوتی اور قوائے بہیمی کا ہے اور ان دونوں قوتوں کی بے انتہا ذریات ہیں۔ جو ہر ایک قسم کی نیکی و بدی میں ظاہر ہوتی ہیں اور وہی انسان کے فرشتے اور ان کی ذریات اور وہی انسان کے شیطان اور اس کی ذریات ہیں۔

اس عبارت ملعونہ میں پیر نیچر نے کھلم کھلا صاف صاف بک دیا کہ اللہ عزوجل نے قرآن عظیم میں جن فرشتوں کا بیان فرمایا ہے نہ ان کا کوئی اصلی وجود ہے نہ ان کا موجود ہونا ممکن ہے بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی ہر ہر مخلوق میں جو مختلف قسم کی قوتیں رکھی ہیں جیسے پہاڑوں کی سختی پانی کی روانی، درختوں کا بڑھنا، بجلی کا کسی چیز کو کھینچنا یا پھینکنا وغیرہ بس انہیں

قوتوں کا نام فرشتہ ہے۔ انسان میں جو نیکی کی قوتیں ہیں بس وہی اس کے فرشتے ہیں اور آدمی کے اندر جو بدی کرنے کی قوتیں ہیں بس وہی آدمی کے شیاطین ہیں۔ اس مفہوم کے سوا نہ کسی فرشتے کا وجود ہے نہ ابلیس کا نہ کسی شیطان کا۔ جو شخص کفریات کثیرہ قطعیہ کے بھنکنے اور اڑانے کے سبب خود ہی مجسم شیطان ہو اس سے اس کی کیا شکایت کہ وہ شیطنیت و ابلیسیت کے ساتھ اپنی شدت رقابت کے سبب اپنی ذات سے علیحدہ نہ ابلیس کا وجود پسند کرے نہ کسی شیطان کا۔ مگر حضرات ملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام کا مستقل وجود خارجی کے ساتھ موجود ہونا ضروریات دین میں سے ہے۔ قرآن پاک کی صدہا آیات مبارکہ میں اس کی تصریح اور حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ہزارہا احادیث مقدسہ میں اس کی توضیح موجود ہے۔ بدسیرت کمیٹی (پٹی) ضلع لاہور نے بھی پیر نیچر کی فضلہ خواری میں ملائکہ علیہم الصلاۃ والسلام کے وجود مستقل سے کفر و انکار کیا جس کا قطعی کفر اور یقینی ارتداد ہونا کثیر آیاتِ مبارکہ سے حضرت استاذی المعظم ناصر الاسلام مظہر اعلیٰ حضرت شیر بیشۂ اہلسنت مولانا مولوی حافظ قاری مفتی شاہ ابو الفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خاں صاحب قبلہ قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی دام ظلہم العالی نے اپنے رسالۂ مبارکہ مسمّٰی بنام تاریخی راز سیرت کمیٹی میں واضح و آشکارا کیا۔ من شاء فلیراجعہ۔ مگر پیر نیچر نے اپنی اس ناپاک تفسیر القرآن کے صفحہ ۴۹، و ۵۰، و ۵۱ پر اپنے اس کفر ملعون میں بعض حضرات اولیائے مکاشفین رضی اللہ تعالیٰ عنہم ونفعنا ببرکاتہم القدسیہ فی الدنیا والآخرۃ کو بھی سنانا چاہا ہے۔ چنانچہ کہتا ہے۔

بعض اکابر اہلِ اسلام کا بھی مذہب ہے جو میں کہتا ہوں اور
امام محی الدین ابن عربی نے فصوص الحکم میں یہی مسلک اختیار کیا ہے۔ شیخ
عارف باللہ مؤید الدین ابن ظہور المعروف بالجندی نے جو مریدان خاص شیخ
صدر الدین قونوی مرید امام محی الدین ابن عربی سے ہیں شرح فصوص الحکم
میں فرشتوں کی نسبت بہت بڑی بحث لکھی ہے شیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ
علیہ اپنی اصطلاح میں تمام عالم کو مجموع من حیث المجموع انسان کبیر
کہتے ہیں اور انسان کو انسان صغیر۔ مقصود ان کا اس اصطلاح سے یہ
ہے کہ انسان عالم کا ایک فرد ہے اور جس قدر قویٰ انسان میں ہیں وہ جزئیات
ہیں اور جو اس کے کلیات ہیں وہ انسان کبیر ہے۔ اور فرماتے ہیں کہ اس
عالم یعنی انسان کبیر کے جو قویٰ ہیں انھیں میں سے بعض کا نام ملائک ہے
شیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ قویٰ جن کو ملائک کہتے ہیں انسان کبیر
یعنی عالم کے لیے ایسے ہیں جیسے انسان کے لیے قویٰ ہیں۔ شارح کہتے
ہیں کہ دیکھنا اور سننا اور سونگھنا اور چکھنا اور چھونا جو انسان میں ہے وہ
سب انھیں قوائے ملکوتیہ حسیہ کے ماتحت ہیں اور قوت متخیلہ اور متفکرہ
اور حافظہ اور ذاکرہ اور عاقلہ اور ناطقہ انھیں قوائے ملکوتیہ روحانیہ کے تابع
ہیں اور جاذبہ اور ماسکہ اور ہاضمہ اور غاذیہ اور منمیہ اور مربیہ اور مصورہ
انھیں قوائے ملکوتیہ طبعیہ میں داخل ہیں اور حلم اور علم اور وقار اور سبحہ
اور شجاعت اور عدالت اور سیاست اور ریاست انھیں قوائے
ملکوتی حیوانیہ میں شامل ہیں۔ اور یہ تمام قویٰ آسمان و زمین اور ان

کی فضا میں پھیلے ہوئے ہیں۔ پس شیخ اور ان کے متبع بھی ملائکہ کا اطلاق صرف قوائے عالم پر کرتے ہیں۔ ہمارے استنباط اور شیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے استنباط میں صرف اتنا فرق ہے کہ شیخ کے نزدیک تمام قوی۔ جو اجسام مرئیہ و غیر مرئیہ اور اشیائے محسوسہ و غیر محسوسہ میں ہیں وہ جزئیات ہیں اور جو ان کے کلیات ہیں وہ ملائک ہیں اور یہ جزئیات۔ ان کی ذریات شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکاشفے سے ان جزئیات کے کلیات کو جانا ہوگا مگر جو کہ ہم کو وہ مکاشفہ حاصل نہیں ہے اس لیے ہم انھیں قوی کو جن کو شیخ اور ان کے متبع ذریات ملائکہ قرار دیتے ہیں۔ ملائکہ کہتے ہیں ــــ مطلب ایک ہے صرف لفظوں یا جاننے نہ جاننے کا پھیر ہے۔ شیطان کی نسبت تو قیصری نے شرح فصوص میں نہایت صاف صاف وہی بات لکھی ہے جو ہم نے کہی ہے۔

اور صفحہ ۴۹ پر پیر نیچر نے اپنے اس ملعون کفر کو تفسیر القرآن بالقرآن کے پردے میں چھپایا ہے۔ کہتا ہے۔ قرآن مجید سے فرشتوں کا ایسا وجود جیسا کہ مسلمانوں نے اعتقاد کر رکھا ہے ثابت نہیں ہوتا بلکہ برخلاف اس کے پایا جاتا ہے۔ خدا فرماتا ہے۔ وَقَالُوا لَوْلَا أُنزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ وَلَوْ أَنزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِيَ الْأَمْرُ ثُمَّ لَا يُنظَرُونَ ۝ وَلَوْ جَعَلْنَاهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنَاهُ رَجُلًا وَلَلَبَسْنَا عَلَيْهِم مَّا يَلْبِسُونَ ۝ اس آیت سے پایا جاتا ہے کہ فرشتے نہ کوئی جسم رکھتے ہیں اور نہ دکھائی دے سکتے ہیں ان کا ظہور بلا شمول مخلوق موجود کے نہیں ہو سکتا۔ لجعلنٰہ رجلاً قید

احترازی نہیں ہے۔ اس جگہ انسان بحث میں تھا۔ اس لیے لجعلناہ رجلا فرمایا۔ ورنہ اس سے مراد عام موجودہ مخلوق ہے۔

اولاً:۔ پیرنیچر نے اپنے کفری مدعا پر دو آیتیں پیش کی ہیں۔ ان کا ترجمہ یہ ہے۔ "یعنی اور (کفار) بولے ان پر کوئی فرشتہ کیوں نہ اتارا گیا اور اگر ہم فرشتہ اتارتے تو کام تمام ہوگیا ہوتا۔ پھر انہیں مہلت نہ دی جاتی اور اگر ہم نبی کو فرشتہ کرتے جب بھی اسے مرد ہی بناتے اور ان (کافروں) پر وہی شبہ رکھتے جس میں اب پڑے ہیں (ترجمۂ رضویہ)

ان دونوں مبارک آیتوں کا منطوق یہ ہے کہ کفار و مشرکین کو جب حضور اقدس سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی نبوت ورسالت پر ایمان لانے کی دعوت دی گئی تو انھوں نے تعنتا وعناداً یوں کہا کہ اگر ان کے ساتھ آسمان سے ایک فرشتہ بھی نازل ہوتا اور وہ ہمارے سامنے ان کی نبوت ورسالت کی تصدیق کرتا تو ہم ضرور ایمان لے آتے۔ اس پر اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر ہم فرشتہ اتارتے پھر بھی یہ کفار و مشرکین ایمان نہ لاتے۔ تو کام تمام ہوگیا ہوتا اور ان کافروں مشرکوں پر عذاب واجب ہوجاتا۔ اور یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی سنت عظیمہ ہے کہ جب کفار کوئی خارق عادت نشان طلب کریں اور اس کے مل جانے کے بعد پھر بھی ایمان نہ لائیں تو عذاب واجب ہوجاتا ہے اور وہ کفار و مشرکین ہلاک کردیئے جاتے ہیں تو فرشتہ نازل ہونے کے بعد بھی جب یہ ایمان نہ لاتے تو پھر انھیں ایک لمحہ کی بھی

مہلت نہ دی جاتی۔ اور عذاب مؤخر نہ کیا جاتا۔ تو فرشتے کا اتارنا جس کو یہ طلب کرتے ہیں انھیں کیا نافع ہوتا۔ اور آج کل کے وہابیۂ دیوبندیہ ونیاچرہ وچکڑالویہ کی طرح اس وقت کے کفار ومشرکین بھی حضور اقدس نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کہا کرتے تھے کہ یہ تو ہماری طرح بشر ہیں اور اپنے اسی ملعون خبط کے سبب وہ ایمان سے محروم رہتے تھے ان کو اللہ واحد قہار جل جلالہ جواب دیتا ہے اور انسانوں میں سے نبی و رسول مبعوث فرمانے کی حکمت انھیں بتاتا ہے کہ ان کے منتفع ہونے اور نبی کی تبلیغ وتعلیم سے فیض اٹھانے کی یہی صورت ہے کہ نبی صورت بشری میں جلوہ گر ہو۔ کیوں کہ فرشتے کو اس کی اصلی صورت میں دیکھنے کی تو یہ لوگ تاب نہ لاسکتے دیکھتے ہی سب کے سب بیہوش ہو جاتے یا مر جاتے اس لیے اگر بالفرض کسی فرشتے ہی کو نبی یا رسول بنا کر ان کی تبلیغ و ہدایت کے لیے بھیجا جاتا۔ جب بھی اسے مرد ہی بنایا جاتا اور اس فرشتے کو بھی صورت انسانی ہی میں بھیجا جاتا کہ یہ لوگ اسے دیکھ سکیں اس کا کلام سن سکیں اس سے دین کے احکام معلوم کر سکیں لیکن اگر فرشتہ صورت بشری میں آتا تو ان کفار ومشرکین پر وہی شبہ رہتا جس میں اب پڑے ہیں اور اس وقت بھی ان کو وہی کہنے کا موقع رہتا کہ یہ تو بشر ہے۔ تو فرشتے کو ان کفار ومشرکین کی طرف نبی یا رسول بنا کر مبعوث فرمانے کا ان کو کیا فائدہ ہوتا۔ مسلمانو! بنگاہِ انصاف ملاحظہ ہو کہ پیر نیچر نے ان دونوں الٰہی آیتوں کا جو یہ کفری مطلب گڑھ لیا کہ فرشتے نہ کوئی جسم رکھتے ہیں نہ دکھائی دے سکتے ہیں نہ وہ بغیر کسی دوسری موجود مخلوق کے اندر شامل ہونے کے ظاہر ہو سکتے ہیں۔ قرآن پاک پر کیسا

افترائے بعید اور آیات قرآنیہ کی کیسی شدید تحریف ہے۔ افسوس کیسی کیسی بے ایمانیوں سے سنی مسلمانوں کو بے دین بنانے کی کوشش کی جاتی ہے۔
انا للہ وانا الیہ راجعون ط

ثانیاً۔ اسی طرح امام الطریقہ لسان الحقیقہ سید المکاشفین شیخ اکبر حضرت سیدنا امام محی الدین عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ صاحب فصوص الحکم اور حضرت شیخ مؤید الدین ابن محمود جندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شارح فصوص الحکم تو علم تصوف کا ایک مسئلہ بیان فرمارہے ہیں۔ ان کے ارشادات کا مطلب صرف اس قدر ہے کہ عالم انسان کبیر ہے اور خود انسان انسان صغیر ہے۔ انسان کبیر یعنی عالم کے اندر جس قدر مخلوقات اللہ عزوجل نے پیدا فرمائی ہیں ان سب کے نمونے اللہ تبارک و تعالیٰ نے خود انسان کے اندر پیدا فرمادیئے ہیں۔ مثلاً عالم کے اندر ملائکہ مدبرات الامر ہیں جو بحکم الٰہی عالم کے کاروبار کے انتظامات کرتے ہیں۔ انسان کے اندر ملائکہ کے نمونے انسان کے حواس اور اس کی قوتیں ہیں جن کے ذریعے سے انسان دیکھتا سنتا سونگھتا چکھتا چھوتا بولتا خیال کرتا فکر کرتا سوچتا سمجھتا یاد کرتا یا درکھتا ہے۔ اور اسی طرح انسان کے اندر جو اور قوتیں ہیں مثلاً جاذبہ ماسکہ ہاضمہ غاذیہ منمیہ مربیہ مصورہ اور حلم وعلم وقار وبردباری وبہادری وانصاف شعاری وحکومت وانتظام سلطنت وغیرہ کے جس قدر ملکات اور قویٰ ہیں وہ سب بھی انھیں ملائکہ کے نمونے ہیں اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ انسان کے یہ سب قویٰ اور ملکے انھیں ملائکہ علیہم الصلاۃ والسلام کے تابع ہیں اور ملائکہ علیہم الصلاۃ والسلام سب کے

سب حکم الٰہی کے تابع ہیں۔ فان الحکم الا للہ ولاحاکم سواہ۔
کہاں تو یہ ایمان افروز روح پرور بیان اور کہاں پیر نیچر کا یہ کفری شیطانی ہذیان کہ عالم میں فرشتوں کا کوئی وجود ہی نہیں بلکہ عالم کی مخلوقات کے اندر جو مختلف صفتیں اور قوتیں ہیں جیسے پہاڑوں کی سختی پانی کی روانی درختوں کا بڑھنا، بجلی کا کسی چیز کو کھینچنا یا پھینکنا انسان کا دیکھنا سننا چکھنا سونگھنا، چھونا بولنا وغیرہ وغیرہ بس انھیں اوصاف اور قویٰ ہی کا نام ملائکہ ہے۔ پھر یہ بھی کہنا کہ بعض اکابر اہل اسلام کا بھی یہی مذہب ہے جو میں کہتا ہوں کیسی کذابی و بے حیائی ہے۔ اکابر اہل اسلام رضی اللہ تعالیٰ عنہم تو اللہ پاک کے ملائکہ علیہم الصلاۃ والسلام پر ایمان رکھتے ہیں اور مخلوقات عالم کے اندر جو مختلف قسم کی قوتیں اور طبعی صفتیں ہیں ان کو ملائکہ علیہم الصلاۃ والسلام کا تابع مانتے ہیں اور پیر نیچر خود انھیں قوتوں اور صفتوں ہی کو فرشتے کہتا اور اس کے سوا فرشتوں کا کوئی اور وجود ہی نہیں مانتا ہے۔ پھر بھی کفر و اسلام دونوں کو ایک ہی ٹھہرانا وہ دروغ بے فروغ ہے۔ جو اگرچہ نیچریوں کے مصلح اعظم کی شان ریفارمری کا مقتضی ہو لیکن مسلمان ایسی کذابیوں سے اپنے رب عزوجل کی پناہ مانگتے ہیں

ثالثاً۔ ان امور کا دبی زبان سے اقرار کرتے ہوئے بھی حضرت شیخ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایمانی عقیدے پر ٹھٹھا اڑاتا، قہقہے لگاتا ہے۔ کہتا ہے کہ انھوں نے اپنے مکاشفے سے فرشتوں کو دیکھ لیا ہوگا اسی لیے وہ فرشتوں کے وجود پر ایمان رکھتے ہیں اور

ہم کو مکاشفہ حاصل نہیں اس لیے ہم فرشتوں کے وجود ہی سے منکر ہیں اور انھیں قوتوں اور طبعی صفتوں کو ملائکہ کہتے ہیں۔ بیشک اکابر اولیائے عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اپنے نبی سیّدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی مدد و اعانت سے امور غیبیہ کا مشاہدہ فرماتے ہیں۔ لیکن غیب پر ایمان لانے کے لیے یہ کب ضروری ہے کہ ایمان لانے والا مکاشفے سے غیب کا پہلے مشاہدہ کر لیا کرے پھر اس کے بعد ایمان لائے اور جس غیب کا حال اس کو مکاشفے سے معلوم نہ ہو۔ اس پر ایمان ہی نہ لائے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ

رابعًا:۔ ہر مسلمان کا ایمان ہے کہ جن غیوب کی خبریں اللہ عالم الغیب والشہادۃ جل جلالہٗ نے قرآن عظیم میں دیں اور جس قدر غیوب اس کے پیارے محبوب مشاہد الغیب و مطلع علی الغیوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے اپنے نام لیوؤں کو بتائے ان سب پر ایمان لانا مسلمان ہونے کے لیے ضروری ہے مگر مرتد اکفر پیر نیچر کہتا ہے کہ جس غیب کا حال مکاشفے سے معلوم نہ ہو اس پر ایمان ہی نہ لاؤ یعنی جس شخص کو مکاشفہ حاصل نہ ہو وہ کسی غیب پر ایمان ہی نہ لائے۔ یہ وہ کفر یقینی و ارتداد قطعی ہے جس کے قائل کا مرتد و کافر ہونا ہر مسلمان کے نزدیک بدیہی ایمانی و ضروری دینی ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ

خامسًا:۔ ہر مسلمان بنگاہِ انصاف و ایمان دیکھ رہا ہے کہ فرمان شیخ اکبر اور ہذیان پیر نیچر میں کفر و ایمان کا فرق ہے۔ پھر بھی پیر نیچر کا دونوں میں صرف لفظوں یا جاننے کا پھیر بتانا اگرچہ پیر نیچر کی ریفارمیت

کا مقتضی ہو لیکن اہل ایمان ایسی دروغ بافیوں سے اپنے رب عزوجل کی پناہ لیتے ہیں۔

سادساً: شرح فصوص الحکم سے علامہ قیصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی یہ عبارت پیر نیچر نے نقل کی ہے۔ قیل ابلیس ھو القوۃ الوھمیۃ التی فی العالم الکبیر والقوی الوھمیۃ التی فی الاشخاص الانسانیۃ والحیوانیۃ افرادھا لمعارضتھا مع العقل الھادی الی طریق الحق وفیہ نظر لان النفس المنطبعۃ ھی الامارۃ بالسوء والوھم من سدنتھا وتحت حکمھا لانھا من قواھا فھی اولیٰ بذلک کما قال تعالیٰ ونعلم ما توسوس بہ نفسہ وقال ان النفس لامارۃ بالسوء وقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اعدی عدوک نفسک التی بین جنبیک وقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم الشیطان یجری من بنی آدم مجری الدم وھذا شان النفس یعنی کہا گیا ہے کہ ابلیس تو وہ قوت وہمیۂ کلیہ ہے جو عالم کبیر میں ہے اور انسانوں اور جانوروں میں جو قوائے وہمیہ ہیں یہ اسی قوت وہمیۂ کلیہ کے افراد اور ابلیس کے نمونے ہیں۔ کیونکہ وہم ہی حق راستے کی طرف ہدایت کرنے والی عقل کا مقابلہ کرتا ہے اور اس پر اعتراض ہے اس لیے کہ انسان کا نفس جس میں چیزوں کی صورتیں چھپتی ہیں وہی برائی کا بہت بڑا حکم کرنے والا ہے اور وہم تو نفس کے خدمت گاروں میں سے اور اس کے ماتحت ہے اس لیے کہ نفس کی قوتوں میں وہم بھی ایک قوت ہے تو خود نفس ہی اس بات کا زیادہ مستحق ہے کہ اسی کو ابلیس کا نمونہ کہا جائے

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ونعلم ما توسوس بہ نفسہ یعنی اور ہم جانتے ہیں جو وسوسہ آدمی کا نفس ڈالتا ہے اور فرماتا ہے ان النفس لامارۃ بالسوء یعنی بیشک نفس تو برائی کا بڑا حکم دینے والا ہے۔ اور حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم فرماتے ہیں۔ تیرا سب سے بڑا دشمن تیرا نفس ہے۔ جو تیرے دونوں پہلوؤں کے بیچ میں ہے اور دوسری حدیث میں ہے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم فرماتے ہیں کہ شیطان انسانوں کے ان مقامات میں چلتا پھرتا ہے جن میں خون چلتا ہے اور انسان کے اندر جس چیز کی یہ شان ہے وہ نفس ہے وہم کی یہ شان نہیں ہے تو انسان کے اندر خود اس کا نفس ہی ابلیس کا نمونہ ہے۔ انسان کی قوت وہمیہ کو شیطان کا نمونہ کہنا ٹھیک نہیں مگر پیر نیچر نے علامہ قیصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اس عبارت کا یہ کفری مطلب گڑھ دیا کہ شیطان اور ابلیس کا کوئی وجود ہی نہیں بلکہ خود گڑھیاں اور مسلمانوں کو دھوکے دینے کے لیے ان کی نسبت خبیثہ اکابر اہل اسلام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر تھوپیں ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم سابعًا۔ علامہ قیصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تو ابلیس وشیاطین کے وجود کو مانتے ہوئے انسان کے نفس امارہ کو شیطان کا نمونہ بتاتے ہیں۔ اور پیر نیچر خود اسی نفس امارہ کو شیطان ٹھہراتا ہے اور اس کے علاوہ ابلیس وشیاطین کے کسی اور قسم کے وجود کو مطلقًا غلط و باطل بتاتا ہے۔ تو ان دونوں میں وہی فرق ہے جو ایمان وکفر میں ہے پھر بھی بکمال وقاحت یوں بک دینا کہ تمام محققین اس بات کے قائل ہیں کہ یہی قوی جو انسان میں ہیں اور جن کو نفس امارہ یا قوائے وہمیہ سے تعبیر کرتے ہیں یہی شیطان ہے

ملہ انسان کا جو نفس امارہ ہے بس اسی کا نام ابلیس شیطان ہے۔ خبثا کفریات ملعونہ تو خود

پیرنیچر کی تفسیر القرآن صفحہ ۵۲) کیسی زبردست شوخ چشمی ہے۔ ایسی ڈھٹائی اگرچہ پیر نیچر کی ریفارمری کے لوازم سے ہو لیکن مسلمان ایسی شریروں سے اپنے رب کریم جل جلالہ کے دامن حفظ ووقایت میں پناہ لیتے ہیں۔
بہر حال صدہا آیات قرآنیہ اور ہزار احادیث نبویہ علیٰ صاحبہا وآلہ الصلاۃ والتحیۃ سے مبرہن اور ضرورت دینیہ سے روشن کہ ابلیس وشیاطین کو بھی اللہ تبارک وتعالیٰ نے جداگانہ ایک مستقل ناری وجود بخشا ہے اسی طرح ملائکہ علیہم الصلاۃ والسلام کو بھی ایک جداگانہ مستقل نوری وجود عطا فرمایا ہے۔ فرشتوں کے وجود پر استاذی المعظم شیر بیشۂ اہلسنت مظہر اعلیٰ حضرت حضرت مولانا مولوی حافظ قاری مفتی شاہ ابو الفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خاں صاحب قبلہ قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی دامت برکاتہم القدسیہ رسالۂ مبارکہ مسمّٰی بنام تاریخی راز سیرت ملکیٹی ۱۳۵۸ھ میں تو آیتیں تلاوت کر چکے ہیں بہ نظر اختصار یہاں حرف وہی آیتوں کی تلاوت پر اقتصار منظور۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے۔ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ؕ یعنی رسول ایمان لایا اس پر جو اس کے رب کے پاس سے اس پر اترا اور ایمان والے سب نے مانا اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں کو یہ کہتے ہوئے کہ اس کے کسی رسول پر ایمان لاتے میں ہم فرق نہیں کرتے اور عرض کی کہ ہم نے سنا اور مانا تیری معافی ہو اے رب ہمارے اور تیری ہی طرف پھرنا ہے

(ترجمہ رضویہ) اور اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ وَتَرَی الْمَلٰٓئِکَۃَ حَآفِّیْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّھِمْ یعنی اور تم فرشتوں کو دیکھو گے عرش کے آس پاس حلقہ کئے اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بولتے۔

(ترجمہ رضویہ) اسی طرح قرآن عظیم کی صدہا آیات کریمہ ہیں جن میں ابلیس و شیاطین کے ایک جداگانہ مستقل مخلوق ناری ہونے کا بیان فرمایا گیا ہے۔ مثلاً اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ۔ قَالَ ءَاَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِیْنًا قَالَ اَرَءَیْتَکَ ھٰذَا الَّذِیْ کَرَّمْتَ عَلَیَّ لَئِنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ لَاَحْتَنِکَنَّ ذُرِّیَّتَہٗٓ اِلَّا قَلِیْلًا قَالَ اذْھَبْ فَمَنْ تَبِعَکَ مِنْھُمْ فَاِنَّ جَھَنَّمَ جَزَآؤُکُمْ جَزَآءً مَّوْفُوْرًا ۝ وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْھُمْ بِصَوْتِکَ وَاَجْلِبْ عَلَیْھِمْ بِخَیْلِکَ وَرَجِلِکَ وَشَارِکْھُمْ فِی الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ وَعِدْھُمْ وَمَا یَعِدُھُمُ الشَّیْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْھِمْ سُلْطٰنٌ وَکَفٰی بِرَبِّکَ وَکِیْلًا ۝ یعنی اور یاد کرو جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو تو ان سب نے سجدہ کیا سوا ابلیس کے۔ بولا کیا میں اسے سجدہ کروں جسے تو نے مٹی سے بنایا۔ بولا دیکھ تو جو یہ تو نے مجھ سے معزز رکھا اگر تو نے مجھے قیامت تک مہلت دی تو ضرور در اس کی اولاد کو پیس ڈالوں گا مگر تھوڑا۔ فرمایا دور ہو۔ تو ان میں جو تیری پیروی کرے گا تو بیشک تم سب کا بدلہ جہنم ہے۔ بھرپور سزا اور ڈگا دے ان میں سے جس پر قدرت پائے اپنی آواز سے اور ان پر لام باندھ اپنے سواروں اور اپنے پیادوں کا اور ان کا ساجھی ہو مالوں اور بچوں میں۔ اور انھیں وعدے دے اور شیطان انھیں وعدہ نہیں دیتا مگر فریب سے۔

بیشک جو میرے بندے ہیں ان پر تیرا کچھ قابو نہیں اور تیرا رب کافی ہے۔ کام بنانے کو (ترجمۂ رضویہ) ان آیات مبارکہ سے آفتاب نصف النہار سے بڑھ کر واضح ولائح کہ ملائکہ علیہم الصلاۃ والسلام اور ابلیس وشیاطین کے جیسے وجود اور ان کی جو کیفیات ان کے جو احوال وافعال قرآن عظیم نے بیان فرمائے جن پر صدر اسلام سے اب تک ساڑھے تیرہ سو برس کے کافہ مسلمین ومومنین دوسرے ضروریات دین کی طرح ایمان رکھتے چلے آئے پیر نیچران سب کا یقیناً منکر اور ان سے قطعاً کافر ہے۔ یہ واقعہ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں زمین میں اپنا خلیفہ پیدا کرنے والا ہوں۔ فرشتوں نے عرض کی کہ کیا تو ایسے کو زمین میں پیدا فرمائے گا۔ جو زمین میں فساد اور خونریزی کرے گا۔ رب عزوجل نے فرمایا بیشک میں ان تمام باتوں کو جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ اللہ عزوجل نے حضرت سیدنا آدم صفی اللہ علیہ الصلاۃ والسلام کو پیدا فرمایا ان کو زمین وآسمان کی تمام مخلوقات کے نام سکھا دیئے۔ پھر فرشتوں سے فرمایا کہ تم ان تمام چیزوں کے نام بتاؤ۔ فرشتوں نے عرض کی تو ہر عیب سے پاک ومنزہ ہے۔ ہم کو تو صرف اسی قدر علم ہے جو تو نے ہم کو عطا فرمایا۔ پھر اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم سے حضرت سیدنا آدم صفی اللہ علیہ الصلاۃ والسلام نے ہر مخلوق کے تمام نام بتا دیئے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمام فرشتوں کو حکم دیا کہ تم سب آدم کو سجدہ کرو۔ سب کے سب فرشتے علیہم الصلاۃ والسلام حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام کو سجدۂ تعظیمی کرنے کے لیے جھک پڑے۔ ہر ایک فرشتے نے بحکم الٰہی حضرت صفی اللہ علیہ الصلاۃ والسلام کو سجدۂ تعظیمی کیا۔ ابلیس نے

انکار کیا اور کہا کہ ان کو تو نے مٹی سے پیدا کیا اور مجھ کو تو نے آگ سے پیدا کیا ان سے بہتر ہوں۔ اللہ واحد قہار جل جلالہ نے ابلیس پر قیامت تک کے لیے اپنی لعنت نازل فرمائی۔ ابلیس نے قیامت تک کی مہلت مانگی جو اسے دی گئی۔ اس نے کہا آدم علیہ الصلاۃ والسلام کی وجہ سے میں ملعون ہوا اب میں ان کی اولاد کو گمراہ کروں گا۔ ان پر اپنی ذریت کے شیاطین کو مسلط کروں گا۔ میرے اغوا، واضلال سے صرف تیرے مخلص بندے محفوظ رہیں گے۔ اللہ عزوجل نے فرمایا یہ بات ٹھیک ہے میں بھی تجھ سے تیری اولاد سے اور آدم علیہ الصلاۃ والسلام کی اولاد میں سے جو تیری اتباع کریں گے ان سب سے جہنم کو بھر دوں گا۔ قرآن عظیم میں آٹھ مقامات پر بیان فرمایا گیا ہے۔ سورۂ بقرہ، سورۂ آل عمران، سورۂ اعراف، سورۂ حجر، سورۂ بنی اسرائیل، سورۂ کہف، سورۂ طٰہٰ، سورۂ صٓ میں کسی جگہ کوئی مضمون بیان ہوا ہے کسی جگہ کوئی مضمون بیان فرمایا گیا ہے۔ کسی جگہ اختصار ہے کسی جگہ تفصیل ہے۔ ان تمام آیات مبارکہ کو جمع کرنے سے اس واقعے کی تمام قرآنی تفصیلات پیش نظر ہو جاتی ہیں اور وہ تمام تفصیلات ضروریات دین میں سے ہیں۔ کہ ہر مسلمان ان پر اسی طرح ایمان رکھتا ہے جس طرح قرآن عظیم نے ان کو بیان فرمایا۔ پیر نیچر سر سید احمد خاں کو لی علی گڑھی تو ابلیس و شیاطین کے وجود کا بھی منکر ہے۔ فرشتوں کے وجود کا بھی منکر ہے۔ نبوت و رسالت کا بھی منکر ہے۔ اللہ عزوجل کا بھی منکر ہے تو اس واقعہ کو کیوں کر صحیح کہہ سکتا ہے۔ اور مولی والے حق گو مولویوں کے جوتوں کے ڈر سے یہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ معاذ اللہ قرآن عظیم غلط ہے یا قرآن پاک

کا ارشاد جھوٹا ہے۔ اس مجبوری کے سبب اپنے کفر ملعون کو یوں چھپاتا ہے کہ اپنی ناپاک تفسیر القرآن جلد اول کے صفحہ ۵۳ پر لکھتا ہے۔

توریت میں لکھا ہے کہ خدا نے فرشتوں سے کہا کہ آؤ ہم آدمی کو اپنی صورت پر بنا دیں۔ یہ مضمون مسلمان مفسروں کے دل میں تھا اور وہ اس کو مثل یہودیوں کے ایسا ہی سمجھ رہے تھے جیسے کہ ایک آدمی سے ایک آدمی بات کرتا ہے۔ اذ قال ربك للملٰئكة کو بھی انھوں نے ویسا ہی سمجھا اور آدم و شیطان کا قصہ بنالیا ورنہ صرف انسان کی فطرت کا زبان حال سے بیان ہے۔ اس عبارت ملعونہ میں پیر نیچر نے صاف صاف کہہ دیا کہ یہ واقعہ محض غلط اور جھوٹا ہے۔ نہ تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے کلام فرمایا نہ فرشتوں نے کچھ عرض کی نہ آدم علیہ الصّلاۃ والسّلام نے ان کو تمام چیزوں کے نام سکھائے نہ انھوں نے آدم علیہ الصّلاۃ والسّلام کو سجدہ کیا۔ نہ ابلیس نے انکار کیا۔ یہ سارا واقعہ مسلمانوں کے علمائے اعلام و مفسرین عظام نے یہودیوں سے سیکھ کر محض جھوٹ گڑھ لیا ہے یعنی قرآن عظیم کو قطعاً جھٹلا بھی دیا اور سادہ لوح مسلمانوں کو یوں فریب دیا کہ پیر نیچر تو صرف مسلمان مفسروں کو جھٹلا رہا ہے۔ پیر نیچر قرآن عظیم کو تھوڑے ہی جھٹلا رہا ہے۔ الا لعنۃ اللہ علی الظٰلمین پھر اگر کوئی مسلمان قرآن پاک کے نصوص قطعیہ تلاوت کر کے بتائے کہ یہ واقعہ تو مسلمان مفسروں نے ہرگز نہیں گڑھا بلکہ خود اللہ تعالیٰ واحد قدوس جل جلالہ نے اس واقعے کی یہ تفصیلات بیان فرمائی ہیں تو اس کا یہ کفری جواب دیتا ہے کہ اسی ناپاک تفسیر جلد اول کے صفحہ ۵۲ و ۵۳ پر لکھتا ہے کہ۔ ان آیتوں

میں خدا تعالیٰ انسان کی فطرت اور اس کے جذبات کو بتلاتا ہے اور جو قوائے بہیمیہ اس میں ہیں ان کی برائی یا ان کی دشمنی سے اس کو آگاہ کرتا ہے مگر یہ ایک نہایت دقیق راز تھا۔ جو عام لوگوں کی اور اونٹ چرانے والوں کی فہم سے بہت دور تھا۔ اس لئے فرشتوں کے مباحثے کے طور پر اس فطرت کو بیان کیا ہے۔ یعنی یہ واقعہ جو اللہ عزوجل نے بیان فرمایا تو یہ طرزِ کلام تو یقیناً غلط ہے۔ نہ تو آدم علیہ الصلاۃ والسلام اور ابلیس کا کوئی واقعہ ہوا۔ؔ البتہ کلیلہ دمنہ کی کہانیوں کے طور پر ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے جو آدم علیہ الصلاۃ والسلام اور ملائکہ علیہم الصلاۃ والسلام اور ابلیس کا فرضی واقعہ بیان کیا ہے۔ اس سے صرف اس قدر بتانا مقصود ہے کہ انسان کے اندر جو بہیمی قوتیں ہیں وہ بہت بری اور انسان کو نقصان پہنچانے والی ہیں بس اتنی سی بات کو سمجھانے کے لیے اللہ عزوجل نے قرآن عظیم کے آٹھ مقامات پر بہت ہی بسط و تفصیل کے ساتھ اس واقعے کو بیان فرمایا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ پھر جب اس پر کوئی دیندار مسلمان یوں اعتراض کرے کہ اللہ تعالیٰ نے صاف صاف یوں ہی کیوں نہ فرما دیا کہ انسان کی بہیمی قوتیں بہت بری اور آدمی کو نقصان پہنچانے والی ہیں۔ اتنا مبسوط و طویل فرضی واقعہ وہ بھی بار بار کیوں بیان فرمایا تو اس کا یہ کفری جواب دیتا ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس قدر نا سمجھ تھے کہ اتنی سی بات بھی ان کے نزدیک ایک نہایت ہی دقیق راز تھی اور وہ اس کو سمجھ ہی نہیں سکتے تھے۔ اس لیے قرآن عظیم کو بار بار اس طویل و بسیط فرضی واقعے کو بیان کرنے کی ضرورت پڑی

ؔ خدائے انسانی فطرت کی زبان حال سے آدم و شیطان کے قصے میں بیان ہوا ہے ورنہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا اس کے ملائکہ علیہم الصلاۃ والسلام سے کوئی مکالمہ ہوا۔

والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ اور جب پیر نیچر خود اللہ ورسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی عظیم وجلیل سرکاروں میں سٹری سٹری دشنام میں سناتا ہے تو اس سے اس کی کیا شکایت کہ حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی پاک مبارک شانوں میں یہ ناپاک جملہ لکھتا ہے۔ اونٹ چرانے والوں کی فہم سے بہت دور تھا کہ مع ما علی مثلہ یعد الخطا پھر اسی ناپاک تفسیر کی جلد اول کے صفحہ ۶۹ پر لکھتا ہے خواہ تم یہ سمجھو کہ خدا اور فرشتوں میں مباحثہ ہوا اور شیطان نے خدا سے نافرمانی کی اور آدم بھی گیہوں کا درخت کھا کر خدا کا نافرمان برقرار رہا خواہ میں یوں سمجھوں کہ اس بڑے تماشا کرنے والے نے جو بھانمتی کا ایک تماشا بنایا ہے اس کے راز کو اسی بھانمتی کے اصطلاحوں میں بتایا ہے۔

اس ناپاک عبارت میں پیر نیچر نے اسی کفر ملعون کو صاف لفظوں میں واضح کیا ہے کہ اس فرضی واقعے کو بیان فرما کر اللہ تعالیٰ نے انسان کی فطرت کے راز کو درپردہ بتایا ہے کہ انسان میں نیکی کرنے کی جو قوتیں ہیں وہ بہت اچھی اور انسان کو فائدہ پہنچانے والی ہیں اور آدمی میں بدی کرنے کی جو قوتیں ہیں وہ بہت ہی بری اور آدمی کو نقصان پہنچانے والی ہیں۔ بس اصل بات صرف اتنی سی ہے۔ باقی قرآن عظیم کا بیان فرمایا ہوا سارا واقعہ بالکل غلط اور فرضی ہے۔ پھر اسی کفر کے ساتھ ہی بکمال دریدہ دہنی حضرت قدوس سبوح جل جلالہ کو بھانمتی اور بازیگر کہہ ڈالا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ اہل ادب دین دار مسلمان تو

ایسے کفریات پر لعنت کرتے ہیں وہ یوں نہیں کہتے کہ خدا اور فرشتوں کا مباحثہ ہوا اور حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے نافرمان ہوئے بلکہ وہ یوں کہتے ہیں کہ فرشتے اللہ عزوجل پر اعتراض اور اس کے ساتھ مباحثہ کرنے سے پاک و معصوم ہیں۔ لا یسبقونہٗ بالقول وھم بامرہٖ یعملون ۝ اس واقعے میں جو کچھ فرشتوں کا اللہ جل جلالہٗ سے مکالمہ ہوا وہ مباحثہ نہ تھا بلکہ وہ اپنے رب جل جلالہٗ کی حکمت بالغہ کو دریافت کر رہے تھے جس کا اس وقت ان کو بتانا حکمتِ ایزدی میں مناسب نہ تھا اسی طرح تمام انبیاء و مرسلین علیہم الصلاۃ والسلام اللہ تبارک وتعالیٰ کی نافرمانی سے منزہ و معصوم ہیں۔ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجوا اللہ والیوم الآخرہ حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام نے اللہ عزوجل کا ہرگز کوئی گناہ نہ کیا بلکہ وہ بھول گئے اور بغیر قصد کے ان سے یہ فعل صادر ہوا۔ ولقد عھدنا الیٰ ادم من قبل فنسی ولم نجد لہ عزما ۝ چونکہ یہ بھولنا بھی شانِ صفوت کے مناسب نہ تھا لہٰذا ان پر عتاب فرمایا گیا۔ عتاب دوستوں پر ہوتا ہے اور عذاب دشمنوں پر اور عقاب نافرمانوں پر۔ عتاب محبوبانہ کی لذت عشاق و محبین ہی خوب جانتے ہیں۔ اس مضمون کو ہم حضرت امام قاضی عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شفا شریف کی عبارت پر ختم کرتے ہیں۔ صفحہ ۲۴۵/۲۴۶ پر فرماتے ہیں وکذلک من دان بالوحدانیۃ وصحۃ النبوۃ ونبوۃ نبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم ولکن جوز علی الانبیاء الکذب فیما اتوا بہ ادعی

فی ذلك المصلحۃ اولم یدعہا فھو کافر بالاجماع کالمتفلسفین وبعض الباطنیۃ والروافض وغلاۃ المتصوفۃ واصحاب الاباحۃ فان ھولاء زعموا ان ظواھر الشرع واکثر ماجاءت بہ الرسل من الاخبار عما کان ویکون من امور الاخرۃ والحشر والقیامۃ والجنۃ والنار لیس منھا شی علی مقتضی لفظھا ومفھوم خطابھا وانما خاطبوا بھا الخلق علی جھۃ المصلحۃ لھم اذ لم یمکنھم التصریح لقصور افھامھم فمضمن مقالاتھم ابطال الشرائع وتعطیل الاوامر والنواھی وتکذیب الرسل والارتیاب فیما اتوا بہ۔ یعنی اور اسی طرح وہ شخص بھی قطعاً یقیناً کافر ہے جو اللہ تعالیٰ کے ایک ہونے اور نبوت کے درست ہونے اور ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے نبی ہونے کو مانتا ہو لیکن انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام نے جو کچھ ہدایات وتعلیمات اپنی امتوں کو فرمائیں ان میں انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام پر جھوٹ بولنا جائز رکھے خواہ یوں سمجھے کہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام نے مصلحت کی بناء پر جھوٹ بولا تھا یا یوں سمجھے کہ بغیر کسی مصلحت کے جھوٹ بولا تھا ہر طرح وہ اجماعاً کافر ہے جیسے فلسفے اور (سائنس) والے اور بعض باطنی یعنی (اسماعیلی) اور رافضی لوگ اور تصوف کا دعوی کرنے والے حد سے بڑھے ہوئے جھوٹے صوفی اور فرقۂ اباحیہ والے کہ بیشک ان لوگوں نے یہ گمان کیا کہ شریعت مطہرہ کے کھلے ہوئے ارشادات اور انبیاء ومرسلین علیہم الصلاۃ والسلام نے گزشتہ وآئندہ واقعات

کی جو خبریں دیں ان میں سے بہت سی باتیں جیسے کہ آخرت کے حالات
مردوں کے اپنے جسموں کے ساتھ زندہ ہو کر اٹھنے کے واقعات، روز
قیامت کی تفصیلات، بہشت و دوزخ کے مثوبات و عقوبات وغیرہ۔
ان میں سے کسی بات کا وہ مطلب نہیں جو اس کے لفظ کا مقتضیٰ اور
اس کی عبارت کا مفہوم ہے۔ اور انبیاء و مرسلین علیہم الصلاۃ والسلام
نے مخلوقات سے ان کی مصلحت ہی کی بنا پر یہ باتیں بیان فرمائیں۔
کیونکہ جو اصل مقصود تھا اس کو انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام اپنی امتوں
کی کم فہمی کے سبب ان کو صاف لفظوں میں سمجھا نہیں سکتے تھے کہ ان
کافروں کے اس قول کا مطلب شریعتوں کو باطل کرنا اور شریعت مطہرہ میں
جن باتوں کا حکم اور جن باتوں سے منع فرمایا گیا ہے ان سب کو بے کار کر دینا
اور انبیاء و مرسلین علیہم الصلاۃ والسلام کو جھٹلانا اور انبیاء و مرسلین
علیہم الصلاۃ والسلام جو خبریں اپنے رب جل جلالہٗ کے پاس سے لائے
ان میں شک ڈالنا ہے۔ والعیاذ باللہ تبارک وتعالیٰ

یہی حضرت امام قاضی عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی شفا شریف
میں فرماتے ہیں وكذلك من انكر الجنة او النار او البعث
او الحساب او القيامة فهو كافر بالاجماع للنص عليه وإجماع
الامة على صحة نقله متواترا وكذلك من اعترف بذلك
ولكنه قال ان المراد بالجنة والنار والحشر والنشر والثواب
والعقاب معنى غير ظاهره وانها لذات روحانية ومعان باطنة
كقول النصارى والفلاسفة والباطنية وبعض المتصوفة یعنی

اور اسی طرح جو شخص بہشت یا دوزخ کا یا مردوں کا اپنے اپنے جسموں کے ساتھ زندہ ہو کر اٹھنے یا حساب یا قیامت کا انکار کرے تو وہ اجماعاً کافر ہے کیوں کہ ان امور پر قرآن پاک و احادیث شریفہ میں کھلے ہوئے روشن ارشادات موجود ہیں اور تمام امت کا اجماع ہے کہ یہ امور صحیح طور پر تواتر کے ساتھ منقول ہوئے اور ہم تک پہنچے ہیں اور اسی طرح وہ شخص بھی قطعاً و اجماعاً کافر ہے جو ان لفظوں کا تو اقرار کرے لیکن یوں کہے کہ جنت و دوزخ و حشر و نشر و ثواب و عقاب سے ایسے معنیٰ مراد ہیں جو ان کے ظاہر الفاظ سے سمجھ میں نہیں آتے ہیں اور حقیقت میں تو وہ روحانی لذتیں اور باطنی معنیٰ ہیں جیسے نصرانیوں اور فلسفیوں (یعنی سائنس پرستوں) اور باطنیوں (یعنی اسمعیلیوں) کا اور حضرات صوفیۂ صافیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کی طرف جھوٹا انتساب رکھنے والے بعض جھوٹے صوفی کہلانے والوں کا قول ہے ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم وافضل الصلاۃ واکمل التسلیم علی حبیبہ النبی الکریم والرؤف الرحیم وعلی آلہ وصحبہ وابنہ وحزبہ وجمیع اھل سنتہ وجماعتہ بالاجلال والتکریم والتبجیل والتعظیم حضرت امام ربانی شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی قدس سرہ النورانی اپنے مکتوبات جلد اول کے صفحہ ۲۱۹ پر فرماتے ہیں۔ کہ کسے خواہد کہ جمیع احکام شرعیہ را معقول خود سازد وبادلۂ عقلیہ برابر نماید آں شخص منکر طور نبوت است علیہ ما یستحق یعنی جو شخص یہ چاہتا ہے کہ تمام احکام شرعیہ کو اپنی عقل سے سمجھ لے اور عقلی دلیلوں سے

ان کو ثابت کرے وہ شانِ نبوت کا منکر ہے۔ اس پر وہ عذاب نازل ہو جس کا وہ مستحق ہے۔ پھر اسی جلد اوّل صفحہ ۳۲۳ پر فرماتے ہیں۔
حساب و میزان و صراط حق ست کہ مخبر صادق علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام ازاں خبر دادہ۔ استبعادے بعضے از جاہلان طور نبوت از وجود ایں امور از حیز اعتبار ساقط است چہ طور نبوت ورائے طور عقل است اخبار صادقہ انبیاء را بہ نظر عقل موافق ساختن فی الحقیقۃ انکار نبوت ست آنجا معاملہ بر تقلید است ندانند کہ طور نبوت مخالف طور عقل ست بلکہ طور عقل بے تائید انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات بآں مطالب عالی نتواند رسید مخالفت دیگر است و نارسیدن دیگر چہ مخالفت بعد از رسیدن متصور بود و بہشت و دوزخ موجود اند بعد از محاسبہ روز قیامت گروہے را بہ بہشت خواہند فرستاد وگروہے را بدوزخ و ثواب و عذاب اینہا ابدی ست کہ انقطاع ندارد کما دلت علیہ النصوص القطعیۃ المؤکدۃ۔

یعنی حساب و میزان و صراط حق ہیں کہ مخبر صادق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اِن کی خبر دی ہے کہ بعض ایسے لوگوں کا جو شان نبوت سے جاہل ہیں ان چیزوں کے وجود سے تعجب کرنا پایۂ اعتبار سے ساقط ہے کیوں کہ مرتبۂ عقل سے درجۂ نبوت بلند و بالا ہے۔ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی سچی خبروں کو عقل کی نظر کے ساتھ موافق کرنا درحقیقت شان نبوت کا انکار ہے۔ وہاں تو سارا مدار سن کر مان لینے ہی پر ہے۔ یہ نہ سمجھیں کہ مرتبۂ نبوت درجۂ عقل کے مخالف ہے بلکہ قوت

عقل بغیر انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی تائید کے ان بلند مطالب تک پہنچ ہی نہیں سکتی۔ مخالفت اور چیز ہے اور پہنچ نہ سکنا اور بات ہے۔ کیوں کہ تو مخالفت تو ان مقاصد تک پہنچ لینے کے بعد ہی تصور میں آسکتی ہے اور بہشت و دوزخ دونوں موجود ہیں۔ قیامت کے دن حساب ہو جانے کے بعد ایک گروہ کو بہشت میں بھیجیں گے اور ایک گروہ کو دوزخ میں اور ان کا ثواب و عذاب ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہے کہ ہرگز کبھی[1] پیر نیچر نے معجزات کا بھی مطلقاً انکار کیا ہے۔ اس کی تفصیل کو ایک دفتر طویل درکار۔ ہم اس کے اس کفر قطعی کے صرف چند مختصر نمونے دکھانے پر اکتفا کرتے ہیں اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔

واذ فرقنا بکم البحر فانجینکم واغرقنا آل فرعون وانتم تنظرون ط یعنی اور جب ہم نے تمہارے لیے دریا پھاڑ دیا تو تمہیں بچالیا اور فرعون والوں کو تمہاری آنکھوں کے سامنے ڈبو دیا۔ (ترجمۂ رضویہ) اور اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے۔ فاوحینا الی موسیٰ ان اضرب بعصاك البحر فانفلق فكان كل فرق كالطود العظیم ط وازلفنا ثم الاخرین ہ وانجینا موسیٰ ومن معہ اجمعین ہ ثم اغرقنا الاخرین یعنی تو ہم نے موسیٰ کو وحی فرمائی کہ دریا پر اپنا عصا مار تو جبھی دریا پھٹ گیا تو ہر حصہ ہو گیا جیسے بڑا پہاڑ اور وہاں قریب لائے ہم دوسروں کو اور ہم نے بچالیا موسیٰ اور اس کے سب ساتھ والوں کو پھر دوسروں کو ڈبو دیا (ترجمۂ رضویہ) اور اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ فدعا ربہ ان ھؤلاء قوم مجرمون ہ فاسر بعبادی لیلا انکم

---

[1] ختم نہ ہوگا جیسا کہ تاکید فرمانے والے قطعی نصوص نے ہمیں بتایا ہے۔ اسی طرح

متبعون ۰ واترك البحر رھوا انھم جند مغرقون ۰ یعنی تو
موسیٰ نے اپنے رب سے دعا کی کہ یہ مجرم لوگ ہیں۔ ہم نے حکم فرمایا میرے
بندوں کو راتوں رات لے نکل کر ضرور تمہارا پیچھا کیا جائے گا اور دریا کو یوہیں
جگہ جگہ سے کھلا چھوڑ دے بیشک وہ لشکر ڈبویا جائے گا (ترجمۂ رضویہ) اور
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ولقد اوحینا الی موسیٰ ان اسر بعبادی فاضرب
لھم طریقا فی البحر یبسا لا تخاف درکا ولا تخشیٰ ۰ فاتبعھم
فرعون بجنودہ فغشیھم من الیم ما غشیھم ۰ یعنی اور
بیشک ہم نے موسیٰ کو وحی کی راتوں رات میرے بندوں کو لے چل اور
ان کے لیے دریا میں سوکھا راستہ نکال دے تجھے ڈر نہ ہوگا کہ فرعون
آلے اور نہ خطرہ تو ان کے پیچھے فرعون پڑا اپنے لشکر لے کر تو انھیں دریا
نے ڈھانپ لیا جیسا ڈھانپ لیا۔ (ترجمۂ رضویہ)

ہر مسلمان کا ایمان ہے اور ان آیاتِ کریمہ کا روشن بیان ہے کہ یہ
واقعہ حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلاۃ والسلام کے ان معجزات
میں سے ہے جن کو اللہ عزوجل نے ایٰت بینٰت فرمایا۔ ان آیاتِ الٰہیہ
نے اس معجزۂ موسویہ کی یہ تفصیلات بیان فرمائیں۔ حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ
والسلام اللہ عزوجل سے وحی پاکر بنی اسرائیل کو لے کر راتوں رات
چل دیئے تھے۔ جب دریا پر پہنچے تو دریا حسبِ دستور بہہ رہا تھا اس میں
نہ تو خشکی تھی نہ کوئی راستہ تھا۔ جب اللہ تبارک وتعالیٰ سے وحی پاکر سیدنا
موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے دریا پر عصا مارا تو عصا مارتے ہی دریا پھٹ
کر بیچ میں خشک راستہ نکل آیا۔ اس وقت اس سوکھے راستے کے دونوں

طرف پانی بڑے بڑے پہاڑوں کی طرح اونچا کھڑا ہو گیا۔ بنی اسرائیل کے سلامتی کے ساتھ پار نکل جانے کے بعد جب فرعون اپنے لشکروں کو لے کر اسی راستے میں داخل ہوا تو اسی پانی نے جو راستے کے دونوں جانب اونچے اونچے پہاڑوں کی مانند کھڑا ہو گیا تھا ان سب کو یکایک ڈھانپ لیا۔ اس راستے کو ویسا ہی باقی رکھنے کی سیدنا کلیم اللہ علیہ الصلاۃ والسلام کو بحکم الٰہی قدرت تھی جبھی تو ارشاد ہوا واترک البحر رھوا انھم جند مغرقون ۔ اے موسیٰ دریا کو یوہیں جگہ جگہ سے کھلا ہوا چھوڑ دو دونوں طرف کے پانیوں کو ابھی مت ملاؤ کیوں کہ ابھی تو فرعون اور اس کے لشکروں کو اسی دریا میں ڈوبنا ہے۔ لیکن نیچر کا پجاری سائنس کا غلام پیر نیچر تفسیر القرآن کے صفحہ ۹۹ پر لکھتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت بسبب جوار بھاٹے کے جو سمندر میں آتا رہتا ہے اس مقام پر کہیں خشک زمین نکل آتی تھی اور کہیں پایاب رہ جاتی تھی۔ بنی اسرائیل پایاب وخشک راستے سے راتوں رات پار اتر گئے۔ پھر لو نے دو سطر کے بعد لکھا ہے صبح ہوتے فرعون نے جو دیکھا کہ بنی اسرائیل پار اتر گئے اس نے بھی ان کا تعاقب کیا اور لڑائی کی گاڑیاں سوار پیادے غلط راستے پر سب دریا میں ڈال دیئے اور وہ وقت پانی کے بڑھنے کا تھا۔ لمحے لمحے میں پانی بڑھ گیا جیسے کہ اپنی عادت کے موافق بڑھتا ہے اور ڈوباؤ ہو گیا جس میں فرعون اور اس کا لشکر ڈوب گیا۔

یعنی نہ وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی قدرت کا خارقِ عادت نشان تھا نہ حضرت کلیم اللہ علیہ الصلاۃ والسلام کا معجزہ تھا بلکہ جو کچھ تھا نیچر کا تماشہ

تھا اور جوار بھاٹے کا کرشمہ تھا والعیاذ باللہ تعالیٰ

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے واذا ستسقیٰ موسیٰ لقومہ فقلنا اضرب بعصاك الحجر فانفجرت منه اثنتا عشرة عینا قد علم کل اناس مشربھم یعنی اور جب موسیٰ نے اپنی قوم کے لیے پانی مانگا تو ہم نے فرمایا اس پتھر پر اپنا عصا مارو تو فوراً اس میں سے بارہ چشمے بہ نکلے ہر گروہ نے اپنا گھاٹ پہچان لیا۔ (ترجمۂ رضویہ)

اور اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ واوحینا الیٰ موسیٰ اذا ستسقاہ قومہ ان اضرب بعصاك الحجر فانبجست منه اثنتا عشرة عینا قد علم کل اناس مشربھم یعنی ہم نے وحی بھیجی موسیٰ کو جب اس سے اس کی قوم نے پانی مانگا کہ اس پتھر پر اپنا عصا مارو تو اس میں سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے ہر گروہ نے اپنا گھاٹ پہچان لیا (ترجمۂ رضویہ)

ان دونوں مقدس آیتوں نے صاف صاف ارشاد فرمایا۔ کہ موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلاۃ والسلام سے ان کی قوم نے پانی مانگا۔ موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنی قوم کے لیے اپنے رب جل جلالہٗ سے پانی طلب کیا اللہ تبارک وتعالیٰ نے موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو وحی بھیجی۔ کہ اس پتھر پر اپنا عصا مارو اور عصا مارتے ہی اس پتھر میں سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے۔ مسلمان بحمد اللہ المنان جس طرح انبیاء ومرسلین علیہم الصلاۃ والسلام کے تمام معجزات کو مانتے ہیں اسی طرح اس معجزۂ موسویہ پر بھی ایمان رکھتے ہیں لیکن پیر نیچر نے اپنے کفر والحاد کو مسلمانوں کے دلوں میں جمانے کے

لیے ان مبارک آیتوں کے معنیٰ کی تحریف کر ڈالی۔ اسی تفسیر القرآن کے صفحہ ۱۱۲ پر لکھتا ہے۔ بحر احمر کی شاخ کو عبور کرنے کے بعد ایک وادی ملتا ہے جس کا نام قدیم ایثام ہے۔ وہاں پانی نہیں ملتا۔ پھر سوادو سطر بعد لکھتا ہے یہی مقام ہے جہاں بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ سے پانی مانگا تھا اس مقام کے پاس پہاڑیاں ہیں جن کی نسبت خدا نے حضرت موسیٰ سے کہا کہ اضرب بعصاك الحجر یعنی اپنی لاٹھی کے سہارے سے اس پہاڑ پر چڑھ چل۔ اس پہاڑی کے پرے ایک مقام ہے جس کو توریت میں ایلم لکھا ہے وہ بارہ چشمے پانی کے جاری تھے جس طرح پہاڑی ملک میں پہاڑوں کی جڑ یا چٹانوں کی ڈراروں میں سے جاری ہوتے ہیں جن کی نسبت خدا نے فرمایا ہے فانفجرت منه اثنتا عشرة عینا یعنی اس سے پھوٹ نکلے ہیں بارہ چشمے۔

یعنی اس واقعے میں نہ تو اللہ عزوجل کی قدرت کے کسی خارق عادت نشان کا ظہور ہوا تھا نہ حضرت کلیم اللہ علیہ الصلاۃ والسلام سے معجزے کا صدور ہوا تھا بلکہ ایک پہاڑی پر بارہ چشمے بہہ رہے تھے موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنی قوم کو اسی پہاڑی پر پہونچا دیا۔ پھر ستم بے ایمانی یہ کہ اضرب بعصاك کا ترجمہ یہ گڑھ دیا۔ اپنی لاٹھی کے سہارے سے چڑھ چل الحجر کا ترجمہ گڑھ دیا۔ اس پہاڑی پر فانفجرت کا ترجمہ گڑھ دیا پھوٹ نکلے ہیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ اللہ عزوجل فرماتا ہے واذ اخذنا میثاقکم ورفعنا فوقکم الطور خذوا ما اٰتینٰکم بقوة واذکروا ما فیه لعلکم تتقون ۵ یعنی اور

(اے بنی اسرائیل) جب ہم نے تم سے عہد لیا اور تم پر طور کو اونچا کیا تو جو کچھ ہم تم کو دیتے ہیں زور سے لو۔ اور اس کے مضمون یاد کرو۔ اس امید پر کہ تمہیں پرہیزگاری ملے۔ (ترجمۂ رضویہ) اور اللہ عزوجل فرماتا ہے واذ اخذنا میثاقکم ورفعنا فوقکم الطور خذوا ما اٰتینٰکم بقوۃ واسمعوا قالوا سمعنا وعصینا واشربوا فی قلوبھم العجل بکفرھم قل بئسما یامرکم بہ ایمانکم ان کنتم مؤمنین ٥ یعنی اور (اے بنی اسرائیل) یاد کرو جب ہم نے تم سے پیمان لیا اور طور کو تمہارے سروں پر بلند کیا لو جو ہم تمہیں دیتے ہیں زور سے اور سنو۔ بولے ہم نے سنا اور نہ مانا اور ان کے دلوں میں بچھڑا رچ رہا تھا ان کے کفر کے سبب تم فرما دو۔ کیا برا حکم دیتا ہے تم کو تمہارا ایمان اگر ایمان رکھتے ہو۔ (ترجمۂ رضویہ) اور اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ واذ نتقنا الجبل فوقھم کانہ ظلۃ وظنوا انہ واقع بھم خذوا ما اٰتینٰکم بقوۃ واذکروا ما فیہ لعلکم تتقون ٥ یعنی اور جب ہم نے پہاڑ ان پر اٹھایا گویا وہ سائبان ہے اور سمجھے کہ وہ ان پر گر پڑے گا لو جو ہم نے تمہیں دیا زور سے اور یاد کرو جو اس میں ہے کہ کہیں تم پرہیزگار ہو۔ (ترجمۂ رضویہ)

ان آیات مبارکہ میں اللہ عزوجل کی قدرت کاملہ کے اس خارق عادت قاہر نشان کا بیان اور حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس معجزۂ قاہرہ کا بیان ہے کہ جب بنی اسرائیل نے احکام توراۃ میں تکالیف شاقہ دیکھ کر ان کے قبول کرنے سے انکار کر دیا

توحضرت جبریل علیہ الصّلاۃ وَالسَّلام نے بحکم الٰہی ایک بڑا پہاڑ اٹھا کر
ان کے سروں کے قریب کر دیا اور ان سے کہا گیا کہ احکام توراۃ قبول کرو
ورنہ پہاڑ تم پر گرا دیا جائے گا۔ پہاڑ کو سروں پر دیکھ کر سب کے
سب سجدے میں گر گئے مگر اس طرح پر کہ بایاں رخسار تو انھوں نے
سجدے میں رکھ دیا اور داہنی آنکھ سے پہاڑ کو دیکھتے رہے کہ
کہیں گر نہ پڑے چنانچہ یہودی لوگ اسی طرح سجدہ کرتے ہیں۔ اس
واقعے میں اگرچہ بظاہر عہد قبول کرنے پر اکراہ نظر آتا ہے مگر حقیقت
یہ ہے کہ پہاڑ کا سروں پر معلق فرما دینا اللہ تبارک وتعالیٰ کی قدرت کا
زبردست نشان اور اس کے کلیم جلیل علیہ الصّلاۃ وَالسَّلام کی رسالت
پر قوی برہان ہے۔ اس سے دیکھنے والوں کے قلوب کو اطمینان حاصل
ہو گیا کہ یقیناً یہ رسول قدرت الٰہی کا مظہر اور ربّانی تائید کے مؤیّد ہیں۔
یہی اطمینان احکام توراۃ کو ماننے اور ان پر عمل کرنے کا عہد قبول کر لینے
کا سبب ہو گیا اور اکراہ نہ رہا۔ اہلِ ایمان جس طرح اللہ عزوجل کے تمام
نشانوں اور انبیاء ومرسلین علیہم الصّلاۃ وَالسَّلام کے تمام معجزے پر
ایقان واذعان رکھتے ہیں اسی طرح اس معجزے پر بھی ایمان رکھتے ہیں
مگر پیر نیچر اپنی تفسیر القرآن کے صفحہ ۱۱۶ پر لکھتا ہے۔

بنی اسرائیل جو خدا کے دیکھنے کو گئے تھے۔ طور یا طور سینین
کے نیچے کھڑے ہوئے تھے پہاڑ ان کے سر پر نہایت اونچا اٹھا
ہوا تھا وہ اس کے سائے تلے تھے اور طور بسبب آتش فشانی کے شدید
حرکت اور زلزلے میں تھا جس کے سبب وہ گمان کرتے تھے کہ ان کے

اوپر گر پڑے گا پس اس حالت کو خدا تعالیٰ نے ان لفظوں میں یاد دلایا ہے کہ ورفعنا فوقکم الطور۔ نتقنا الجبل فوقھم کانہ ظلۃ وظنوا انہ واقع بھم پس ان الفاظ میں کوئی بات ایسی نہیں ہے جو عجیب ہو یا مطابق واقع اور موافق قانون قدرت نہ ہو۔ ہاں مفسرین نے اپنی تفسیروں میں اس واقعے کو عجیب وغریب واقعہ بنا دیا ہے۔ اور ہمارے مسلمان مفسر خدا ان پر رحمت کرے عجائبات و دور از کار ہونا مذہب کا فخر اور اس کی عمدگی سمجھتے تھے۔ اس لیے انہوں نے تفسیروں میں لغو وبیہودہ عجائبات بھر دی ہیں۔

مطلب یہ ہوا کہ نہ یہ کوئی معجزہ تھا نہ قدرت الہیہ کا کوئی خارق عادت نشان تھا۔ بلکہ اگرچہ اس زمانے میں طور سینا کوہ آتش فشاں نہیں ہے مگر اس زمانے میں طور سینین ضرور کوہ آتش فشاں ہوگا۔ جب بنی اسرائیل نے احکام توراۃ قبول کرنے سے انکار کیا ہوگا تو موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے ان کو لے جا کر طور سینا کی آتش فشانی کا تماشہ دکھایا ہوگا۔ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اور اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ واذ قلتم یموسیٰ لن نؤمن لک حتی نرا اللہ جھرۃ فاخذتکم الصعقۃ وانتم تنظرون ہ ثم بعثنکم من بعد موتکم لعلکم تشکرون

یعنی اور (اے بنی اسرائیل) جب تم نے کہا اے موسیٰ ہم ہرگز تمہارا یقین نہ لائیں گے جب تک اعلانیہ خدا کو نہ دیکھ لیں تو تمہیں کڑک نے آلیا اور تم دیکھ رہے تھے پھر مرے پیچھے ہم نے تمہیں زندہ کر دیا

کہ کہیں تم احسان مانو۔ (ترجمۂ رضویہ) اور اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے۔
وَاختَارَ مُوسٰی قومَہ سَبعِینَ رَجلا لمیقا تنا فلما اخذ تھم الرجفۃ
قال رَبّ لوشئت اھلکتھم من قبل وایای اتھلکنا بما فعل السفھاء
منا ان ھی الا فتنتک تضل بھا من نشاء و تھدی من تشاء انت
ولینا فاغفر لنا وارحمنا وانت خیر الغفرین ٥ یعنی اور موسیٰ نے
اپنی قوم سے ستّر مرد ہمارے وعدے کے لیے چنے پھر جب انھیں
زلزلے نے لیا۔ موسیٰ نے عرض کی اے رب میرے تو چاہتا تو پہلے ہی
انھیں اور مجھے ہلاک کردیتا۔ کیا تو ہمیں اس کام پر ہلاک فرمائے گا۔ جو
ہمارے بے عقلوں نے لیا وہ نہیں مگر تیرا آزمانا۔ تو اس سے بہکائے
جسے چاہے اور وہ راہ دکھائے جسے چاہے۔ تو ہمارا مولیٰ عزوجل ہے
تو ہمیں بخش دے اور ہم پر مہر کر اور تو سب سے بہتر بخشنے والا ہے۔
(ترجمۂ رضویہ) ان مقدس آیتوں میں اللہ عزوجل اپنی قدرت کاملہ کے
اس خارق عادت نشان اور حضرت سیدنا موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام
کے اس قاہر معجزے کا بیان فرمارہا ہے کہ جب بنی اسرائیل نے گؤسالہ
پرستی سے توبہ کی اور اس کے کفارے میں اپنی جانیں دیدیں تو حضرت کلیم
اللہ علیہ الصلاۃ والسلام بحکم الٰہی ان کی گؤسالہ پرستی کی عذر خواہی کے
لیے ان میں سے ستر آدمی منتخب فرما کر طور سینا پر لے گئے اور وہاں
کہنے لگے کہ ہم آپ کا یقین نہ کریں گے جب تک اللہ عزوجل کو[1] علانیہ[2]
نہ دیکھ لیں۔ اس پر آسمان سے ایک ہولناک آواز آئی جس کی ہیبت سے
پہاڑ زلزلے میں آگیا اور وہ لوگ مر گئے۔ حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام

نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں تضرع وزاری کے ساتھ عرض کی کہ میں بنی اسرائیل کو کیا جواب دوں گا۔ اس پر اللہ قادر مقتدر جل جلالہٗ نے ان سب کو یکے بعد دیگرے زندہ فرمایا مسلمانوں کا تو اس معجزے پر بھی ایمان ہے۔ لیکن پیر نیچر اپنی تفسیر القرآن کے صفحہ ۱۰۷ پر لکھتا ہے۔

یہ تمام واقعات موسیٰ و بنی اسرائیل پر سینا کے مقام میں گزرے تھے وہاں ایک سلسلہ پہاڑوں کا ہے جس کو طور سینا طور سینین کہتے ہیں اور کبھی صرف طور ہی اس کا نام لیتے ہیں۔ کچھ شبہ نہیں ہو سکتا کہ حضرت موسیٰ کے زمانے میں وہ کوہ آتش فشاں تھا جب بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ سے کہا کہ ہم اعلانیہ خدا کو دیکھنا چاہتے ہیں تو وہ بجز اس کی قدرت کاملہ کے ایک عظیم الشان نشان کے کرشمے کے اور کچھ ان کو نہیں دکھا سکتے تھے پس وہ ان کو اس پہاڑ کے قریب لے گئے جس کی آتش فشانی اور گڑگڑاہٹ اور زور و شور کی آواز اور پتھروں کے اڑنے کے خوف سے وہ بیہوش یا مرفے کے مانند ہو گئے۔

ہر مسلمان بنظر انصاف و ایمان دیکھ رہا ہے کہ اس ناپاک عبارت میں معجزے کا انکار صریح اور خود حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلاۃ والسلام پر بھی معاذ اللہ مکر و فریب کا الزام فضیح ہے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ یہی پیر نیچر اپنی اسی ناپاک تفسیر جلد اول کے صفحہ ۲۴۸ پر لکھتا ہے۔ حجر اسود کعبے کے ایک کونے میں لگایا گیا تھا اس سے مقصد صرف یہ تھا کہ طواف کی تعداد معلوم رہے اسی کونے سے طواف شروع ہوتا ہے اور اسی مقام پر ختم ہوتا ہے اور حجر اسود کو

چھولیا جاتا ہے یا اس کی طرف اشارہ کر دیا جاتا ہے جس سے یہ معلوم ہو کہ ایک طواف ختم ہوا۔

ہم اوپر احادیث صحیحہ سے بیان کر آئے کہ حجر اسود کو چھونا اور چومنا گناہوں کا کفارہ ہے مگر مرتد اکفر پیر نیچر اپنی اس ناپاک عبارت میں حجر اسود کی عزت و عظمت سے بھی انکار صریح کر رہا ہے۔ الغرض پیر نیچر نے اپنی اس ناپاک تفسیر القرآن میں سیکڑوں قطعی یقینی کفریات بکے ہیں ہم نے اختصاراً صرف اس کی جلد اول ہی کے یہ چند اقوال ملعونہ محض بطور نمونہ پیش کر دیئے ہیں۔ اب ہم پیر نیچر کا وہ کلیہ کفریہ نقل کریں جس سے واضح و روشن ہے کہ پیر نیچر سرے سے تمام معجزات کا قطعاً کافر[1] ہے۔ پیر نیچر اپنے مضمون کرامت اور معجزہ شائع شدہ ۱۲۹۶ھ میں لکھتا ہے۔

ہم اس امر کا ذکر نہیں کرتے جس کا وقوع اتفاقیہ نیچر کے قواعد کے موافق کسی دوسرے امر کے مقارن ہوا ہو اور جس کو ہم کرامت اور معجزہ کہتے ہیں بلکہ اس کا ذکر کرنا چاہتے ہیں جس کو لوگ کرامت اور معجزہ کہتے ہیں اور گویا سپر نیچرل (یعنی خارق عادت) ہونا اس کی ذاتیات میں سے ہے۔ انسان کے دین اور دنیا اور تمدن و معاشرت بلکہ زندگی کی حالت کو کرامت اور معجزے پر یقین یا اعتقاد رکھنے سے زیادہ خراب کرنے والی کوئی چیز نہیں۔ پھر اپنے

---

[1] منکر اور اللہ عزوجل کی قدرت کاملہ کے خارق عادت نشانوں سے قطعاً کافر ہے

مضمون مذہبی خیال شائع شدہ ۱۲۹۶ھ میں لکھتا ہے۔

قدیم اصول یہ ہے کہ خدا کی قدرت اور اس کی عظمت اس میں ہے کہ وہ پانی سے آگ کا اور آگ سے پانی کا کام لے سکتا ہے۔ جدید اصول یہ ہے کہ اس میں خدا کی قدرت اور اس کی عظمت اور صنعت کو بٹا لگتا ہے۔

ان ناپاک عبارتوں میں صاف واشگاف بتا دیا کہ پیرِ نیچر کا دھرم یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی قدرت کا کوئی خارقِ عادت نشان دکھا ہی نہیں سکتا حتیٰ کہ آگ سے پانی کا اور پانی سے آگ کا کام بھی نہیں لے سکتا کیوں کہ وہ اگر ایسا کرے تو اس کی قدرت و عظمت و صنعت کو بٹا لگ جائے گا والعیاذ باللہ تعالیٰ

کیا اب بھی کسی ایماندار مسلمان کو پیرِ نیچر اور اس کی نیچری ذرّیات کے کافر مرتد ملحد زندیق ہونے میں شک رہ سکتا ہے۔ کیا جو شخص پیرِ نیچر کے ان قطعی یقینی اقوالِ کفریہ پر مطلع ہونے کے بعد بھی اس کے کافر مرتد ہونے میں شک رکھے اس کا ایمان باقی نہیں رہ سکتا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

الغرض پیرِ نیچر نے اپنی اس ناپاک تفسیر القرآن میں سیکڑوں کفریات قطعیہ یقینیہ بکے ہیں ہم نے اختصاراً صرف اس کی جلد اول ہی کے یہ چند اقوالِ ملعونہ محض بطور نمونہ پیش کر دیئے ہیں۔ بہرحال جو شخص پیرِ نیچر کے کفریات قطعیہ یقینیہ میں سے کسی ایک ہی کفر قطعی پر مطلع ہونے کے بعد بھی اس کے کافر مرتد ہونے میں شک رکھے یا اس کو کافر مرتد کہنے میں توقف کرے وہ بھی بحکم شریعت مطہرہ قطعاً یقیناً کافر و مرتد اور بے توبہ مرا

تو مستحق عذاب ابد ہے۔ پیر نیچر کو اپنے لیے اور اپنے اذناب کے لیے نیچری کا لقب بہت مرغوب و محبوب تھا چنانچہ وہ اپنے مضمون نیچر شائع شدہ ۱۲۹۶ھ میں خود لکھتا ہے۔

خدا نے ہم کو ہماری جان کو ہماری سمجھ کو ہمارے قیاس کو ہمارے دل و دماغ کو۔ ہمارے رؤیں رؤیں کو نیچر سے جکڑ دیا ہے۔ ہمارے چاروں طرف نیچر ہی نیچر پھیلا دیا ہے۔ نیچر ہی کو ہم دیکھتے ہیں۔ نیچر ہی کو ہم سمجھتے ہیں۔ نیچر سے خدا کو پہچانتے ہیں۔ پھر نیچری نہ ہوں تو کون ہوں پھر ساڑھے آٹھ سطر بعد لکھتا ہے۔ جب ہمارا دادا ابراہیم نیچری تھا تو ہم اس کی ناخلف اولاد نہیں ہیں جو نیچری نہ ہوں۔ نیچر ہمارے خدا کا ہمارے باپ دادا کا تمغہ ہے۔ ہم نیچری ہمارا خدا نیچری ہمارے باپ نیچری۔ اگر کوئی اس مقدس لفظ کو بری نیت سے استعمال کرتا ہے وہ جانے اور اس کا دین و ایمان۔

اگرچہ اللہ عزوجل اور اس کے پیارے خلیل سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کو نیچری کہنا اس کا تمسخر اور کفر قطعی ہے۔ مگر اس ناپاک عبارت سے یہ تو واضح ہو گیا کہ نیچری کا لقب پیر نیچر کو اپنے لیے اور اپنے اذناب کے لیے بہت ہی مرغوب و محبوب ہے۔ وہ اس لقب کو مقدس لقب بتاتا ہے اس لیے پیر نیچر کے اذناب و متبعین عرف میں نیچری کہلاتے ہیں۔ اب ہم خود نیچریوں ہی کی زبان سے نیچری مذہب کی اصلی حقیقت بیان کرتے ہیں جس طرح بے دین بادشاہ اکبر نے اپنے نورتن بنائے تھے جو اس کے وزیران حکومت اور مشیران سلطنت تھے۔ اسی طرح

پیر نیچر نے بھی اپنے نورتن بنا رکھے تھے جو پیر نیچر کے وزیران نیچریت اور مشیران دہریت اور مبلغین زندیقیت تھے جن کے نام یہ ہیں۔ نواب[۱] محسن الملک مہدی علی خاں، نواب[۲] اعظم یار جنگ، مولوی[۳] چراغ علی خاں، نواب[۳] انتصار جنگ مولوی مشتاق حسین، مولوی[۴] الطاف حسین حالی، شمس العلماء مولوی ذکاء اللہ، مولوی[۵] مہدی حسن، سید محمود خاں، شبلی نعمانی اعظم گڈھی، ڈپٹی نذیر احمد خاں دہلوی، انھیں نورتنوں میں سے پانچویں رتن جناب شمس العلماء مولوی ذکاء اللہ صاحب اپنے مضمون تحقیقات مذہب شائع شدہ ۱۲۹۶ھ میں تحریر فرماتے ہیں۔ جب محققان مذہب نے تاریخی مذہبوں کی (یعنی ان مذہبوں کی جو تاریخ رکھتے ہیں اور ان کا حال تاریخ میں لکھا ہوا ہے تشریح اور تحلیل کی اور ہر مذہب نے تشخصات اور خصوصیات کو دور کیا تو باقی چند اصول رہے جو سب مذہبوں میں ایک ہی تھے اور سب میں مشترک اور متحد تھے ان اصول مشترک و متحد کا نام مذہب نیچریہ ہے۔ انھیں اصول کو نیچریہ مذہب کے اصول کہتے ہیں۔ مثلاً عہد عتیق سے وہ باتیں جو خلاف فطرت ہیں مثلاً معجزات اور خلاف عقل باتیں نکال ڈالی جائیں تو پھر بھی ایک مذہب کا ڈھانچ باقی رہے گا بس اس کو نیچریہ مذہب یا عقلی مذہب کہیں گے یعنی ہر مذہب کا وہ حصہ جو عقل اور نیچر کے موافق ہے نیچریہ مذہب کہلاتا ہے بس یہی کام سید احمد خان نے اپنی تفسیر میں کیا کہ انہوں نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ قرآن میں کوئی بات بھی خلاف نیچر نہیں ہے۔ اس لیے ٹھیٹھ اسلام نیچریہ مذہب ہے آج کل تو وہ زمانہ ہے ہی نہیں کہ پیغمبر پیدا ہوں اور اپنے معجزات سے مردوں

کو زندہ کریں یا آفتاب کو اس سبب سے کہ ہم جھوٹے نہ ہو جائیں حرکت سے معطل کر دیں اس انیسویں صدی کے پیغمبر اور معجزے یہی ہیں کہ محققین اور حکماء قوانین فطرت کو دریافت کر کے اہل دنیا کو خدا کا جاہ و جلال اور قدرت دکھا دیں کہ ان کے آگے معجزات کی کیا حقیقت تھی کہ وہ شان کبریائی دکھائے (معجزات حقیقت میں ایک بھانمتی کا سوانگ تھا) جس میں سب کچھ تھا۔ اور کچھ نہ تھا) سو جناب سید صاحب نے اپنے دادا کے قرآن کی تفسیر میں قوانین قدرت کی توضیح سے اپنے تئیں اس زمرے میں داخل کر لیا۔ اس عبارت ملعونہ میں شمس العلماء صاحب بہادر نے صاف صاف بتا دیا کہ تمام مذہبوں میں سے ان تمام باتوں کو نکال ڈالا جائے جو نیچر کے خلاف ہیں اور ان تمام امور کو بھی علیحدہ کر دیا جائے جن میں کسی ایک مذہب کا بھی اختلاف ہے ان میں نہ کوئی معجزہ رکھا جائے نہ عقلوں کو حیران کر دینے والا قدرت الٰہیہ کا کوئی نشانی باقی رہے نہ کوئی ایسی بات رہ جائے جس میں کسی مذہب کا بھی اختلاف ہو۔ اب تمام مذہبوں میں جو مشترک اور متحد باتیں رہ جائیں گی بس وہی مذہب نیچریہ ہے۔ پیر نیچر نے اپنی تفسیر القرآن میں یہی کام کیا ہے کہ اسلام میں سے تمام معجزات کو اور ایسی جملہ چیزوں کو جن میں کسی مذہب کا بھی اختلاف تھا اور ان تمام باتوں کو جو ان کی عقل کے خلاف تھیں نکال ڈالا ہے اور اسی کا نام ٹھیٹھ اسلام رکھا ہے۔ انیسویں صدی میں بھی پیغمبر پیدا ہوتے ہیں اور وہ معجزات بھی دکھاتے ہیں۔ اگلے انبیاء و مرسلین علیہم الصلاۃ والسلام کے جو

جو معجزات تھے جیسے مردوں کا زندہ کرنا یا سورج کو روک دینا وغیرہ تو وہ بھانمتی کے سوانگ تھے۔ جن میں بظاہر تو سب کچھ تھا لیکن در حقیقت ان معجزات میں کچھ بھی نہ تھا لیکن آج کل کے پیغمبروں کے یہ معجزے ہیں کہ وہ پیر نیچر کے قوانین کو معلوم کر کے خدا کی قدرت اور اس کا جاہ وجلال دکھا دیتے ہیں۔ خدا کی شان کبریائی دکھانے میں آج کل کے ان پیغمبروں کے ان معجزوں کے آگے اگلے انبیاء ومرسلین علیہم الصلاۃ کے معجزات کی حقیقت کچھ نہ تھی۔ سر سید احمد خاں پیر نیچر نے قرآن عظیم کی نیچریانہ تفسیر کر کے اپنے آپ کو بھی آج کل کے پیغمبروں میں داخل کر لیا ہے یہ ہیں قسعة دھط کے عدد کے موافق اس عبارت خبیثہ کے تو کفریات واضحات والعیاذ باللہ رب البریات منہا ومن جمیع الکفریات والضلالات۔ ان میں کفر چہارم تو وہی ہے جو بانیٔ مدرسہ دیوبند قاسم الکفر والضلالت مرتد نانوتوی نے اپنی ناپاک کتاب تحذیر الناس کے صفحہ ۲۸ پر بکا کہ۔

اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ اور کفر ششم وکفر ہشتم وہی ہیں جو امام الوہابیہ اسمٰعیل دہلوی علیہ ما علیہ نے اپنی کتاب منصب امامت کے صفحہ ۴۲ پر در پردہ بکے اور رشید احمد گنگوہی نے اپنے فتاویٰ رشیدیہ مبوب ومفصل کے حصہ دوم کے صفحہ ۲۵ پر مقرر رکھے چنانچہ لکھتا ہے۔ بسیار چیزاست کہ ظہور آں از مقبولین حق از قبیل خرق عادت شمردہ می شود حالاں کہ امثال ہماں افعال بلکہ اقویٰ واکمل ازاں

از ابواب سحر و اصحاب طلسم ممکن الوقوع می باشد۔ یعنی بہت سی ایسی
باتیں ہیں جن کا اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں انبیاء و اولیاء سے ظاہر
ہونا ان کا معجزہ یا کرامت سمجھا جاتا ہے۔ حالاں کہ ویسے ہی بلکہ کمال
و قوت میں ان سے بڑھے ہوئے جادوگر اپنے جادو اور بھانمتی اپنے
تماشے دکھا سکتے ہیں۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ۔
مگر شمس العلماء صاحب بہادر نے نیچری مذہب کی اصل حقیقت
صاف صاف واضح الفاظ میں بے کم و کاست بتادی اور اسی کے ساتھ
ساتھ پیر نیچر سر سید احمد خاں صاحب کولی کی تفسیر القرآن کی بھی اصلی
ماہیت کھول کر دکھادی۔ یہاں ہم اتنا اور بتادیں کہ نیچری دھرم میں خلاف
عقل کے یہ معنی نہیں کہ اس کے محال، و ناممکن ہونے پر دلیل عقلی قائم ہو۔
بلکہ اوپر خود ہم پیر نیچر کی عبارت ملعونہ لکھ چکے ہیں کہ پانی سے آگ کا
اور آگ سے پانی کا کام لینے پر اللہ تبارک و تعالیٰ کو قادر ماننا
خدا کی قدرت و عظمت و صنعت کو بٹا لگانا ہے۔ اس عبارت کفریہ
سے صاف واضح ہوگیا کہ اشیاء کی اصلی طبیعتیں اور ذاتی خاصیتیں ہیں
اور ان کی حالتیں جو ہم دیکھتے چلے آرہے ہیں بس انھیں کا نام تو
فطرت اور اصول نیچر ہے۔ جو چیز بھی ان کے خلاف ہو بس وہی نیچری
دھرم میں خلاف عقل ہے۔ جو بات اپنی سمجھ میں ان گڑھے ہوئے قوانین
فطرت و اصول نیچر کے مخالف ہو بس وہی سپر نیچرل ہے۔ ناممکن ہے۔
ناقابل تسلیم اور واجب الانکار ہے۔ نیچریوں کے نزدیک پیر نیچر کی بہت
بڑی شان پیغمبری اور اس کا سب سے بڑا معجزہ یہ ہے کہ اس نے

اپنی تفسیر القرآن میں اسلام کے اندر سے نیچر کے خلاف تمام معجزات و کرامات اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی قدرت کاملہ کی خارق عادات آیات کو نکال کر پھینک دیا ہے اور دین اسلام میں سے ان تمام باتوں کو جو کسی مذہب کے بھی خلاف تھیں علیحدہ کر دیا ہے۔ یہی وہ ملعون کفر خبیث ہے جس کو پیر نیچر کے ایک چیلے مرتد عنایت اللہ خاں مشرقی نے اپنی ملعون کتاب تذکرہ میں اور اس کے دوسرے چیلے مرتد ابو الکلام آزاد نے اپنی ملعون کتاب ترجمان القرآن میں بکا ہے جس کا تفصیلی رد قاہر فقیر کے رسالہ مسمّٰی بنام تاریخی "قہر القادر علی الکفار اللیادر" میں ملاحظہ ہو اسی پیر نیچر کے دو بد زبان و دریدہ دہن چیلے ۱۳۵۹ھ عبد الرزاق ملیح آبادی ایڈیٹر اخبار ہند کلکتہ اور نیاز احمد خاں فتحپوری ایڈیٹر رسالہ نگار لکھنؤ ہیں جو پیر نیچر کے کفریات ملعونہ پر سے نام اسلام کا پردہ بھی اٹھا کر ان کی اصلی برہنہ خباثت کے ساتھ شائع کرتے رہتے ہیں اور اب یہ نیچریت صرف سُنی کہلانے والوں ہی پر منحصر نہیں بلکہ بہت سے رافضی و دیوبندی وغیر مقلد کہلانے والے ایسے مرتدین جو اگرچہ ان کفری و ارتدادی مذہبوں کی طرف بظاہر منسوب ہیں لیکن درحقیقت وہ سرے سے کسی مذہب ہی کے قائل نہیں وہ رافضیوں دیوبندیوں غیر مقلدوں میں ایسے ہیں جیسے ہندوؤں میں جواہر لال نہرو۔ اس کی تفصیل کے لیے کتاب مستطاب مسمّٰی بنام تاریخی چابک لیث بر اہل حدیث میں رسالہ مبارکہ مسمّٰی بنام تاریخی پردہ در امرتسری ۱۳۴۶ھ ملاحظہ ہو۔ اسی پیر نیچر کے اذناب و متبعین و مقلدین و معتقدین وہ مرتدین نیاچرہ ہیں جو مسلمانوں کے دین و ایمان

اوران کے دنیوی سروسامان پر ڈاکے ڈالنے کے لیے ہمیشہ نئی نئی کمیٹیاں نئی نئی پارٹیاں گڑھتے رہتے ہیں اور کبھی بندگان زر اور بدنام کنندۂ نکونامے چند نام کے مولویوں کو اپنے کفری مقاصد کی ترویج واشاعت کے لیے اپنا آلۂ کار بنا لیتے ہیں۔ مسلم ایجوکیشنل کانفرنس وندوۃ العلماء وخدام کعبہ وخلافت کمیٹی وجمعیۃ العلماء ہند وخدام الحرمین واتحاد ملت ومجلس احرار ومسلم لیگ واتحاد کانفرنس ومسلم آزاد کانفرنس ونوجوان کانفرنس ونمازی فوج وجمعیت تبلیغ الاسلام انبالہ وسیرت کمیٹی پٹی ضلع لاہور وامارت شرعیہ بہار شریف وآل پارٹیز کانفرنس وغیرہ کمیٹیاں اسی مقصد کے لیے انھیں کفرۂ دنیا چرہ نے اپنی نیچریت ودہریت پھیلانے اور بھولے بھالے مسلمانوں کو دین سے آزاد اور دنیوی سروسامان سے بھی تہی دست بنانے کے لیے وقتاً فوقتاً خود اپنے ہاتھوں سے یا دوسرے بددینوں بدمذہبوں کو اپنا شریک کار بنا کر یا بعض جاہلوں سادہ لوح بے وقوفوں یا چند دین فروش دنیا خر ملاؤں کو اپنے دام فریب میں پھانس کر انھیں اپنا آلۂ کار بنا کر گڑھی ہیں پھر جب ان ملعونوں نے دیکھا کہ بہت سے غربائے اہل اسلام ان کمیٹیوں کی طرف متوجہ نہیں ہوتے وہ بیچارے دن بھر محنت ومزدوری کر کے رات کو اپنے گھر آکر بیوی بچوں کا پیٹ بھرنے اور نماز وروزہ ومیلاد شریف وگیارہویں شریف وسوم وچہلم وعرس وغیرہا اعمال اسلامیہ میں نہایت خاموشی کے ساتھ مشغول ہیں۔ ان کو ان نیچری کانفرنسوں کی طرف مطلقاً کبھی توجہ نہیں ہوتی ان میں سے جو لوگ اپنے نفس کی شامت اور شیطان کی شرارت کے

سبب حکم شرعی کی کبھی خلاف ورزی بھی کرتے ہیں تو تمرد و سرکشی نہیں کرتے اپنے خلاف شرع اعمال کو گناہ سمجھتے اور اپنے آپ کو گناہگار تصور کرتے ہیں اپنی خطاؤں پر ڈھٹائی نہیں کرتے بلکہ شرمندہ و نادم ہوتے ہیں۔ لیکن اعتقاد کی رو سے تو ایسے تمام لوگ عموماً اسی ساڑھے تیرہ سو برس سے زیادہ قدیم اور سچے مذہب اہلسنت کے معتقدین اسی کو حق مانتے اور اس کے سوا تمام مذہبوں کو باطل جانتے ہیں اور نیچری مرتدوں کو اپنی ہنگامہ آرائیوں کے لیے ایسے ہی بھولے بھالے سنی مسلمانوں کو دین پاک کے نام پر جی جان سے قربان ہونے والوں کی ضرورت تھی تو ان بے ایمانوں نے ان عوام مسلمین کے پھانسنے کے لیے اصلاح قوم کے نام سے قومی عصبیت کو آڑ بنا کر کپڑا بننے والوں کی مومن کانفرنس جمعیۃ المومنین جمعیۃ الانصار روئی دھنکنے والوں کی جمعیۃ المنصور کپڑا سینے والوں کی جمعیۃ الادریسیہ قصابوں کی جمعیۃ القریش سبزی فروشوں کی جمعیۃ الراعین پٹھانوں کی افغان کانفرنس میمنوں کی میمن کانفرنس، مسلم کھتریوں کی مسلم کھتری کانفرنس عباسیوں کی جمعیۃ آل عباس، کنبوہوں کی آل انڈیا کنبوہ کانفرنس، پنجابیوں کی آل انڈیا پنجابی کانفرنس وغیرہ کمیٹیاں خود گڑھیں یا اپنے دام افتادوں سے گڑھوائیں. تاکہ غریب دین دار مسلمانوں کو قومی جگڑ بندیوں میں جکڑ کر قومی ترقی قومی اصلاح و فلاح کا سبز باغ دکھا کر ان کو گمراہ کیا جا سکے اور ایسی کمیٹیوں کی بنا محض قومیت پر رکھی دین و مذہب کو بالکل نظر انداز کر دیا گیا اور ایسے عمل درآمد رکھے گئے کہ اپنی قوم کا ہر فرد اگرچہ وہ دیوبندی نیچری ہو یا خارجی رافضی ہو یا لیگی خاکساری ہو یا گاندھی گانگریسی ہو وہ اپنا قومی بھائی اپنے

خاندان والا اپنا رشتہ دار ہے اگرچہ وہ کافر مرتد ہو لیکن قومیت کی بنا پر وہ صلۂ رحم کے تمام احکام کا حقدار ہے اور جو دین دار سنی مسلمان اس پر اعتراض کرے تو ان کمیٹیوں میں اس کے خلاف ایسی آوازیں اٹھائی جارہی ہیں کہ قوم کا دشمن قومی ترقی کا مخالف قوم میں تفرقہ ڈالنے والا قوم کا غدار ہے پھر جن بندگان خدا نے ان قومی جکڑ بندیوں کو بھی اسلام و سنیت کے مقابلہ میں پاؤں سے ٹھکرا کر اعلائے کلمۂ حق کیا اور بے دینوں کی کمیٹیوں میں شامل نہ ہوئے نیچری کمیٹیوں کے گڑھے ہوئے مخالف شریعت قواعد و ضوابط کی کچھ پرواہ نہ کی ان کو شریعت مطہرہ کی خلاف ورزی پر مجبور کرنے کے لیے انھیں نیچری لیڈروں نے یہ صورت نکالی کہ سنی مسلمانوں کے نمائندے بن کر اپنے آپ کو اسلام کا ہمدرد اور مسلمانوں کا خیرخواہ بتا کر حمایت اسلام و ہمدردی مسلمین کے زبردست وعدے کرکے انھیں سے ووٹ لے کر کونسلوں اسمبلیوں قانون ساز مجلسوں کے ممبر بن رہے ہیں اور وہاں پہنچ کر وقف ایکٹ شریعت بل، زکوٰۃ بل، خلع بل، شاردا ایکٹ قاضی بل جیسے منافی اسلام اور مخالف شریعت قانون گڑھ کر پیش کر رہے ہیں اور اپنی تائیدوں سے ان کو پاس کرا رہے ہیں تاکہ متبع شریعت دین دار مسلمان اگر دنیوی ترقی کے لالچ اور قومی جکڑ بندیوں کو لات مار کر اپنے دین و مذہب کے احکام حقہ پر عمل کریں تو ان کو قانونی مجرم قرار دے کر ان سے جیل خانے بھر دیئے جائیں اور اسی طرح رفتہ رفتہ ساڑھے تیرہ سو برس سے زائد قدیم سچے دین اسلام و مذہب اہلسنت کا قانونی ذریعے سے خاتمہ کر دیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ انھیں نیچریوں

کا ایک گروہ ہے جو سنی مسلمانوں کو دھوکے دینے کے لیے دین دار بن کر ان کے سامنے آتا ہے اس کا نام صلح کل ہے اس کے عقائد کفر کا بیان آگے آتا ہے۔ اس فرقۂ صلح کلیہ کا بھی مقصد اسلام و سُنیت کو مٹانا اور ادیانِ باطلہ و مذاہب کاذبہ کو فروغ دینا ہے اسی لیے یہ فرقہ اپنا نام تو صلح کل رکھتا ہے لیکن سنی مسلمانوں کے مقابلے میں خم ٹھونک کر آتا ہے اور جتنے بے دین اور بد دین فرقے ہیں ان سب کو گلے لگاتا ہے نیچری مرتدوں نے بھی بر بنائے دہریت ہر ایک بد مذہب و لا مذہب بد دین و بے دین فرقے کے ساتھ اتحاد و اتفاق کرنا اپنا مقصد بنالیا ہے اور اسی لیے ان کی گڑھی ہوئی کمیٹیوں اور کانفرنسوں میں اسلام و سُنیت کی کوئی قید نہیں اور عوام اہلسُنت کو ان کی شرکت و رکنیت کی دعوت صرف اسی لیے ہے کہ حفاظت اسلام و ترقی مسلمین کے نام سے دھوکہ کھا کر جو لوگ ان کمیٹیوں کے ممبر بن جائیں وہ ان کی قرطاس رکنیت پر دستخط کر کے ان کے مخالف شریعت اغراض و مقاصد اور ضوابط و قواعد کی پابندی کا اقرار کر کے مخالفت شریعت پر مجبور ہوں اور جو لوگ بالفرض ان قواعد و ضوابط کی بھی پروا نہ کریں تو بد مذہبوں بے دینوں کے لیکچر اور ان کی اسپیچیں سن کر ان کے جلسوں میں شریک ہو کر ان کی صحبتوں میں بیٹھ کر بے دینی و بد مذہبی کا اثر قبول کر لیں اور دین و مذہب سے ہاتھ دھو بیٹھیں والعیاذ باللہ تبارک و تعالیٰ یہی وہ نیچری لیڈر ہیں جو اپنی تحریکوں تقریروں کے ذریعہ منظم و مجتمع اور دنیوی ساز و سامان سے بالکل طیار۔ اعدائے دین مشرکین و کفار

کو جا بجا مشتعل کر کے غریب اور نہتے مفلس و مقروض بے زر و بے پر
بے دست و پا مسلمانوں پر حملہ آور کرا دیتے ہیں اور خود سامنے سے
چلنیت ہو کر اپنی بلڈنگ کوٹھیوں پر سے مسلمانوں کے خونوں سے ہولی
کھیلے جانے کے تماشے دیکھتے ہیں۔ غریب اور دیندار مسلمان اسی ساڑھے
تیرہ سو برس سے سلسلۂ قدیم اور سچے دین اسلام سچے مذہب اہلسنت کے
دل دادہ مسلمان ان نیچری لیڈروں کی اشتعال انگیزیوں کا شکار ہو جاتے
ہیں۔ بہت سے بحالت بے کسی و بے بسی شہید ہو جاتے ہیں اور بہتیرے
قید و بند میں بے قصور مبتلا ہو جاتے ہیں اور پھر امن و امان قائم ہو جانے پر
یہی نیچری لیڈر اپنے گھروں سے باہر نکل آتے ہیں اور ریلیف کمیٹیاں امدادی
انجمنیں گڑھ کر انھیں غریب و نادار مسلمانوں سے چندے مانگنے میں مصروف
ہو جاتے ہیں اور ہزاروں لاکھوں روپئے جمع کر کے کچھ آدھا تہائی مقدمہ
بازیوں میں اور چند مسلمانوں کے یہاں آٹا دال بھجوانے میں خرچ کر دیتے
اور باقی روپیہ سارا کا سارا ہضم کر جاتے ہیں حساب پوچھنے والا تو
کوئی ہے ہی نہیں اور پھر یہ نمائشی امدادیں دکھا کر غریب دین دار عوام
اہل اسلام کے دلوں میں اپنی وقعت و عقیدت جماتے اور آئندہ کے
لیے پھر انھیں کے مال و جان و ایمان پر ڈاکے ڈالنے کے لیے اس طرح
بخوبی موقع بہم پہنچاتے ہیں اور ایسے واقعات کے بعد انھیں سیدھے
سادھے مسلمانوں کے سامنے پلیٹ فارم پر آکر ان کو یوں لیکچر سناتے
ہیں کہ دیکھو ہم نے تمہاری امداد کی۔ ہم نے تمہاری طرف سے مقدمے
لڑے۔ ہمیں تمہارے دلسوز ہمدرد و خیر خواہ ہیں۔ دیکھو مولوی

اپنے حجروں سے باہر نہ نکلے دیکھو مولویوں نے تمہاری امداد کے لیے چندہ مانگنے کی کوئی کمیٹی نہیں بنائی۔ دیکھو مولوی تمہاری حمایت کے لیے پلیٹ فارم پر ہمارے ساتھ چیخنے چلانے میں شامل نہ ہوئے وہ اپنے مصلوں پر بیٹھے تسبیح و درود شریف ہی پڑھتے رہے۔ مولویوں کو نماز و دعا سے فرصت ہی نہ ملی کہ تمہاری ہمدردی و خیرخواہی کرتے۔ لہٰذا یہ مولوی تمہارے بدخواہ ہیں ان کی باتیں نہ سنو ان سے علاقہ توڑو۔ ہم لیڈروں سے رشتہ جوڑو۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم

نیچریت اگرچہ فی الحقیقۃ وہابیت ہی کی ایک شاخ ہے مگر آج کھلے طور پر اسلام کی بیخ کنی اور مسلمانوں کی دینی و دنیوی ضرر رسانی میں نیچر مرتدین ان وہابیہ ملعونین سے بھی بدرجہا بڑھے چڑھے ہوئے ہیں بھولے بھالے سنی مسلمانو! بچو تمام گمراہوں، گمراہ گروہوں سے تمہارے پیارے آقا و مولیٰ سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں ایاکم وایاھم لایضلونکم ولایفتنونکم اللہ تبارک وتعالیٰ توفیق خیر رفیق فرمائے۔ آمین۔

اس جواب کی تکمیل کے بعد ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ مناسبت مقام کے لیے اس جگہ حضرت استاذی المعظم ناصر الاسلام شیر بیشۂ اہلسنت مظہر اعلیٰ حضرت مولانا مولوی حافظ قاری مفتی شاہ ابوالفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خاں صاحب قبلہ قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی دامت برکاتہم القدسیہ کا ایک مختصر فتوائے مبارکہ بھی اتماماً للفائدہ واکمالاً للنفع نقل کردیں۔ بعض مقامات میں بعض نیچریوں نے یہ فتنہ اٹھایا تھا کہ عورت کی آواز

عورت نہیں اور اگر عورت غیر محرم مردوں سے بات چیت کرے تو کچھ حرج نہیں۔ اس فتنے کے متعلق حضرت استاذی المحترم شیر بیشۂ اہلسنت دام ظلہم الاقدس سے استفسار کیا گیا اس پر حضرت ممدوح ادامہم اللہ تعالےٰ بالفیوض والفتوح نے فتوائے مبارکہ تحریر فرمایا ہے۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین کہ زید کہتا ہے کہ عورتیں نامحرم مردوں سے بات چیت کر سکتی ہیں اور اپنے اس قول کی تائید میں یہ آیۂ کریمہ پیش کرتا ہے۔ یٰنساءَ النبی لستن کاحد من النساء ان اتقیتن فلا تخضعن بالقول فیطمع الذی فی قلبہ مرض وقلن قولا معروفا۔ یعنی اے نبی کی بیبیو! تم اور عورتوں کی طرح نہیں ہو اگر اللہ سے ڈرو تو بات میں ایسی نرمی کرو کہ دل کا روگی کچھ لالچ کرے۔ ہاں اچھی بات کرو۔ زید کہتا ہے کہ آیت مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جب عورت کسی غیر مرد سے بات کرے تو کڑی آواز سے اچھی بات کرے نرم لہجے سے بات نہ کرے۔ نیز کہتا ہے کہ قرآن شریف میں یہ کہیں نہیں آیا ہے کہ عورت کا غیر مرد سے بات کرنا ناجائز ہے یا یہ کہ عورت کی آواز بھی عورت ہے۔ پس یہ معلوم ہونے کی ضرورت ہے کہ آیت مندرجہ بالا کی تفسیر کیا ہے۔ المستفتی

محمد عرفان علی قادری رضوی غفرلہ

از بیسلپور ضلع پیلی بھیت

الجواب:۔ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الحق وَالصَّوَاب: علم تفسیر کا اہم قاعدہ ہے کہ اَلقُرْاٰن یُفَسِّرُ بَعْضُہٗ بَعْضًا یعنی قرآن عظیم کی ایک آیت دوسری آیت کی تفسیر فرماتی ہے خود پیر نیچر سر سید احمد خاں مرتد کولی علی گڑھی نے اپنی ناپاک ملعون کتاب تحریفُ القرآن بغلط مسمّی بتفسیر القرآن میں جابجا تفسیر بالرّائے کرکے مسائل ضروریہ دینیہ پر ایمان کو مٹایا ہے اور اپنے اس شدید و بعید کفر و ارتداد کو تفسیر القرآن بالقرآن کے پردے میں چھپایا ہے وَالعیاذ باللہ تعالیٰ بہرحال تفسیر القرآن بالقرآن ایسا اہم اور زبردست قاعدہ ہے جس سے انکار کرنے کی کسی مخالف کو بھی مجال نہیں۔ اب چند آیات قرآنیہ کی تلاوت ہو جن سے بعون اللہ تعالیٰ و بعون حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم مسئلہ مستفسرہ کی وضاحت ہو۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے ولا یضربن بارجلھن لیعلم ما یخفین من زینتھن یعنی اور ایمان والی عورتیں) زمین پر پاؤں زور سے نہ رکھیں کہ جانا جائے ان کا چھپا ہوا سنگار۔ (ترجمۂ رضویہ) اور اللہ عزوجل فرماتا ہے النبیّ اولیٰ بالمؤمنین من انفسھم وازواجہ امّھتھم یعنی نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے اور اس کی بیبیاں ان کی مائیں ہیں۔ (ترجمۂ رضویہ) اور اللہ عزوجل فرماتا ہے وقرن فی بیوتکن ولا تبرّجن تبرج الجاھلیۃ الاولیٰ واقمن الصّلوٰۃ واٰتین الزّکوٰۃ واطعن اللہ وَرَسُولہ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا ۝ واذکرن ما یتلی فی بیوتکن من اٰیٰت اللہ وَالحکمۃ انّ اللہ کان لطیفا خبیرا ۝ یعنی

اور (اے نبی کی بیبیو) اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور بے پردہ نہ رہو جیسے اگلی جاہلیت کی بے پردگی اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو اللہ تو یہی چاہتا ہے۔ اے نبی کے گھر والو کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرمادے اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کر دے اور یاد کرو۔ جو تمہارے گھروں میں پڑھی جاتی ہیں اللہ کی آیتیں اور حکمت۔ بیشک اللہ ہر باریکی جانتا اور خبردار ہے۔ (ترجمۂ رضویہ) اور اللہ عزوجل فرماتا ہے

واذا سالتموھن متاعا فسئلوھن من وراء حجاب ذٰلکم اطھر لقلوبکم وقلوبھن وما کان لکم ان تؤذوا رسول اللہ ولا ان تنکحوا ازواجہ من بعدہٖ ابدًا ان ذٰلکم کان عند اللہ عظیما ۵ یعنی اور (اے ایمان والو) جب تم ان (ازواج مطہرات امہات المؤمنین) سے برتنے کی کوئی چیز مانگو تو پردے کے باہر سے مانگو۔ اس میں زیادہ ستھرائی ہے تمہارے دلوں اور ان کے دلوں کی۔ اور تمہیں نہیں پہنچتا کہ رسول اللہ کو ایذا دو اور نہ یہ کہ ان کے بعد کبھی ان کی بیبیوں سے نکاح کرو بیشک یہ اللہ کے نزدیک بڑی سخت بات ہے (ترجمۂ رضویہ) پہلی آیت کریمہ نے صاف صاف فرمادیا کہ ایمان والی عورت کی آواز تو اسی کی آواز ہے۔ اس کے زیور کی جھنکار بھی عورت ہے۔ جس کا نامحرم کو سننا حرام وناجائز ہے۔ تو آیت کریمہ سے بدلالۃ النص ثابت ہوگیا کہ ایمان والی عورت کو نامحرم سے بات چیت کرنا بلا ضرورت دینیہ اور بے حاجت شرعیہ ہرگز جائز نہیں۔ دوسری آیت مقدسہ سے بعبارۃ النص ثابت ہوگیا کہ حضور اقدس

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی ازواج مطہرات تمام مسلمانوں کی مائیں ہیں۔ سب ایمان والے مردان کے بیٹے ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنھن وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ بعلھن وعلیھن وبارک وسلم اور ظاہر ہے کہ بیٹا یقیناً اپنی ماں کا محرم ہے۔ تیسری آیت مبارکہ نے صاف ارشاد فرمایا ہے کہ حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی ازواج مطہرات واہل بیت طہارت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اللہ عزوجل نے ہر طرح پاک اور ستھرا اور گندگی وآلودگی وپلیدی کو ان سے قطعاً دور رکھا ہے۔ چوتھی آیت عظیمہ نے فرمادیا کہ ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنھن کے پاک مبارک گھروں میں جو آیات کریمہ نازل ہوئیں اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے ان سے جو کچھ کلمات موعظت وارشادات حکمت ومسائل شریعت بیان فرمائے تکمیل دین وتبلیغ احکام کے لیے ان کو ذکر فرمانے کا حکم الٰہی ہے۔ اب بفضلہ تعالیٰ وبکرم حبیبہٖ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم مسئلہ واضح اور حکم شرعی لائح ہوگیا کہ ایمان والی عورتوں کی آواز یقیناً عورت ہے جس کا بغیر اضطرار واحتیاج کے نامحرم کو سُنانا جائز نہیں۔ یہ حکم جملہ ایمان والی عورتوں کو عام ہے۔ زید کی پیش کردہ آیت متبرکہ میں صرف حضرات امہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنھن مخاطب ہیں پر ظاہر کہ ان کے لیے جو خصوصی حکم الٰہی ہوگا وہ دوسری مومنات ومسلمات کے لیے ہرگز نہ ہوگا پھر یہاں تو حضرت حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے صاف ارشاد فرمایا کہ لستن کاحد من النساء یعنی اے نبی کی بیبیو تم اور عورتوں کی طرح نہیں ہو۔ پھر بھی اس آیتِ متبرکہ کو اپنے

مدعائے باطل پر پیش کرنا زید کی بکف چراغی ہے۔ قرآن عظیم کی بہت سی آیات کریمہ ہیں جو صرف ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن ہی کی حاضری میں نازل ہوئیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ہزاروں احادیث مبارکہ ہیں جو صرف امہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن ہی کے سماع و علم میں تھیں جن کے بغیر اکمال دین واتمام نعمت متصور نہ تھا۔ یہ تو ضرورت دینیہ تھی پھر وہ تمام ایمان والے مردوں کی طیبہ طاہرہ مائیں ہیں۔ سب ایمان والے مردان کے بیٹے ہیں۔ پھر ان کو حضرت قادر مقتدر جل جلالہ نے طاہرہ و مطہرہ ہی رکھا۔ کسی ناپاکی کے دھبے کو ان کی ردائے طہارت کے پاک مبارک آنچلوں تک پہنچنے بھی نہ دیا۔ اتنے اہم انتظامات مبارکہ اور ایسے زبردست اہتمامات مقدسہ کے ساتھ اب اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے۔ یٰنسآء النبی لستن کاحد من النسآء ان اتقیتن فلا تخضعن بالقول فیطمع الذی فی قلبہ مرض وقلن قولاً معروفاً۔ یعنی اے نبی کی بیبیو! تم اور عورتوں کی طرح نہیں ہو اگر اللہ سے ڈرو تو بات میں ایسی نرمی نہ کرو کہ دل کا روگی کچھ لالچ کرے ہاں اچھی بات کرو (ترجمۂ رضویہ) پھر پانچویں آیت معظمہ میں یہ بھی فرما دیا کہ اے ایمان والو میرے نبی کی بیبیوں سے کچھ سوال کرو تو پردے کے باہر سے سوال کرو۔ ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا کہ بے پردہ روبرو اور آمنے سامنے ہو کر میرے محبوب کی بیبیوں سے سوال کرنا میرے محبوب کو ایذا دینا ہے۔ ان سب ارشادات قرآنیہ و فرامین نبویہ کو دیکھتے ہوئے بھی زید کا اس آیت متبرکہ سے نامحرموں کے ساتھ عورتوں کے بات چیت

کرنے کو جائز بتانا ایسا ہی ہے جیسے کوئی غبی ابلہ یا غوی مرتد معاذ اللہ اپنے نفس لئیم کو حضور اقدس شہنشاہ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات کریم پر قیاس کر کے خصائص نبویہ کو اپنے لیے ثابت کرے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ بلکہ اسی آیت کریمہ میں لستن کاحد من النساء یعنی تم اور عورتوں کی طرح نہیں ہو فرما کر باشارۃ النص بتا دیا کہ یہ حکم عامۂ مومنات و مسلمات کے لیے نہیں ہے۔ عامۂ مسلمات کو عامۂ مسلمین سے بات چیت کرنا بے ضرورت و حاجت جائز نہیں کہ عامۂ مسلمات کے لیے عامۂ مسلمین نامحرم ہیں۔ بخلاف ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے ان کو بے مثل و بے مثال قادر متعال خدائے ذو الجلال نے اپنے مثل و بے مثال محبوب صاحب الجمال صلی اللہ تعالیٰ و بارک وسلم علیہ وعلی آلہ وصحبہ ذوی الفضل والنوال کی زوجیت سے مشرف فرما کر ان کو بھی بے مثل و بے مثال بنا دیا کہ اب دنیا بھر میں کوئی عورت ان کے مثل نہیں ہو سکتی۔ ان کو گندگی و پلیدی و آلودگی سے قطعاً پاک اور ستھرا رکھنے کا اللہ تبارک و تعالیٰ نے اعلان فرما دیا پھر اکمالِ دین و اتمامِ نعمت کے لیے ان کو تذکیر بالآیات الالٰہیہ و تبلیغ احادیث نبویہ کی اہم دینی ضرورت بھی درپیش ہے جس کی طرف اس آیت متبرکہ میں بھی و قلن قولا معروفا فرما کر اشارہ فرمایا گیا ہے۔ ان جملہ امور کے ہوتے ہوئے بھی اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان کو گفتگو میں نرمی کرنے سے منع فرما دیا اور مسلمان مردوں پر ان سے بے پردہ سوال کرنے کو حرام ٹھہرا دیا۔ حق کا مالک جل جلالہ، حق جوئی، حق بینی، حق گزینی، حق گوئی، حق پسندی کی توفیق

بخشے۔ تو اسی آیت کریمہ سے باقتضاء النص ثابت ہو گیا کہ جب ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے لیے حکم ہے کہ گفتگو میں نرمی نہ کریں۔ ایمان والے مردوں کو حکم ہے کہ پردے کے باہر سے ان کی خدمات مبارکہ میں عرض و معروض کریں۔ تو عامۂ مومنات و مسلمات جن کے لیے عامہ مومنین و مسلمین نامحرم بھی ہیں ان کو پلیدی و گندگی سے پاک اور ستھرا رکھنے کا وعدۂ الٰہیہ بھی نہیں انھیں اس کی ضرورت بھی در پیش نہیں کہ مسلمان مردوں کو آیات الٰہیہ و احکام نبویہ کی تبلیغ و تعلیم کریں۔ ان کے لیے عام مردوں کے ساتھ سرے سے بات چیت کرنا ہی اللہ عز وجل کو مبغوض و ناپسند اور ممنوع شرعی ہے۔ انھیں آیات ربانیہ سے ثابت ہو گیا کہ جب ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے لیے پردہ فرمانے اور اپنے سرا دقات عصمت ہی میں ٹھہرے رہنے کا حکم الٰہی ہے تو عامۂ مسلمات و مومنات کے لیے پردہ کرنا اور عمر بھر خانہ نشین رہنا کس قدر اہم اور ضروری ہے۔ اس مسئلے کی تفصیل جلیل کہ عورت اپنے گھر کے سوا اور کہاں کہاں جا سکتی ہے۔ حضور پر نور مرشد برحق آقائے نعمت دریائے رحمت امام اہلسنت مجدد اعظم اعلیحضرت قبلہ فاضل بریلوی مولانا مولوی حافظ حاجی مفتی قاری شاہ عبد المصطفٰے محمد احمد رضا خاں صاحب قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعنا بہ فی الحال وفی مایاتی کے رسالۂ مبارکہ مسمّٰی بنام تاریخی مروج النجا لخروج النساء میں ملاحظہ ہو۔ انھیں آیات الٰہیہ سے یہ بھی ثابت ہو گیا[۱۵] کہ اسلامی شرعی[۱۳] قرآنی پردہ وہی ہے جو آج کل بھی بحمد اللہ تعالیٰ اشرفائے اہل اسلام کے گھروں میں رائج

ہے کہ ایمان والی عفت مآب خواتین عمر بھر پردہ گزیں و خانہ نشین ہی رہتی ہیں۔ ان کی صورت تو ان کی صورت ان کی آواز بلکہ ان کے پاؤں کے زیور کی جھنکار بھی نامحرم سننے نہیں پاتا۔ الا ما اضطررتم الیہ وقال اللہ الجواد الکریم فمن اضطر غیر باغ ولا عاد فلا اثم علیہ ان اللہ غفور رحیم ۔ بہرحال پیر نیچریا اس کا متبع نیچری لیڈر یا آزاد خیال سٹر یا قیود اسلامیہ و حدود شرعیہ سے آزاد ریفارمر جو اس پردے پر اعتراض جماتا ہے اس کو ملاؤں کا گڑھا ہوا بتاتا ہے اس کو عورتوں کے لیے مضر صحت ٹھہراتا ہے اس کو خلاف مساوات اور عورتوں پر ظلم کہہ کر علمائے اسلام پر گالیاں پھینٹا ہے وہ در پردہ اپنے ناپاک اعتراضات کا سلسلہ خود اللہ واحد قہار جل جلالہ تک پہنچاتا ہے مولویوں کے پردہ میں خود حضرت احد صمد عز جلالہ کو گالیاں سناتا ہے۔ اور در حقیقت رب بما اغویتنی کہنے والے ابلیس لعین سے اس کا رشتہ ناتا ہے۔

بھولے بھالے سنی مسلمانوں کو ستر شرعی کا حکم دکھاتا ہے اور پھر اسی کو حجاب شرعی بتا کر انھیں اپنے دام فریب میں پھنساتا ہے اور ان آیات مبارکہ کو جن میں حجاب شرعی کے احکام اور مومنات و مسلمات کو نامحرموں سے اپنی صورتوں کے چھپانے حتی کہ خود حضرات امہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن کو بھی کاشانہائے مقدس میں ٹھہرے رہنے کے ارشادات ہیں چھپاتا ہے۔ مسلمانان اہلسنت خوب یاد رکھیں کہ ستر شرعی اور حجاب شرعی دونوں الگ الگ دو مستقل حکم شرعی ہیں۔ نیچری صرف آیات ستر کو تو اپنی زبان پر لاتا ہے اور آیات حجاب کو تو بالکل ہی ہضم کر جاتا ہے ولا حول ولا قوۃ الا

باللہ العلی العظیم ۔ ثبتنا اللہ تعالیٰ فی الدنیا والآخرۃ بالقول الثابت والدین القویم ۔ وافضل الصلوٰۃ وادوم التسلیم ۔ علیٰ حبیبہ سیدنا وھادینا ومالکنا وحافظنا وناصرنا ومعیننا ھذا النبی الکریم ۔ الرسول العظیم ۔ وعلیٰ آلہ وصحبہ وابنہ الغوث الاعظم ونحن بہ اجمعین بالتبجیل والتکریم وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین ؕ واللہ ورسولہ اعلم جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین وبارک وسلم فقیر ابو الفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خاں قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی غفر لہٗ ولابویہ واخویہ ومحبیہ ربہ المولی العزیز القوی ساکن محلہ بھورے خاں پیلی بھیت صانہا اللہ تعالیٰ عن شر کل متمرد وعفریت ۔ پنجشنبہ ۱۱ رجب المرجب ۱۳۵۱ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ الحمد للہ کثیراً دائماً والصلاۃ والسلام علیٰ حبیبہ المصطفیٰ والہ وصحبہ ذوی الاصطفاء مجیب لبیب ادام فیضہ المجیب القریب جزاہ جزاءً موفوراً وجعل سعیہ مشکوراً نے جواب سوال کو آیاتِ قرآنیہ سے عرشِ تحقیق پر پہنچا دیا ۔ جس سے مخالفین کی خلاف ورزی حق پوشی باطل کوشی کی تمام راہیں بند ہوگئیں ۔ اگر کوئی معاندِ حق اس میں ذرا بھی قیل وقال کرے گا وہ اہلِ حق کے نزدیک باطل ومردود ٹھہرے گا ۔ شریعتِ مقدسہ کے حامی مددگار

اہل اسلام کے سردار فقہائے کبار فرماتے ہیں کہ عورت کا گانا اس کا آواز
بلند کرنا بھی عورت ہے تحفۃ النبلاء فی جماعۃ النساء کے صفحہ ۲۹ ر
پر ہے۔ قد صرحوا بان نغمۃ المرأۃ ورفع صوتھن عورۃ یعنی
فقہائے کرام نے صاف و روشن بیان فرمادیا کہ بیشک عورت کا نغمہ
اور ان کا اپنی آوازوں کو بلند کرنا بھی عورت ہے۔ اسی کے صفحہ ۳۱ پر
مضمرات سے نقل کیا لا اذان ولا اقامۃ علی النساء لانھما من
سنۃ الجماعۃ ولا جماعۃ علیھن ولان صوتھن عورۃ واجبۃ
الاخفاء کذا فی المضمرات یعنی عورتوں پر جواذان واقامت
نہیں اس کے دو سبب ہیں۔ اول یہ کہ اذان واقامت تو جماعت
کی سنتوں سے ہے اور عورتوں پر جماعت نہیں۔ دوسرا سبب یہ کہ
ان کی آواز عورت ہے جس کا پوشیدہ رکھنا ان پر واجب ہے پس
اس فرمان کی شرعی رو سے جو آزاد منش عورت کی آواز کو عورت
نہیں سمجھتے وہ اس واجب شرعی کے منکر اور عند التحقیق ان پر حکم قرآنی
کے انکار کا لزوم قائم۔ البتہ ضرورت وحاجت شرعیہ اس حکم وجوب
سے مستثنیٰ ہے کہ الضرورات تبیح المحظورات واللہ تعالیٰ اعلم۔
وعلمہ اتم واحکم۔ حررہ ابو المساکین محمد ضیاء الدین البیلی
بھیتی غفرلہ الرب العلی القوی (مفتی شہر پیلی بھیت یوپی)

جواب سوال ششم:- یہ سخت ترین کفار و مرتدین کا ایک گروہ ہے
یہ کفر بکنے میں بڑے دریدہ دہن اور ڈھیٹ ہیں اس ملعون پارٹی
کا گرو گھنٹال مسٹر عنایت اللہ مشرقی اپنی ناپاک اور ملعون کتاب

تذکرہ اردو دیباچہ صفحہ ۷ پر لکھتا ہے۔ اسلام کو محمد سے بحث نہ تھی اس کو اس جسم اطہر سے غرض نہ تھی جو مٹی میں مل کر مٹی ہو جانے والا تھا۔۔

مسلمانو! مسلمانو! اپنے مدنی تاجدار سرکار عرش مدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر جان و دل سے قربانو! اپنے ایمانی قلب و جگر پر ہاتھ رکھ کر مرتد اعظم مشرقی کی اس ناپاک دریدہ دہنی کو دیکھو کس طرح منہ پھاڑ کر اللہ الحی القیوم جل جلالہ وعم نوالہ کے محبوب سیدنا حی قیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی بارگاہ عالم پناہ میں گالی بک رہا ہے اور ملعون کفر و ارتداد بک رہا ہے۔ خاکساریت ملعونہ شکم نیچریت زائیدہ اور پستان مرزائیت کی شیر خوردہ ہے اور ان دونوں ناپاکوں نے وہابیت خبیثہ کے پیٹ سے جنم لیا ہے تو اس کی اصل الاصول وہی وہابیت ہے۔ وہابیت کے بانی امام الوہابیہ اسمٰعیل دہلوی علیہ ما علیہ نے بھی اپنی ناپاک ملعون کتاب تقویۃ الایمان مطبع مرکنٹائل پرنٹنگ دہلی کے صفحہ ۶۸، ۶۹ پر مسند ابو داؤد شریف کی ایک حدیث لکھی عن قیس بن سعد قال اتیت الحیرۃ فرأیتھم یسجدون لمرزبانٍ لھم فقلت لرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ وسلم احق ان یسجد لہ فاتیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی الہ وسلم فقلت انی اتیت الحیرۃ فرأیتھم یسجدون لمرزبانٍ لھم فانت احق ان نسجد لک فقال لی ارأیت لو مررت بقبری اکنت تسجد لہ فقلت لا فقال لا تفعل یعنی اس کا

ترجمہ یہ گزرا قیس بن سعد سے نقل کیا گیا میں ایک شہر میں جس کا نام حیرۃ ہے۔ سو دیکھا میں نے وہاں کے لوگوں کو کہ سجدہ کرتے تھے اپنے راجہ کو سو کہا میں نے البتہ پیغمبر خدا زیادہ لائق ہیں کہ سجدہ کیجئے ان کو پھر آیا میں پیغمبر خدا کے پاس پھر کہا میں نے کہ گیا تھا میں حیرۃ میں۔ سو میں نے دیکھا ان لوگوں کو سجدہ کرتے ہیں اپنے راجہ کو۔ سو تم بہت لائق ہو کہ سجدہ کریں ہم تم کو۔ تو فرمایا مجھ کو بھلا خیال تو کر جو تو گزرے میری قبر پر کیا سجدہ کرے تو اس کو کہا میں نے نہیں تو۔ فرمایا مت کرو
حدیث شریف کا مطلب تو ظاہر ہے کہ مصطفےٰ پیارے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے خدا نما جمال باکمال بے زوال کے عاشق سیدنا قیس بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب اہل حیرۃ کو دیکھا کہ وہ اپنے حاکم کو سجدہ کرتے ہیں تو ان کے مبارک دل عشق و محبت منزل میں بے قراری پیدا ہوئی کہ ہم اللہ ملیک مقتدر جل جلالہ کے نائب اکبر وخلیفۂ اعظم مالک کونین بادشاہ دارین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو سجدۂ تعظیمی کیوں نہ کریں جن کے چہرۂ اقدس میں ہمیں معبود حقیقی جل جلالہ کے جلوے نظر آتے ہیں۔ آخر کعبے کی طرف متوجہ ہو کر اپنے رب جل جلالہ کے ہم سجدہ کرتے ہیں تو جن آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی حق نما تجلیوں کے ظل و پرتو نے کعبے کو ہمارا قبلہ بنایا خود انھیں کو ہم اپنے سجدوں کا قبلہ کیوں نہ بنائیں اور سرکار رسالت علیٰ صاحبہا وآلہ الصلاۃ والتحیۃ میں حاضر ہو کر اپنا یہ جذبۂ عقیدت وجاں نثاری پیش کیا۔ ارشاد ہوا کہ جب میری قبر انور کی زیارت کے

کے لیے حاضر ہوگے کیا اس کو بھی سجدہ کروگے یعنی کیا اس وقت بھی ایسے ہی بے قرار ہوگے۔ عرض کی نہیں۔ یعنی اس وقت قبر اقدس کا حجاب ہماری آنکھوں کے سامنے حائل ہوگا۔ جمال حق نما نگاہوں سے اوجھل ہوگا تو لامحالہ صبر و قرار آجائے گا۔ یہ بے چینی و بے قراری نہ ہوگی۔ لیس الخبر کالمعاینۃ ارشاد فرمایا گیا تو اب بھی سجدہ مت کرو۔ یعنی اب بھی صبر ہی کرو جس کا خلاصہ حضور پر نور امام اہلسنت مجدد اعظم فاضل بریلوی اعلیحضرت عظیم البرکت مولانا مولوی حافظ قاری حاجی مفتی شاہ محمد احمد رضا خاں صاحب قبلہ قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یوں فرمایا۔ ؎

پیش نظر وہ نوبہار سجدہ کو دل ہے بے قرار   روکئے سر کو روکئے ہاں یہی امتحان ہے

مگر اس مردک دہلوی نے حدیث شریف کا من گڑھت ترجمہ لکھنے کے بعد فساد کی ف لکھ کر یہ لکھا کہ یعنی میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں جس کا مطلب یہ ہوا کہ اس حدیث سے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی مراد یہ تھی کہ مجھے سجدہ مت کرو کیوں کہ میں ایک دن مر کر مٹی میں مل جانے والا ہوں۔ دریدہ دہن گستاخ نے کفر بھی بکا اور یعنی کہہ کر خود حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر اس کا افترا بھی جڑ دیا۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ مگر امام الوہابیہ نے مٹی میں ملنے والا لکھا تھا۔ مٹی ہو جانے والا نہ لکھا تھا۔ لہٰذا سنی مسلمانوں کے جوتوں کے ڈر سے مرتد گنگوہی رشید احمد علیہ ما علیہ نے اپنے فتاویٰ گنگوہیہ میں اس کی تاویل علیل ذلیل یوں گڑھ ڈالی کہ مٹی میں ملنے کے معنی مٹی سے ملنا ہے۔ حالاں کہ اردو محاورات

میں مٹی میں ملنے کے معنی صرف یہی ہیں کہ کوئی چیز ریزہ ریزہ ہو کر مٹی کے ذرات میں اس طرح مل جائے کہ باہم امتیاز دشوار ہو جائے۔ ایک شخص اپنا روپیہ زمین میں دفن کر دے کوئی نہیں کہے گا کہ اس کا روپیہ مٹی میں مل گیا اور روپیہ کا برادہ کر کے مٹی میں ملا دو اب کہا جائے گا کہ روپیہ مٹی میں مل گیا مگر مرتد گنگوہی نے اپنے اکابر لگام کے کفر پر پردہ ڈالنے کے لیے مٹی میں ملنا اور مٹی سے ملنا دونوں کو زبردستی بزور زبان و بزور جناں ایک ہی ٹھہرا دیا اس تاویل گنگوہی کا رد قاہر حضور پر نور اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتاب مسمّٰی بنام تاریخی کشف ضلال دیوبند میں ملاحظہ ہو لیکن وہابیت کی نواسی نیچریت کی سگی اور قادیانیت رضاعی بیٹی خاکساریت ملعونہ تو اپنی اس جدۂ خبیثہ سے بھی بڑھی چڑھی نکلی۔ مرتد مشرقی نے اپنی ملعون عبارت میں اس ہرائے نام ناپاک گنگوہی تاویل کا بھی دروازہ بند کر دیا کہ اس مرتد نے توصیفات حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے جسد اطہر کو مٹی میں مل کر مٹی ہو جانے والا لکھ دیا۔ فتنوں اور بد مذہبوں کے اس شدید بھونچال کے وقت اب کس بندۂ خدا میں دم ہے جو مرتد مشرقی سے کہے کہ او سلطنت مصطفےٰ کے باغی! زبان سنبھال! کچھ حیا کر اتنی زبان درازیاں دریدہ دہنیاں مت کر۔ ارے اس محسن اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے تو تجھے لا الٰہ الا اللہ پڑھا دیا۔ ورنہ تو کیا تھا؟ ارے او ناعاقبت اندیش انسان؟ وہ جسم اطہر اس قابل تھا کہ مٹی میں مل کر مٹی ہو جاتا؟ وہ طیب و طاہر جسم خلق عالم اجساد کا مقصود اصلی

اور تضمین نگار خانۂ اشباہ کا منظور حقیقی ہے۔ بھلا عقل کے دشمن ذرا سوچ تو سہی مقصود کو تباہ کر دینا اور طفیلی کو محفوظ رکھنا کیا خالق دو جہاں کے شایان شان ہے۔ وہ خداوند تعالیٰ کے حکم سے ہمارے مالک ہیں حی ابدی ہیں۔ ہر وقت ہم میں موجود ہیں۔ ہمارے تمام اعمال کو ملاحظہ فرماتے ہیں اسی واسطے تو ارشاد فرمایا کہ ویکون الرسول علیکم شھیدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم یعنی اور یہ رسول تمہارے نگہبان و گواہ ہیں وآقائے کونین تو آقائے کونین ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔ ان کے در اقدس کے بندگان خاص ان کی سرکار عرش مدار کے غلامان با اختصاص جو ان کے نام اقدس ان کی پیاری عزت وعظمت پر اللہ عزوجل کے راستے میں اپنی جانوں کو صدقے کر دیتے ہیں۔ ان کے حق میں ان کا رب حی وقیوم جل جلالہٗ فرماتا ہے ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون ○ اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں انھیں مردہ نہ کہو۔ بلکہ وہ زندہ ہیں ہاں تمہیں خبر نہیں بلکہ وہی محی وممیت جل جلالہ فرماتا ہے ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربھم یرزقون ○ اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ہرگز انہیں مردہ نہ خیال کرو بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں روزی پاتے ہیں۔ او دل کے اوندھے عقل کے اندھے مشرقی! تجھے تو قرآنی حقائق ومعارف جاننے کا بڑا ادعا ہے تجھ کو قرآن پاک میں یہ بھی نہ سوجھا کہ حضور مالک کونین صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے نام پاک پر جان قربان کرنے والے بہ نصِ قرآنی حیِ ابدی ہیں ان کو مردہ کہنا بلکہ مردہ سمجھنا بھی حرام ہے۔ ان کی حیات روحانی یا نیک نامی ہی کے معنی میں نہیں بلکہ یرزقون فرماکر صاف بتادیا گیا کہ یہ حیات نیک نامی کے معنیٰ میں نہیں اور روحانی حیات سے یہ حیات بلند و بالا ہے کیوں کہ رزق دیا جانا جسم زندہ کی صفت ہے جسم مردہ کو رزق نہیں دیا جاتا نہ روح محتاج رزق ہے تو جس شہنشاہِ دارین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم باذن اللہ الحی القیوم جل جلالہٗ کیسے اعلیٰ ترین مرتبۂ حیات پر حیی و قیوم ہوں گے۔ لاجرم علماء امت کا اجماع واتفاق ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم بلکہ جمیع انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام اپنی قبور مطہرہ میں ایسی ہی زندہ ہیں جیسے دنیا میں تھے۔ ان کی یہ زندگی دنیوی حقیقی حسی جسمانی زندگی ہے جس میں مجاز کا شائبہ اور تاویل کا توہم بھی نہیں۔ او منہ پھٹ زبان دراز مرتد مشرقی! اب بھی گریبان میں منہ ڈال عقل سے کام لے سوچ خدا سے ڈر اور اپنے ہاتھوں تباہ نہ ہو توبہ کر گڑگڑا کر قدمِ مصطفےٰ پر گر جا۔ ابھی وقت ہے تمام عیوب دھل جائیں گے۔ وہ بڑے رحم دل رحمۃ للعالمین ہیں۔ دامان رحمت میں چھپا لیں گے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم۔ دوزخ کو پر کرنے کا ٹھیکہ دار تو نہیں ہے وہ خالق کون و مکاں جل جلالہ خود انتظام کرلے گا۔ تو اتنا

۱ہ کے نام پاک پر جان دینے سے حیات ابدی ملتی ہے۔ خود وہ آقائے کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم

حریص نہ بن اور ان بطش ربک لشدید سے بچ جا اور یہ چال چھوڑ دے سب مسلمان تجھ کو سر پر اٹھالیں گے۔ تیرے بھائی بن جائیں گے۔ دنیا میں آرام سے رہے گا۔ اور آخرت میں نجات ابدی کا حقدار ہو جائے گا۔ ابھی سے اس بات کو حفظ کر لے۔ کہ کل قیامت کو دامان مصطفےٰ کے سوا کہیں پناہ نہ ملے گی۔ اہل یورپ جو تیرے دھرم میں ابرار اور مومن بندے ہیں وہاں کام نہ آئیں گے۔ وہاں تو نفسی نفسی ہو گی یہ کرم ہے اس رحمت مجسم سرور دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا کہ ایسے سخت موقع پر بھی ہم گنہ گاروں کا خیال رکھیں گے! او کمبخت! کیوں قعر مذلت میں گر کر وہ زندگی جو ایک نعمت عظمیٰ خدا کی طرف سے عطا ہوئی تھی ضائع کر رہا ہے۔ کیا عذاب دوزخ تو نے معمولی چیز سمجھ لیا ہے؟ کیا یہ خیال کر لیا ہے کہ دنیا کا جاہ وجلال وہاں کام آجائے گا! یہ تو پھر وہاں چل کر ہی آنکھوں سے دیکھے گا۔ یہی کہنا ہو گا کہ کاش آج کے دن میں مٹی ہو جاتا۔ یا کم از کم مجھے پھر لوٹا دیا جاتا مگر وہاں کچھ نہ سنا جائے گا وہاں ہمیشہ کے لیے بھڑکتی ہوئی آگ میں غوطے لگانے ہوں گے۔ اللھم احفظنا من نار جھنم بطفیل حبیبک الاکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وابنہ وحزبہ وبارک وسلم وکرم ومجد وعظم آمین۔

مرتد مشرقی نے اس عبارت ملعونہ میں صاف طور پر یہ بھی بک دیا کہ دین اسلام کو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے معاذ اللہ کوئی تعلق نہیں۔ حالاں کہ اسلام کی روح اور ایمان کی جان مصطفےٰ پیارے

سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ذات اکرم ہے
حضور پر نور اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام اہلسنت فاضل بریلوی مولانا
شاہ عبد المصطفیٰ محمد احمد رضا خاں صاحب قبلہ قادری برکاتی بریلوی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ ؎

اللہ کی سر تا بقدم شان ہیں یہ　　انسا نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ
قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں　　ایمان یہ کہتا ہے مری جان ہیں یہ

تمام و کمال قرآن پاک کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی اطاعت
صرف حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی اطاعت ہی کی صورت
میں منحصر ہے۔ اجلی بدیہات ایمانیہ اور روشن ترین ضروریات دینیہ
میں سے یہ مبارک عقیدہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی محبت و اطاعت
اتباع مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہی پر موقوف ہے۔ قرآن
پاک کی ایک سو پندرہ سورتوں تیس پاروں اور اس کی تمام آیتوں
میں سے کسی مقام کی تلاوت کر و عظمت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ
آلہ وسلم ہی کے جلوے نظر آئیں گے۔ کہیں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وعلیٰ آلہ وسلم کی عظمت جلیلہ و رفعت جمیلہ کے خطبے پڑھائے جارہے
ہیں کہیں سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے جلوے
دکھائے جارہے ہیں۔ کہیں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم
کے مدائح مبارکہ و محامد مقدسہ کے اعلان سنائے جارہے ہیں۔ کہیں
حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے چاہنے والوں صحابہ کرام
و اہل بیت عظام و اولیائے فخام و علمائے اعلام و مومنین اہل اسلام

رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے فضائل بیان فرمائے جارہے ہیں کہیں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دشمنوں بدگویوں پر قہر و غضب الٰہی کے پہاڑ ڈھائے جارہے ہیں۔ غرض ایمانی نظروں سے دیکھئے تو بات وہی ہے جو حضور پرنور اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام اہلسنت مجدد اعظم فاضل بریلوی مولانا شاہ عبدالمصطفےٰ محمد احمد رضا خاں صاحب قبلہ قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمائی کہ ؎

ایمان ہے قال مصطفائی ۔۔۔ قرآن ہے حال مصطفائی

یہاں بنظر اختصار صرف دو آیتیں تلاوت کی جاتی ہیں ارشاد فرماتا ہے رب کریم جل جلالہٗ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم واللہ غفور رحیم ۰ قل اطیعوا اللہ والرسول فان تولوا فان اللہ لا یحب الکفرین ۰ یعنی اے محبوب تم فرمادو کہ اگر تم لوگ اللہ و رسول کی اطاعت کرو تو اگر وہ لوگ روگردانی کریں تو بے شک اللہ تعالیٰ کافروں کے ساتھ محبت نہیں فرماتا۔ مرتد مشرقی تو کہے کہ اسلام کو پیغمبر اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے کچھ بحث نہیں یعنی ان کو ماننے سے کوئی مسلمان نہ ہوگا۔ اور ان کو نہ ماننے سے کوئی آدمی کافر نہ ہوگا والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ اور قرآن پاک ارشاد فرمائے کہ محبت الٰہی حاصل ہونے کا مدار اتباع مصطفےٰ ہے۔ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم) جو شخص حضور محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت نہیں رکھتا۔ وہ اللہ کا دشمن ہے۔ اور جو شخص حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت سے

منہ پھیرے۔ وہ کافر ہے۔ واحد قہار جل جلالہٗ اس کا دشمن ہے مسلمان نظر ایمانی سے دیکھیں کہ کفار خاکسار کے پیشوائے نابکار نے کیسا منہ بھر کر قرآن پاک کو جھٹلایا۔ اور بے توبہ مرا تو ابدی جہنم میں اپنا ٹھکانہ بنایا والعیاذ باللہ رب البرایا

یہی مرتد مشرقی اپنے تذکرہ اردو دیباچہ صفحہ ۱۱ پر لکھتا ہے۔
عقیدے اور رسمیں کچھ شئے نہیں۔ عیسائی اور موسائی کرشنوی اور محمدی بننا کچھ شئے نہیں یہ بھی ایک بت پرستی ہے۔ بے ایمان مشرقی نے کیسی دریدہ دہنی کے ساتھ اس عبارت ملعونہ میں صاف بک دیا کہ ہر قسم کے عقیدے صحیح ہوں یا غلط حق ہوں یا باطل اسلامی ہوں یا کفری سب کے سب معاذ اللہ بت پرستی ہیں۔ تو اس مرتد اعظم نے توحید الٰہی و رسالت رسل و نبوت انبیاء اور قرآن پاک کا کلام الٰہی ہونا تمام عقائد ضروریہ اسلامیہ کا حق ہونا سب کو بت پرستی بتادیا تو مشرقی کے دھرم میں قرآن پاک معاذ اللہ بت پرستی کی تعلیم سے بھرا ہوا ہے قرآن پاک کے ارشادات مبارکہ پر عقیدہ و ایمان رکھنے والے تمام اولین و آخرین اہل اسلام سب کے سب معاذ اللہ بت پرست خود حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دنیا میں تشریف فرما ہو کر عقائد قرآنیہ کی تعلیم و تبلیغ و تلقین فرمائی۔ تو اس اکفر الکفرۃ کے دھرم پر معاذ اللہ بت پرستی کے پھیلانے والے ہوئے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ منہ پھٹ مشرقی تو ان کفریات ملعونہ کے پھنکے اڑا رہا ہے۔ لیکن اللہ واحد قہار جل جلالہٗ ارشاد فرماتا ہے۔ یا ایھا الذین

"امنوا امنوا باللّٰہ ورسولہ والکتب الذی نزل علیٰ رسولہ والکتب الذی انزل من قبل ومن یکفر باللّٰہ وملٰئکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الاخر فقد ضل ضلالا بعیدا ٥" یعنی اے ایمان والو! اللہ پر اور اس کے پیارے رسول پر اور اس کتاب پر جو اس نے اپنے اس رسول پر نازل فرمائی اور ان کتابوں پر جو اس سے پہلے نازل فرمائیں ایمان رکھو۔ اور جو شخص اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں اور پچھلے دن کو نہ مانے اور ان سے کفر کرے تو وہ ضرور دور کی گمراہی میں پڑا۔ مرتد مشرقی تو کسی طرح کا عقیدہ بھی رکھنے والے کو بت پرست ٹھہراتا ہے۔ کفار خاکسار کے مقتدائے ناہنجار نے منہ بھر کر سارے قرآن پاک کو جھٹلایا اور بے توبہ مرا تو ابدی لعنت الٰہی سے وافر حصہ پایا والعیاذ باللّٰہ علام الغیوب والخفایا۔

جواب سوال ہفتم:۔ چکڑالویوں کے ناپاک کفری عقیدے معروف ومشہور ہیں اور ان کی ناپاک کتابوں میں مذکور ہیں کہ صرف قرآن پاک ہی پر ہر شخص کو اپنی اپنی سمجھ کے مطابق عمل کر لینا نجات و ہدایت کے لیے کافی ہے۔ فقہ تو فقہ حدیث مصطفےٰ علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام کی روشنی میں ارشادات قرآنیہ کو دیکھنے والا اور قرآن پاک کے جو مطالب حضور مہبط القرآن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے بیان فرمائے ان پر عمل کرنے والا کافر ومشرک ہے۔

حدیثیں معاذاللہ یکسر باطل اور ردّی کے ٹوکرے میں پھینک دینے
کے قابل ہیں۔ ان اعتقادات ملعونہ کی تصریحیں فرقہ چکڑالویہ کے موجد
عبداللہ چکڑالوی نے اپنی کتب ملعونہ میں کی ہیں۔ ملاحظہ ہو رسالہ مبارکہ
مسمّٰی بنام تاریخی باب العقائد والکلام از مجلد اول فتاوی رضویہ
یہ اقوال بدتر از ابوال سخت ترین کفر ملعون ہیں۔ دین اسلام کا مسئلہ
ضروریہ ہے کہ مسلمانوں پر حضور اقدس نائب اکرم رب العلمین صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم
کا اتباع فرض ہے۔ بلکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم کی اطاعت
ہی ان کے رب کریم جل جلالہ کی اطاعت ہے۔ اطاعت رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے علیحدہ اطاعت الٰہی کی کوئی صورت
متصور ہی نہیں۔ خود قرآن پاک کی کثیر و وافر نصوص قطعیہ یقینیہ اس
عقیدہ ضروریہ دینیہ کا اعلان و اعلام فرما رہی ہیں۔ دو آیات مبارکہ تو اوپر
رد خاکسار یت میں تلاوت کی جا چکیں اور فرماتا ہے رب تبارک و تعالیٰ
وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ یعنی اور ہم نے کسی رسول
کو نہیں بھیجا مگر صرف اسی لیے کہ اللہ کے حکم سے اس کی فرماں برداری
کی جائے۔ دوسری جگہ فرماتا ہے رب جل جلالہ من یطع الرسول
فقد اطاع اللہ یعنی جو ہمارے رسول کی فرماں برداری کرے تو بیشک
اس نے اللہ کی فرماں برداری کی۔ تیسری جگہ فرماتا ہے رب عزوجل
فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم ثم
لا یجدوا فی انفسھم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما ہ۔

تو اے محبوب! تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں پھر جو کچھ تم حکم فرماؤ اپنے دلوں میں اسے رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان لیں۔ چوتھی فرماتا ہے رب عزو جل یا ایھا الذین اٰمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول ولا تبطلوا اعمالکم یعنی اے ایمان والو! اللہ کا حکم مانو اور اپنے عمل باطل نہ کرو مرتد چکڑالوی نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کی اطاعت کو شرک بتا کر معاذ اللہ قرآن پاک کو شرک کی تعلیم دینے والا اللہ عزوجل کو شرک کا حکم دینے والا مصطفےٰ پیارے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کو شرک کی تبلیغ واشاعت کرنے والا اسلام کو کفر و شرک اور تمام امت مسلمہ کو کافر و مشرک ٹھہرایا۔ اور بے توبہ مرا تو ابدی نار میں اپنا مقر بنایا۔ والعیاذ باللہ العلیم بالسرائر والخبایا۔ اسی طرح یہ بھی عقیدۂ دینیہ ضروریہ ہے کہ عامۂ مسلمین کو ان حضرات فقہائے عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے جن کو تفقہ فی الدین یعنی قرآن و حدیث کا علم حاصل ہے۔ احکام قرآن پاک و فرامین حدیث شریف کے مطالب پوچھ کر انھیں کے بتائے ہوئے مطلب پر عمل کرنا فرض ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ فسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون ۵ یعنی تم جاننے والوں سے پوچھو اگر تم علم نہیں رکھتے۔ اور فقہائے کرام و مجتہدین عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر فرض ہے کہ وہ قرآن پاک کے جلووں کو حدیث مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کی روشنی میں دیکھیں اور قرآن پاک کے اسی مفہوم کو حق و صحیح تسلیم کریں۔ جو احادیث کریمہ

میں حضور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ما اتکم الرسول فخذوہ وما نھٰکم عنہ فانتھوا ۚ یعنی جو کچھ تم کو ہمارا رسول دے اسے لو اور جس سے ہمارا رسول منع فرمائے اس سے باز رہو۔ اور تمام امت پر فرض ہے کہ وہ کلام رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کو کلام الٰہی کی تفسیر مانیں اور جو کچھ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا سب کو بحکم الٰہی جانیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے والنجم اذا ھویٰ ما ضل صاحبکم و ما غویٰ وما ینطق عن الھویٰ ۰ ان ھو الا وحی یوحیٰ ۚ اس پیارے چمکتے تارے محمد کی قسم جب یہ معراج سے اترے۔ تمہارے صاحب نہ بہکے نہ بے راہ چلے اور کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے۔

بے ایمان چکڑالوی نے اپنے ملعون کلمات میں اس مسئلہ ضروریہ دینیہ کا انکار کیا۔ قرآن پاک کی تکذیب کی۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کی سخت توہین کی اور بحکم شریعت وہ اس کے سارے متبعین کفار و مرتدین اور بے توبہ مرے تو ابدی ملعونین ہیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ اس فرقہ ملعونہ نے پہلے اپنا نام اہل قرآن رکھا تھا پھر اپنا نام اہل الذکر مقرر کیا۔ اور اب امت مسلمہ نام رکھ کر امرتسر میں اپنا مرکز اغوا و تضلیل بنا کر مسلمانوں کو دھوکے دے رہے ہیں اعاذنا اللہ تعالیٰ الملک الحق المبین من شر ورھم و من شر ورجمیع

المبتدعین والمتدیّنین وسائر اعداء الدّین ۔ آمین ۰

جواب سوال ہشتم۔ آل انڈیا مظلم لیگ بنظلم مسمّٰی بہ مسلم لیگ کے وہ اغراض اصلیہ ومقاصد اساسیہ جن کی حمایت وپابندی کا تحریری حلفی اقرار کئے بغیر کوئی شخص لیگ کا ممبر نہیں بن سکتا مختصر طور برحسب ذیل ہیں ۔ (۱) ہندوستان میں آزاد جمہوری حکومت قائم کی جائے جس کے ذریعے سے مسلمان ہندو مجوسی نصرانی یہودی سکھ وغیرہ تمام باشندگان ہند کثرت رائے سے ہندوستان میں حکمرانی وفرمانروائی کریں (۲) ہندوستان میں جس قدر مسلمان اور مسلمان کہلانے والے ہیں جیسے مسلمانان اہلسنت وہابیۂ دیوبندیہ وغیر مقلدین و روافض وخوارج وقادیانیہ وہابیہ بہائیہ وچکڑالویہ نیچریہ گاندھویہ وخاکساریہ کہ سنی مسلمانوں کے سوا یہ تمام مدعیان اسلام بحکم شریعت مطہرہ کفار ومرتدین لئام ہیں ۔ ان سب کے سیاسی اور مذہبی حقوق و مفاد کو ترقی دی جائے ۔ اور ان کی حفاظت کی جائے (۳) ہندوستان میں جس قدر کفار ومشرکین ہیں ان سب کے ساتھ مسلمانوں کا اتحاد کرایا جائے (۴) مسلمان کہلانے والے جس قدر فرقے ہیں (وہ اگرچہ مبتدعین ومرتدین ہوں) ان سب کو مسلمانوں کا بھائی بنا دیا جائے اور اس رشتۂ اخوت کو مضبوط کیا جائے ۔ ہر سنی مسلمان اپنے ساڑھے تیرہ سو برس سے زائد قدیم سچے اور پیارے دین اسلام ومذہب اہلسنت کے احکام وفرامین واصول وقوانین کی روشنی میں دیکھ رہا ہے کہ یہ چاروں مقاصد لیگیہ مشتمل بر محرمات وخباثات وشناعات

---

۱ مسلمانوں کے مذہبی حقوق کی حفاظت ۔ خالص مذہبی امور میں جمعیۃ العلماء ہند

بلکہ منجر باشد ضلالات وکفریات ہیں جو شخص ان کو بخوبی سمجھ کر ان کو قبول کرنے کا تحریرًا حلفی اقرار کر کے لیگ کا ممبر بنے گا وہ بحکم شرع مطہر ہرگز سنی مسلمان نہ رہے گا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ اسی نام نہاد مسلم لیگ نے ۱۲ اپریل ۱۹۳۶ء کو لیگ کے چوبیسویں اجلاس بمقام بمبئی میں جو تجویز منظور کی تھی اس کے مطابق مسٹر جینا نے آل انڈیا مسلم لیگ کی کونسل کے اراکین اور مختلف صوبوں کے نمائندوں کی باہمی مشاورت سے ایک مرکزی پارلیامنٹری بورڈ قائم کیا۔ مسلم لیگ پارلیامنٹری بورڈ نے ایک انتخابی دستور العمل جاری کیا۔ جس کا سب سے پہلا نمبر حسب ذیل ہے۔

مسلمانوں کے مذہبی حقوق کی حفاظت خالص مذہبی امور میں جمعیۃ العلماء ہند سے اور مجتہدین کرام کی رائے کو خاص وقعت دی چاہیے۔ یہ امر تو محتاج بیان ہی نہیں کہ لیگ کے دھرم میں کسی شخص کے مسلمان ہونے کے لیے صرف اسی قدر کافی ہے کہ وہ اپنے آپ کو مسلمان کہلائے یا گورنمنٹی مردم شماری میں مسلمان لکھا جائے اگرچہ اپنے عقائد کفر و ضلالات کے سبب بحکم شریعتِ مطہرہ کیسا ہی کھلا ہوا کافر مرتد بے دین بد مذہب ہو۔ تو تمام بد مذہبوں مرتدوں کے ضلالات وکفریات کی حفاظت کو اپنے دستور العمل میں داخل کرالیا ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ کہنا تو یہ ہے کہ اس عبارت میں مسلم لیگ نے صاف لفظوں میں کھلم کھلا اعلان کر دیا کہ خالص مذہبی امور میں وہابیوں دیوبندیوں کی گڑھی ہوئی جمعیۃ العلماء ہند اور مجتہدین روافض کی رائے کو خاص وقعت دی گی۔ یعنی مذہبی باتوں میں وہ انھیں کفار وہابیہ

ومرتدین وہابیہ و مجتہدین رافضیہ کے احکام کی پابندی کرے گی۔ مطلب یہ ہوا کہ اگر معاذاللہ لیگ کو حکومت خوداختیاری حاصل ہو گئی تو وہ عیش پسند مائل آزادی کلمہ گویانِ اسلام کو ساڑھے تیرہ سو برس پیشتر کے سوالات ومسائل سے قطعاً بے نیاز کر کے پیر نیچر سر سید احمد خاں کو لی کی گڑھی ہوئی نیچریت کا پیالہ پلادے گی اور جو لوگ پابند مذہب پرانے خیال کے مسلمان باقی رہ جائیں گے تو اپنی حکومت کے قوانین واحکام دیوبندی ملاؤں رافضی مجتہدوں کے کفری فتووں کے مطابق گڑھ کر ان کو حکومت لیگیہ کے زور سے جبرًا وہابی دیوبندی یا رافضی بنادے گی۔ اور اس طرح ساڑھے تیرہ سو برس سے زائد قدیم اصلی اور سچے دین اسلام و مذہب اہلسنت کو ہندوستان سے مٹادے گی والعیاذ باللہ تبارک وتعالیٰ۔ (ملاحظہ ہو تاریخ مسلم لیگ شائع کردہ مکتبہ لیگ بمبئی نمبر ۳ کا صفحہ ۲۴۲) افسوس کہ آج سنیوں کے بہت سے مولوی کہلانے والے لیگ کی ممبری یا اس کی حمایت وطرفداری یا اس کے متعلق حق سے سکوت اختیار کئے ہوئے ہیں جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اس وقت مسلم لیگ کے مقابل اپنا فرض منصبی حمایت سنیت و نکات بدمذہبی، و لامذہبیت کیوں نہیں بجالاتے تو کہتے ہیں کہ خاموش رہو۔ ہم نے لیگ کی ممبری یا اسکی طرفداری یا اسکے متعلق بیان احکام شرعیہ سے خاموشی محض اسی لیے اختیار کی ہے کہ اس طرح لیگ پر اپنا حق خدمت ثابت کریں اور پھر جب اس کو حکومت خوداختیاری حاصل ہو جائے تو قانون سازی کی باگ ڈور اس سے اپنے ہاتھوں میں لے لیں وہ آنکھیں کھول کر

مسلم لیگ کی یہ شنیع وقبیح تصریح نفضیح دیکھیں اور غور کریں کہ وہ سنیوں کے ان مولوی کہلانے والے حضرات کو صرف اس لیے ساتھ لیے ہوئے ہے کہ ان کے ذریعے سے عوام اہلسنت پر اپنا اثر جمائے ان کی جماعت پر قبضہ کرکے اپنا الو سیدھا کرے اور حکومت خود اختیاری ملنے کے بعد سب سے پہلے انھیں سنیوں کو نیچری یا رافضی یا دیوبندی بنائے اور سچے دین اسلام مذہب اہلسنت کو مٹائے ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

جماعت مبارکہ اہلسنت پیلی بھیت نے اسی مقصد کی توضیح میں ایک مفید اشتہار واجب الاظہار شائع کیا تھا۔ ہم یہاں اس کو بجنسہٖ نقل کرتے ہیں۔ سنی مسلمان بھائی بنگاہِ ایمان وانصاف ملاحظہ فرمائیں۔ اور دوست و دشمن کو پہچانیں۔

اے سنی مسلمانو! خواب غفلت سے بیدار ہو
مسلم لیگ کیا چاہتی ہے؟

مولوی بے دُم کے گدھے ہیں ان سے ابھی کام لینا چاہیئے۔
جب ان کی ضرورت نہ رہے تو ان کا خاتمہ کر دینا چاہیئے۔
لیگیو! عوام کی دلچسپی کے لیے اپنی عورتوں کو اسٹیجوں پر لاؤ گے؟
حضرات علمائے اہلسنت کب تک سکوت فرمائیں گے۔

نمبر ا۔ ۱۷، ۱۸، ۱۹ اپریل ۱۹۳۸ء کو کلکتے میں مسلم لیگ کا اجلاس مسٹر محمد علی جیناح کے زیر صدارت ہوا جس کے خطبۂ صدارت میں جیناح صاحب

نے فرمایا۔ ہم نے نام نہاد مولاناؤں کے اقتدار کا خاتمہ بھی ایک حد تک کر دیا ہے جو دوسروں کی انگیخت پر قوم کے جذبات سے کھیلتے ہیں۔ ہمیں پورے انہماک اور جوش سے اپنی جدوجہد کو جاری رکھنا چاہیئے اس جنگ آزادی میں ہمیں اپنی عورتوں کو بھی ساتھ رکھنا چاہیئے میں اکثر مقامات پر دیکھ چکا ہوں کہ منعقدہ تقاریب اور اجتماعیات میں عوام بے حد دلچسپی لیتے ہیں۔

دیکھو مکتبۂ لیگ بھنڈی بازار بمبئی نمبر ۳ کی شائع کردہ سیرت محمد علی جناح صفحہ ۱۶۵ نمبر ۲۔ ۲ جولائی ۱۹۳۹ء کو رات کے ۹ بجے ڈونگری پر قیصر باغ (شہر بمبئی) میں مسلم لیگ کا ایک عام جلسہ زیر صدارت سر علی محمد خاں لیڈر آف مسلم لیگ منعقد ہوا۔ اس میں آل انڈیا مسلم لیگ کے لیڈر راجہ محمود آباد نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔

افسوس ہے کہ آج چالاکی سے ساڑھے تیرہ سو برس پہلے کے سوالات اٹھا کر مسلمانوں میں نااتفاقی پھیلانے کی کوشش کی جارہی ہے۔ اسلام میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ مگر ہاں سیاست میں ہے آج مذہب کے نام سے لوگوں کو گمراہ کیا جارہا ہے۔ آگے چل کر آپ نے کہا۔ ہمارے مولوی اور مولانا کہلانے والے ہم کو ملیامیٹ کر رہے ہیں انھوں نے مذہبی دکانیں کھول رکھی ہیں ان سے ہم کو بچنا چاہیئے۔ (دیکھو گجراتی اخبار انصاف روزنامہ بمبئی مورخہ ۳ جولائی ۱۹۳۹ء نمبر ۱۱۰ جلد ۳، کا صفحہ ۱ و ۶، نمبر ۳۔ ڈسٹرکٹ مسلم لیگ پیلی بھیت (یوپی) نے بریلی

الیکٹرک پریس بریلی میں چھپوا کر ایک رسالہ شائع کیا اور اس کا نام "مسلم لیگ اور کانگریس" رکھا۔ اس کے صفحہ ۱۱ پر لکھا

علماء سو نے افغانستان کو برباد کر دیا۔ ترکی کو تباہ کر ڈالا۔ ایران کو کمزور بنا دیا۔ عرب کو غلام بنا دیا۔ اب دنیا کے مسلمان بیدار ہو رہے ہیں۔ ترکی میں غازیٔ اعظم مصطفےٰ کمال پاشا نے اور ایران میں اعلیٰ حضرت رضا شاہ پہلوی نے ان علماء سو کو پھانسی کے تختہ پر لٹکوا دیا۔ اگر ہندوستان کے ان مولویوں نے اپنے رویے کی اصلاح نہ کی تو وہ وقت قریب ہے کہ ان ملت فروش مولویوں کا بھی وہ حشر ہوگا جو ترکی اور ایران میں ہو چکا۔ مسلم لیگ نیک باطن اور خدا پرست مولویوں کی بہت زیادہ عزت کرتی ہے اور ان کی حامی ہے۔

نمبر ۲ کمال اتاترک کے مرنے کے بعد ان کی ایک رفیقہ خالدہ ادیب خانم نے ایک مضمون شائع کیا جس کا عنوان یہ تھا۔ ہماری حکومت کا ابتدائی دور دلچسپ حالات جس کا اردو ترجمہ ایک اخبث الدہریین انجس الینچریین عبدالرزاق ملیح آبادی نے کیا۔ جو رسالۂ محشر خیال اردو بازار جامع مسجد دہلی کے مصطفےٰ کمال نمبر بابت ماہ دسمبر ۱۹۲۸ء میں صفحہ ۵ سے صفحہ ۶۲ تک شائع ہوا۔ اس میں صفحہ ۶۱ پر فرماتی ہیں۔

پبلک میں آکر یہ قل اعوذ ی قال اللہ و قال الرسول کرتے ہیں۔ شراب کو حرام بتاتے ہیں لیکن خلوت میں پہنچکر بالکل بدل جاتے ہیں انبیاء کے یہ جانشین خلوت میں وہ کرتے ہیں جس کا تصور بھی کوئی نہیں کر سکتا۔

اتنی پینے ہیں کہ خدا کی پناہ۔ مصطفےٰ کمال یہ کہتے تھے مگر اس وقت پبلک میں ان ریشائیلوں کو بدنام کرنا نہیں چاہتے تھے ان کا خیال تھا کہ ان بے دم کے گدھوں سے ابھی کام لینا چاہیئے۔ پھر جب ان کی ضرورت باقی نہ رہے تو ان کا خاتمہ کر دینا چاہیئے۔ انھیں ملاؤں کو دیکھتے دیکھتے ان کا خیال ہو گیا تھا کہ اخلاق اور پابندیٔ شرع کوئی چیز نہیں جو لوگ بھی دیندار ظاہر ہوتے ہیں یا ریا کار ہوتے ہیں یا حد درجہ کے بے وقوف

سُنی مُسلمانو! ان چاروں عبارتوں کو بار بار پڑھو اور ٹھنڈے دل سے غور کرو۔

سُوال: مسلم لیگ کیا چاہتی ہے؟

جواب: نام نہاد مولاناؤں کے اقتدار کا خاتمہ کر دینا اس کا مقصد ہے (دیکھو عبارت نمبرا۔

سوال: مسلم لیگ کے نزدیک نام نہاد مولانا کون لوگ ہیں؟

جواب: نام نہاد مولانا وہی علماؑ ہیں جو ساڑھے تیرہ سو برس پیشتر کے[1] دین و مذہب کی اشاعت کر رہے ہیں مسلم لیگ کے نزدیک وہی لوگ نام نہاد مولانا اور وہی لوگ علماء سو ہیں (دیکھو عبارت نمبر۲۔)

سوال: مسلم لیگ جن علماء کو نام نہاد مولانا اور علماء سو کہتی ہے جب لیگ کو اقتدار حاصل ہو جائے گا تو ان کے ساتھ کیا برتاؤ کرے گی؟

جواب: ان سب علماء کو پھانسی کے تختے پر لٹکا دے گی جیسا کہ ترکی اور ایران میں کیا گیا (دیکھو عبارت نمبر۳)

سوال: لیگ دعویٰ کرتی ہے کہ وہ نیک باطن اور خدا پرست

---

[1] یہ سوالات کو مسلمانوں کے سامنے پیش کر رہے ہیں جنھوں نے مذہبی دکانیں کھول رکھی ہیں جو ساڑھے تیرہ سو برس پیشتر کے

مولویوں کی بہت زیادہ عزت کرتی ہے اور ان کی حامی ہے۔ لیگ کے
اس دعویٰ کی کیا حقیقت ہے؟

جواب:۔ لیگ اس وقت پبلک میں ان ریشائیلوں کو بدنام کرنا نہیں
چاہتی ہے اس کا خیال ہے کہ ان بے دم کے گدھوں سے ابھی کام لینا
چاہیئے پھر جب ان کی ضرورت باقی نہ رہے تو ان کا خاتمہ کر دینا چاہیئے
کیوں کہ مولویوں کے ساتھ یہی برتاؤ ترکی اور ایران میں کیا گیا (دیکھو عبارت
نمبر۴) اور لیگ بھی مولویوں کے ساتھ وہی برتاؤ کرے گی۔ (دیکھو عبارت
نمبر۳)

سوال:۔ جو لوگ مسٹر جینا صاحب کو قائداعظم مانتے ہیں ان کو اپنی عورتوں
کے ساتھ کیا برتاؤ کرنا چاہیئے؟

جواب:۔ ان سب کو چاہیئے کہ لیگ کے جلسوں میں اپنی عورتوں کو بھی
ساتھ لے جایا کریں تاکہ لیگ کی تقریبوں لیگ کے جلسوں میں عوام بے
حد دلچسپی لیا کریں۔ لیگ کے قائداعظم صاحب کا یہی حکم ہے (دیکھو عبارت
نمبر۱)

سوال:۔ لیگ کے نزدیک احکام شریعت کی پابندی اور دینداری کا
کیا حکم ہے؟

جواب:۔ لیگ کے نزدیک احکام شریعت کی پابندی کوئی چیز نہیں۔ جو
کوئی دین دار نظر آتا ہے وہ لیگ کے نزدیک ریاکار ہوگا یا حد درجہ کا
بے وقوف۔ لیگ کے غازیٔ اعظم کا خیال یہی تھا (دیکھو عبارت نمبر۷)
اور مسٹر جینا صاحب نے کمال اتاترک کی موت پر اظہار غم کرتے ہوئے

فرمایا۔ کمال اتاترک جدید اسلامی دنیا میں سب سے بڑا اور عظیم الشان مسلمان تھا۔ (دیکھو رسالۂ محشر خیال دہلی دسمبر ۱۹۳۸ء صد ۴۳)

سنی مسلمان بھائیو! یہ ہیں لیگ کے خیالات۔ یہ ہیں لیگ۔۔۔ کے ارشادات۔ ان سب کو دیکھنے کے بعد بھی جس کا جی چاہے لیگ کی موافقت کرے جو چاہے مخالفت کرے ہم اپنا فرض ادا کر چکے۔ البتہ ہم اتنا کہے دیتے ہیں کہ کانگریس اور احرار لیگ اور خاکساران چاروں سے دور اور سب بدمذہبوں اور بے دینوں سے بیزار و نفور ہو۔ ساڑھے تیرہ سو برس والے دین اسلام و مذہب اہلسنت پر استقامت اختیار کرو۔ احکام شریعت کے سچے متبع بنو۔ اولیائے کرام و حضرات علمائے اہلسنت و اعلیحضرت امام اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے دین و مذہب پر مضبوطی سے قائم رہو اور خدا اور رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم توفیق بخشیں تو جماعت اہلسنت کے رکن بنو اور اس کی قرطاس رکنیت پر پابندی اور تصلب کے ساتھ عمل کرو۔ لیگ و خاکسار کانگریس اور احرار صرف چند باتوں میں باہم جنگ زرگری کر رہی ہیں مگر تم کو بے دین و نیچری بنانے کے مقصد میں یہ چاروں پارٹیاں آپس میں متحد و متفق ہیں۔ اپنا دین و ایمان بچانا چاہتے ہو تو ان چاروں سے بچو۔ واللہ الموفق بالخیر۔ المشتہرین۔ اراکین جماعت مبارکۂ اہلسنت محلہ محتشم خاں پیلی بھیت۔ والسلام علیٰ اہل الاسلام۔

پنجشنبہ ۱۱ر صفر ۱۳۵۹ھ

اس اشتہار کو نقل کرنے کے بعد ہم بخلوص قلب دعا کرتے ہیں کہ خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سُنیوں کے ان مولوی کہلانے والوں کی آنکھیں کھولیں۔ آمین۔ لیگ کا دستور اساسی بکثرت کفریات و ضلالات و وبالات پر مشتمل ہے اور ایسے کہ جن سے مسلمانوں کا دین اور دنیا دونوں برباد ہوں۔ اس کا مفصل بیان استاذی المعظم ناصر الاسلام شیر بیشۂ اہلسنت مظہر اعلیٰ حضرت مولانا مولوی حافظ قاری مفتی شاہ ابوالفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خاں صاحب قبلہ قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی مدظلہم الاقدس کی مبارک کتاب مسمّٰی بنام تاریخی احکام نورِ شرعیہ بر مسلم لیگ اور حضور پُر نور وارث الاکابر الاسیاد بالاستحقاق والانفراد مرشدِ برحق تاج العلماء سراج العرفاء حامی السنن ماحی الفتن حضرت عظیم البرکت مولانا مولوی حافظ مفتی سید شاہ اولاد رسول محمد میاں صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ مسند نشین سجادۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ سرکارِ کلاں مارہرہ مطہرہ ضلع ایٹہ کے رسالۂ مبارکہ مسمّٰی بنام تاریخی مسلم لیگ کی زریں بخیہ گری میں ملاحظہ ہو۔ لیگ کے اکثر لیڈران عام طور پر علی الاعلان کفریات بکتے پھرتے ہیں اور ضروریات دینیہ کے انکار کرنے میں انھیں کوئی باک نہیں۔ ملاحظہ ہوں دونوں مذکورہ کتابیں جن کے مطالعہ سے ان کا گمراہ بدمذہب ہونا واضح و روشن ہے۔ مسٹر محمد علی جینا جس کو لیگ اپنا قائدِ اعظم اور قائد ملت اسلامیہ کہتی ہے وہ مذہبًا اثنا عشری رافضی خوجہ ہے۔ (ملاحظہ ہو لیگی اخبار الامان دہلی ۱۳ مئی ۱۹۳۹ء میں سر محمد یعقوب خاں بیان) بحکم شریعت مسٹر جینا کے کافر مرتد

ہونے کے لیے اس کا اثنا عشری رافضی ہونا ہی بس ہے کہ جب وہ اثنا عشری رافضی ہے تو ائمۂ اہلِ بیت کو انبیاء علیہم الصّلاۃ والسّلام سے افضل اور قرآن کو ناقص ماننا اس کے مذہبی عقیدوں میں داخل ہوا۔ اگر کوئی لیگی مسلمانوں کو یوں دھوکے دے کہ مسٹر جینا کے وہ عقیدے نہیں۔ اور وہ ان مجتہدوں اور ان کے ہم عقیدوں تمام اثنا عشری روافض کو بحکمِ شریعت کافر مرتد جانتا اور مانتا ہے اس وقت تک لیگیوں کا یہ فریب محض[۱] انہیں دو کفروں پر بس نہیں کی کہ وہ تو عموماً تمام اثنا عشری رافضیوں کے عقیدے ہیں اور مسٹر جینا ان کا قائدِ اعظم ہے۔ اگر صرف انہیں دو کفروں پر اکتفا کرتا تو قائدِ اعظم کی خصوصیت ہی کیا رہتی لہٰذا وہ اپنی اسپیچوں اپنے لکچروں میں نئے نئے کفریاتِ قطعیہ بکتا رہتا ہے۔ بطورِ نمونہ مشتے از خروارے ملاحظہ ہو۔ عیدالفطر ۱۳۵۸ھ کے دن مسٹر جینا نے مسلمانانِ ہند کے نام ایک پیغام براڈکاسٹ کیا جو لیگی اخباروں میں نہایت طمطراق کے ساتھ شائع کیا گیا۔ اس میں کہتا ہے۔ قرآن پاک میں انسان کو خلیفۃ اللہ کہا گیا اگر انسان کے متعلق اس بیان کو کوئی اہمیت ہے تو اس بنا پر ہمارے اوپر قرآن پاک کی پیروی کا ایک فرض عائد ہوتا ہے کہ دوسرے کے ساتھ وہ سلوک کریں جو اللہ تعالیٰ نے نوعِ انسانی کے ساتھ کیا ہے۔ وسیع ترین مفہوم کے لحاظ سے یہ فرض محبت اور رواداری کا فرض ہے اور یقین مانئے یہ فرض کوئی سلبی فرض نہیں

---

[۱] مدعی سست گواہ چست کا نمونہ اور شرعاً باطل و مردود ہوگا مگر مسٹر جینا نے محض

ہے بلکہ ایک اثباتی فرض ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ وہ چاہے جس ملت سے تعلق رکھتے ہوں محبت و رواداری پر ہمارا عقیدہ ہے تو ہمیں اپنے روزمرہ کے سیدھے سادھے فرائض اور خاموش تقویٰ کے سلسلے میں اس عقیدے پر کاربند ہونا چاہیئے۔

اس کفری عبارت میں مسٹر جینا نے ہر کافر و مسلم ہر لامذہب و بے دین کے ساتھ محبت رکھنا مسلمانوں پر قرآنی فرض بتادیا اتنا ہی نہیں۔ بلکہ اللہ تبارک و تعالیٰ پر بھی افترا کر دیا کہ اس کو بھی ہر مذہب و ملت کے انسان کے ساتھ محبت ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ حالاں کہ قرآن پاک کا کھلا ہوا ارشاد ہے۔ فان اللہ لایحب الکفرین بیشک اللہ تعالیٰ کافروں کے ساتھ محبت نہیں رکھتا۔ اسی قرآن پاک کا صریح ارشاد ہے فان اللہ لا یرضی عن القوم الفسقین ہ یعنی بیشک اللہ فاسق لوگوں سے راضی نہیں۔ قرآن پاک کے لیے ان کھلے ہوئے روشن ارشادات کو مسٹر جینا نے منہ بھر کر جھٹلایا اور پھر اپنے اس کفر ملعون کا قرآن پاک پر افترا جڑ دیا۔ اسی طرح قرآن پاک کی بکثرت آیات مقدسہ ہیں جن میں کفار و مشرکین کے ساتھ محبت اور دوستی کو کھلم کھلا حرام فرمایا گیا ہے۔ اس کا ایمان افروز بیان استاذی المعظم ناصر الاسلام شیر بیشۂ اہلسنت مظہر اعلیٰحضرت مولانا مولوی حافظ قاری

ما فان اللہ عدو للکفرین بے شک اللہ تعالیٰ تمام کافروں کا دشمن ہے اسی قرآن پاک کا واضح ارشاد ہے

مفتی شاہ ابوالفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خاں صاحب قبلہ قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی ادام اللہ برکاتہم علی رؤسنا قائمۃ کے رسالہ مسمّٰی بنام تاریخی راز سیرت گیتی میں ملاحظہ ہو۔ اس وقت مسٹر جینا کے واضح کفریات کو واضح تر کرنے کے لیے ہم صرف دو ہی آیت کریمہ تلاوت کرتے ہیں۔ قد کانت لکم اسوۃ حسنۃ فی ابراھیم والذین معہٗ اذ قالوا لقومھم انا برءٰوا منکم ومما تعبدون من دون اللّٰہ کفرنا بکم وبدا بیننا وبینکم العداوۃ والبغضاء ابدًا حتی تؤمنوا باللّٰہ وحدہٗ یعنی بیشک ابراہیم اور ان کے ساتھ والوں میں تمہارے لیے پیروی کا اچھا نمونہ ہے۔ جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا ہم بیزار ہیں تم سے اور ان سب سے جن کو خدا کے سوا تم نے معبود بنا رکھا ہے ہم تمہارے منکر ہوئے اور ہم میں اور تم میں ہمیشہ کے لیے دشمنی اور عداوت کھل گئی جب تک تم ایک اللہ پر ایمان نہ لاؤ۔ (ترجمہ رضویہ) لا تجد قومًا یومنون باللّٰہ والیوم الآخر یوآدون من حاد اللّٰہ ورسولہ ولو کانوا اٰباءھم او ابناءھم او اخوانھم او عشیرتھم اولٰئک کتب فی قلوبھم الایمان وایدھم بروح منہ ویدخلھم جنت تجری من تحتھا الانھٰر خلدین فیھا رضی اللّٰہ عنھم ورضوا عنہ اولٰئک حزب اللّٰہ الا ان حزب اللّٰہ ھم المفلحونؕ یعنی تو نہ پائے گا ان لوگوں کو جو اللہ اور پچھلے دن پر ایمان رکھتے ہیں۔ کہ دوستی کریں اس سے جس نے اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی۔ چاہے وہ ان کے باپ ہوں یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے۔ یہ لوگ ہیں جن

کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان لکھ دیا اور اپنی طرف کی روح سے
ان کی مدد فرمائی اور انھیں باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں
رواں ہیں ہمیشہ ان میں رہیں گے۔ اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ
سے۔ یہی لوگ اللہ کے گروہ ہیں۔ سنتا ہے۔ اللہ ہی کے گروہ مراد کو پہنچے
(ترجمۂ رضویہ)

مسٹر جینا نے ہر مذہب وملت کے کافروں اور مشرکوں کے ساتھ
محبت ورواداری کو مسلمانوں پر فرض اور راسی کو خلافتِ الٰہیہ کا مقتضیٰ بتا کر
آیتِ قرآنیہ کو منہ بھر کر جھٹلایا اور اپنے اس کفر ملعون کا افترا قرآن پاک پر تھوپ
دیا والعیاذ باللہ تبارک وتعالیٰ۔ پھر جب مسٹر جینا کے نزدیک ہر مذہب
وملت کے تمام کافروں اور مشرکوں کے ساتھ محبت ورواداری فرض ٹھہری
تو اشاعتِ اسلام اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے جہاد وقتال معاذ اللہ
حرام ٹھہرا تو یہ معاذ اللہ جو حضور اکرام سید القاہرین علی اعداء رب العالمین
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور تمام صحابۂ کرام و مجاہدین اسلام رضی
اللہ عنہم اللہ الملک المنعام پر سخت ناپاک ترین حملہ ہوا۔ جب مسٹر
جینا کے اس ناپاک فتوے سے اشاعتِ اسلام و اعلائے کلمۃ
اللہ کے لیے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور تمام صحابۂ
کرام و مجاہدین اسلام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے تمام کارنامہائے جہاد
وقتال معاذ اللہ سب حرام و ناجائز وغلط و باطل ٹھہرے۔ تو مسٹر جینا
کے اس سارے پیغام کا خلاصہ بھی یہی ہوا کہ اسلام غلط و باطل ہے
اور بے دینی اور لامذہبی صحیح و درست ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

آہ! کیا ستم شعاری ہے کہ دہریت پر اسلام کا پردہ ڈال کر اس کی اشاعت کی جارہی ہے۔ اُف! کیسی جفا کاری ہے کہ تعلیمات اسلام کے شہد میں الحاد و بے دینی کا زہر ملا کر مسلمانوں کے قلوب میں پیوست کیا جارہا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ؕ

بحکم شریعت مسٹر جینا اپنے ان عقائد کفریہ قطعیہ یقینیہ کی بنا پر قطعاً مرتد اور خارج از اسلام ہے۔ اور جو شخص ان کے ان کفروں پر مطلع ہونے کے بعد اس کو مسلمان جانے یا اسے کافر نہ مانے یا اس کے کافر مرتد ہونے میں شک رکھے یا اس کو کافر کہنے میں توقف کرے وہ بھی کافر مرتد شر اللئام اور بے توبہ مرا تو مستحق لعنت عزیز علام والعیاذ باللہ الملک المنعام

جواب سوال نہم: حسن نظامی نے اپنے ایک ناپاک رسالے میں جس کا نام اس نے مرشد کو سجدۂ تعظیم رکھا۔ برخلاف اجماعِ امت مرید کے لیے پیر کو سجدۂ تعظیمی کرنا جائز و حلال ٹھہرایا جس کا رد قاہر حضور پر نور امام اہلسنت مجدد دین وملت فاضل بریلوی سیدنا اعلیحضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتاب مبارک مسمّٰی بنام تاریخی الزبدۃ الزکیۃ بتحریم سجود التحیۃ میں ملاحظہ ہو لیکن ہمیں اس وقت اُس پر نظر نہیں نہ ہم اس وقت یہ دیکھتے ہیں کہ حسن نظامی نے اپنی کتابوں محرم نامہ، یزید نامہ وطمانچہ برخسار یزید،، میں جا بجا حضرت سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیدنا ابو سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ صہر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور حضرت ہادی مہدی سیدنا امیر معاویہ

اول ملوک الاسلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کی والدہ ماجدہ حضرت ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی جناب میں سخت گستاخیاں کی ہیں اور اس پر اجماع اہلسنت ہے کہ کسی صحابی یا صحابیہ کی شان میں گستاخی کرنے والا رافضی ہے۔ یہاں پر حضور پر نور امام اہلسنت مجدد اعظم فاضل بریلوی سیدنا اعلیحضرت قبلہ مولانا شاہ عبد المصطفےٰ محمد احمد رضا خاں صاحب قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فتویٰ مبارکہ نقل کرنا مناسب جو اگرچہ بمطابقت سوال سائل صرف حضرت سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں توہین کرنے والے پر حکم شرعی کے بیان میں ہے لیکن اسی سے حضرت سیدنا ابوسفیان وحضرت سیدنا معاویہ وحضرت ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی مبارک شانوں میں گستاخی کرنے والے نابکاروں کا حکم شرعی بھی واضح ولائح ہے۔ وھاھی ذہ

الجواب: سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلیل القدر صحابۂ کرام سے ہیں ان کی شان میں گستاخی نہ کرے گا مگر رافضی جس کتاب میں ایسی باتیں ہوں اس کا پڑھنا سننا سنیوں پر حرام ہے۔ ایسے مسئلے میں کتابوں کے حوالے کی کیا حاجت۔ اہلسنت کے متون عقائد میں تصریح ہے۔ الصحابۃ کلھم عدول لا نذکرھم الا بخیر۔ صحابہ سب کے سب اصحاب خیر و عدالت ہیں ہم ان کا ذکر نہ کریں گے مگر بھلائی سے۔ اگر کوئی شخص عقائد اہلسنت کی کتابوں کو نہ مانے گا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ارشاد کو تو مانے گا۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اسلم الناس وآمن عمرو بن العاص۔

بہت لوگ وہ ہیں جو اسلام لائے مگر عمرو بن العاص ان میں ہیں جو
ایمان لائے۔ رواہ الترمذی عن عقبۃ بن عامر رضی اللہ
تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں۔
عمرو بن العاص من صالحی قریش عمرو بن العاص صالحین قریش
سے ہیں رواہ الامام احمد فی مسندہ عن سیدنا طلحۃ
بن عبید اللہ احد العشرۃ المبشرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھم
اجمعین ۱۰ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں
نعم اھل البیت عبد اللہ وابو عبد اللہ وام عبد اللہ بہت
اچھے گھر والے ہیں عبد اللہ بن العاص اور عبد اللہ کا باپ اور
اس کی ماں رواہ البغوی وابو یعلیٰ عن طلحۃ رضی اللہ تعالیٰ
عنہ واخرجہ ابن سعد فی الطبقات بسند صحیح عن ابن ابی ملیکۃ
وزاد یعنی عبد اللہ بن عمرو بن العاص رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم نے انھیں عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غزوۂ
ذات السلاسل میں اس الٰہی فوج کا سردار کیا جس میں صدیق
اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما تھے۔ ایک بار اہل مدینہ
طیبہ کو کچھ ایسا خوف پیدا ہوا کہ متفرق ہو گئے۔ سالم مولیٰ ابو حذیفہ اور
عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما تلوار لے کر مسجد شریف میں حاضر
رہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے خطبہ فرمایا اور
اس میں ارشاد فرمایا۔ الا یکون فزعکم الی اللہ ورسولہ
الا فعلتم کما فعل ھذان الرجلان المؤمنان کیوں نہ ہوا کہ تم

خوف میں اللہ و رسول کی طرف التجا کرتے تم نے ایسا کیوں نہ کیا۔ جیسا ان دونوں ایمان والے مردوں نے کیا۔ منکر اگر احادیث کو بھی نہ مانے تو قرآن عظیم کو تو مانے گا۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل اولئک اعظم درجۃ من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا وکلا وعد اللہ الحسنیٰ واللہ بما تعملون خبیر ۝ تم میں برابر نہیں جنھوں نے فتح مکہ سے پہلے خرچ و قتال کیا[۱] اور دونوں فریق سے اللہ نے بھلائی کا وعدہ کیا اور اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ تم کرو گے۔ اللہ عزوجل نے صحابہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو دو قسم فرمایا۔ ایک مومنین قبل فتح مکہ۔ دوسرے مومنین بعد فتح مکہ[۲]۔ فریق اول کو فریق دوم پر فضیلت بخشی اور دونوں فریق کو فرمایا کہ اللہ نے ان سے بھلائی کا وعدہ کیا ہے۔ عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ مومنین قبل فتح مکہ میں ہیں۔ اصابہ فی تمیز الصحابہ میں ہے عمرو بن العاص بن وائل بن ھاشم بن سعید بالتصغیر بن سھم بن ھنصیص بن کعب بن لوی القرشی امیر مصر یکنی اباعبد اللہ وابا محمد اسلم قبل الفتح فی صفر سنۃ ثمان وقیل بین الحدیبیۃ بعد فتح مکہ تو راہِ خدا میں جو ان کے جہاد ہیں آسمان و زمین ان کے آوازے سے گونج رہے ہیں۔ اور اللہ عزوجل نے دونوں فریق سے بھلائی کا وعدہ فرمایا۔ اور مریض

۱؎ وہ درجہ میں ان سے بڑے ہیں جنھوں نے بعد فتح خرچ و قتال کیا۔

۲؎ اور حضرت سیدنا ابوسفیان اور حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہما مومنین فتح مکہ میں ہیں ۱۲

القلب معترضین جوان پر طعن کریں اگر ایمان رکھتے ہوں تو ان کا منہ تمہ
آیت سے بند فرمایا۔ واللہ بما تعملون خبیرہ مجھے خوب معلوم ہے
جو کچھ تم کرنے والے ہو مگر میں تم سب سے بھلائی کا وعدہ فرما چکا۔ اب یہ بھی
قرآن عظیم ہی سے پوچھ دیکھئے کہ اللہ عزوجل نے جس سے بھلائی کا وعدہ
فرمایا اس کے لیے کیا فرماتا ہے۔ ان الذین سبقت لھم منا الحسنیٰ
اولئک عنھا مبعدون ہ لا یسمعون حسیسھا وھم فیما
اشتھت انفسھم خلدون ہ لا یحزنھم الفزع الاکبر
وتتلقھم الملئکۃ ھذا یومکم الذی کنتم توعدون ہ
بیشک وہ جن کے لیے ہمارا وعدہ بھلائی کا ہو چکا جہنم سے دور رکھے
گئے ہیں اس کی بھنک تک نہ سنیں گے۔ اور اپنی من مانی نعمتوں میں
ہمیشہ رہیں گے۔ سب بڑی گھبراہٹ انھیں غمگین نہ کرے گی۔ اور
ملائکہ ان کا استقبال کریں گے۔ یہ کہتے ہوئے کہ یہ ہے تمہارا وہ
دن جس کا تم سے وعدہ تھا۔ اس ارشاد کے بعد مسلمان کی شان نہیں
کہ کسی صحابی پر طعن کرے۔ بفرض غلط بفرض باطل طعن کرنے والا جتنی
باتیں بتاتا ہے اس سے ہزار حصے زائد سہی اس سے یہ کہئے انتم اعلم
ام اللہ کیا تم زیادہ جانو یا اللہ ۔ کیا اللہ کو ان باتوں کی خبر نہ تھی۔
بایں ہمہ وہ ان سے فرما چکا کہ میں نے تم سب سے بھلائی کا وعدہ
فرمالیا تمہارے کام مجھ سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ اب تو اعتراض نہ
کرے گا مگر وہ جسے اللہ تعالیٰ پر اعتراض مقصود ہے۔ واللہ تعالیٰ
اعلم

مہر دار الافتاء بریلی

یہ فتویٰ مبارکہ ہم نے اپنے سنی مسلمان بھائیوں کی ہدایت و رہنمائی کے لیے نقل تو کر دیا ہے لیکن یہاں اس وقت حسن نظامی کی رافضیت اور اس کی یہ گمراہی و بد مذہبی ہرگز زیر بحث نہیں۔ کہ جب وہ صریح کفریات بکتا رہے تو عجع ماعلے مثلہ یعد الخطاء اس کی اکثر کتابیں اس وقت پیش نظر نہیں ورنہ اس کے گندے کفریات ملعونہ کثیرہ بے شمار نظر آتے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ کرشن بیتی میں اس نے کنھیّا کو ہندوستان کا نبی لکھا اور اس کے معجزات گنائے۔ کرشن بیتی کے تیسرے ایڈیشن کے صفحہ ۱۵۹ پر لکھتا ہے۔

مسلمانوں کے لیے یہ کتاب لکھی گئی تھی اور انہوں نے ہی اس کتاب کی بڑی قدر دانی کی۔ اس پر میں خدا کا شکر ادا کرتا ہوں مسلمانوں کی قوم قرآن شریف پر ایمان رکھتی ہے اور قرآن میں لکھا ہے کہ خدا نے ہر ملک میں نبی اور پیغمبر بھیجے تھے اور کوئی قوم بھی ایسی نہیں گزری جس میں خدا کی طرف سے ہادی نہ گیا ہو۔ قرآن میں ہے۔ ولکل قوم ھاد ہر قوم کو ایک ہدایت کرنے والا دیا گیا۔ پھر وہ کیوں ہندوستان کے ہادی سری کرشن کے اصلی حالات سن کر اور پڑھ کر کرشن بیتی کی مخالفت کرتے۔ اس عبارت میں مسلمانوں کو کرشن کی نبوت اور پیغمبری پر ایمان لانے کی ترغیب دلاتا ہے اور اللہ عزوجل پر بھی ملعون افترا اور ناپاک تہمت اٹھاتا ہے۔ قرآن عظیم میں خدا عزوجل نے کسی جگہ پر بھی ہرگز یہ نہ فرمایا کہ اس نے ہر ملک میں نبی اور پیغمبر بھیجے بلکہ اس نے ایک جگہ فرمایا ولکل امۃ رسول یعنی ہر امت میں ایک رسول ہوا۔ اور ایک جگہ

فرمایا وان من امۃ الاخلا فیھا نذیر یعنی اور جو کوئی گروہ تھا سب میں ایک ڈر سُنانے والا گزر چکا اور ایک جگہ فرمایا وماکان ربک مھلک القرٰی الا واھلھا ظلمون ؕ یعنی اور تمہارا رب اب شہروں کو ہلاک نہیں کرتا جب تک ان کی اصل مرجع (مرکزی مقام) میں رسول نہ بھیجے جو ان پر ہماری آیتیں پڑھے اور ہم شہروں کو ہلاک نہیں کرتے مگر جب کہ ان کے ساکن ستم گار ہوں۔ پہلی اور دوسری آیت میں تو ہر ملک میں نہیں بلکہ ہر ایک امت میں ایک رسُول اور ایک ڈر سنانے والا کا گزرنا بیان فرمایا۔ ایک امت کے افراد کئی ملکوں میں بھی موجود ہو سکتے ہیں۔ اور تیسری آیت میں بھی ہرگز یہ نہیں فرمایا کہ ہم ہر قریہ یا ہر ملک میں رسول بھیجتے ہیں بلکہ یہ ارشاد ہوا کہ جتنے شہروں کو ہم نے ہلاک کرنا چاہا ان کے مرکزی مقام میں ایک رسول بھیج دیا۔ اس سے بھی ہر ہر ملک میں ایک ایک رسُول کا ہرگز ثبوت نہ ہوا۔ اور خود حسن نظامی نے جو آیت ولکل قوم ھاد لکھی اس کا اس مسئلہ سے ہرگز کوئی تعلق ہی نہیں اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم سے فرماتا ہے انما انت منذر ولکل قوم ھاد تم ڈر سنانے والے اور ہر قوم کے ہادی ہو۔ حسن نظامی نے کنھیّا کو پیغمبر بنانے کے شوق میں آیت کریمہ کا صرف پچھلا ٹکڑا نقل کیا جو جملہ بھی نہیں اپنے ماقبل منذر پر معطوف ہو کر اور اس کے ساتھ مل کر انت مبتدا کی خبر ہے۔ کذاب نے پیغمبر سازی

ؔ۱ حتی یبعث فی امھا رسولا یتلوا علیھم اٰیتنا وما کنا مھلکی القرٰی

کے شوق میں اللہ عزوجل پر افترا بھی کیا اور قرآن عظیم کی معنوی تحریف کا اثم عظیم بھی اٹھایا۔ مگر اس عبارت میں مسلمانوں کے ڈر سے کھلے لفظوں میں کنھیا کو پیغمبر نہیں کہا۔ لیکن اسی کتاب کی مختلف عبارتوں میں ایسے کیا دانہ فقرے لکھے جن کا مشترک نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ کنھیا کو حسن نظامی معاذ اللہ رسول اور پیغمبر بنا رہا ہے۔ صفحہ ۳۱ و ۳۲ پر کنھیا کے جنم کا عنوان صبح صادق اور سچائی کا سویرا لکھ کر اس انداز میں اس کی پیدائش کا بیان کیا جیسے اہل اسلام اللہ تبارک وتعالیٰ کے کسی رسول کی ولادت مقدسہ کا ذکر کرتے ہیں۔ صفحہ ۳۲ پر لکھتا ہے۔ آج زمین کے چہرے پر وہ آنکھ نمودار ہوتی ہے جس کی دید خاک و افلاک تک کو محیط ہے۔ پھر سواد و سطر بعد لکھتا ہے۔

صاف سنو۔ استقبال کو آگے بڑھو۔ کرشن جی پیدا ہوتے ہیں۔ نور کی چادر تانو۔ اس سر الٰہی کو اغیار کی آنکھ سے بچاؤ۔ چھپاؤ جلد سے چھپاؤ۔ ابلیس کی نظر نہ لگ جائے۔ باسدیو نے گود پھیلائی۔ دیوکی نے گود اٹھائی۔ خدا کی دین کا دونوں میں لین دین ہوا۔ ماتا نے اپنا دیا پتا کے آغوش میں دیا۔ پتا نے جگ کا تارا سینے سے لگایا اور باہر کا رستہ لیا۔ نیک ارواحین مٹی کی آنکھوں سے پوشیدہ اس نور کے پتلے کے ساتھ ہوئیں۔ پھر صفحہ ۳۳ پر کنھیا کو وحدت کا سمندر اور صفحہ ۳۴ پر خدا کا مقبول لکھا۔ پھر صفحہ ۳۶ پر کنھیا کو اقلیم وحدت کا بادشاہ لکھا۔ اور اسی صفحہ پر اپنے گڑھے ہوئے پیغمبر کنھیا کی سیوا میں ان الفاظ سے سلام پڑھا۔ سلام تجھ پر اے غریب گوالن کی گود ٹھنڈی کرنے والے

سلام تجھ پر اے گمناموں کے نام کو چار چاند لگانے والے وہ جو ایک مفلس دودھ والی کی آغوش میں امیروں کی پھولوں کی سیج سے زیادہ آرام میں پاؤں پھیلائے سوتا ہے۔ تجھ پر ہزاروں سلام صفحہ ۴ پر لکھا۔ ہاتف نے آواز دی یہ (کرشن) بے ہوش کب تھا۔ عالم اسباب کی شکل بشر میں آیا تھا۔ اس واسطے کچھ دن چپ چاپ پڑا رہا ورنہ یہ ازلی ہوش وحواس کا خزانہ لے کر زمین پر اترا تھا۔ اس کو عمر کے ان تغیرات کی محتاجی نہ تھی جس کو تم بچپن جوانی بڑھاپا کہتے ہو۔ مگر بندرابن کی گوپیوں کے ساتھ کنھیا کے عشق و محبت کے تعلقات ہندوں کے نزدیک اس قدر تواتر کے ساتھ ثابت ہیں جن سے کوئی ہندو بھی انکار نہیں کر سکتا۔ اور ہندوؤں کی جن کتابوں سے حسن نظامی نے کرشن بیتی مرتب کی ہے ان سب میں بلا اختلاف یہ عشق بازیاں موجود ہیں۔ مگر کنھیا کا پجاری اپنے گرڑھے ہوئے پیغمبر کی محبت میں فنا ہو کر ان واقعات کو صفحہ ۴۰ پر اس طرح تاویل کرتا ہے۔

دنیا میں نوجوان لڑکیوں اور کرشن کی محبتوں کے افسانے مشہور ہیں۔ یہ لڑکیاں انھیں گوپوں یعنی گوالیوں کی تھیں۔ گوپیاں نام اسی نسبت سے ہے مگر کرشن جی کا تعلق فقط لڑکیوں سے مخصوص نہ تھا۔ گوکل کے سب باشندے ان کے شیفتہ و فریفتہ تھے۔ قصے کہنے والوں نے صرف ایک حصہ کو لے لیا اور کرشن کو بدنام کر دیا۔ صفحہ ۴۶ پر لکھا ہے کون کہہ سکتا ہے اور کہاں سے کہہ سکتا ہے کہ سری کرشن جیسے پیشوا لے

دین نے (توبہ توبہ) حرام کاریاں کیں۔ اے میرے بھائی مسلمانو تم پر بعض جاہل ہندؤں کی رِوایتوں پر کچھ خیال نہ کرنا کیونکہ تم پر تمہارے مذہب نے لازم کیا ہے کہ ہر دین کے ہادی کی عزت کرو اور اس کو ایسے جھوٹے الزاموں سے پاک سمجھو۔ سری کرشن پر یہ سراسر بہتان ہیں۔ اور کوئی دلیل کوئی تاریخی شہادت کوئی پکا ثبوت اس کا موجود نہیں ہے کہ سری کرشن زناکار تھے۔ میں نے ہندو کتابوں کو خوب غور سے دیکھ لیا کہیں بھی ان واقعات کا نشان نہیں ملتا۔ جو خود سری کرشن کے پجاری ان پر تھوپتے ہیں تم کہو گے کہ جب ان کے پیرو خود ایسا کہتے ہیں تو ہم کیوں نہ کہیں میں جواب دوں گا کیا اسلام نے تم کو نہیں بتایا کہ یہودیوں نے اپنے پیغمبروں پر بہتان لگائے۔ توریت میں ایک پیغمبر کی نسبت انھوں نے بڑھا دیا ہے کہ پیغمبر نے اپنی لڑکیوں سے زنا کیا مگر تم کو حکم دیا گیا ہے کہ تم اس تحریف کو ہرگز تسلیم نہ کرو اور سب پیغمبروں کو پاک مانو۔ کیا حضرت عیسیٰ کی نسبت ان کی امت نے یہ نہیں کہا تھا کہ وہ خدا کے بیٹے ہیں لیکن تم کو بتایا گیا کہ تم اس کو جھوٹا سمجھو وہ خدا کے فرزند نہ تھے۔ خدا اس بہتان سے پاک ہے۔

پھر صفحہ ۴۷ پر لکھتا ہے۔ جس طرح توریت کے لکھے ہوئے اور تحریف کردہ بیان زنا کو ہم جھوٹ سمجھتے ہیں۔ اور جس طرح انجیل کے غلط دعوے فرزندئ خدا کو نہیں مانتے اسی طرح ہم کو ماننا چاہیئے کہ سری کرشن پر بھی زنا کے الزام سراسر بہتان ہیں اور ایسے ہی ہیں جیسے توریت و انجیل کے مذکورہ بالا خود ساختہ واقعات۔

مسلمانو! اس مکار کے فریب کو دیکھو یہ مانتے ہوئے کہ کنھیا پر
زنا کاری کے الزامات خود اس کے پجاری تھوپتے ہیں پھر بھی ان کو سراسر
بہتان بتانا اور کنھیا کو حضرات انبیائے بنی اسرائیل و عیسیٰ علیہم الصلاۃ
والسلام پر قیاس کرنا اور کنھیا کے ان واقعات کو توراۃ و انجیل کی تحریفوں[۱]
کے مانند بتانا کیسی خبیث دجالیت اور کیسی نجس ابلیسیت ہے۔
حضرات انبیاء بنی اسرائیل و سیدنا عیسیٰ علیہم الصلاۃ والسلام کی
نبوت و رسالت کا ثبوت ہرگز تحریف شدہ توراۃ اور محرف انجیل ہی پر
موقوف نہیں بلکہ قرآن عظیم و احادیث نبی کریم علیہ و علی آلہ الصلاۃ
والتسلیم میں ان کی نبوت و رسالت کے خطبے پڑھے جا رہے ہیں اور خدا
و رسول جل جلالہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ہم کو یہ بھی بتا دیا ہے
کہ انبیاء و مرسلین علیہم الصلاۃ والسلام تمام گناہوں سے یقیناً پاک اور
معصوم ہوتے ہیں۔ فلہٰذا ان حضرات انبیاء و مرسلین علیہم الصلاۃ والسلام
میں کسی کے متعلق جب کسی گناہ کا ارتکاب یا معاذ اللہ کفر و شرک کی
تعلیم موجودہ توراۃ و انجیل میں ہمیں نظر آئے گی۔ تو آفتاب سے زیادہ
واضح طور پر روشن ہوگا کہ یہ یہود و نصاریٰ کی تحریف اور ان کا بہتان و
افترا ہے۔ لیکن کرشن کا وجود تو ہندوؤں کی روایتوں کے سوا اور کسی
ذریعے سے قطعاً ثابت ہی نہیں۔ قرآن و حدیث تو کلام خدا و رسول
جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہیں۔ کرشن کا وجود تو کسی
تاریخ سے بھی ثابت نہیں ہوتا۔ ہندوؤں کی جن روایتوں سے اس کا
وجود ثابت ہوتا ہے انہیں روایتوں سے اس کے یہ واقعات[۱] کے متعلق

---

[۱] بھی ثابت ہوتی ہیں تو جب وہ روایتیں اس کے ان واقعات

حسن نظامی نے جھوٹی قرار دے دیں۔ اور انھیں روایتوں پر اس کے وجود کا ثبوت بھی موقوف ہے تو اس کا وجود ہی باطل ہو گیا۔ یہ ہے حسن نظامی کی کرشن پرستی۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

اسی طرح ایک گوپی سے جس کا نام رادھا تھا۔ کنھیا کی عشق بازی ہندوؤں میں بطریق متواتر مروی ہے۔ خود حسن نظامی صفحہ ۵۰ پر لکھتا ہے۔ انھیں گوپیوں کے قصۂ عشق بازی میں رادھا جی نامی ایک گوپی کے بے شمار افسانے مشہور ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ سری کرشن رادھا کو اور گوپیوں سے زیادہ چاہتے تھے اور رادھا ان کی مخصوص معشوقہ تھیں سری کرشن ان کے خیال میں غلطاں پیچاں رہتے اور یہ کرشن کے عشق میں بے خود و سرشار رہتی تھیں۔ زبانوں پر اس عشق بازی کے اس کثرت سے قصے چڑھے ہوئے ہیں کہ اس کے خلاف کچھ کہنا بہت مشکل نظر آتا ہے۔ صرف زبانی کہانیوں پر بس نہیں ہے۔ بت خانوں میں مورتیں بنی ہوئی ہیں جن میں رادھا اور کرشن کے عشق کو طرح طرح سے دکھایا ہے۔ بت خانے بھی نئے نہیں بہت قدیمی اور پرانے زمانے کے مندروں میں ایسی تصاویر پتھروں پر کھدی ہوئی دستیاب ہوتی ہیں۔ قدیم کتابوں میں قلمی تصاویر کو تلاش کیا جائے تو وہاں بھی رادھا کرشن کے عشق کو مجسم دیکھا جا سکتا ہے۔ اور اب تو چھاپہ خانوں کی بدولت کروروں تصویریں اس عاشقی معشوقی کی شائع ہوتی ہیں اور ہندو ان کو خرید کر اپنے پاس رکھتے ہیں۔

رادھا کے ساتھ کنھیا کی عشق بازی کے ایسے زبردست ثبوت

کے باوجود اس کا پجاری حسن نظامی اس سے بھی اس کو پاک ثابت کرنا چاہتا ہے۔ صفحہ ۵۱ پر کہتا ہے۔

میں اس سے انکار نہیں کروں گا کہ سری کرشن عاشق مزاج نہ تھے۔ میرا ایمان ہے کہ وہ بہت اچھے عشق باز تھے۔ مگر کیسے عشق باز پہلے اس کو بھی تو سمجھنا چاہئے۔ سری کرشن مظہر عشق تھے۔ وہ عشق کے پاک جذبے کی مورتی بن کر دنیا میں خدا کی طرف سے بھیجے گئے تھے اور صفحہ ۵۳ پر لکھتا ہے۔ سری کرشن بھی ہندوستان کے ہادی تھے۔ ان کو بھی خدا تعالیٰ نے ایک بڑی اور اعلیٰ قوم کی رہبری پر مامور کیا تھا۔ پھر دولت عشق سے کیوں محروم رہتے۔ سری کرشن ہندوستان کے سب اوتاروں اور برگزیدہ آدمیوں سے زیادہ عشق کی مختلف کیفیات اپنے اندر لائے تھے۔

ان عبارتوں میں کنھیا کو خدا کی طرف سے بھیجا ہوا بڑی اور اعلیٰ قوم کی رہبری پر خدا کا مامور کیا ہوا لکھا۔ پھر اپنے گڑھے ہوئے پیغمبر کی محبت میں متوالا ہو کر رادھا کے وجود ہی سے قطعاً انکار کر دیا۔ چنانچہ صفحہ ۵۴ پر لکھتا ہے۔ رادھا جی میرے خیال میں کوئی عورت نہ تھیں جیسا کہ عام طور ان گوپیوں میں تصور کیا جاتا ہے بلکہ رادھا سری کرشن جی کے جذبہ عشق کا صفاتی نام ہے۔ چونکہ ہندو جذبات و صفات کی تصویریں بنایا کرتے تھے اس واسطے انھوں نے کیف عشق کا جس کے مظہر سری کرشن تھے۔ رادھا نام رکھ دیا۔ اور اس کی مورت بھی بنا دی۔

یہ ہے کنھیا کے ساتھ اس کے پجاری حسن نظامی کی والہانہ

شیفتگی یہ ہے کہ کرشن کے ساتھ اس کی فدائیانہ وارفتگی کہ جب رادھا کے ساتھ کنھیا کے عشق بازی کے قطعی اور متواتر واقعات کی کوئی تکذیب نہ کرسکا۔ تو اپنے گڑھے ہوئے پیغمبر کی معصومیت ثابت کرنے کے لیے اپنے گڑھے ہوئے رسول کی معشوقہ کے وجود ہی کا سرے سے انکار کردیا اور وہ بھی کسی تاریخی ثبوت یا ہندوؤں کی کسی روایت کی بنا پر نہیں بلکہ صرف اپنے خیال ہی کی بنا پر ہندوؤں کی تمام روایات کو غلط ٹھہرا کر رادھا کو کرشن کے جذبۂ عشق کا صفاتی نام ٹھہرا دیا اور یہ صرف اسی لیے کہ اپنے دام افتادہ مسلمان کہلانے والوں کو کرشن کی پیغمبری پر ایمان لانے کی دعوت دینی مقصود ہے۔ چنانچہ ۵۷ صفحہ پر لکھتا ہے۔

امید ہے کہ منصف مزاج اور سمجھدار مسلمان میری اس مختصر تشریح سے غلط بہتانوں کو دل سے نکال ڈالیں گے۔ اسی طرح اسے صفحہ ۴۶ کی عبارت میں جو ہم نقل کر چکے مسلمانوں ہی کو مخاطب کیا ہے۔ حسن نظامی کی یہ والہانہ عقیدت صرف اس کے گڑھے ہوئے پیغمبر کنھیا ہی کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ وہ کنھیا کے پانچوں یار ارجن بھیم جدہشٹر نکل، سہدیو کے تقدس و پرہیزگاری ثابت کرنے کے لیے بھی اسی طرح زمین کذب و آسمان افترا کے قلابے ملا رہا ہے۔ تمام ہندو متفق علیہ طور پر اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ دروپدی کرشن کے ان پانچوں یاروں کی مشترکہ بیوی تھی۔ اور ان پانچوں میں سے ہر ایک بھائی باری باری سے ایک ایک رات علیحدہ علیحدہ دروپدی کے ساتھ شب باش ہوا کرتا تھا۔ اور اس کا خود حسن نظامی کو بھی اقرار ہے چنانچہ

صفحہ ۸۴ پر لکھتا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اگرچہ درو پدی کو جیتنے والا ارجن تھا مگر اس کے خاوند پانچوں بھائی ہوئے اور انھوں نے اپنے آپس میں فیصلہ کر لیا۔ کہ ایک ایک رات ہر بھائی درو پدی کے پاس رہے۔ یہ بیان ایسے وثوق سے ہوتا ہے کہ کوئی ہندو اس کا انکار نہیں کرتا لیکن اس شرمناک واقعے کے قطعی الثبوت ہونے کا اقرار کرتے ہوئے بھی کنھیا کا امتی حسن نظامی محض اپنے خیال ہی کی بناء پر اس واقعے کو جھوٹ اور بہتان بتاتا ہے۔ چنانچہ صفحہ ۸۴ پر لکھتا ہے۔

میرے خیال میں اس میں بڑی غلط فہمی ہوئی ہے چونکہ ان پانچوں بھائیوں کے آپس میں از حد محبت تھی۔ خصوصاً چاروں بھائی اپنے بڑے بھائی یدھشٹر کی بہت تعظیم و عزت کرتے تھے۔ اس واسطے انھوں نے اجنبیت اور غیریت کو دور کرنے کے لیے یہ سمجھونا کر لیا ہوگا کہ ارجن کی بیوی سے دیوروں اور جیٹھوں کا سا برتاؤ نہ کیا جائے۔ پھر صفحہ ۸۵ پر لکھتا ہے۔

یہ صرف آپس میں اخلاص و پیار کا معاملہ تھا۔ اس میں دنیا کی ان باتوں کو دخل نہ تھا جو عورت مرد میں ہوا کرتی ہیں۔ اگرچہ ہر رات ایک بھائی درو پدی کے ساتھ علیحدہ رہتا تھا مگر درو پدی سے اس کا وہ تعلق نہ ہوتا تھا جو ارجن کو تھا ان چاروں کی شب باشیاں محض درو پدی کی حفاظت اور باہمی اتحادی فیصلے کا عمل درآمد تھا۔ ورنہ گھرداری کے برتاؤ میں سوائے ارجن کے اور کسی بھائی کی درو پدی میں شرکت نہ تھی۔

افسوس تو حسن نظامی کے ناپاک چیلوں پر ہے۔ ان میں کوئی کنھیا کے اس پجاری اور اپنے گرو حسن نظامی سے یہ پوچھنے والا نہیں کہ جب دروپدی کے ساتھ صرف ارجن ہی جماع کرتا تھا اور بھیم یدھشٹر نکل سہدیو کی دروپدی کے ساتھ شب باشیاں صرف حفاظت کے لیے ہوتی تھیں۔ تو دروپدی کے ساتھ ہر بھائی کے اپنے باری میں رات بھر علیحدہ رہنے میں کیا راز تھا۔ ایسی صورت میں حفاظت کا بہترین طریقہ یہی تھا کہ ارجن دروپدی کے ساتھ خلوت میں تنہا رہتا اور باقی چاروں بھائی باہر سے رات بھر اس کا پہرہ دیا کرتے۔ ایسی حفاظت کے کیا معنی کہ اس کے شوہر کو متواتر چار راتیں برابر اس کی خلوت میں سے نکال دیا جائے اور چاروں بھائیوں میں سے ایک ایک بھائی اپنی اپنی باری میں رات بھر دروپدی کے ساتھ شب باشی کرے اور خود شوہر متواتر چار راتیں اپنے تین بھائیوں کے ساتھ دروپدی کے فراق میں مبتلا رہ کر پھر پانچویں رات کو اپنی بیوی کے ساتھ گھرداری کا برتاؤ کر سکے۔ یہ ہے حسن نظامی کی ہندو نوازی یہ ہے اس کی کنھیا پرستی یہ ہے اس کی تاریخ نگاری۔ یہ ہے اس کی انشا نویسی۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

حسن نظامی بڑا عیار اور چالاک ہے۔ وہ جانتا تھا کہ کرشن کو نبی بنانے پر مسلمانوں میں اس کی مخالفت کا جوش پیدا ہو جائے گا اور اس کے دام افتادہ چیلوں میں بھی جن کے دلوں میں ذرا بھی ایمان باقی رہ گیا ہوگا وہ بھی اس سے ناراض ہو جائیں گے اس لیے اس نے کھلم کھلا

کسی جگہ پر بھی کرشن کو پیغمبر اور رسول نہیں لکھا البتہ اس کی مذہبی عزتیں و دینی عظمتیں گڑھ گڑھ کر مسلمانوں کے دلوں میں جمانے کی کوشش کی اور دو ایسے مقدمے بھی لکھ دیئے جن کو ترتیب دے کر بدیہی طور پر یہ نتیجہ نکل آئے کہ کنھیا کو حسن نظامی ضرور پیغمبر مانتا ہے۔ صفحہ ۱۵۴ پر لکھتا ہے۔ لالہ راجپت رائے صاحب کی کتاب سے میں نے کرشن بیتی لکھنے میں بہت فائدہ اٹھایا ہے مگر اس کے ساتھ ہی مجھے افسوس ہے کہ لالہ صاحب کی اس رائے سے مجھے سراسر اختلاف ہے جو انھوں نے سری کرشن کے اوتار ہونے یا مذہبی آدمی ہونے یا مصنف گیتا ہونے کے خلاف دی ہے یعنی وہ سری کرشن کو نہ اوتار مانتے ہیں نہ مذہبی رہنما۔ اور غضب یہ ہے کہ وہ اس سے بھی انکار کرتے ہیں کہ گیتا سری کرشن کی تصنیف ہے۔ پھر اسی صفحہ پر لکھا کہ اور لالہ راجپت رائے صاحب محض اس وجہ سے کہ گیتا کو سری کرشن کی تصنیف مان لیا جائے گا تو پھر ان کو اوتار بھی ماننا پڑے گا۔ کیونکہ گیتا میں انہوں نے خود اوتار ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ تصنیف گیتا کے منکر بنے جاتے ہیں۔ پھر اسی کتاب کے صفحہ ۱۶۲ پر طبع سوم کے ضمیمہ میں لکھتا ہے۔

ہندوؤں کے اوتار اور مسلمانوں کے پیغمبر کے ایک ہی معنی ہیں اور ان دونوں کے کچھ بھی فرق نہیں ہے اگر کچھ فرق ہے تو صرف زبان کا ہے۔ الفاظ کا ہے۔ عادات و خصائل کا ہے۔

سنی مسلمان بھائیو! خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وعلیٰ آلہٖ وسلم تمام شیاطین کے مکر و فریب سے ہم کو اور تم کو ہمیشہ محفوظ رکھیں۔ حسن نظامی نے صفحہ ۳۱ پر کرشن کی دید کو یا کرشن کی نگاہ کو خاک و افلاک کا احاطہ کرنے والا بتایا۔ اسی صفحہ پر اس کے جنم کو میلاد شریف کے طرز پر معاذ اللہ بیان کیا۔ اسی صفحہ پر اس کو سرّ الٰہی اور نور الٰہی کا پُتلا کہا۔ صفحہ ۳۳ پر اسے وحدت کا سمندر کہا۔ صفحہ ۳۴ پر اسے خدا کا مقبول کہا۔ صفحہ ۳۶ پر اس کی خدمت میں سلام پڑھا۔ صفحہ ۴۰ پر اسے ازلی ہوش و حواس کا خزانہ لے کر زمین پر اترنے والا کہنے کا افترا ہاتف پر جڑ دیا۔ صفحہ ۴۶ پر اسے پیشوائے دین اور دین کا ہادی کہا۔ صفحہ ۵۱ پر اسے عشقِ حقیقی کا مظہر بنایا اس کی عشق بازیوں کو عشقِ حقیقی کا پاک جذبہ ٹھہرایا۔ اس کو دنیا میں خدا کی طرف سے مظہر عشق بنا کر بھیجا ہوا کہا۔ صفحہ ۵۳ پر اس کو ایک بڑی اور اعلیٰ قوم کی رہبری پر خدا تعالیٰ کا مامور بتایا۔ صفحہ ۱۴۶ اور ۱۴۷ پر اپنے گڑھے ہوئے پیغمبر کے معجزے سے اپنے مینو کے مردہ بچے کا زندہ ہونا لکھا۔ چنانچہ لکھتا ہے۔

سری کرشن کا یہ معجزہ دیکھ کر تمام حاضرین ان کے قدموں میں گر پڑے صفحہ ۱۵۰ پر لکھا۔ سری کرشن بھی خدا کی طرف سے مامور تھے۔ کہ نافرمان بندوں کا قلع قمع کریں۔ صفحہ ۱۵۱ پر لکھا۔ روایت ہے کہ سری کرشن وفات پاتے ہی آسمان کی طرف اڑ کر چلے گئے۔ اور پھر ان کی لاش کا کہیں پتہ نہ لگا۔ کہنے ہیں یہ بیان خوش عقیدہ لوگوں کا منگھڑت ہے۔ مگر اس میں حیرت کی کیا بات ہے۔ روح تو

ہر حال ان کی مقام اعلیٰ پر گئی جسم بھی اگر خدا نے اٹھا لیا ہو تو کیا تعجب ہے۔ کیا حضرت عیسیٰ (علیہ الصلاۃ والسلام) مع جسم کے آسمان پر تشریف نہیں لے گئے تھے۔ اور جواب بھی وہاں موجود ہیں۔

اس عبارت میں اس نے صاف بتا دیا کہ حسن نظامی کا یہی عقیدہ ہے کہ حضرت سیدنا عیسیٰ روح اللہ وکلمۃ اللہ علیہ الصلاۃ والسلام کی طرح کنھیا بھی ایک جسم ہی کے ساتھ اڑتا ہوا آسمان پر چلا گیا۔ اور جو لوگ اس مضمون کو منگھڑت بناتے ہیں ان کا رد کر دیا اور جو مسلمان یہ مضمون ہندوؤں کے دیوتا کے متعلق ایک صوفی کہلانے والے سے سن کر چونکیں ان کو حضرت سیدنا روح اللہ علیہ الصلاۃ والسلام کا رفع جسمانی سنا کر مرعوب کرنا چاہا۔ اسی طرح اس نے اپنی ناپاک کتاب کرشن بیتی کے مختلف مقامات پر کنھیا کی ایسی تعریفیں تعظیمیں لکھیں جیسی مسلمان اہلسنت انبیاء و مرسلین علیہم الصلاۃ والسلام کی مدح و تعظیم کرتے ہیں۔ مگر صفحہ ۱۵۴ پر اس نے صاف صاف لکھ دیا کہ حسن نظامی کو لالہ راجپت رائے کی اس رائے سے اختلاف ہے کہ کرشن کوئی اوتار نہ تھا یعنی حسن نظامی تو کرشن کو اوتار مانتا ہے اور صفحہ ۱۶۲ پر صاف صاف لکھ دیا کہ حسن نظامی کے نزدیک ہندی زبان میں اوتار کے وہی معنیٰ ہیں جو مسلمانوں کے عرف شرعی میں پیغمبر کے معنیٰ ہیں۔ تو کھلم کھلا ثابت ہو گیا کہ حسن نظامی کنھیا کو اسی معنیٰ میں پیغمبر و رسول مانتا ہے جو اصطلاح شرع میں لفظ پیغمبر کے معنیٰ ہیں

سنی مسلمانو! تم اس کی مکاری وعیاری دیکھو کیسے کیسے چکروں کتنے کتنے پھندوں سے تمہاری مسلمانی کو پھنسا رہا ہے اور کیسی کیسی عیاریوں کیسی کیسی مکاریوں سے تمہارے دلوں میں کنھیا کی پیغمبری ورسالت کو جما رہا ہے ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ لیکن اتنی فریب کاریوں ایسی دغابازیوں کے باوجود بھی کلیجہ بانسوں اچھل رہا ہے کہ حسن نظامی کے قدم افتادہ چیلوں چیلوں پر جیسے ہی اس امر کا انکشاف ہوگا کہ ان کا گرو تو کنھیا کا امتی اور کرشن کی پیغمبری پر ایمان رکھنے والا ہے تو ان میں سے جس جس کے دل میں ذرہ بھر بھی ایمان ہوگا وہ سب کے سب اپنے پیر کے حلقۂ ارادت پر تھوک کر الگ ہو جائیں گے تو اپنے کفر وارتداد کو صوفیت کے پردے میں چھپاتا ہے۔ اسی ناپاک کتاب کرشن بیتی طبع سوم کے صفحہ ۱۳ و ۱۴ پر ایک دوسرے مرتد بلکہ اخبث الکفار واخبث المرتدین عبدالماجد بی۔ اے دریابادی مصنف "فلسفۂ اجتماع" کی ایک ناپاک تقریظ چھاپی۔ یہ عبدالماجد بی۔ اے وہی کافر و مرتد ہے جس کے رد میں حضور پرنور امام اہلسنت مجدد اعظم فاضل بریلوی سیدنا اعلیحضرت قبلہ مولانا شاہ عبدالمصطفےٰ محمد احمد رضا خان صاحب قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فتوائے مبارکہ مسمّٰی بنام تاریخی اکمل ذھب الواجد لتکفیر عبدالماجد چوبیس برس ہوئے اخبار صحیفۂ دکن میں شائع ہو چکا ہے۔ یہی بے دین عبدالماجد بی۔ اے اپنی اسی ناپاک تقریظ میں لکھتا ہے۔

حقیقت شناسی کی راہ میں حاملین شریعت ہمیشہ سب سے

زیادہ حائل رہے ہیں ان کے نزدیک دوسروں سے بے گانگی بلکہ نفرت عین ایمان ہے اور تعصب وسیلۂ نجات۔ خواجہ صاحب کی یہ اخلاقی جرأت قابل صد ستائش ہے کہ انھوں نے ایک ہندو بزرگ کی سیرت کو اپنا موضوع تصنیف قرار دے کر عملاً یہ دکھا دیا کہ ایک سچے صوفی یا طالب حق کی نظر کفر و اسلام کے ظاہری و سطحی امتیازات سے بہت ارفع و برتر ہوتی ہے۔

اس ناپاک عبارت میں بھی مرتد عبدالماجد بی اے نے متعدد کفریات خبیثہ بک ڈالے۔ حاملین شریعت کو حقیقت شناسی کی راہ میں سب سے زیادہ حائل بتانا شریعت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کی کھلی ہوئی شدید توہین ہے۔ یعنی مرتد عبدالماجد بی۔ اے کے ناپاک دھرم میں شریعتِ مطہرہ کے احکام کی فرماں برداری کرنے والا حقیقت شناسی سے محروم رہتا ہے اور شریعتِ محمدیہ علی صاحبہا و آلہٖ الصلاۃ والتحیۃ اپنے متبع کو حقیقت شناسی سے محروم رکھتی ہے اور شریعتِ مطہرہ کا بھیجنے والا اللہ واحد قہار ہے جل جلالہٗ اور شریعت اسلامیہ کے لانے والے حضور سیدنا محمد رسول اللہ ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم۔ تو مرتد عبدالماجد بی۔ اے کے نجس دھرم میں خود اللہ و رسول ہی معاذ اللہ حقیقت شناسی کی راہ میں حائل ہونے کی تعلیم دیتے رہے۔ جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم رسالۂ مبارکہ مسمیٰ بنام تاریخی "راز سیرت کمیٹی ملاحظ
۱۳۵۸ھ

ہو۔ اللہ و رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے دشمنوں کافروں مرتدوں سے اللہ و رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم ہی کی رضا کے لیے علیحدگی و نفرت و بغض و عداوت رکھنا فرض قطعی ضروری دینی ہے۔ قرآن عظیم کی صدہا آیات مبارکہ میں اس مسئلے کا روشن بیان واضح تبیان ہے۔ مگر مرتد عبدالماجد بی اے دریا آبادی کفار و مشرکین و منافقین و مرتدین کے ساتھ علیحدگی و مجانبت اور بحکم شریعت ان سے بغض و عداوت کو غلط و باطل ٹھہراتا اور اسی کو حقیقت شناسی سے محروم ہونے کا سبب بتاتا ہے۔ والعیاذ باللہ تبارک وتعالیٰ قرآن عظیم فرماتا ہے

فَلَمَّا تَبَیَّنَ لَهُ اَنَّهُ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ اِنَّ اِبْرَاهِیْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِیْمٌ ۝

یعنی پھر جب ابراہیم کو کھل گیا کہ وہ اللہ کا دشمن ہے اس سے تنکا توڑ دیا بیشک ابراہیم ضرور آہیں کرنے والا متحمل ہے۔ اور قرآن عظیم فرماتا ہے

قد كانت اسوة حسنة فی ابراهیم والذین معه اذ قالوا لقومهم انا برآؤ منكم ومما تعبدون من دون الله كفرنا بكم وبدا بیننا وبینكم العداوة والبغضاء ابدا حتی تؤمنوا بالله وحده ۝ یعنی بے شک تمہارے لیے اچھی پیروی تھی ابراہیم اور اس کے ساتھ والوں میں جب انھوں نے اپنی قوم سے کہا بیشک ہم بیزار ہیں تم سے اور ان سے جنہیں اللہ کے سوا پوجتے ہو۔ ہم تمہارے منکر ہوئے اور ہم میں اور تم میں دشمنی اور عداوت ظاہر ہوگئی ہمیشہ کے لیے جب تک تم ایک اللہ پر ایمان نہ لاؤ۔ تو مرتد عبدالماجد بی اے کے نجس دھرم میں حضرت سیدنا ابراہیم

خلیل اللہ علیہ الصلاۃ والسلام بھی معاذ اللہ حقیقت شناسی سے محروم بلکہ حقیقت شناسی کی راہ میں حائل تھے اور خود اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن عظیم کی صدہا آیات کریمہ میں حقیقت شناسی کی راہ میں حائل ہونے کا حکم دے رہا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ پھر مرتد عبدالماجد بی اے کے ملعون دھرم میں کفر واسلام کے درمیان صرف ظاہری وسطحی امتیاز ہے۔ ورنہ حقیقت اور باطن میں مرتد بی اے کے نزدیک کفر واسلام دونوں ایک ہی چیز کے دو نام ہیں دونوں کی حقیقت میں کچھ فرق نہیں۔ اس کفر ملعون نے تو سرے سے اسلام وایمان ودین وقرآن کی جڑ ہی کاٹ دی۔ اور مرتد عبدالماجد بی اے اگر بے توبہ مرا تو بے شمار ابدی لعنتوں سے اس کی قبر پاٹ دی ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ پھر مرتد بی اے کے خبیث دھرم میں سچا صوفی اور طالب حق وہی ہے جو نہ کافر ہو نہ مسلمان جس کے نزدیک کفر واسلام دونوں کی حقیقت ایک ہی ہو۔ اللہ تبارک وتعالیٰ تو اپنے سچے ولیوں کی تعریف یوں فرماتا ہے۔ الذین امنوا وکانوا یتقون ٥ یعنی جو کامل ایمان والے اور شریعت مطہرہ کے احکام کی کامل پابندی کرنے والے ہوں۔ مگر مرتد عبدالماجد بی اے کے نزدیک سچا صوفی اور طالب حق وہی ہے جو کفر وایمان دونوں کو ایک ہی سمجھتا ہو والعیاذ باللہ تبارک وتعالیٰ۔ بہرحال ہمیں اس وقت مرتد عبدالماجد دریاآبادی بی اے کے کفریات ملعونہ کو نار جہنم میں جھونک کر یہ کہنا ہے کہ اس ناپاک ملعون تقریظ کو شائع کر کے حسن نظامی اپنے کفریات ملعونہ کو تصوف کے پردے میں چھپا رہا ہے مگر ساتھ ہی اس کا یہ اقرار بھی ثابت

ہوگیا کہ اس کی ناپاک کتاب کرشن بیتی میں کفریات قطعیہ ضرور ہیں۔ مگر حسن نظامی شریعت مطہرہ کے قیود اور دین اسلام کے حدود سے بیگانہ وآزاد ہوکر ایسا صوفی ہوگیا ہے کہ اب حسن نظامی کے نزدیک کفرواسلام کے درمیان کچھ امتیاز ہی نہیں رہا۔ اور اب وہ کفرواسلام دونوں کی ایک ہی حقیقت سمجھتا ہے۔ مگر ایسے اعتقاد والے کو مرتد عبدالماجد دریابادی بی اے سچا صوفی یا طالب حق ٹھہرائے۔ مسلمان تو ایسے اقوال کفریہ صریحۂ قطعیہ کے قائل کو بحکم شریعت بے دین ملحد زندیق مرتد جانتے ہیں حسن نظامی اپنے گڑھے ہوئے پیغمبر کنھیا کی غلامی میں ایسا متوالا ہو رہا ہے کہ وہ گوکل و بندرابن کی گوپیوں کے ساتھ کنھیا کے مشہور واقعات کو عشق حقیقی کا پاک جذبہ بتانے کے لیے یورپ کے ایک کافر افسانہ نگار شکسپیر کے مقولہ کفریہ پر بھی ایمان لے آیا۔ صفحہ ۱۵ پر کہتا ہے۔ شکسپیر نے سچ کہا تھا نہ عشق کی حقیقت سمجھ میں آتی ہے نہ خدا کی ماہیت۔ لہٰذا خدا محبت ہے اور محبت خدا۔ یعنی شکسپیر نے خدا کو محبت اور محبت کو خدا بتایا ہے حسن نظامی کا بھی اس پر ایمان ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ محبت ایک صفت ذات طرفین ہے جس کا وجود محب و محبوب دونوں کے وجود پر موقوف ہے۔ تو حسن نظامی کا خدا بھی اپنے وجود میں دو چیزوں کے وجود کا محتاج ٹھہرا۔ پھر محبت جوہر بھی نہیں ایک عرض ہے جو اپنی ذات سے موجود ہی نہیں ہو سکتی۔ تو حسن نظامی کا خدا بھی مستقل وجود نہیں رکھتا۔ پھر دنیا میں جہاں کہیں جس کسی سے محبت ہے وہی حسن نظامی کا خدا ہے۔ پھر جب کبھی کسی کے ساتھ کسی کی محبت

منقطع ہوگئی تو حسن نظامی کا خدا فنا ہوگیا۔ وَالعیاذ باللہ تعالیٰ۔ حسن نظامی نے صرف کنھیا ہی کو پیغمبر نہیں ٹھہرایا بلکہ اپنے گڑھے ہوئے پیغمبر کنھیا کے امتیوں مشرکین ہنود کی کتاب وید کو بھی آسمانی کتاب بتادیا حالاں کہ ویدوں کے ماننے والوں میں بھی آج تک کوئی شخص ویدوں کو آسمانی کتاب نہیں مانتا کوئی کہتا ہے برہما کے چاروں مونہوں سے چاروں وید نکلے ہیں۔ کوئی کہتا ہے وید الیشوری گیان ہے۔ ان کے معانی ومفاہیم اگنی دایو آدت انگرہ چاروں رشیوں کے دلوں پر القا کئے گئے تھے پھر ان معانی کو ان رشیوں نے اپنے الفاظ میں ادا کیا ہے۔ کوئی کہتا ہے چاروں وید اگلے زمانے کے شاعروں کے اشعار کا مجموعہ ہیں مگر کنھیا کا پجاری حسن نظامی ان سب سے بڑھ کر اپنا ایمان یہ بتاتا ہے کہ وید آسمانی کتاب یعنی اللہ عزوجل کا کلام ہیں۔ چنانچہ صفحہ ۴۸ پر لکھتا ہے جو ہم قرآن کے سامنے سر جھکاتے ہیں ان کو تمام دنیا کے آگے پیش کرتے ہیں دنیا میں ہندوستان بھی ہے اس کو بھی قرآن پر عمل کرنے اس ہدایت پر چلنے کی ضرورت ہے۔ جو سری کرشن جی اور سری رام چندر کی تعلیم کے موافق ہے۔ جس میں آسمانی کتاب وید کی طرح توحید کی تلقین ہے۔

اس ناپاک عبارت کے رد میں پندرہ برس ہوئے گجراتی اخبار آفتاب اسلام احمد آباد نے ایک مضمون شائع کیا تھا جس کے جواب میں نہ تو خود حسن نظامی اب تک کچھ بول سکا نہ اس کے جواب کے لیے اس کا کوئی چیلہ اپنے لب کھول سکا مسلمانان اہلسنت کی آگاہی کے لیے ہم اس مضمون کا ضروری اقتباس پیش کرتے ہیں۔

مسلمانوں کے پردہ میں پنڈت شردھانند

خواجہ حسن نظامی

مسلمانو! آنکھیں کھول کر دوست و دشمن کو پہچانو

خواجگی کے دعویدار کفر کی تبلیغ کے ٹھیکیدار اسلام کی مخالفت کے علمبردار کرشن کنھیا کے امتی مسٹر جٹا دھاری خواجہ حسن نظامی دہلوی کرشن بیتی کے تیسرے ایڈیشن مطبع دیسی پرنٹنگ ورکس دہلی کے صفحہ ۴۸ پر لکھتے ہیں۔ ہم قرآن کے سامنے سر جھکاتے ہیں اور اس کو تمام دنیا کے آگے پیش کرتے ہیں۔ دنیا میں ہندوستان بھی ہے اس کو بھی قرآن پر عمل کرنے اور اس ہدایت پر چلنے کی ضرورت ہے۔ جو سری کرشن جی اور سری رام چندر جی کی تعلیم کے موافق ہے۔ جس میں آسمانی کتاب وید کی طرح توحید کی تلقین ہے۔

پیارے مسلمانو! خدا کے لیے انصاف کی نظر سے دیکھو۔ وہ حسن نظامی جو تبلیغ کے نام سے مسلمانوں سے ہزاروں روپے وصول کرتا ہے وہ کا ہے کی تبلیغ کر رہا ہے۔ وید کے آسمانی کتاب ہونے کی۔ مسلمانو! پنڈت شردھانند اور حسن نظامی میں کیا فرق ہے۔ وہ بھی وید

کے آسمانی کتاب ہونے کا پرچار کرتا تھا اور حسن نظامی بھی وید کے آسمانی کتاب ہونے کی تبلیغ کر رہا ہے مگر نہیں نہیں۔ ضرور دونوں میں فرق ہے۔ اور بہت بڑا فرق ہے وہ یہ کہ پنڈت شردھانند کھلم کھلا آریہ تھا جس سے عوام مسلمان بھی اس کے جال میں نہیں آتے تھے۔ اور حسن نظامی اسلام کے پردہ میں آریہ ہے جو دھوکہ دینے کے لیے قرآنِ عظیم کو ماننے کا اقرار بھی کرتا ہے اپنے آپ کو مسلمان بھی کہتا ہے۔ دکھانے کے لیے ظاہر میں آریوں سے مقابلہ بھی کرتا رہتا ہے مگر تبلیغ اسی بات کی کر رہا ہے کہ وید آسمانی کتاب ہے اسی کے دھوکے میں مسلمان بہت جلد آسکتے ہیں کیوں کہ یہ پنڈت نہیں کہلاتا بلکہ پیر اور خواجہ اور تبلیغ کا ٹھیکہ دار کہلاتا ہے۔ تو اس کھلے شردھانند سے اس چھپے شردھانند کا فتنہ بھولے نادان مسلمانوں کے لیے سخت نقصان پہنچانے والا ہے

حسن نظامی اور اس کے سب چیلے مل کر جواب دیں

مسٹر خواجہ حسن نظامی! آپ سے گزارش ہے کہ دنیا بھر کے آریہ تو پریشان و حیران ہیں اور وید کے آسمانی کتاب ہونے کا ثبوت نہیں لاسکے اور نہ کبھی لاسکتے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ مگر اب تو آپ نے وید کے آسمانی کتاب ہونے کا اعلان فرمایا ہے۔ بسم اللہ وید کا آسمانی کتاب ہونا ثابت کیجئے۔ ان سوالوں کے صاف صاف جوابات دیجئے آپ کہا کرتے ہیں کہ میں عالم نہیں۔ میں مباحثہ نہیں کر سکتا۔ یہ ہم نے مانا

کہ آپ دین کے عالم نہیں مگر یہ تو ایک ایسی بات ہے جس کے ثبوت میں تمام آریہ بھی آپ کی پشت پر ہوں گے۔ سُنا گیا ہے کہ آپ کے ہزاروں مُرید ہیں ان سب کو بلوائیے۔ سارے آریوں سے بھی زور لگوائیے۔ ہو سکے تو ان سوالات کے صاف صاف مدلل جوابات لائیے ورنہ اگر توبہ کی توفیق ہو تو علی الاعلان توبہ نامہ چھپوائیے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جائیے۔ اللہ عزو جل توفیق دے۔ آمین۔

(۱) کیا قرآن عظیم کی کسی آیت یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کسی حدیث میں توراۃ و زبور و انجیل کی طرح وید کو بھی آسمانی کتاب بتایا گیا ہے اگر ہاں تو وہ آیت یا حدیث لکھو۔

(۲) اگر آیت یا حدیث میں یہ مضمون نہیں تو کیا کسی عقلی دلیل سے وید کا آسمانی کتاب ہونا ثابت ہے اگر ہاں تو وہ عقلی دلیل پیش کرو۔

(۳) اگر وید آسمانی کتاب ہیں تو چاروں وید آسمانی کتابیں ہیں۔ یا تین یا دو یا ایک۔ اور ان کے نام بتاؤ۔

(۴) وید کس ملک میں نازل ہوا۔

(۵) کس زبان میں نازل ہوئی

(۶) کوئی فرشتہ آسمان سے لایا تھا یا خود بخود آسمان سے گر پڑا تھا

(۷) وید پورا ایک دم نازل ہو گیا یا تھوڑا تھوڑا۔ نازل ہوتا رہا۔

(۸) وید کس زمانے میں نازل ہوا۔

(۹) وید جس آدمی یا جن لوگوں پر اترا ان کے نام بتاؤ۔

(۱۰) کسی معتبر تاریخ سے ان کے واقعاتِ زندگی، چال چلن طرزِ معاش

بتاؤ۔

(۱۱) جن لوگوں پر وید نازل ہوئے انھوں نے خود بھی وید کے آسمانی کتاب ہونے کا دعویٰ کیا یا نہیں ؟

(۱۲) اگر انھوں نے دعویٰ کیا تو دنیا کے لوگوں نے ان کے اس دعوے کو تسلیم کیا یا مخالفت کی۔

(۱۳) جب تم وید کو آسمانی کتاب مانتے ہو تو جن لوگوں پر وید کا نازل ہونا بتاؤ ان کو تم نبی و رسول بھی مانتے ہو یا نہیں ؟

(۱۴) اگر ہاں تو ان لوگوں نے خود بھی نبوت و رسالت کا دعویٰ کیا یا نہیں ؟

(۱۵) اگر ہاں تو اس کا معتبر ثبوت کسی معتبر کتاب سے پیش کرو۔

(۱۶) لوگوں نے ان کے اس دعوے کو قبول کر لیا یا اس کی مخالفت کی ؟

(۱۷) انھوں نے اس دعوے کے ثبوت میں کچھ معجزے بھی دکھائے یا نہیں ؟

(۱۸) وید میں کچھ الٹ پلٹ پھیر بدل کمی زیادتی ہوئی یا نہیں ؟

(۱۹) کیا وید میں نیوگ اور آواگون اور مورتی پوجا کی تعلیم نہیں ؟

(۲۰) اگر بالفرض ہم آپ کی مان لیں کہ وید میں سراسر توحید کی تعلیم ہے اور اس میں شرک و کفر کی کوئی ایک بات بھی نہیں تو کیا شریعت اسلامیہ اس بات کی اجازت دیتی ہے کہ جس پرانی کتاب میں شرک و کفر کی باتیں نہ پائی جائیں اور اس کے مصنف کا پتہ نہ ہو تو اسے آسمانی کتاب مان لیا جائے اگر ہاں تو کون سی آیت کون سی حدیث ہے ؟

(۲۱) آپ سے پہلے کسی مسلمان عالم نے بھی وید کو آسمانی کتاب لکھا ہے یا یہ صرف آپ کی دماغی کوشش کا نتیجہ ہے؟

ان تمام سوالوں کے جوابات عقلی دلائل اور معتبر تاریخوں کے حوالے سے دیجئے۔ اس وقت یہ اکیس ہی سوالات پیش کئے جاتے ہیں۔ جب آپ اور آپ کے چیلے اور آپ کے ہم عقیدہ تمام آریہ لوگ ان کے جوابات دے لیں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ اور سوال آپ پر نازل کئے جائیں گے۔

یہ علت پہلے ملہم شیطانی مرتد قادیانی کو لگی کہ اس نے رام چندر اور کرشن کو بھی پیغمبر بنایا۔ اور یوں کہ اسے ہندوؤں کو اپنے حلقۂ تزویر میں لانے کے لیے کرشن اوتار ہونے کا بھی ادعا تھا۔ اب اس ملحد نے اس کی سنت کو پکڑا۔ کرشن اور گوپیوں کے باہمی تعلقات رادھا کا عشق یقیناً تواتر کے ساتھ ثابت ہے کہ اس کا انکار بغیر اس کے اصل وجود سے انکار کئے ممکن نہیں۔ جہاں سے جس طرح اس کا وجود ثابت ہے وہیں سے اسی طرح اس کی رادھا کے ساتھ عشق بازیاں گوپیوں کے ساتھ رنگ رلیاں بھی ثابت ہیں۔ اسی طرح اس کی گیتا میں اس کے صریح کفریات موجود ہیں جنھیں دیکھ کر اس کا کافر مشرک ہونا آفتاب سے زائد روشن طور پر ثابت ہو جاتا ہے۔ اکثر مقامات پر دعویٰ خدائی بت پرستی کی تعلیم تناسخ کا اعتقاد وغیرہ صریح کفریات ملعونہ بھرے ہیں۔ اسے نبی کہنا صراحۃً زنا کار کو نبی یا معاذ اللہ نبی کے لیے زانی ہونا جائز ماننا بلکہ کافر کو نبی یا عیاذاً باللہ نبی کو کافر مشرک ٹھہرانا ہے والعیاذ

باللہ تعالیٰ۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے مکتوبات جلد اول مکتوب صد و شصت و ہفتم صفحہ ۱۷۰ پر فرماتے ہیں

رام و کرشن و مانند آنہا کہ الٰہۂ ہنود اند از کمترانِ مخلوقات وے اند واز مادر و پدر زائیدہ اند رام پسر جسرت و برادر لچھمن و شوہر سیتا ہرگاہ رام زوجۂ خود را نگاہ نہ تواند داشت غیرے را چہ مدد نماید۔ یعنی رام اور کرشن اور ان کے سوا ہندوؤں کے جو اور دیوتا ہیں اللہ تعالیٰ کی ذلیل ترین مخلوق میں سے ہیں۔ اور ماں باپ سے جنے ہوئے ہیں رام جسرت کا بیٹا اور لچھمن کا بھائی اور سیتا کا شوہر ہے جب کہ رام خود اپنی بیوی کو نہیں بچا سکا۔ تو کسی دوسرے کی کیا مدد کرے گا۔ پھر اسی مکتوب میں صفحہ ۱۷۱ پر فرماتے ہیں۔

الٰہۂ ہنود خلق را بعبادت خود تلقین کردہ اند و خود را الٰہ دانستہ ہرچند بپروردگار قائل اند اما او را در خود حلول و اتحاد اثبات کردہ اند و از ہمیں جہت خلق را بعبادت خود می خوانند۔ و خود را الٰہ گویندہ اند و در محرمات بے تحاشی اقدام نمودہ بزعم آنکہ الٰہ از ہیچ چیز ممنوع نیست در خلق خود ہر تصرفے کہ خواہد بکند اقسام ایں تخیلات فاسد بسیار دارند ضلوا فاضلوا یعنی ہندوؤں کے ان دیوتاؤں نے مخلوقات کو خود اپنی عبادت کرنے کی ترغیب دلائی ہے۔ اور اپنے آپ کو انہوں نے معبود سمجھا ہے اگرچہ پروردگار کے قائل ہیں لیکن انہوں نے اپنی ذات میں اس کا حلول و اتحاد ثابت کیا۔ ہے اور اسی وجہ سے وہ مخلوقات

کو اپنی عبادت کی طرف بلاتے ہیں اور اپنے آپ کو انھوں نے معبود کہلوایا ہے اور حرام کاریوں میں بے تحاشا مبتلا ہوئے ہیں اس گمان پر کہ معبود کو کوئی چیز ناجائز نہیں ہے اپنی مخلوقات میں جو تصرف چاہے کرے اس قسم کے فاسد تخیلات بہت رکھتے ہیں وہ خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا۔

حسن نظامی نے صرف اسی رافضیت پروری اور ہندوئیت نوازی ہی پر اکتفا نہ کیا بلکہ اس نے رسالہ درویش جلد نمبر ۵/۹، ۶، مورخہ ۱۵، ستمبر ۱۹۲۵ء میں صفحہ ۱۲، سے صفحہ ۱۸، تک ایک ناپاک ملعون مضمون چھاپا۔ جو اس نے ۱۲، ستمبر ۱۹۲۵ء کو انجمن انصار المسلمین شملہ کے جلسے میں پڑھا اور پھر اس کو "مسلمانوں اور سکھوں کا راستہ،" نام رکھ کر محبوب المطابع برقی پریس دہلی میں بہ شکل رسالہ تین ہزار کی تعداد میں چھپوا کر مفت شائع کیا۔ اس میں سکھوں کے دھرم کو سچا اور اسلام کو معاذ اللہ غلط بتایا۔ اس مضمون ملعون کے رد میں ۱۵، برس ہوئے گجراتی اخبار آفتاب اسلام احمد آباد نے ایک ایمان افروز شیطان سوز مقالہ شائع کیا تھا۔ برادران اہلسنت سلمہم ربہم کی آگاہی کے لیے یہاں اس مقالے کا ضروری اقتباس پیش کرتے ہیں۔

حسن نظامی مسلمانوں کا صوفی ہے یا سکھوں کا گرو گھنٹال

مسلمانو! خدا کے لیے آنکھیں کھولو۔

رسالہ درویش جلد نمبر ۵، ۶، مورخہ ۱۵، ستمبر ۱۹۲۵ء میں صفحہ ۱۲ سے

صفحہ ۱۸ تک گئو ماتا کے پجاری کرشن کنھیّا کے پیغمبر ماننے والے وید کو آسمانی کتاب جاننے والے خواجگی کے دعویدار مسٹر جٹا دھاری خواجہ حسن نظامی کا ایک خطبہ چھپا ہے۔ جو اس نے ۱۲ ستمبر ۱۹۲۵ء انجمن انصار المسلمین شملہ کے جلسہ میں پڑھا اس کے صفحہ ۱۲ کالم اوّل پر لکھا۔

میرا دل چاہتا ہے کہ جب میں مروں تو میرا سر کسی سکھ دوست کے زانو پر ہو۔

مسلمانو! دیکھو وہ سکھ جو اسلام کے دشمن اور مسلمانوں کے خون کے پیاسے ہیں وہ حسن نظامی کو اس قدر پیارے ہیں کہ نہ اسے کلمہ پڑھ کر مرنے کی آرزو ہے نہ ایمان پر خاتمہ ہونے کی خواہش۔ اگر کچھ تمنا ہے تو صرف یہ کہ مرتے وقت کسی سکھ کے گھٹنے پر اس کا سر ہو۔ پیارے بھائیو! کیا اسلامی تبلیغ اسی کا نام ہے۔ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

اس کے بعد صفحہ ۱۳ کالم اوّل پر مسلمانوں کو لکھتا ہے۔

اب وقت آگیا ہے کہ تم سکھوں کو سمجھو سکھ مذہب کو سمجھو اور اپنے اور ان کے مربوط راستے کو سمجھو۔ صاف صاف مسلمانوں کو سمجھا رہا ہے کہ تم سکھ دھرم کو سمجھ کر اسے قبول کر لو۔ اس پر شاید حسن نظامی کے چیلے بھڑکیں کہ قبول کرنے کا حکم تو کہیں نہیں دیا صرف سمجھنے کو کہا ہے۔ تو صفحہ ۱۳ کالم دوم پر لکھتا ہے۔ سنو مسلمانو! تم موحد ہو خدا کو ایک مانتے ہو۔ سکھ بھی موحد ہیں خدا کو ایک مانتے ہیں۔ تم غیر خدا کی عبادت نہیں کرتے سکھ بھی غیر خدا کی عبادت نہیں کرتے اور توحید میں تمہارا ان کا راستہ ایک ہے تم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو اپنا ہادی اور رسول سمجھتے ہو

سکھ بھی اپنے گرو کو خدا کا راستہ بتانے والا ہادی خیال کرتے ہیں۔ تم قرآن مجید کو خدا کا کلام تسلیم کر کے اس کے احکام پر عمل کرتے ہو سکھ بھی گرنتھ صاحب کتاب کو اپنے مذہب کا رہنما سمجھتے ہیں اور اس کے احکام پر عمل کرتے ہیں جو اخلاقی تعلیم جھوٹ غیبت، ظلم، دغا، چوری، زنا، نشہ بازی وغیرہ کے خلاف تمہارے ہاں ہے وہی ان کے ہاں ہے۔ جن اچھی اخلاقی باتوں کو اسلام نے تاکید ہے انھیں اچھی باتوں کی سکھوں کے ہاں تاکید ہے۔ تم تہجد کے وقت بیدار ہو کر عبادت کرتے ہو سکھوں کے ہاں بھی پچھلی رات کو بیدار ہو کر عبادت کا حکم ہے۔ غرض تم میں اور سکھوں میں کوئی بات مذہبی اختلاف کی نہیں ہے۔ اور جو ہے تو وہ بہت ہی ادنیٰ اور معمولی بات ہے۔ جس کا اصولِ مذہب سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

مسلمانو! خدا کے لیے ذرا آنکھیں کھول کر دیکھو۔ صاف صاف اقرار کیا کہ سکھ لوگ حضور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر ایمان نہیں رکھتے۔ قرآن عظیم کو خدا کی کتاب نہیں مانتے اور پھر منہ بھر کر کہہ دیا کہ مسلمانوں اور سکھوں میں کوئی بات مذہبی اختلاف کی نہیں ہے اور جو ہے تو وہ بہت ہی ادنیٰ اور معمولی باتیں ہیں۔ جن کا اصول مذہب سے کوئی تعلق نہیں۔ آہ آہ پیارے بھائیو! کیا اس ملعون عبارت کا یہ ناپاک مطلب نہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لانا اور قرآن پاک کو کلام الٰہی ماننا یہ دونوں باتیں بہت ہی ادنیٰ اور معمولی ہیں جن کا مذہب کے اصول سے بھی کوئی تعلق نہیں۔ یہ تو فرعی باتیں ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلےٰ آلہ وسلم کو رسول ماننے یا

نہ مانے قرآن عظیم کو خدا کی کتاب مانے یا نہ مانے اسلام میں کوئی خلل نہیں آسکتا۔ بے دینوں پر خدا کی لعنت اور پھٹکار۔ آگے اپنے اس ملعون کفر میں اور ترقی کرتا ہے۔ کہتا ہے۔

اگر تم انصاف وعقل سے غور کروگے تو خود مان لوگے کہ ہم غلطی پر ہیں اور ہم کو سکھوں سے ایسی معمولی بات پر اختلاف نہ کرنا چاہیئے۔

ہیہات ہیہات دیکھو کیسا صاف بکتا ہے کہ مسلمان اگر انصاف وعقل سے غور کریں تو خود مان لیں گے کہ مسلمان غلطی پر ہیں اور سکھ دھرم سچا مذہب ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی رسالت پر ایمان لانا اور قرآن عظیم کو خدا کا کلام جاننا یہ دونوں باتیں غلط ہیں۔ مسلمانوں۔ کیا اب بھی حسن نظامی کے کافر مرتد، منافق، ملحد، زندیق، بیدین ہونے میں کچھ شک رہ سکتا ہے۔ اگر حضور انور علیہ الصلاۃ والسلام کی رسالت اور قرآن پاک کے کلام الٰہی ہونے کو غلط کہنے والا بھی کافر مرتد نہیں۔ تو پھر ابوجہل وابولہب کو کیوں کافر کہا جاتا ہے۔ ملعونوں پر اللہ واحد قہار کی کڑی لعنت اسی خطبہ کے صفحہ ۱۴ کالم دوم پر لکھتا ہے۔

میں سکھوں کو مسلمان کرنا نہیں چاہتا نہ میرے عقیدے میں سکھوں کو مسلمان کرنے کی ضرورت ہے کیوں کہ ان میں کوئی اصولی بات اسلام کے خلاف مجھے معلوم نہیں ہوتی ممکن ہے کوئی ایسی بات سکھ مذہب میں ہو جو اصول اسلام کے خلاف ہو۔ لیکن بیس سال کی ذاتی معلومات کے بھروسے سے کہتا ہوں کہ مجھے تو سکھ مذہب میں اصول اسلام کے خلاف کوئی بات معلوم نہیں ہوتی بے شک حضرت رسول اللہ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی رسالت کو سکھ لوگ تسلیم نہیں کرتے لیکن اس رسالت کے مقصد کو مانتے ہیں یعنی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم دنیا میں خدا کا پیغام لائے تھے کہ خدا کو ایک مانو۔ اور اس کی ذات وصفات میں کسی کو شریک نہ بناؤ۔ اور کسی غیر خدا کی عبادت نہ کرو جس قدر سکھ ہیں وہ بھی سب خدا کو ایک مانتے ہیں اور اس کی ذات وصفات میں کسی غیر کو شریک نہیں کرتے اور کسی غیر خدا کی عبادت نہیں کرتے۔ گویا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم جو پیغام اپنی رسالت کے ذریعے لائے تھے اس کو سکھ قوم تمام وکمال تسلیم کرتی ہے تو گو وہ لفظ رسالت کو نہ مانے مگر مقصد رسالت کو تو مانتی ہے۔ پھر مجھے سکھوں کو مسلمان کرنے یا مسلمان کرنے کی خواہش کرنے یا سکھوں میں اشاعتِ اسلام کے لیے کوئی جوڑ توڑ کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

پیارے سنی بھائیو! دیکھو اس ملعون عبارت میں کیسا صاف اقرار ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت سے انکار کرنا ہرگز ایمان واسلام کے خلاف نہیں۔ اور یہ کہ جو شخص خدا کو ایک مانے اس کی ذات وصفات میں کسی کو شریک نہ بنائے۔ اس کے سوا کسی دوسرے کی عبادت نہ کرے پھر اگرچہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان نہ لائے قرآن عظیم کو خدا کی کتاب نہ مانے تو وہ بھی برحق ہے اور اسے مسلمان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں۔ پیارے

بھائیو! کیا ایسا کہنے والا کافر مرتد بے دین ملحد زندیق منافق نہیں، کیا کافر کے سر پر سینگ ہوتے ہیں، کیا مرتد کی پیٹھ پر دُم ہوتی ہے؟ مسلمان کا تو اجماع واتفاق ہے کہ جو شخص ہزاروں برس لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ جپتا رہے خدا کی ذات وصفات میں کسی کو شریک نہ کرے اس کے سوا کسی دوسرے کی عبادت نہ کرے مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر ایمان نہ لائے یا قرآن عظیم کے کسی ایک حرف کو جھٹلائے وہ مردود ہے کافر ہے ملعون ہے ملحد ہے زندیق ہے۔ اس کی توحید توحید نہیں چمر توحید ہے اور یہ چمر توحید ہی اس کے گلے میں لعنت کا طوق بن کر اسے جہنم میں ابدی عذاب کے لیے گھسیٹ لے جائے گی۔

حسن نظامی کہتا ہے کہ سکھ قوم رسالت کے مقصد کو مانتی ہے اس کو یہ بھی نہیں معلوم کہ رسالت کا مقصد کیا ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ اِنَّا اَرسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝ یعنی اے محبوب بے شک ہم نے تم کو حاضر و ناظر اور خوشخبری دینے والا ڈر سنانے والا بھیجا۔ اس لیے کہ اے لوگو! تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم وتوقیر کرو۔ اور صبح وشام اللہ کی پاکی بولو۔ دیکھو اللہ عزوجل دین اسلام بھیجنے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو رسول بنانے کے تین مقصد فرماتا ہے۔ اللہ عزوجل ورسول پر ایمان لانا رسول کی تعظیم وتوقیر کرنا اللہ کی عبادت کرنا۔ اور پہلے ہی مقصد میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر ایمان لانے کو داخل فرمایا۔ تو جس

نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نبی و رسول ہونے سے انکار کیا اس نے رسالت کے پہلے ہی مقصد کو نہ مانا مگر حسن نظامی نہ قرآن کی سنتا ہے نہ اللہ عزوجل کا فرمان مانتا ہے اپنی ہی بکے جاتا ہے کہ سکھ قوم رسالت کے مقصد کو مانتی ہے بے ایمانوں پر خدا کی لعنت۔ دوسری آیت میں فرماتا ہے وما ارسلنٰک من رسول الا لیطاع باذن اللہ یعنی نہیں بھیجا ہم نے کسی رسول کو مگر اسی لیے کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے۔ دیکھو اللہ نے آیت کریمہ میں صاف صاف رسول کی اطاعت کو رسالت کا مقصد بتایا کیوں کہ رسول کی اطاعت میں توحید عبادت اور تمام مسائل دین سب آجاتے ہیں۔ قرآن پاک تو رسول کی اطاعت کو رسالت بتائے اور حسن نظامی کہے کہ سکھ قوم رسالت کے مقصد کو مانتی ہے۔ بے دینوں پر خدا کی لعنت۔ اللہ تعالیٰ ایک قوم کا حال بیان فرماتا ہے یریدون ان یفرقوا بین اللہ ورسلہ ویقولون نومن ببعض ونکفر ببعض ویریدون ان یتخذوا بین ذلک سبیلا ہ اولئک ھم الکفرون حقا واعتدنا للکفرین عذابا مھینا ہ وہ لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان جدائی ڈال دیں اور کہتے ہیں کہ ہم کسی کو مانتے ہیں اور کسی کو نہیں مانتے ہیں۔ (خدا کو مانتے ہیں رسول کو نہیں مانتے یا کسی رسول کو مانتے ہیں اور کسی رسول کو نہیں مانتے ہیں) اور چاہتے ہیں کہ اس کے درمیان ایک راستہ نکالیں (کہ صرف توحید ہی مانیں اور رسالت کا انکار کریں) یہی لوگ پکے کافر ہیں اور ہم نے ان کافروں کے لیے ذلت والا عذاب

تیار کر رکھا ہے۔ ملاحظہ ہو خدا تو فرمائے کہ جو شخص خدا کو مانے اور رسول کو نہ مانے وہ پکا کافر ہے اور اس کے لیے ذلت والا عذاب ہے۔ مگر حسن نظامی کہتا ہے کہ نہیں نہیں بس وہ حق پر ہے اسے اسلام لانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ مسلمانو! اگر حسن نظامی سچا ہو تو معاذ اللہ خدا کا کلام جھوٹا ہو جائے گا۔ مگر نہیں نہیں سچے خدا کا سچا کلام یقیناً قطعاً سچا اور حق ہے تو حسن نظامی ضرور کافر مرتد جھوٹا ہے۔ بھائیو خدا کے لیے آنکھیں کھولو۔ حسن نظامی تمہاری جیبیں خالی کراتا ہے تمہیں سے ہزاروں کے چندے وصول کرتا ہے اور تبلیغ کس بات کی کرتا ہے۔ ان کفریات کی دید آسمانی کتاب ہے۔ قرآن کو کلام الٰہی ماننا مذہب کے اصول میں سے نہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی رسالت پر ایمان لانا کچھ ضروری نہیں۔ یہ تو بہت ادنیٰ اور معمولی بات ہے۔ بلکہ معاذ اللہ مرتدوں کے منہ میں خاک۔ قرآن کلام الٰہی ہونا اور حضور علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام کا رسول ہونا غلط ہے۔ سکھ دھرم سچا ہے دیکھو دیکھو سنبھلو ڈاکوؤں سے ایمان کی دولت کو بچاؤ۔ تمہارے ہی پیسے سے کفر کی تبلیغ کی جا رہی ہے۔ اب تم خود ہی انصاف سے کہو کہ حسن نظامی مسلمانوں کا صوفی ہے یا سکھوں کا گرو گھنٹال؟ صفحہ ۱۲ کالم دوم پر لکھتا ہے۔ سکھوں اور مسلمانوں کے عقائد میں کوئی تفریق نہیں ہے وہ دونوں ایک ہی ہیں۔ ہاں ہاں حسن نظامی اور اس کے سارے چیلے سب مل کر جواب دیں۔ کیا سکھ پانچوں وقت کی نماز کو فرض جانتے ہیں۔ کیا سکھ رمضان المبارک کے روزے کو فرض جانتے ہیں۔ کیا سکھ

زکوٰۃ دینے کو فرض مانتے ہیں۔ کیا سکھ حج کرنے کو فرض جانتے ہیں
کیا سکھ انبیاء و مرسلین بالخصوص حضور سید المرسلین علیہ و علیہم الصلاۃ
والسلام کی نبوت و رسالت پر ایمان رکھتے ہیں۔ کیا سکھ توراۃ و
زبور و انجیل اور قرآن پاک کے کلام الٰہی ہونے پر ایمان رکھتے ہیں۔
کیا سکھ فرشتوں کے وجود پر ایمان رکھتے ہیں۔ کیا مرنے کے بعد
قیامت کے دن سب لوگوں کے زندہ ہونے حساب کتاب ہونے
مسلمانوں کو جنت ملنے اور کافروں مشرکوں کے ہمیشہ ہمیشہ دوزخ
میں رہنے کو سکھ لوگ مانتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ان سوالوں کا جواب
صرف یہ ہوگا کہ ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ اتنا تو خود اس کذاب کو بھی اقرار ہے
کہ سکھ لوگ حضور سرور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رسول ہونے
اور قرآن عظیم کے کلام الٰہی ہونے پر ایمان نہیں رکھتے اور ظاہر ہے کہ
دوسرے اسلامی عقیدوں کو بھی تسلیم نہیں کرتے۔ اگر تمام اسلامی
عقیدوں کو مانتے تو سکھ کیوں رہتے مسلمان ہی نہ ہو جاتے۔ باوجود
اس کے یہ کہنا کہ سکھوں اور مسلمانوں کے عقیدوں میں کچھ فرق نہیں
کیسا ناپاک جھوٹ کیسی کھلی بے حیائی ہے۔ کیا حسن نظامی سے بڑھ کر
دنیا میں کوئی کذاب ہو سکتا ہے۔ حسن نظامی کے نزدیک یہ تمام
اسلامی عقیدے بالکل لغو و فضول ہیں جن کے نہ ماننے سے عقیدوں
پر کچھ اثر نہیں پڑ سکتا ہے کیوں کہ حسن نظامی کے نزدیک توحید کے
قائل دونوں ہیں مسلمان بھی اور سکھ بھی۔ لیکن حضور صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی رسالت اور قرآن عظیم کے کلام الٰہی ہونے کو مسلمان

مانتے ہیں سِکھ نہیں مانتے اسی طرح دوسرے اسلامی عقیدے مسلمان مانتے ہیں سِکھ نہیں مانتے۔ مگر حسن نظامی کہتا ہے کہ دونوں کے عقیدوں میں کچھ فرق نہیں جس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ جب توحید کو دونوں مانتے ہیں تو دونوں کے عقیدے ایک ہو گئے۔ اب حضور علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ وَالسّلام کو رسول اور قرآن عظیم کو کلام الٰہی اور دوسرے عقائد اسلامیہ کو کوئی مانے یا نہ مانے اس سے عقیدے میں کچھ فرق نہیں آسکتا۔ جبھی تو کہتا ہے کہ دونوں کے عقیدوں میں کچھ فرق نہیں ہے۔

پیارے بھائیو! انصاف سے کہو۔ مسلمان کہلانے والوں میں بحکم شریعت مطہرہ حسن نظامی سے بڑھ کر ڈبل کافر اور کون ہو گا جو اس طرح دین اسلام کو برباد کرنا چاہتا ہے۔ یہی مرتد حسن نظامی اپنے سفرنامہ میں ایک ملعون بکواس لکھتا ہے۔ جو اس نے صخرۂ مقدسہ بیت المقدس کے پاس حرم قدس میں بکی تھی۔

لے رب العالمین کے مجازی تخت! کہتے ہیں کہ تیرے پایہ کو پکڑ کر جو کچھ مانگا جائے وہ دیا جاتا ہے اس لیے آج میں وہ مانگتا ہوں جو آدم کی نسل میں کسی نے نہیں مانگا۔ اس نامعلوم جوش سے مانگتا ہوں جو کسی انسان کو نہیں دیا گیا جو کچھ کہوں وہ زیبا ہے کیوں کہ اس وقت میری شان اعلیٰ ہے۔ سن اگر تو سن سکتا ہے۔ نہیں تو میں اس کو مخاطب کروں گا جس کو تیرے واسطے کی ضرورت نہیں جو سمیع و بصیر ہے جو دانا و بینا ہے۔ اے دینے کی طاقت رکھنے والے ذرا میری ہمت وجرأت کو دیکھ۔ بلبلا سمندر سے بڑھنا

چاہتا ہے۔ ذرہ آفتاب کو گہن لگاتا ہے۔ دھواں آگ پر غالب ہونے کی فکر کرتا ہے۔ تیری دی ہوئی دلیری سے تیری بخشی ہوئی طاقت سے اس حقیقتِ لدُنّی سے جس کا اس وقت تیرے اور میرے سوا کوئی رازدار نہیں۔ لکھا ہے ان اللہ علی کل شئ قدیر ٭ خدا ہر چیز پر قادر ہے تو آج اپنی قدرت کے کمال کا امتحان دے۔ دیکھوں تجھ میں کتنی قدرت ہے معلوم کروں تو کس کس چیز پر قدیر ہے۔ عبدیت کی چادر سے پاؤں نکالتا ہوں اسرارِ وحدت کے حجرہ میں داخل ہوتا ہوں۔ میرا حکم ہے کہ تار کے کھمبے اکھاڑ دیئے جائیں۔ تار کاٹ ڈالا جائے۔ بے تار کے برقی اشاروں کو بھی مسدود کیا جائے۔ میں آمنے سامنے ہو کر اس ہنر سے جو آج مجھے حاصل ہے اس فن سے جس کو میرے سوا کوئی نہیں جانتا۔ تجھ سے ہم کلام ہوں گا۔ موسیٰ کو کوہِ طور کے ایک درخت پر جلوہ دکھا کر بلایا۔ میں اس صخرہ کے ستوں میں اپنی تجلی دکھا کر تجھ کو پکارتا ہوں۔ آ۔ اور جوتیاں اتار کر آ۔ اس مقدس زمین کا ادب کر۔ فرعون کی طرف تجھ کو نہیں بھیجا جائے گا۔ اس کا کام تمام ہو چکا۔ تجھ کو خود تیسری ہستی ناپید اکنار کا رسول بناتا ہوں جا اور اس کو میرا پیام پہنچا۔ اے سمجھ میں نہ آنے والے وجود! کب تک یہ حجاب صبر شکن قائم رہے گا۔ اٹھا دے آجا معبودیت کے سب جلوے دیکھ لیے۔ خدائی کے کل تماشے ملاحظہ کر لیے۔ کبریائی و جبروت کی ہر شان نظر سے گزر گئی۔ اب ذرا عبدیت کی سیر بھی کر اور چالیس دن کے واسطے تخت ربوبیت سے دست بردار

ہوکر بندوں کی صفت میں آن بیٹھ اور دیکھ کہ اس شان میں تو نے کیا اثر کیا۔ سوز کیا کیف پیدا کیا ہے۔ تیرے دل تماشہ پرست کی قسم تو اپنے بندوں کی کیفیات بندگی میں اثرات الوہیت سے زیادہ لطف دیکھے گا۔ تخت خالی مت چھوڑ۔ چلّے بھر کے لیے میں یہ بوجھ اٹھا سکتا ہوں ہاں ہاں مجھ میں اس بار کے تحمل کی ہمت ہے تو دیکھئے کہ میری چالیس روزہ خدائی کس آن بان کی ہوتی ہے۔ تاج پوشی الوہیت کے بعد میرا سب سے پہلا کام یہ ہوگا کہ تیرے دل کو محبّت کے نشتر سے زخمی کیا جائے اور زخم پر تصور کی نمک پاشی ہو۔ خوب ترساؤں گا۔ اپنی صورت نہیں دیکھنے دوں گا۔ وعدہ وعید میں ٹالوں گا۔ یہاں تک کہ تیری بے قراری تیرا اضطراب حد سے گزر جائے گا۔ آنسو ابلیں کلیجہ اچھلے منہ کو آئے۔ اور تو جانے بے بس بندہ خود مختار خدا کی دی ہوئی محبّت سے کیسی اذیت پاتا ہے فراق اس پر کتنے ظلم توڑتا ہے۔ معبود کا پردہ میں رہنا بندہ کے تخیلات کو کیسے کیسے اوہام میں غلطاں پیچاں رکھتا ہے۔ میری خدائی کا زمانہ مساوات کا زمانہ ہے۔ سب کی زبان ایک کر دوں گا۔ سب کے رنگ یکساں بنا دوں گا۔ عمر کے مدارج باقی نہیں رکھوں گا۔ مرض اور موت میرے ایامِ الوہیت میں فنا کے پردے میں رہیں گے۔ غم، فکر، غصہ کو اپنی طاقتِ ایزدی سے مٹا دوں گا۔ نصیحت اور بندوں کے خود عمل ورآمد کا منتظر نہیں رہوں گا۔ کھانے پینے اور حصولِ معاش کے تفکرات ناپید کر دیئے جائیں گے۔ رات دن کا فرق سردی وگرمی کا تفاوت

تری وخشکی کا امتیاز میرے ہاں مفقود ہو گا۔ نیند کیسی میں اپنے بندوں کو ہر وقت ہوشیار رکھوں گا۔ نیند کی غفلت بے اختیاری سنسانی یہ سب مجھ کو استبدادی حکومت کی چیزیں معلوم ہوتی ہیں۔ ان کا میرے آزاد دور میں کچھ کام نہیں۔ تو کیا تو سمجھتا ہے کہ یہ انقلاب تکلیف دہ ہو گا نہیں نہیں۔ میں خدا ہی کس کام کا ہوں گا۔ جو میرے افعال سے تکلیف پیدا ہو۔ ہر دکھ کو اپنے دستِ توانا سے مٹاؤں گا۔ جب میری خدائی کے دن پورے ہوں گے تو عین چالیسویں دن عرب کے ایک بشر محمد بن عبداللہ کے گھر میں اتر دوں گا اور تختِ خدائی تیرے حوالے کر دوں گا اور فوراً اس نیک اور مقبول بندے شفیع وامت نواز رسول سے عرض کروں گا کہ وہ تیری درگاہ میں میری خطا کی معافی چاہے اور میری گستاخیوں کی معذرت کرے اور کہے کہ اے حقیقت شناس پروردگار عالم اپنے اس حد سے گزرنے والے بندے کی مجذوبانہ باتوں سے ناراض نہ ہو۔ تو خدا ہے اور وہ بندہ۔ وہ چھوٹا ہے اور تو بڑا۔ از خورداں[1] خطا واز بزرگاں عطا

دیکھو نامۂ باتصویر سفر مصر و شام و حجاز و مؤلفہ حسن نظامی مطبوعہ دلی پرنٹنگ ورکس از صفحہ ۱۰۷ تا صفحہ ۱۰۹) ہم نے یہ طولانی ملعون بکواس ہذیانی ناپاک بڑے تمام و اکمال کے نقل کر دی ہے کہ کسی باطل کوش حق پوش کو یہ کہنے کی جرأت نہ رہے کہ آدھی عبارت لی ہے۔ پوری نہ لی

---

[1] بھم وُیمد ھم

عبارت پوری حسن نظامی کی لی جاتی تو شاید کچھ اور نتیجہ دیتی۔ لہٰذا اسلام پاک کے فدا یو! محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے شیدائیو! جونا پاک تمہارے واحد قہار قدوس وسبوح خدا جل جلالہ کے دربار عزت میں یوں ٹھٹھول کرے یوں توہین و استہزا کرے یوں شان الوہیت و کبریائی سے مسخرہ پن کرے کیا وہ کافر نہ ہوگا۔ اگر ایسا شخص بھی کافر نہ ہو تو دنیا میں اور کون اس سے بڑھ کر ہوگا جسے بحکم قرآن قرآن کا فر کہا جائے۔ نصاریٰ ویہود ومجوس وہنود اور کفرۂ عنود بھی یوں مسخرہ پن نہیں کرتے اس کا جواب اس کفرستان ہند میں بجز اس کے اور کیا ہو سکتا ہے؟ اللہ یستھزئ بھم ویمدھم فی طغیانھم یعمھون ۵ اس پر سخت ڈھٹائی یہ کہ اے حقیقت شناس پروردگار اپنے حد سے گزرنے والے بندے کی مجذوبانہ باتوں سے ناراض نہ ہو۔ یعنی یہ پاگلوں کی سی بات ہے۔ لہٰذا انصاف یوں تو فتنوں کا دروازہ کھل جائے ہر شخص کو یوں کفر بکنے کی عام آزادی مل جائے۔ جو چاہے بکے۔ گرفت پر کہہ دے یہ مجنونانہ باتیں ہیں مسلمانو! اس قائل سے پوچھو کہ تو ان اقوال ملعونہ کو دربار الٰہی میں ناپاک گستاخیاں اور کفر جانتا ہے یا نہیں اگر نہیں تو تجھ پر کفر ثابت اور اگر اس ناپاک عبارت کو مجموعۂ کفر جانتا ہے تو تو نے اسے کس لیے یہاں نقل کیا اور کیوں اس پر افتخار لایا۔ اسے اپنے لٹریچر میں گل سر سید احمد کر کے دکھایا۔ مسلمانو! امتحان بہت آسان ہے ابھی کھلا جاتا ہے کہ یہ عبارت توہین و کفر ہے یا نہیں ہے اور ضرور ہے اگر خود اسی قائل کو کوئی شخص کسی خط میں ایک ہزار گالیاں

مغلظات فاحشات لکھے اور آخر میں اسی طرح لکھ دے کہ اے حقیقت شناس دوست اپنے اس خدسے گزرنے والے خادم کی مجذوبانہ باتوں سے ناراض نہ ہو تو مخدوم ہے اور وہ خادم وہ چھوٹا ہے اور تو بڑا از خورداں خطا واز بزرگاں عطا کیا قائل اپنے ساتھ وہ معاملہ کیا جانے پر راضی رہے گا جو اس نے دربار عزت میں برتا نہیں ہرگز نہیں غصہ آئے گا۔ آتش غیظ کو بھڑکائے گا اور ہرگز ایک آن کے لیے اس پر راضی نہیں ہو سکتا۔ تو کیا صاف واشگاف آفتاب سے زیادہ روشن طور پر ثابت نہ ہو گیا کہ ضرور اس مردک نے اللہ عزوجل کی توہین کی اس کے دربار میں ٹھٹھول مخول استہزا اٹھا کیا۔ قال ربنا تبارک وتعالیٰ انا کفینٰک المستھزءین ﴿

اب اس مجموعۂ کفریات بے شمار کے بعض کفریات ملاحظہ ہوں

اللہ عزوجل سچا اور اس کا کلام سچا مسلمان پر جس طرح لا الٰہ الا اللہ ماننا اللہ سبحنہ وتعالیٰ کو احد صمد لاشریک لہ جاننا فرض اول ومناط ایمان ہے۔ یونہی الوہیت و وجوب وجود ومعبودیت وخدائی کو قطعاً یقیناً حتماً جزماً اللہ عزوجل سے خاص ماننا اور اس کے سوا کسی کے لیے الوہیت ومعبودیت بلکہ اس کے کسی صفت خاص کے استحقاق کو عقلاً شرعاً عادۃً ہر طرح محال و باطل و ناممکن جاننا فرض اجل وجز

ایمان ہے۔ اسی پر بعثتِ جملہ انبیاء وارسالِ تمام مرسلین وتنزیلِ کتب کتب الٰہیہ وتوراۃ وزبور وانجیل وقرآن ہے۔ جو شخص ذات باری جل جلالہ سے الوہیت خدائی کے زوال کو ناممکن جانے یا خدا کے سوا کسی کو بھی خدائی کا مستحق یا کسی کے لیے بھی الوہیت کو جائز مانے بلکہ جو اس کے محال ہونے میں شک بھی کرے بلکہ جو ادنیٰ ضعیف احتمال خفیف سے توہم خلاف بھی رکھے وہ بھی قطعاً یقیناً اجماعاً کافر ملعون مخلد فی النیران ہے۔ نہ ایسا کہ وہی کافر ہو بلکہ جو اس کے اس عقیدۂ ملعونہ پر مطلع ہو کر اسے کافر نہ جانے جو اس کے کافر ہونے میں شک وتردد کرے وہ بھی کافر بین الکفر جلی الکفران ہے۔ یہ مسئلہ تو وہ عظیم الشان ہے جس پر ابتدائے دنیا سے آج تک اجماع جملہ اہلِ ایمان واذعان ہے۔ مگر اہلِ بد دین مثل معتزلہ وجہمیہ وجبائیہ اور کرامیہ وغیرہم نے بھی اس کا خلاف نہیں کیا وہ بھی الوہیت وخدائی کو ذات باری تعالیٰ جل جلالہ کے لیے واجب اور اس کے زوال کو محال مانتے ہیں کسی غیر کا اس سے اتصاف ناممکن جانتے ہیں اور شرعاً جو چیز محال وناممکن ہے اس کے واقع ہونے کی دعا کرنا خدا سے یقیناً استہزا اور اس کی تکذیب طلب کرنا ہے مثلاً قرآن عظیم نے فرمایا کفار ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔ اب جو شخص یہ دعا مانگے کہ کفار کو ہمیشہ دوزخ میں نہ رکھ۔ وہ خدا سے یوں کہہ رہا ہے کہ تو اپنے فرمان کو جھوٹا کر دے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ اعلام بقواطع الاسلام میں فرمایا۔

اعلم ان الدعاء ینقسم الی کفر وحرام وغیرھما فمما ھو کفر ان یسأل نفی ما دل السمع القاطع علی ثبوتہ

کاللھم لا تعذب من کفر بک او اغفر لہ او لا تخلد فلانا الکافر فی النار لان ذلک طلب تکذیب اللہ تعالیٰ فیما اخبر بہ وھو کفر یعنی بعض دعا کفر ہوتی ہے جیسے کافر کے لیے مغفرت کی دعا یا یہ کہ اللہ عزوجل اسے ہمیشہ آگ میں نہ رکھے یا فلاں کافر کو عذاب نہ دے۔ کیوں کہ یہ طلب تکذیب خبر الٰہی ہے اور یہ کفر ہے۔ جب کافر کی مغفرت کے لیے دعا معاذ اللہ تکذیب الٰہی کی طلب اور کفر ہے تو خدا سے بندہ بننے کی دعا اور اپنے خدا ہونے کی دعا کہ تو بندہ ہوجا اور مجھے خدا بنا دے کیوں کر تکذیب الٰہی اور کفر ملعون نہ ہوگا بلکہ یہ تو تمام انبیاء و مرسلین علیٰ سیدہم وعلیہم الصلاۃ والسلام اور جمیع کتب الٰہیہ کی تکذیب ہے۔ جو کچھ کہوں وہ زیبا ہے۔ یہ ان کفریات کو زیبا کہا جو آگے بکے ہیں۔ اور کفر کو زیبا کہنا بھی کفر اور اس فقرہ کے کفریات کا شمار بعد کو رکھئے کہ جتنے کفریات اس نے بکے ان سب کو زیبا کہنا اتنے ہی کفریات ہوں گے۔ یہ ایک کفر کتنے کفروں پر مشتمل ہوا پھر اس میں تمام انبیاء و مرسلین علیہم الصلاۃ والسلام کی بھی تکذیب ہے۔ پھر جو ذات ایک بندہ سے کم ہو وہ ہرگز خدا نہیں تو اس میں خدا کی الوہیت کا بھی انکار ہوا۔ پھر جب اس میں اللہ عزوجل کی الوہیت سے معاذ اللہ انکار ہوا تو سارے قرآن عظیم کے کلام خدا ہونے سے انکار ہوا۔ غرض ایک یہی کفر اس نے ایسا بکا جو اگر تفصیل کی جائے تو معلوم ہوجائے کہ بے شمار کفریات پر مشتمل ہے۔ نہ الوہیت ہی باقی رکھی۔ نہ رسالت۔ یہی ایک کفر ایسا نہیں بلکہ اس نے یہاں ہر کفر ملعون ایسا

ہی بکا ہے جو کفریات ملعونہ کثیرہ کا جامع ہے۔ پھر کہا۔ بلبلا سمندر سے بڑھنا چاہتا ہے۔ ذرّہ آفتاب کو گہن لگاتا ہے۔ دھواں آگ پر غالب ہونے کی فکر کرتا ہے۔ اس میں اللہ عزوجل کو سمندر آفتاب اور آگ کہا اور خود ذرّہ بلبلا دھواں بنا۔ کون مسلمان نہیں جانتا کہ خدا پر غالب ہونے کی فکر کرنے والا اللہ عزوجل کی توہین کرنے والا قطعًا کافر ہے یہ اکٹھے تین کفر ہوئے۔ پھر بکا۔ اس حقیقت لدنی سے جس کا اس وقت تیرے اور میرے سوا کوئی رازدار نہیں۔ انھیں تین ملعون کفروں کو حقیقت لدنی کا مقتضا بتایا۔ یہ پھر تین کفر ہوئے۔ تو آج اپنی قدرت کے کمال کا امتحان دے۔ دیکھوں تجھ میں کتنی قدرت ہے معلوم کروں تو کس کس چیز پر قادر ہے۔ یہ اللہ عزوجل کی بارگاہ عزت میں کھلی تین گستاخیاں اور تین کفر ہوئے۔ پھر یہ دراصل خدا کے بندہ بننے اور اپنے خدا بننے کی تمہید ہے یعنی تو بندہ بن جا اور مجھے خدا بنادے اگر تو ایسا نہ کرے تو ہر شے پر قادر نہیں ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

ملعونو! اللہ عزوجل بیشک قادر ہے اس کی قدرت اس کی صفت قدیمہ غیر متناہیہ ہے۔ تمام ممکنات اس کے دائرۂ قدرت میں داخل ہیں۔ واجبات و محالات کو شامل ہونے سے اس کی قدرت پاک و منزہ ہے ورنہ معاذ اللہ خدا خدا نہ رہے۔ تفصیل کے لیے حضور پر نور امام اہلسنت مجدد دین و ملت سیدنا اعلیحضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتاب مستطاب مسمّٰی بنام تاریخی سبحٰن السبوح عن عیب کذب مقبوح دیکھو کہ ایمان نصیب ہو۔ واللہ الہادی۔ یہاں کہنا تو یہ ہے

کہ قائل کہتا ہے کہ اگر بندہ نہ بنا اور مجھے چالیس روز کے لیے تو نے خدائی نہ دی۔ تو تو عاجز ہے ہر چیز پر قدیر نہیں۔ اپنی قدرت میں کامل نہیں۔
والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ یہ تین کفر ہوئے۔ عبدیت کی چادر سے پاؤں نکالتا ہوں۔ اسرار وحدت کے حجرہ میں داخل ہوتا ہوں۔ یعنی معاذ اللہ عبدیت سے نکلنا اور خدا بننا ہے۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ یہ اشد کفر ہوا
میرا حکم ہے کہ تار کے کھمبے اکھاڑ دیئے جائیں تار کاٹ ڈالا جائے۔ بے تار کے برقی اشاروں کو بھی مسدود کیا جائے۔ معاذ اللہ خدا کو حکم دینا اس سے اعلیٰ بننا ہے۔ کوئی ادنیٰ اپنے سے اعلیٰ کو حکم نہیں دیتا اس سے عرض کرتا ہے۔ اس فقرے میں معاذ اللہ تین حکم خدا کو دیئے۔ تو یہ تین کفر ہوئے۔ میں آمنے سامنے ہو کر اس ہنر سے جو آج مجھے حاصل ہے اس فن سے جو میرے سوا کوئی نہیں جانتا تجھ سے ہم کلام ہوں گا۔
قرآن عظیم کا ارشاد ہے کہ اس دنیا میں اللہ عزوجل سے آمنے سامنے ہو کر بے پردہ و بے حجاب کوئی بشر کلام نہیں کر سکتا۔ وہ فرماتا ہے وماکان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا اومن وراء حجاب اویرسل رسولا فیوحی باذنہ ما یشاء کسی بشر کو یہ قدرت نہیں کہ اللہ سے ہم کلام ہو مگر بذریعۂ وحی کے یا حجاب عزت وسراپردۂ جلال کے پیچھے سے یا اللہ کسی رسول کو بھیجے تو وہ اپنے حکم سے اس پر وحی کرے جو چاہے۔ اس قائل نے صراحۃً اس آیت کریمہ کو جھٹلایا۔ یہ ایک کفر خبیث ہوا۔ پھر بلکا موسیٰ کو کوہ طور پہ جلوہ دکھا کر بلایا۔ میں اس صخرہ کے سُتون میں اپنی تجلی دکھا کر تجھ کو پکارتا ہوں۔ اس فقرہ ملعونہ میں اللہ عزوجل کی توہین اور موسیٰ علیہ

الصلاۃ والسلام سے اپنے آپ کو افضل بتاتا ہے تو یہ دو کفر ہوئے۔ اور جوتیاں اتار کر آ۔ اس مقدس زمین کا ادب کر۔

آہ آسمان سے ایسے ملعونوں پر آگ نہیں برستی۔ زمین ایسے ابلیسوں کو نگل نہیں جاتی۔ مگر ہاں صدقہ ہے اس رحمت عالم تاجدار انبیاء سبز گنبد والے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا کہ ایسے مرتدین بدلگام کی رسّی ڈھیلی چھوڑ دی گئی ہے وما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم سنستدرجھم من حیث لا یعلمون ○ واملی لھم ان کیدی متین ○ غرض یہ دو کفر توہین ذاتِ الوہیت کے ہیں اور تیسرا یہ کہ خدا کو مجسّم مانا جس کے پیر بھی ہیں اور جوتیاں بھی پہنتا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ یہ ایک کفر اور بدستور کفریات کثیرہ کو شامل اور الوہیت اللہ عزوجل کا معطل ہوا۔ فرعون کی طرف تجھ کو نہیں بھیجا جائے گا اس کا کام تمام ہو چکا تجھ کو خود تیری ہستی ناپیدا کنار کا رسول بناتا ہوں جا اس کو میرا پیام پہنچا۔ یہ اللہ عزوجل کی شان میں تین توہینیں اور تین کفر ہیں۔ پھر اس میں خدا کو رسول بنایا اور خود معاذاللہ خدا بنا۔ اور ذات باری کو بجائے فرعون ٹھہرایا یا یہ تین کفر ہیں۔ اب ذرا عبدیت کی سیر بھی کر اور چالیس دن کے واسطے تخت ربوبیت سے دست بردار ہو کر بندوں کی صف میں آن بیٹھ۔

اوپر بیان ہو چکا کہ یہ بکواس تمام انبیاء و مرسلین علی سیدہم وعلیہم الصلاۃ والسلام اور سارے قرآن پاک کی تکذیب ہے۔ اس ملعون عبارت میں تین بار یہ بکواس ہے۔ عبدیت کی سیر کر۔ یعنی بندہ بن جا تخت ربوبیت سے دست بردار ہو جا۔ یعنی اپنی ربوبیت زائل کر دے۔ بندوں میں

آن بیٹھ۔ اول تو اللہ عزوجل کی توہین اور تین کفر۔ دوسرے یہ کہ اللہ عزوجل سے اس کے تمام انبیاء و مرسلین علیہم الصلاۃ والسلام کی تکذیب کی۔ تین بار طلب ہے یہ کتنے کفر ہیں۔ تیسرے یہ کہ اس میں سارے قرآن پاک کی تکذیب کی۔ تین بار طلب ہے۔ تو یہ کس قدر بے شمار کفر ہوئے۔ پھر کہا۔ تیرے دل تماشا پرست کی قسم تو اپنے بندوں کی کیفیات بندگی میں اثرات الوہیت سے زیادہ لطف دیکھے گا۔ خدا کا دل پھر تماشہ پرست۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ دو کفر تو یہی ہوئے۔ پھر کیفیات بندگی میں اثرات الوہیت سے زیادہ لطف۔ یہ ایک کفر ہوا۔ تخت خالی مت چھوڑ۔ چلے بھر کے لیے میں یہ بوجھ اٹھا سکتا ہوں۔ ہاں ہاں مجھ میں اس بار کے تحمل کی طاقت ہے۔ وہی بات ہے کہ تو بندہ بن جا اور مجھے خدا بنا دے اور یہ کہ خدا معاذ اللہ مجسم ہے اور یہ کہ وہ محیط نہیں بلکہ محاط ہے۔ جب تو اس کا تخت اس سے خالی ہو سکے گا۔ یہ اللہ عزوجل کی شان میں توہین اور کفر اور دو بار طلب تکذیب انبیاء علیہم السلام والسلام و تمام قرآن پاک ہونے کے سبب خارج از حدِ شمار کفر ہوئے۔ تو دیکھا کہ میری چالیس روزہ خدائی کس آن بان کی ہوتی ہے۔ یہ اللہ عزوجل کی توہین اور اسے جاہل بنانا ہے۔ ایک کفر اور طلب تکذیب جملہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام۔ و تکذیب تمام قرآن ہے۔ تو بدستور بے شمار کفر ہوئے۔ تاج پوشی الوہیت کے بعد میرا سب سے پہلا کام یہ ہوگا۔ وہی کفر جلی تیرے دل کو محبت کے نشتر سے زخمی کیا جائے۔ زخم پر تصور کی نمک پاشی ہو۔ خوب ترساؤں گا

اپنی صورت نہیں دیکھنے دوں گا۔ وعدہ وعید میں ٹالوں گا۔ یہاں تک کہ تیری بے قراری تیرا اضطراب حد سے گزر جائے۔ آنسو ابلیں کلیجہ اچھلے منہ کو آئے۔ دل اور اس کا زخمی کرنا۔ زخم اور اس پر نمک پاشی ترشانا اپنی صورت دیکھنے نہ دینا۔ وعدہ وعید میں ٹالنا، بے قراری، اضطراب اور ان کا حد سے گزر جانا، آنسو اور ان کا ابلنا، کلیجہ اور اس کا اچھلنا، منہ اور اس تک کلیجے کا آنا اور سب باتیں حسن نظامی کی محبت ہیں۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

مسلمان دیکھیں یہ ان کے رب جل جلالہ کی شان میں کیسی منہ بھر کر سٹری بیس گالیاں بکی گئی ہیں۔ یہ بیس کفر ہوئے اور بدستور ہر ایک کثیر کفریات پر مشتمل تو جانے کہ بے بس بندہ خود مختار خدا کی دی ہوئی محبت سے کیسی اذیت پاتا ہے۔ فراق اس پر کتنے ظلم توڑتا ہے۔ معبود کا پردہ میں رہنا بندہ کے تخیلات کو کیسے کیسے اوہام میں غلطاں پیچاں رکھتا ہے یعنی خدا کا یہی حال ہوگا تو خدا بے بس ہوگا۔ اس مرتد کی محبت سے اذیت پائے گا۔ مرتد کا فراق اس پر ظلم توڑے گا۔ مرتد کا پردہ میں رہنا خدا کے تخیلات کو اوہام میں غلطاں پیچاں رکھے گا۔ اور یہ کہ خدا جاہل ہے۔ مسلمانو! دیکھو تمہارے خدا واحد قدوس کو اس بدلگام نے کیسی منہ بھر کر گیارہ گالیاں سنائیں۔ یہ گیارہ کفر ہوئے۔ پھر اس عبارت میں دو بار اپنے آپ کو خدا معبود اور اللہ عزوجل کو معاذ اللہ بندۂ بے بس بندہ کہا۔ یہ کیسے گندے دو کفر ہوئے۔ میری خدائی کا

زمانہ مساوات کا زمانہ ہوگا۔ سب کی زبان ایک کر دوں گا۔ سب کے رنگ یکساں بنا دوں گا۔ عمر کے مدارج باقی نہیں رکھوں گا۔ موت اور مرض میرے ایام الوہیت میں فنا کے پردے میں رہیں گے۔ غم غصہ فکر کو اپنی طاقت ایزدی سے مٹا دوں گا۔ نصیحت اور بندوں کے خود عمل در آمد کا منتظر نہیں رہوں گا۔ کھانے پینے اور حصول معاش کے تفکرات ناپید کر دیئے جائیں گے۔ رات دن کا فرق، سردی گرمی کا تفاوت، تری خشکی کا امتیاز میرے ہاں مفقود ہوگا۔ نیند کیسی میں اپنے بندوں کو ہر وقت ہوشیار رکھوں گا۔ نیند کی غفلت بے اختیاری، سنسانی یہ سب مجھ کو استبدادی حکومت کی چیزیں معلوم ہوتی ہیں۔ ان کا میرے آزاد دور میں کچھ کام نہیں۔ یہ پچیس اعتراض ہیں جو اس مرتد نے اللہ عزوجل پر کیئے کہ یہ سب چیزیں جور و استبداد و ظلم ہیں۔ مساوات اور آزادی کے خلاف ہیں۔ پھر اپنی شان بتائی کہ اس سے اچھی خدائی کروں گا۔ تو پچیس بار اپنے نفس ناپاک کو خدا سے افضل ٹھہرایا۔ یہ پچاس کفر ہیں۔ پھر پچاس یہ اور تین وہ۔ میری خدائی میرے ایام الوہیت طاقت ایزدی ترپن[۵۳] بار تمام انبیاء و مرسلین علیہم الصلاۃ والسلام وجملہ آیات قرآن عظیم کو جھٹلایا تو اس میں کا ہر کفر کس قدر کفریات کو شامل ہوا۔ تو سمجھتا ہے کہ یہ انقلاب تکلیف دہ ہوگا۔ نہیں نہیں میں خدا کس کام کا ہوں گا۔ جو میرے افعال سے تکلیف پیدا ہو۔ ہر دکھ کو اپنے دست توانا سے مٹا دوں گا۔ صاف منہ پھاڑ کر بک دیا کہ جس کے افعال سے تکلیف پیدا ہو وہ خدا کس کام کا ہوگا اور خود ہی پچیس دکھ اور تکلیفیں بھی گنائیں تو اس مرتد نے صاف کہہ دیا کہ اللہ عزوجل کس کام کا

خدا ہے۔ الا لعنۃ اللہ علی الظلمین اور وہی خدا کو جاہل ٹھہرانا اور وہ جو سمجھا بھی، ہوا سے غلط بتانا کیسے شدید کفر جلی ہوئے۔ جب میری خدائی کے دن پورے ہوں گے تو تخت خدائی تیرے حوالے کر دوں گا۔ یہ دو کفر ہوئے۔ الحمد للہ الحمد للہ ان ملعون توہینوں کا دربار الٰہی میں گستاخیاں ہونا خود اس قائل کو بھی مسلم ہے وہ خود ملعون توہینوں کو گستاخیاں کہتا ہے۔ اب مسلمان خود ہی ایمان سے کہہ دیں کہ اللہ عزوجل کی شان میں گستاخیاں کرنے والا مسلمان ہے یا کافر مومن ہے یا مرتد خاسر والعیاذ باللہ العزیز الغافر

جو شخص اتنے کفریات بکتا ہو اس سے اس کی کیا شکایت کہ اپنے پیشوایان طریق ہندوؤں مشرکوں کو مہا نمار وح اعظم لکھے۔ ان کی خوشامد و فضلہ خواری میں ترک گاؤ کشی لکھ کر ذبیحۂ قربانی گاؤ کو حرام کرائے ہمارے پیشوا امام علامہ محمد بوصیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایسے کافر ابو جہل ملعون کی شان میں سچ فرمایا۔ ما علی مثلہ یعد الخطاء وحسبنا اللہ ونعم الوکیل وا فضل الصلوٰۃ واکمل السلام یا لتبجیل علی محبوبہ الجلیل وحبیبہ الجمیل وآلہ وصحبہ وابنہ وحزبہ وعلماء ملتہ واولیاء امتہ وعلینا وعلی سائر اھل سنتہ الیٰ یوم یعطی المؤمنون الاجر الجزیل ویذوق الکفار والمشرکون والمرتدون العذاب الوبیل۔ نسأل اللہ العفو والعافیۃ واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین ٥ بہرحال اس تفصیل سے ہر سنی مسلمان پر روشن وظاہر ہے کہ حسن نظامی اپنے کفریات قطعیہ یقینیہ کثیرہ

کے سبب بحکم شریعت مطہرہ ایسا مرتد کافر کہ جو شخص اس کے قطعی یقینی کفر پر مطلع ہونے کے بعد بھی اس کو مسلمان سمجھے یا اس کے کافر مرتد ہونے میں شک کرے یا اس کو کافر مرتد کہنے میں توقف کرے وہ بحکم شریعت اسلامیہ زندیق بے دین خاسر والعیاذ باللہ العزیز القادر الرحیم الغافر واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔

جواب سوال دہم : فرقۂ احرار اشرار بھی فرقۂ نیچریہ کی ایک شاخ ہے۔ اس ناپاک فرقے کے بڑے بڑے مکلبین یہ ہیں۔ ملکی شیخ جی امام الخوارج مبلغ وہابیہ ایڈیٹر النجم عبدالشکور کاکوروی ۲ صدر مدرسہ دیوبند حسین احمد اجودھیا باشی ۳ شبیر احمد دیوبندی، عطاء اللہ بخاری حبیب الرحمٰن لدھیانوی، احمد سعید دہلوی، نائی عن الاسلام کفایت اللہ شاہجہانپوری، عبدالغفار خاں سرحدی گاندھی، اس فرقے کا سرغنہ مسٹر ابوالکلام آزاد ہے۔ جو امام الاحرار کہلاتا ہے۔ مرتد عبدالشکور ایڈیٹر النجم خارجی کاکوروی کے عقائد خبیثہ کی تفصیل بازغ مع رد بالغ رسالہ مسمّٰی بنام تاریخی مبلغ وہابیہ کی زاری ورسالۂ مبارکہ بنام تاریخی مبلغ وہابیہ کا گریز اور حضرت استاذی المعظم ملاذی المکرم ناصر الاسلام شیر بیشۂ سنت مظہر اعلیٰ حضرت مولانا مولوی حافظ قاری مفتی شاہ ابوالفتح عبیدالرضا محمد حشمت علی خاں صاحب قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی دام ظلہم العالی کی کتاب مستطاب مسمّٰی بنام تاریخی الفتح والتاج لمحب محفل معراج ملقب بلقب تاریخی سیوف پیمبر برمیون

ایڈیٹر اور کتاب مستطاب مسمّٰی بنام تاریخی اجلی نجوم رجم برایڈیٹر
النجم میں ملاحظہ ہو۔ مسٹر ابو الکلام آزاد کے عقائد نجسہ کی تفصیل تام اور
ان پر رد اور شرعی احکام حضرت استاذی المعظم شیر بیشۂ سنت
ناصر الاسلام مولانا مولوی حافظ قاری مفتی شاہ ابو الفتح عبید الرضا محمد حشمت علی
خاں قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی دام ظلہم الاقدس کے رسالۂ مبارکہ
مسمّٰی بنام تاریخی قھر القھار علی اصول الکانذ ھویۃ الکفار
اور حضور پر نور امام اہلسنت مجدد اعظم اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی مولانا شاہ
عبد المصطفیٰ محمد احمد رضا خاں صاحب قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
وارضاہ عنا کے رسالۂ مقدسہ مسمّٰی بنام تاریخی تابع النور علی سوالات
جبلفور میں ملاحظہ ہوں۔ مختصراً یہاں بھی کچھ بیان کرنا منظور۔ وما
العون الا من اللہ العزیز الغفور ہ

مسٹر ابو الکلام آزاد اپنی تفسیر ترجمان القرآن میں لکھتا ہے۔

جب سب کا پروردگار ایک ہے اور ہر انسان کے لیے ویسا ہی
نتیجہ ہے جیسا اس کا عمل ہے تو پھر خدا اور مذہب کے نام پر یہ عالمگیر
جنگ وجدال کیوں برپا ہے وہ (قرآن) بار بار کہتا ہے میری تعلیم اس
کے سوا کچھ نہیں ہے کہ خدا پرستی اور نیک عملی کی طرف بلاتا ہوں میں کسی
مذہب کو نہیں جھٹلاتا میں کسی رہنما سے انکار نہیں کرتا۔ سب کی یکساں
تصدیق اور سب کی مشترکہ اور متفقہ تعلیم میرا دستور العمل ہے پھر میرے
خلاف تمام پیروان مذہب نے کیوں اعلانِ جنگ کر دیا ہے اور یہی وجہ
ہے کہ ہم دیکھتے ہیں اس (قرآن) نے کسی مذہب کے پیرو سے بھی یہ مطالبہ

نہیں کیا کہ وہ نیا عقیدہ یا نیا اصول قبول کرلے بلکہ ہر گروہ سے وہ یہی مطالبہ کرتا ہے کہ اپنے اپنے مذہب کی حقیقی تعلیم پر سچائی کے ساتھ کاربند ہوجائے ۔ وہ (قرآن) کہتا ہے اگر تم نے ایسا کرلیا تو میرا کام پورا ہوگیا کیونکہ میرا پیام کوئی نیا پیام نہیں ہے وہی قدیم اور عالمگیر پیام ہے جو بانیان مذہب دے چکے ہیں (ترجمان القرآن جلد اول صفحہ ۱۴۵) ایک صفحے کے بعد لکھتا ہے کہ دنیا میں عقائد وافکار کا کتنا ہی اختلاف ہو لیکن کچھ باتیں ایسی ہیں جن کے اچھے ہونے پر سب کا اتفاق ہے اور کچھ باتیں ایسی ہیں جن کے برے ہونے پر سب متفق ہیں مثلاً اس بات میں سب کا اتفاق ہے کہ سچ بولنا اچھا ہے جھوٹ بولنا برا ہے ۔ اس میں سب کا اتفاق ہے کہ دیانتداری اچھی بات ہے اور بد دیانتی برائی ہے ۔ اس سے کسی کو اختلاف نہیں کہ ماں باپ کی خدمت ، ہمسایہ سے سلوک ، مسکینوں کی خبرگیری ، مظلوم کی دادرسی انسان کے اچھے اعمال ہیں ۔ اور ظلم اور بد سلوکی برے اعمال ہیں گویا یہ وہ باتیں ہوئیں جن کی اچھائی عام طور پر جانی بوجھی ہوئی ہے ۔ جن کے خلاف جانا عام طور پر قابل انکار واعتراض ہے ۔ دنیا کے تمام مذاہب ، دنیا کے تمام اخلاق ، دنیا کی تمام حکمتیں ، دنیا کی تمام جماعتیں دوسری باتوں میں کتنا ہی اختلاف رکھتی ہوں لیکن جہاں تک ان اعمال کا تعلق ہے سب ہم آہنگ وہم زبان ہیں ۔
قرآن کہتا ہے یہ اعمال جن کی اچھائی عام طور پر نوع انسانی نے جانی بوجھی ہوئی ہے دین الٰہی کے مطلوبہ اعمال ہیں ۔ اسی طرح وہ اعمال جن سے

عام طور پر انکار کیا گیا ہے اور جن کی برائی پر تمام مذاہب متفق ہیں۔ دینِ الہی کے ممنوعہ اعمال ہیں۔ یہ بات چوں کہ دین کی اصلِ حقیقت تھی اس لیے اس میں اختلاف نہ ہوسکا اور مذہبی گروہوں کی بے شمار گمراہیوں اور حقیقت فراموشیوں پر بھی ہمیشہ معلوم و مسلم رہی۔ ان اعمال کی اچھائی اور برائی پر نوعِ انسانی کے تمام عہدوں تمام مذہبوں اور تمام قوموں کا عالم گیر اتفاق ان کی الہامی اصلیت پر ایک بہت بڑی دلیل ہے۔ بس جہاں تک اعمال کا تعلق ہے میں انھیں باتوں کے کرنے کا حکم دیتا ہوں۔ جن کی اچھائی عام طور پر جانی بوجھی ہوئی ہے اور انھیں باتوں سے روکتا ہوں جن سے عام طور پر نوعِ انسانی نے انکار کیا ہے۔ یعنی میں معروف کا حکم دیتا ہوں منکرات سے روکتا ہوں۔ پس جب میری دعوت کا یہ حال ہے تو پھر کسی انسان کو بھی جسے نیکی اور راست بازی سے اختلاف نہیں کیوں مجھ سے اختلاف ہو وہ (قرآن) کہتا ہے یہی راہِ عمل نوعِ انسانی کے لیے خدا کا ٹھہرایا ہوا فطری دین ہے اور فطرت کے قوانین میں تبدیلی نہیں ہوسکتی۔ یہی الدین القیم ہے یعنی سیدھا اور درست دین جس میں کسی طرح کی کجی اور خامی نہیں یہی دین حنیف ہے جس کی دعوت حضرت ابراہیم نے دعوت دی تھی اسی کا نام میری اصطلاح میں الاسلام ہے۔ یعنی خدا کے ٹھہرائے ہوئے قوانین کی فرماں برداری۔ پھر چند سطروں کے بعد لکھتا ہے۔ کہ وہ (قرآن) کہتا ہے خدا کا ٹھہرایا ہوا دین جو کچھ ہے یہی ہے۔ اس کے سوا کچھ بنا لیا گیا ہے۔ وہ انسانی گروہ بندیوں کی گمراہیاں

ہیں پس اگر تم خدا پرستی کی اصل پر جو تم سب کے یہاں اصل دین ہے۔ جمع ہو جاؤ اور خود ساختہ گمراہیوں سے باز آجاؤ۔ تو میرا مقصد پورا ہو گیا۔ میں اس سے زیادہ کچھ نہیں چاہتا۔ (ترجمان القرآن جلد اول ص۱۵ تا ۱۵)

ان ساری عبارتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ اسلام صرف ان باتوں کا نام ہے جن میں کسی مذہب و ملت کا کسی دین اور دھرم کا کسی گروہ کا کسی جماعت کا کسی قوم کا اختلاف نہ ہو جیسے سچ بولنا، دیانت داری کرنا، ظلم نہ کرنا، جھوٹ نہ بولنا، بددیانتی نہ کرنا اور جن باتوں میں اختلاف ہے جیسے نماز پڑھنا، روزہ رکھنا، زکوٰۃ دینا، حج کرنا، خدا کو ایک ماننا جنت و دوزخ کو مقام آرام و آلام تسلیم کرنا حشر و نشر عذاب و ثواب قبر وغیرہا تمام ضروریات دینیہ کا اقرار کرنا منکر ضروریات دین کو کافر و مرتد جاننا، جو تعلیمات و مسائل قرآن عظیم کو اپنی اوندھی اندھی لولی لنگڑی اور ناکار برآر عقل اور سائنس کے سانچے میں ڈھال کر پیش کرے اسے زندیق و ملحد یقین کرنا بلکہ سرے سے قرآن عظیم ہی کو ماننا کہ اس میں بھی تو وہ مسائل ہیں جن میں کفار کو اختلاف ہے۔ اسلام ہی کو حق جاننا اور دوسرے تمام ادیان کو ادیانِ باطلہ سمجھنا، مذہب اہلسنت ہی کو برحق یقین کرنا اور دوسرے تمام مذاہب دیوبندی، وہابی چکڑالوی، قادیانی، خاکساری، احراری، لیگی، کانگریسی وغیرہ وغیرہ کو کفر و بد مذہبی سمجھنا۔ ان سارے مسائل دینیہ یقینیہ کو برحق تصور کرنا یہ سب خود ساختہ گمراہیاں ہیں گروہ بندیوں کی حقیقت فراموشیاں ہیں

دینِ قیم کے خلاف ہیں ان کو الاسلام سے سروکار نہیں۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ کیوں کہ وہ صاف کہہ چکا کہ ان متفق علیہ و مشترکہ باتوں کے سوا جو کچھ بنالیا گیا ہے وہ انسانی گروہ بندیوں کی گمراہیاں ہیں سرے سے اللہ تعالیٰ کے وجود ہی پر تمام انسانوں کا اتفاق نہیں۔ بدھشٹوں، جینیوں، دھریوں کو معاذ اللہ وجود خدا ہی سے انکار ہے تو اس نے قرآن پاک کا فرمان معاذ اللہ یہ بتایا کہ بس سچ بولو، جھوٹ مت بولو، دیانتداری کرو بددیانتی سے کام نہ لو۔ ماں باپ کی خدمت ہمسایہ سے سلوک، مسکینوں کی خبرگیری، مظلوم کی دادرسی کرتے رہو ظلم اور بدسلوگی سے پرہیز رکھو۔ بس صرف ایسی ہی چند باتیں جو سب انسانوں کی متفق علیہ ہیں انھیں پر عامل ہو جاؤ اور اسلام و قرآن رسول و رحمٰن جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا سرے سے قطعًا انکار کر کے کھلے ہوئے دہریئے بن جاؤ بس تم مسلمان ہو گئے اسی کا نام الاسلام ہے اسی کا نام الدین القیّم ہے۔ والعیاذ باللہ تبارک وتعالیٰ۔ آہ کیسا غضب ہے۔ دہریت کو اسلام بتا کر اس کی اشاعت کی جا رہی ہے۔ حیف کیسا ظلم ہے کہ انکار قرآن کو قرآنی تعلیم بتایا جا رہا ہے۔ افسوس! کیسا ستم ہے کہ بے دینی کا نام الدین القیم رکھا جاتا ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُون ٥

یہ ہے گاندھی کی غلامی یہ ہے احرار گاندھویہ کی امامی، یہ ہے مسٹر کی ابوالکلامی۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ یہی مرتد ابوالکلام آزاد اپنی اسی ناپاک کتاب ترجمان القرآن کے صفحہ ۱۳۰ و ۱۳۱ پر لکھتا ہے

قرآن کہتا ہے کہ خدا کے جتنے پیغمبر ہوئے خواہ وہ کسی زمانے اور کسی گوشے میں ہوئے ہوں سب کی راہ ایک ہی تھی اور سب خدا کے ایک عالمگیر قانونِ سعادت کی تعلیم دینے والے تھے۔ یہ عالمگیر قانونِ سعادت کیا ہے؟ ایمان اور عمل صالح کا قانون ہے یعنی ایک پروردگار عالم کی پرستش کرنی اور نیک عملی کی زندگی بسر کرنی اس کے علاوہ اور اس کے خلاف جو کچھ بھی دین کے نام سے کہا جاتا ہے دین حقیقی کی تعلیم نہیں ہے۔ پھر صفحہ ۱۳۷ پر لکھتا ہے۔ قرآن کہتا ہے کہ نہیں یہ اعمال و رسوم نہ تو دین کی اصل و حقیقت ہیں نہ ان کا اختلاف حق و باطل کا اختلاف ہے۔ یہ محض مذہب کی عملی زندگی کا ظاہری ڈھانچہ ہے۔ لیکن روح و حقیقت ان سے بالاتر ہے اور وہی اصل دین ہے۔ یہ اصل دین کیا ہے؟ ایک خدا کی پرستش اور نیک عملی کی زندگی۔ یہ کسی ایک گروہ ہی کی میراث نہیں ہے کہ اس کے سوا کسی انسان کو نہ ملی ہو۔ یہ تمام مذاہب میں یکساں طور پر موجود ہے۔ چوں کہ یہ اصل دین ہے نہ تو اس میں تغیر ہوا اور نہ کسی طرح کا اختلاف۔ اعمال و رسوم فرع ہیں اس لیے ہر زمانہ اور ہر ملک کی حالت کے مطابق بدلتے رہے۔ اور جس قدر بھی اختلاف ہوا انہیں میں ہوا۔ پھر صفحہ ۱۳۸ پر یہ کہتا ہے۔ اصل مقصود یعنی خدا پرستی اور نیک عمل کی تعلیم تو اس میں سب متفق رہے۔ کسی مذہب نے بھی یہ تعلیم نہیں دی کہ خدا کی بندگی نہیں کرنی چاہیئے۔ کسی نے بھی نہیں سکھلایا کہ جھوٹ بولنا سچ بولنے سے بہتر ہے۔ پس جب اصل مقصود سب کا ایک ہے تو محض ظواہر و اعمال کے اختلاف سے کیوں ایک دوسرے

کا مخالف و معاند ہو جائے۔ کیوں ہر گروہ ایک دوسرے کو جھٹلائے۔ کیوں مذہبی سچائی کسی ایک ہی نسل و گروہ کی میراث سمجھ لی جائے۔ صفحہ ۱۴۱ پر آیتِ کریمہ لکھتا ہے ان الذین امنوا والذین ھادوا والنصاریٰ والصابئین من امن باللہ والیوم الاخر وعمل صالحًا فلھم اجرھم عند ربھم ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون ۝ پھر اس کا یہ ناپاک کفری ترجمہ گڑھتا ہے۔ جو لوگ (پیغمبرِ اسلام پر) ایمان لائے ہیں وہ ہوں یا وہ لوگ ہوں جو یہودی کہلاتے ہیں یا نصاریٰ اور صابی ہوں کوئی بھی ہو اور کسی گروہ بندی سے تعلق رکھتا ہو لیکن خدا کا قانونِ نجات یہ ہے کہ جو بھی اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان لایا اور اس کے کام بھی اچھے ہوئے تو وہ اپنے ایمان و عمل کا اجر اپنے پروردگار سے ضرور پائے گا۔ اس کے لیے نہ تو کسی طرح کا کھٹکا ہے نہ کسی طرح کی غمگینی۔ پھر لکھتا ہے۔ یعنی دین سے مقصود تو خدا پرستی اور نیک عملی کی راہ تھی وہ کسی خاص حلقہ بندی کا نام نہ تھا کوئی انسان ہو کسی نسل و قوم سے ہو کسی نام سے پکارا جاتا ہو لیکن اگر خدا پرست اور نیک عمل ہے تو دینِ الٰہی پر چلنے والا ہے اور اس کے لیے نجات ہے۔ پھر صفحہ ۱۶۳ پر لکھتا ہے کہ اس نے (قرآن نے) صاف صاف لفظوں میں اعلان کر دیا کہ اس کی دعوت کا مقصد اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ تمام مذاہب اپنی مشترکہ اور متفقہ سچائی پر متفق ہو جائیں وہ کہتا ہے تمام مذاہب سچے ہیں لیکن پیروانِ مذہب سچائی سے منحرف

ہو گئے ہیں۔ اگر وہ اپنی فراموش کردہ سچائی از سر نو اختیار کر لیں۔
تو میرا کام پورا ہو گیا اور انھوں نے مجھے قبول کر لیا۔ تمام مذاہب کی
یہی مشترک اور متفقہ سچائی ہے۔ جسے وہ الدین اور الاسلام
کے نام سے پکارتا ہے اور صفحہ ۱۶۴، پر لکھتا ہے۔ اگر کوئی صورت
رفع نزاع کی ہو سکتی ہے تو وہ وہی ہے جس کی دعوت لے کر قرآن
نمودار ہوا ہے۔ کہ تمام مذاہب سچے ہیں کیوں کہ اصل دین ایک ہی ہے
اور وہ سب کو دیا گیا ہے لیکن تمام پیروان مذاہب سچائی سے منحرف
ہو گئے ہیں۔ پھر تین سطر بعد لکھتا ہے۔ قرآن کہتا ہے کہ تمام مذاہب کی
یہی مشترک اور متفقہ حقیقت الدین ہے یعنی نوع انسانی کے لیے
حقیقی دین اور اسی کو وہ الاسلام کے نام سے پکارتا ہے اور اللہ عزو
جل فرماتا ہے ان الدین عند اللہ الاسلام وما اختلف الذین
اوتوا الکتٰب الا من بعد ما جاءھم العلم بغیا بینھم ومن
یکفر بایٰت اللہ فان اللہ سریع الحساب ٥ فان حآجوک
فقل اسلمت وجھی للہ ومن اتبعن وقل للذین اوتوا
الکتب والامیین ءاسلمتم فان اسلموا فقد اھتدوا
وان تولوا فانما علیک البلغ واللہ بصیر بالعباد ٥ یعنی
بے شک اللہ کے یہاں اسلام ہی دین ہے۔ اور پھوٹ میں پڑے
کتابی مگر بعد اس کے کہ انھیں علم آچکا اپنے دلوں کی جلن سے اور جو اللہ
کی آیتوں کا منکر ہو تو بے شک اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔ پھر

اے محبوب اگر وہ تم سے حجت کریں تو فرما دو میں اپنا منہ اللہ کے حضور جھکائے ہوئے ہوں اور جو میرے پیرو ہوئے۔ اور کتابیوں اور اَن پڑھوں سے فرماؤ کیا تم نے گردن رکھی پس اگر وہ گردن رکھیں جب تو وہ راہ پا گئے اور اگر وہ منہ پھیریں تو تم پر یہی حکم پہنچا دینا ہے۔ اور اللہ بندوں کو دیکھ رہا ہے (ترجمہ رضویہ) لیکن مرتد ابوالکلام آزاد ان دونوں مبارک آیتوں کا خلاصہ گڑھ کر اپنے ناپاک الفاظ میں اپنی اسی ناپاک کتاب ترجمان القرآن کے صفحہ ۴۲۸ پر یوں لکھتا ہے۔

یہود و نصاریٰ اور مشرکین عرب سے اتمام حجت کی اصل دین خدا پرستی ہے۔ ساری باتیں چھوڑ دو۔ یہ بتلاؤ تمہیں خدا پرستی سے اقرار ہے یا انکار؟ اگر اقرار ہے تو سارا جھگڑا ختم ہو گیا کیوں کہ اسلام کی حقیقت اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ اگر انکار ہے تو پھر جن مدعیان مذہب کو خدا پرستی ہی سے انکار ہو ان سے بحث و نزع کیا سود مند ہو سکتی ہے اور اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔ افغیر دین اللہ یبغون ولہٗ اسلم من فی السمٰوات والارض طوعًا وکرھًا والیہ یرجعونْ

قل اٰمنا باللہ وما انزل علینا وما انزل علیٰ ابرٰھیم واسمٰعیل واسحٰق ویعقوب والاسباط وما اوتی موسیٰ وعیسیٰ والنبیونْ من ربھم لا نفرق بین احد منھم ونحن لہ مسلمون ○ ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ وھو فی الاخرۃ من الخسرین ○ یعنی تو کیا اللہ کے دین کے سوا اور دین چاہتے ہیں اور اسی کے حضور گردن رکھے ہیں جو کوئی آسمانوں اور زمین

میں ہیں خوشی اور مجبوری سے اور اسی کی طرف پھریں گے۔ یوں کہو کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو ہماری طرف اترا اور جو اترا ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق اور یعقوب اور ان کے بیٹوں پر اور جو کچھ ملا موسیٰ اور عیسیٰ اور انبیاء کو ان کے رب سے۔ ہم ان میں کسی پر ایمان میں فرق نہیں کرتے اور ہم اسی کے حضور گردن رکھے ہوئے ہیں اور جو اسلام کے سوا کوئی دین چاہے گا تو وہ ہرگز اس سے قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں زیاں کاروں سے ہے (ترجمۂ رضویہ) لیکن مرتد ابوالکلام آزاد ان مبارک آیتوں کا اپنے ناپاک الفاظ میں خلاصہ گڑھ کر اپنی اسی ناپاک کتاب ترجمان القرآن کے صفحہ ۴۹۷ پر یوں لکھتا ہے

اللہ کا دین اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ اس کے ٹھہرائے ہوئے قوانین فطرت کی اطاعت ہے اور آسمان و زمین میں جس قدر مخلوق ہے سب قوانین الٰہی کی اطاعت کر رہی ہے پھر اگر تمہیں اللہ کے قانون فطرت سے انکار ہو تو اور کون سا قانون ہو سکتا ہے؟ کیا تمہیں اس راہ پر چلنے سے انکار ہو سکتا ہے؟ جس پر تمام کارخانۂ ہستی چل رہا ہے۔ یہی دین نوع انسانی کے لیے ہدایت کی عالمگیر راہ ہے۔ لیکن لوگوں نے اسے چھوڑ کر اپنی الگ الگ گروہ بندیاں کر لیں اور ہر گروہ دوسرے گروہ کو جھٹلانے لگا۔ قرآن اس لیے آیا ہے کہ اس گمراہی سے دنیا کی نجات دلا دے۔ وہ کہتا ہے کہ سچائی کی راہ یہ ہے کہ تمام رہنمایانِ عالم کی یکساں طور پر تصدیق کرو۔ اور سب کی متفقہ اور مشترکہ تعلیم کو دستور العمل بناؤ۔

ان ناپاک ملعون عبارتوں میں دین سے آزاد مسٹر ابوالکلام مرتد نے صاف صاف بک دیا کہ دین اسلام صرف خداپرستی اور نیک عملی[1] کے علاوہ اور جس قدر اعمال و شرائع ہیں وہ سب کے سب دین کی اصل حقیقت سے خارج ہیں۔ اعمال و ارکان شرائع ارکان[2] کا انکار کر دینے سے انسان باطل پر نہیں ہوجاتا۔ بس صرف خداپرستی و نیک عملی کرنے سے آدمی سچا مومن و مسلم ہوجاتا ہے اگرچہ وہ تمام ارکانِ اسلام و شرائع دینیہ کا قطعًا سرے سے منکر ہو اور یہ خداپرستی و نیک عملی ہر مذہب میں یکساں طور پر موجود ہے۔ لہٰذا سارے مذاہب اور جملہ ادیان سب کے سب حق ہیں اور ہر ایک دین و مذہب والا خواہ مسلمان ہو یا یہودی یا عیسائی یا ہندو یا بدھسٹ یا کوئی اور وہ سب کے سب جنتی ہیں۔ ابدی راحت اور دوامی آرام کے مستحق ہیں۔ جس وقت قرآن عظیم دنیا میں جلوہ گر ہوا اس وقت ہر ایک مذہب کے پیروؤں میں یہی گمراہی پھیل گئی تھی کہ ہر ایک مذہب والا صرف اپنے ہی مذہب کو سچا اور اپنے مذہب کے سوا ہر ایک مذہب کو جھوٹا جانتا تھا۔ قرآن عظیم کے نازل ہونے کا سب سے بڑا مقصد اصلی یہی تھا۔ کہ ہر دین والا اپنے دین کو بھی سچا جانے اور اپنے دین کے علاوہ ہر ایک دین و مذہب کو بھی سچا مانے۔ صرف اپنے ہی دین والوں کو حق پر اور ابدی راحت کا حقدار نہ سمجھے بلکہ جو لوگ اس کے دین و مذہب کے سوا دوسرے ادیان و مذاہب کے پیرو ہیں ان سب کو بھی یکساں طور پر اہلِ حق اور دوامی عیش کا مستحق سمجھتے۔ اسی طرح

---

[1] اور یہی اصل دین ہے خداپرستی اور نیک عملی
[2] و شرائع اسلامیہ کو بجا لانے سے انسان حق پر نہیں ہوجاتا

اور تمام ارکان اسلام ادا کرے

مرتد عنایت اللہ مشرقی بھی اپنی ناپاک ملعون کتاب تذکرہ کے دیباچہ صفحہ ۶۱ و صفحہ ۶۲ پر لکھتا ہے۔

اسلام میرے نزدیک اولیاء و اصفیاء سے گزر کر صرف محمد صلعم کی پیروی ہے نہیں اس کے لائے ہوئے قانون کی پیروی ہے۔ انبیاء کے لائے ہوئے طریقِ عمل۔ (دین) کی پیروی ہے۔ قانونِ خدا کی پیروی ہے۔ آئین رب العالمین کی پیروی ہے۔ قانونِ فطرت کی پیروی ہے توراۃ و انجیل زبور اور تلمود صحف نوح اور صحف ابراہیم بلکہ وید اور ژندوستا کے لائے ہوئے مشترک قانون کی پیروی ہے۔ متحداً اور متفقاً پیروی ہے۔ عملاً اور معناً پیروی ہے۔ قولاً اور اعتقاداً پیروی ہرگز نہیں۔ (سورہ شوریٰ کی چند آیات لکھنے کے بعد لکھتا ہے) یہی اتحاد عین اسلام بلکہ میری دانست میں تمام ا[illegible]ی نفاق اور تفرقہ عین شرک ہے۔

مرتد مشرقی نے اس ملعون عبارت میں کھلم کھلا بک دیا کہ اسلام صرف انہیں چند باتوں کی پیروی کا نام ہے۔ جن پر یہودیوں کی توراۃ و زبور عیسائیوں کی بائبل یہودیوں کی تلمود آریوں کے وید پارسیوں کی ژنداوستا۔ ان سب کا اتفاق ہے کہ جس بات میں ان کتابوں میں سے کسی کتاب کا اختلاف ہے۔ جیسے توحید الٰہی و رسالت رسل و نبوت انبیاء و قیامت اور قرآن پاک کا کلام الٰہی ہونا وغیرہ تمام مسائل ضروریہ دینیہ یقینیہ ایمانیہ سب اسلام کے خلاف ہیں۔ ان کا ماننے والا منافق اور مشرک ہے۔ یہی وہ کفر ملعون ہے جو مرتد ابوالکلام

آزاد نے بکا۔ صرف لفظوں کا فرق ہے۔ اسی طرح تصوف کے پردے میں نیچریت کی تبلیغ کرنے والا مرتد حسن نظامی اپنی کتاب "فاطمی دعوتِ اسلام" کے صفحہ ۲ پر لکھتا ہے۔

سورۂ حج میں ہے ولکل امۃ جعلنا منسکا ھم ناسکوہ فلا ینازعنک فی الامر وادع الی ربک انک لعلی ھدی مستقیم۝ (ترجمہ؎ ہر قوم کی ہم نے رسوماتِ مذہبی بنائی ہیں جن پر وہ چلتے ہیں تم ان رسومات کی بابت ان سے جھگڑا نہ کرو اور اپنے رب کی ان کو دعوت دو کیوں کہ تمہیں سیدھی ہدایت پر ہو۔ اس آیت نے بتا دیا کہ کسی مذہب کی مراسمِ مذہبی کی مخالفت نہ کرنی چاہیئے بلکہ صرف خدائے واحد کی دعوت ان تک پہنچائی جائے کیوں کہ اسلام کا راستہ سیدھی اور سچی ہدایت کا ہے۔

مرتد حسن نظامی نے اس ملعون عبارت میں کھلم کھلا بک دیا کہ نصاریٰ ویہود ومجوس وہنود اور ان کے سوا جس قدر کفار عنود ہیں ان کو صرف اسی قدر بتاؤ کہ خدائے واحد جل جلالہٗ پر ایمان لے آئیں کیوں کہ اسلام بس اتنی ہی بات کو مان لینے کا نام ہے۔ اور کافروں مشرکوں کے جس قدر مذہبی مراسم ہیں ان کے متعلق ان سے کچھ مت کہو۔ ان کو ان کے جملہ

؎ یہ ترجمہ غلط اور افترا علی اللہ۔ اس کا صحیح ترجمہ یہ ہے۔ ہر امت کے لیے ہم نے عبادت کے قاعدے بنا دیئے کہ وہ ان پر چلے تو ہرگز وہ تم سے اس معاملے میں جھگڑا نہ کریں اور اپنے رب کی طرف بلاؤ بیشک تم سیدھی راہ پر ہو۔ (ترجمہ رضویہ)

مذہبی مراسم کا پابند رہنے دو۔ یہ وہی کفر ملعون ہے جو مرتد ابوالکلام آزاد و مرتد عنایت اللہ مشرقی نے بکا۔ صرف عبارت کا اختلاف ہے۔ اسی طرح پیر نیچر سر سید احمد خاں علی گڑھی نے تہذیب الاخلاق جلد دوم کے صفحہ ۱۲۴ سے صفحہ ۱۳۳ تک ایک ناپاک ملعون کفری مضمون لکھا جس کا عنوان رکھا۔ تشنس لس یعنی وہ قوت ممیزہ جو خدا نے ہر ایک انسان کے دل میں پیدا کی ہے اور جو نیک اور بد کاموں میں تمیز کرتی ہے انسان کے لیے سچی ہادی اور اصلی پیغمبر ہے۔ وہ اپنے اسی کفری ملعون ناپاک مضمون میں صفحہ ۱۳۱ سے ۱۳۲ تک لکھتا ہے۔ کیا ایسی حالت میں ختم رسالت ہو سکتی ہے؟ ہاں بلا شبہ مگر مشکل یہ ہے کہ الفاظ کے عام مشہور معنی آدمی کے دل کو شبہے میں ڈال دیتے ہیں۔ اس کو خیال نہیں رہتا کہ وہ عام لفظ اس خاص مقام پر کس مراد سے مستعمل ہوا ہے۔ فرض کرو کہ ایک صندوقچہ تھا اور اس میں گلاب کا نہایت خوشبودار ایک پھول رکھا تھا بہت لوگ کہتے تھے کہ اس میں گلاب کا پھول ہے اس کی خوشبو اور نشانیوں سے سمجھانے تھے بہت لوگ مانتے تھے بہت نہ مانتے تھے ایک شخص آیا اور اس نے وہ صندوقچہ کھول کر سب کو وہ پھول دکھایا سب بول اٹھے کہ اب تو حد ہو گئی یعنی یہ بات ختم ہو گئی اب اس کے کیا معنی ہیں۔ کیا یہ معنی ہیں کہ کوئی دوسرا شخص اس صندوقچے کو نہیں کھولنے کا۔ اور وہ پھول کسی کو نہ دکھانے کا؟ یہ مطلب سمجھنا تو محض بے وقوفی کی بات ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ اس امر کا ثابت کرنا کہ اس صندوقچے میں پھول ہے ختم ہو گیا یا انتہا کو پہنچ گیا۔ اب اس سے زیادہ کوئی نہیں کر سکتا۔

پس یہی معنی ختم رسالت کے ہیں۔ روحانی ترقی یا تہذیب کے باب میں جو کچھ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرما گئے وہ حد یا انتہا اس کی ہے اور اسی لیے وہ خاتم ہیں۔ اب اگر ہزاروں لوگ ایسے پیدا ہوں جن میں ملکۂ نبوت ہو مگر اس سے زیادہ کچھ نہیں کہہ سکتے۔ رسول خدا صلعم نے ختم نبوت فرمایا ہے۔ ملکۂ نبوت اور فیضان الٰہی کا خاتمہ نہیں فرمایا بلکہ اولیاء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کے لفظ سے اس ملکۂ نبوت کا تا قیامت جاری رہنا پایا جاتا ہے۔ مگر نبوت کا خاتمہ ہو گیا جیسے کہ اس پھول کے دکھا دینے سے اس پھول کے اثبات کا خاتمہ ہو گیا تھا۔

اس عبارت ملعونہ میں پیر نیچر اپنے کفر ملعون کو اپنی ناپاک تمثیل سے واضح کرتا ہے۔ کہتا ہے کہ لوگوں پر یہ ثابت کر دینا کہ صندوقچے میں گلاب کا ایک نہایت خوشبودار پھول ہے۔ یہ تو نبوت ہے۔ جو شخص لوگوں کو سمجھائے اور بتائے کہ صندوقچے میں گلاب کا پھول ہے وہ نبی ہے اس بات کو بتانے سمجھانے اور ثابت کرنے کا انتہائی درجہ یہ ہے کہ صندوقچہ کھول کر اس میں سے گلاب کا پھول نکال کر لوگوں کو ان کی آنکھوں سے دکھا دے اور یہی ختم نبوت ہے۔ اسی پر متفرع کر کے کہتا ہے کہ اب اگرچہ ہزاروں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو صندوقچے کو کھول کر اس میں سے گلاب کا پھول نکال کر لوگوں کو دکھا دیں اور ان پر صندوقچے میں گلاب کا پھول ہونا ثابت کر دیں۔ مگر صندوقچے میں گلاب ہونے کا

اس سے زائد ثبوت کوئی نہیں دے سکے گا۔ اسی طرح حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے بعد ہزاروں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جن کو ملکۂ نبوت حاصل ہوگا وہ لوگ نبوت کے فرائض بھی انجام دیں گے مگر روحانی ترقی اور تہذیب کے متعلق جس قدر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمادیا ہے اسی قدر تو وہ کہیں گے لیکن اس سے زیادہ وہ کچھ نہیں کہہ سکیں گے۔ روحانی ترقی وتہذیب کے متعلق جو کچھ کہا جاسکتا تھا حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کی حد کردی اس کو انتہا تک پہنچادیا۔ بس ختم نبوت کے یہی معنیٰ ہیں۔ کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے نبوت کے جو فرائض انجام دیئے ہیں ان فرائض نبوت کو ویسے ہی انجام دینے والے تو ہزاروں پیدا ہوں گے لیکن حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے زیادہ انجام نہیں دے سکیں گے یعنی حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے مثل ہزاروں نبی پیدا ہوں گے لیکن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے بڑھ کر کوئی نبی نہ ہوگا۔ پھر غضب یہ کہ حدیث شریف میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ کی طرف منسوب ہے علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل یعنی نبوت تو مجھ پر ختم ہوگئی میرے بعد نبی پیدا نہیں ہوسکتے البتہ میری امت کے علماء انبیائے بنی اسرائیل علیہم الصلاۃ والسلام کے پرتو ہوں گے۔ بنی اسرائیل کے انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام اپنے اپنے زمانہ میں حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلاۃ والسلام کی شریعت مقدسہ کی طرف

رہنمائی ورہبری کرتے رہے۔ میری امت کے علماء اگرچہ نبی تو نہ ہوں گے لیکن میری امت کو میری شریعت مطہرہ کی دعوت وتبلیغ کرتے رہیں گے اگرچہ اس حدیث کو محدثین کرام نے لا اصل لہ فرمایا لیکن اس کا مضمون دوسری حدیثوں سے ثابت ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں ان العلماء ورثۃ الانبیاء وان الانبیاء لم یورثوا دینارًا ولا درھمًا وانما ورثوا العلم فمن اخذہ اخذ بحظ وافر۔ یعنی بے شک علماء نبیوں کے وارث ہیں اور بے شک انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام نے اپنے ورثے میں اشرفیاں چھوڑیں نہ روپئے انھوں نے تو اپنے ورثے میں یہی علم چھوڑا تو جس نے علم حاصل کیا اس نے بھر پور حصہ لے لیا۔ رواہ الامام احمد والترمذی وابو داؤد وابن ماجۃ والدارمی عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ لیکن پیر نیچر نے ان لفظوں سے حدیث گڑھ لی اولیاء امتی کانبیاء بنی اسرائیل یعنی میری امت کے اولیاء بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں۔ پھر اس کا مطلب یہ گڑھ دیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے بعد نبی تو ہزاروں پیدا ہوں گے لیکن روحانی ترقی وتہذیب کا جو کام حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اس کی آخری حد تک پہونچا کر ختم کر دیا اس سے زیادہ نہیں کر سکیں گے پیر نیچر کا بھی کفر ملعون ہے جو مرتد نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند نے اپنی ناپاک کتاب تحذیر الناس کے صفحہ ۲۸ پر بکا کہ

اگر بالفرض بعد زمانۂ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی

میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

پیر نیچر اپنے اسی مضمون ملعون میں صفحہ ۱۳۳ پر لکھتا ہے ۔ ان تینوں وحدتوں کی ہدایت سے جن کو ہم وحدت فی الذات وحدت فی الصفات اور وحدت فی العبادۃ سے تعبیر کرتے ہیں۔ ایمان وحدتِ ذات باری پر مکمل ہوگیا اور خدا نے کہہ دیا الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا اور اسی کے ساتھ درحقیقت نبوت بھی یعنی تعلم وحدت باری بھی ختم ہوگئی جو اصل اصول نجات یا روحانی ترقی کا ہے ۔ پس اب جو لوگ وحدانیت خدا کی ہدایت کریں گے یا کرتے ہیں اس سے زیادہ کوئی بات نہیں کرسکتے اور جو لوگ ان تینوں وحدتوں پر یقین کریں گے بلا شبہ مسلمان اور پورے موحد ہوں گے کیوں کہ ان تینوں وحدتوں پر یقین کرنا اصلی اسلام ہے ۔ اور ان تینوں وحدتوں پر یقین کرنے والا اپنا نام جو چاہے سو رکھے مگر درحقیقت وہ مسلمان اور بڑے سچے مسئلہ اسلام کا پیرو ہے۔ ہاں اس قدر بے شک ہے کہ اسلام ہی سے اس مسئلے کو سیکھ کر اور اس پر یقین لا کر اپنے تئیں مسلمان نہیں کہتا اور اپنا دوسرا نام رکھتا ہے۔ تو وہ مسلمان خواہ مخواہ ہی ہے مگر ناشکر مسلمان ہے۔

اس ملعون عبارت میں پیر نیچر نے ایک تو اپنے اسی ملعون کفر انکار ختم نبوت کو اور زیادہ واضح طور پر بکا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ

کی وحدت کی تعلیم دینا ہی نبوت ہے اور وحدت تین ہی قسم کی ہو سکتی ہے وحدۃ فی الذات وحدت فی الصفات وحدۃ فی العبادۃ۔ اور حضور پیغمبر اسلام علیہ وعلی آلہ الصلاۃ والسلام نے تینوں وحدتوں کی مکمل تعلیم ختم کردی تو نبوت ختم کردی۔ اب جس قدر لوگ بھی اگرچہ ہزاروں ہوں یا لاکھوں[1] ہوں گے مگر ان کی نبوت اس حد سے آگے نہیں بڑھ سکتی بس ختم نبوت کے یہی معنیٰ ہیں۔ (والعیاذ باللہ تعالیٰ)

دوسرے اس ناپاک عبارت میں وہی کفر ملعون بکا ہے جو مرتد ابوالکلام آزاد نے ترجمان القرآن میں اور مرتد عنایت اللہ مشرقی نے تذکرے میں اور حسن نظامی نے فاطمی دعوت اسلام میں بکا ہے۔ کہ جو شخص اللہ عزوجل کی ان تینوں وحدتوں پر ایمان رکھتا ہے وہ درحقیقت مسلمان اور بلاشبہ مسلمان اور پورا موحد ہے۔ اگرچہ وہ اپنے آپ کو مسلمان نہ کہتا ہو پھر بھی وہ مسلمان تو خواہ مخواہ ہے ہی البتہ وہ ناشکر مسلمان ہے لیکن نجات دائمی کا مستحق اور روحانی ترقی یافتہ تو وہ ضرور ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ اور پیر نیچر کو اس کفر ملعون کی ناپاک تعلیم امام الوہابیہ اسمٰعیل دہلوی علیہ ما علیہ سے ملی۔ چنانچہ وہ اپنی ناپاک کتاب تقویۃ الایمان مطبوعہ مرکنٹائل پرنٹنگ دہلی کے صفحہ ۲۲ پر لکھتا ہے۔

اس دنیا میں سب گنہ گاروں نے گناہ کئے ہیں کہ فرعون بھی اس دنیا میں تھا اور ہامان بھی اس میں بلکہ شیطان بھی اسی میں ہے۔ پھر یوں

---

[1] توحید خداوندی کی تعلیم اس سے زائد نہیں کرسکتے تو نبی تو اب ہزاروں لاکھوں۔

سمجھئے کہ جتنے گناہ ان سب گنہگاروں سے ہوئے ہیں سو ایک آدمی وہ سب کچھ کرے لیکن شرک سے پاک ہو تو جتنے اس کے گناہ ہیں اللہ صاحب اتنی ہی اس پر بخشش کرے گا۔ پھر سواد و سطر بعد لکھتا ہے۔ جب شرک سے آدمی پورا پاک ہو گا کہ کسی کو اللہ کے سوا مالک نہ سمجھے اور اس کے سوا کہیں بھاگنے کی جگہ نہ جانے اور یہ اس کے دل میں خوب ثابت ہو جائے کہ اس کے تقصیر وار کو اس سے بھاگ کر کہیں پناہ نہیں اور اس کے مقابل کسی کا زور نہیں چلتا اور اس کے روبرو کسی کی حمایت نہیں چلتی اور کوئی کسی کی سفارش اپنے اختیار سے نہیں کر سکتا۔

اس کفری عبارت میں امام الوہابیہ اسمٰعیل دہلوی نے کہہ دیا کہ جو شخص یہ سمجھ لے کہ اللہ کے سوا کوئی مالک نہیں اور اس کے سوا کسی اور کے پاس بھاگ کر جانے کی جگہ نہیں اور اس کے گناہ گار کو خواہ وہ کہیں بھاگ کر جائے پناہ نہیں مل سکتی اور اس کے مقابل نہ کسی کا کچھ زور چلتا ہے۔ نہ کوئی کسی کی حمایت اور سفارش کر سکتا ہے۔ بس اس کی توحید کامل ہو گئی۔ وہ شرک سے پورا پاک ہو گیا اور اب اگر وہ فرعون وہامان و شیطان کے برابر بھی گناہ کرے پھر بھی وہ جنتی ہے۔ جس قدر زیادہ اس کے گناہ ہوں گے اسی قدر زیادہ اس پر بخشش ہو گی۔ اس کا صریح مطلب یہ ٹھہرا کہ رسالتِ رسل و حقانیتِ قرآن و قیامت و حشر اجساد وغیرہ کسی مسئلہ ضروریہ دینیہ پر ایمان لانے کی ضرورت ہی نہیں۔ صرف توحید الٰہی پر ایمان لے آئے شرک سے پورا پاک ہو جائے گا۔ بس صرف

اتنی ہی بات پر وہ جنتی اور نعیم ابدی کا مستحق ہے۔ اس ملعون عقیدے کا کفر قطعی یقینی ہونا دین اسلام کا ایسا روشن اور واضح مسئلہ ہے کہ جس پر ہر مسلمان کا ایمان ہے۔ اس کی تفصیل جلیل حضور پرنور امام اہلسنت مجدد اعظم فاضل بریلوی اعلیحضرت قبلہ مولانا شاہ عبد المصطفےٰ محمد احمد رضا خاں صاحب قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رسالۂ مبارکہ مسمیٰ بنام تاریخی باب العقائد والکلام ۱۳۳۵ھ اور حضرت استاذی المحترم شیر بیشۂ سنت ناصر الاسلام مولانا مولوی حافظ قاری مفتی الشاہ ابو الفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خاں صاحب قبلہ قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی دامت برکاتہم القدسیہ کے رسالۂ مبارکہ مسمیٰ بنام تاریخی راز سیرت کمیٹی ۱۳۵۹ھ میں ملاحظہ ہو۔ مختصراً یہاں گزارش۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ ان الذین یکفرون باللہ ورسلہ ویریدون ان یتخذوا بین ذلک سبیلا ۝ اولٰئک ھم الکفرون حقا واعتدنا للکفرین عذابا مھینا ۝ یعنی بے شک وہ جو اللہ اور اس کے رسولوں کو نہیں مانتے اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں کو جدا کر دیں اور کہتے ہیں کہ ہم کسی پر ایمان لائے اور کسی کے منکر ہوئے اور چاہتے ہیں کہ ایمان و کفر کے بیچ میں کوئی راہ نکال لیں۔ یہی ہیں ٹھیک ٹھیک کافر اور ہم نے کافروں کے لیے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے (ترجمۂ رضویہ)

اس آیت مبارکہ نے صاف صاف فتویٰ سنا دیا کہ جو شخص اللہ عزوجل کی توحید کامل پر ایمان رکھنے کا مدعی ہو لیکن اس کے

علیٰ یفرقوا بین اللہ ورسولہ ویقولون نؤمن ببعض ونکفر ببعض ویریدون ان

رسولوں میں سے کسی ایک رسول پر بھی ایمان نہ لائے وہ کٹا پکا کافر ہے اس کے لیے ذلت کا عذاب ابدی ہے۔ للہ الحمد کہ قرآن پاک کا نص قطعی نے فیصلہ فرما دیا کہ امام الوہابیہ اسمٰعیل دہلوی کی عبارت کفریہ سے جو ناپاک مطلب کھلم کھلا ظاہر ہے جس کا مرتد ابوالکلام آزاد و مرتد عنایت اللہ مشرقی و مرتد حسن نظامی و پیر نیچر سر سید احمد خاں کولی علی گڑھی نے قطعاً یقیناً التزام کیا۔ اس کا ماننے والا اور ایسا بکنے والا قطعاً یقیناً مرتد کافر ہے اور بے توبہ مرا تو ابدی ہالک و خاسر ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ یہاں ہم اس قدر اور بتا دیں کہ پیر نیچر اور مرتد ابوالکلام آزاد اور مرتد حسن نظامی کی ان عبارتوں میں مسلمانوں کو دکھانے کے لیے توحید کا لفظ ہے ورنہ مرتد عنایت اللہ مشرقی اپنے تذکرۂ ملعونہ کے اردو دیباچہ کے صفحہ ۹۸ پر لکھتا ہے۔

اصل دین میرے نزدیک توحید ہے اور توحید قلوب کے اندر ہیہم بت شکنی کرتے رہنا ہے یہی عبادت خدا ہے۔ صوم و صلوٰۃ و حج و زکوٰۃ کو رسماً یا عادۃً یا تعظیماً ادا کر لینا یا کلمۂ شہادت کو بصحت تمام پڑھ لینا میرے نزدیک قطعاً کوئی عبادت نہیں اور اسی تذکرۂ ملعونہ کے اردو دیباچہ کے صفحہ ۹۹ پر لکھتا ہے۔ اگر کوئی فرد یا قوم اپنے اعمال میں خدا کے احکام پر چل رہی ہے اس کے قانون کی عملاً مطیع ہے۔ لیکن رسماً یا رواجاً کسی بت یا پتھر کسی شمس و قمر کے آگے ماتھا ٹیک رہی ہے تو وہ درحقیقت خدا کی عابد ہے۔ ان دونوں ناپاک عبارتوں میں مرتد مشرقی نے صاف صاف بک دیا کہ صرف دل کے اندر برابر بت شکنی کرتے رہو

بس یہی توحید ہے۔ یہی خدا کی عبادت ہے۔ یہی اصل دین ہے۔ نماز
اور روزہ حج وزکوٰۃ کو اللہ عزوجل کی تعظیم کے لیے بھی ادا کرنا ہرگز
خدا کی عبادت نہیں۔ بالکل صحیح طور پر کلمۂ شہادت اشھد ان
لا اِلٰہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ واشھد ان سیدنا محمدًا
عبدہ ورسولہ صلے اللہ تعالیٰ عَلیہ وعلیٰ اٰلہ وَسَلم۔ پڑھنا بھی
خدا کی عبادت قطعًا نہیں۔ جو قومیں قوانینِ فطرت کے مطابق عمل کررہی
ہیں اگرچہ وہ بتوں پتھروں چاند سورج کو سجدہ کرتی ہیں۔ اگرچہ ان
چیزوں کی پوجا اور پرستش کرتی ہیں پھر بھی وہ مشرک نہیں وہ خدا
ہی کی عبادت کرنے والی اور اس کی توحید کو ماننے والی ہیں جبھی تو مرتد
ابوالکلام آزاد اپنی انھیں عبارتوں میں کہتا ہے کہ خداپرستی اور نیک عملی
ہر قوم ہر مذہب ہر ملت میں یکساں طور پر موجود ہے۔ اب تو ظاہر ہوگیا کہ
خداپرستی اور توحید کے الفاظ بھی ان مرتدین اربعہ کی عبارتوں میں محض
دھوکے کی ٹٹیاں ہیں۔ ورنہ جب ان چاروں مرتدوں کے دھرم میں
خدا کا کوئی وجود ہی نہیں تو اس کی توحید اور خداپرستی کیوں کر اساس
ایمان اور اصلِ دین ہوسکتی ہے۔ خلاصہ سب کفری عبارتوں کا یہی نکلا
کہ جن باتوں کے اچھے ہونے پر تمام مذہبوں اور جملہ قوموں کا اتفاق ہے
ان کو اچھا سمجھ کر ان پر عمل کرو اور جن باتوں کے بُرے ہونے پر سب قوموں
تمام ملتوں کا اتفاق ہے ان کو برا سمجھ کر اس سے پرہیز رکھو اور ہر ایک
مذہب اور ہر ایک دین کو سچا مانو بس یہی ان احراریوں کے امام کے دھرم
میں الدین القیّم ہے یہی الاسلام ہے۔ یہی اس کے نزدیک قرآن

پاک کی تعلیم ہے۔ ان تین باتوں کے علاوہ جو کچھ بھی مسائل ضروریہ دینیہ واحکام شریعت ہیں سب اس امام الاحرار کے دھرم میں گمراہیاں ہیں بدمعاشیاں ہیں والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ بہرحال جو شخص احراریوں کے ان ناپاک اقوالِ ملعونہ پر مطلع ہونے کے بعد بھی ان کے قائلین کے قطعی یقینی کافر مرتد ہونے میں شک رکھے یا ان کو کافر مرتد کہنے میں توقف کرے وہ بھی بحکم شریعت قطعاً یقیناً کافر مرتد ہے۔ والعیاذ باللہ الاحد الفرد الصمد واللہ ورسولہ اعلم جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم۔

جواب سوال یازدہم:۔ روافض کے اخبث ترین غالی فرقہ نصیریہ کی ایک ناپاک ترین شاخ کو اس زمانے میں آغاخانی فرقہ کہا جاتا ہے۔ یہ فرقہ اپنے عقائد ملعونہ کو سمجھدار اور اہل علم مسلمانوں سے پوشیدہ رکھنے میں انتہائی کوشش کرتا ہے اور صرف ناسمجھ جاہل مسلمانوں اور بے عقل وبے وقوف ہندوؤں ہی میں آغاخانی دھرم کی خفیہ طور پر اشاعت کرتا رہتا ہے۔ ہم بھی ان کے متعلق مفصل بیان کرنے سے مجبور رہتے۔ لیکن رمضان المبارک ۱۳۶۰ھ میں گونڈل کے رہنے والے ایک آغاخانی نے جو آغاخانی دھرم سے متنفر ہو چلا ہے۔ محب سنیت میمن عبدالغفار دادا ابا قادری زید مجدہم کرانہ مرچنٹ کڑیا تین گونڈل کاٹھیاواڑ کو اپنے آغاخانی دھرم کی ایک خاص کتاب لاکر دی جس کا گجراتی نام اسمٰعیلی شیکشن مالا کرنتھ بیجو ہے یعنی اسمٰعیلی سلسلۂ تعلیم کا حصہ دوم میمن عبدالغفار صاحب زیدت مکارمہم نے اس کتاب کو حضرت استاذی المعظم ناصر الاسلام شیر بیشۂ سنت حضرت مولانا مولوی حافظ قاری مفتی شاہ ابوالفتح عبیدالرضا محمد حشمت علی

خاں صاحب قبلہ قادری رضوی مجددی لکھنوی مدظلہم الاقدس کی خدمت میں پیش کر دیا۔ ہم اس وقت اس فتوے میں آغا خانی دھرم کی حقیقت بیان کرنے کے لیے اسی کتاب کے حوالے پیش کرتے ہیں۔ یہ کتاب کاٹھیاواڑ شیعہ امامی اسمٰعیلی ایجوکیشنل سنٹرل بورڈ کی خاص منظور کی ہوئی اور اسی کی چھپوائی ہوئی اسی کی شائع کی ہوئی ہے جس کا آنریری سکریٹری رضا علی کامڑیا حاجی محمد ہے۔ یہ کتاب ۱۹۳۵ء میں اوجھا (یا خوجہ) پریس راجکوٹ سے بتعداد دو ہزار چھپی ہوئی ہے۔ اس پر ۲؍ قیمت لکھی ہے۔ یہ کتاب گجراتی زبان میں ہے۔ ہم یہاں صرف ان عبارتوں کے اردو ترجمہ پر اکتفا کریں گے۔ (۱) صفحہ ۸ پر ہے۔

اس وقت حاضر امام صحیح طور پر دیکھا جائے تو اس میں پہلے امام مولیٰ مرتضیٰ علی خود ہی ہیں۔ اڑتالیسوں اماموں میں ایک ہی مولیٰ علی کا نور نور ہے۔ جدا جدا امام الگ الگ لطیف جسموں میں ظاہر ہونے کے باوجود بھی سب امام ایک ہی خدا کا نور ہیں۔ خداوند تعالیٰ ایک ہی ہے۔ جیسے جیسے جدا جدا زمانوں میں خدا کا نور جدا جدا لطیف جسموں کے اندر ظہور میں آتا ہے۔ ویسے ویسے شمار میں جدا جدا لکھا جاتا ہے۔ لیکن حقیقت میں ایک خدا کا وہی نور ہے۔ صفحہ ۱۰ پر ہے (نور امام) ہما رے امام کے متعلق سبق پڑھ لیا اس سے ہم سمجھتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ کا نور اس دنیا میں حاضر امام کے اندر ظہور کرتا ہے ہم جب بندگی کرتے ہیں تو اس وقت بھی یہ سمجھ کر بندگی کرتے ہیں کہ

اپنے زمانے کے حاضر امام میں یہ نور موجود ہوتا ہے جس کی باری اسی کا حکم۔ گنان کے سبق کے موافق ہماری بندگی اسی موجودہ نور کے لیے کرنے میں ثواب حاصل ہوتا ہے۔ ہماری پاک دعا میں سترہ سجدے ہیں۔ اور ان سترہ مقامات پر جو خدائی نور اسی امام میں ہے اس کو ہم سجدہ کرتے ہیں۔ صفحہ ۱۲ پر ہے۔ جماعت خانے میں داخل ہو کر کہا جاتا ہے حیّ زندہ اور سامنے سے جواب دیا جاتا ہے۔ قائم پایا مطلب یہ ہے کہ خدا کا نور حاضر امام زندہ اور قائم ہے۔ اسی نور کی ہم کو پہچان ہوئی ہے۔ اس کے بعد ہاتھ جوڑ کر توبھو توبھو (یعنی توبہ توبہ) تقصیر وار بندہ سرتا پا گنہ گار کہہ کر دعا کرائے اور جماعت خانے کا مکھی (کامڑیا) اس کا جواب دے کہ تمہارے دل کی نیک مرادیں خدا پوری کرے۔ اس طرح کی دعا کرانے سے دن بھر کے انجان پن کے گناہ فنا ہو جاتے ہیں۔ اس کے متعلق گنان شریف میں فرمایا ہے کہ گت ماں آوی کراؤ۔ دعا تو پاپ جائے؛ نرمل تھائے تارا جیونا و دھایا۔ ہ۔ صفحہ ۱۴ پر ہے جماعت خانے کے مقدس مکان میں خدا کا مقام ہوتا ہے۔ ہمارے حاضر امام بھی فرمان ہے۔ کہ میں ہمیشہ جماعت خانے میں حاضر ہی ہوں دور نہیں ہوں۔ تمہارے ہاتھ سے بھی زیادہ نزدیک ہوں ۵۔ صفحہ ۱۵ پر ہے۔ ایک بندے پر اس کے مالک خداوند کی طرف سے جو فرض ہے اس کے ادا کرنے کے طریقوں کو سندھیا نماز بندگی دعا وغیرہ وغیرہ مختلف ملکوں کے رہنے والوں کے موافق نام دیئے گئے ہیں ۶۔ صفحہ ۱۶ پر

پر ہے۔ جملہ اقسام کی عبادتوں کے طریقے جُدا جُدا قسم کے دکھائی دیتے ہیں پھر بھی سب کا اصل مقصود ایک ہی سا ہوتا ہے۔ خداوند تعالیٰ کی عبادت کسی شکل میں بھی کی جائے تو بھی پانچ اصل مقصود ہوتے ہیں۔
(۱) خداوند تعالیٰ کی تعریف (۲) بندے کی تقصیر اور تابعداری (۳) خداوند تعالیٰ کی مخلوقات کے لیے اچھی نیک دعائیں مانگنی (۴) خود اپنے اوپر خدا کی رحمت مانگنی (۵) دھرم کے مالک کی جناب میں وفاداری ظاہر کرنی دنیا میں بھگتی کے مختلف طریقے ہیں۔ ہمارے پاک شیعہ امامی اسمٰعیلی مذہب کی بندگی جس طریقے سے ہمارے بودھ گرو پیر صدرالدین صاحب نے فرمائی ہے اس کا نام دعا رکھا ہے۔ پیر صدرالدین صاحب کی بنائی ہوئی دعائیں یہ پانچوں مقصود بہت اچھے طریقے سے آجاتے ہیں۔ صفحہ ۱۸ پر ہے۔ ہماری ساری دعا کے درمیان ہمارے حاضر امام الہادی المہدی صاحب الامر کی جناب میں عبادت کی اٹل تمنا دیکھنے میں آتی ہے۔ ۸
صفحہ ۲۰ پر ہے۔ تین وقت کی بندگی کے متعلق قرآن شریف سورۂ ہود کی آیت ایک سو چودہ میں حسب ذیل فرمان ہے۔ دن کے دونوں کناروں اور رات کے پہلے پہروں میں بندگی کرو یقیناً نیکیاں بدیوں کو فنا کرتی ہیں۔ ذکر کرنے والوں کے لیے یہ نصیحت ہے۔ لہٰذا تین وقت کی دعا بندگی ادا کرنے کے متعلق ہمارے بڑے پیروں نے بہت جگہ نصیحت کی ہے۔ ۹ صفحہ ۲۵ پر ہے۔ امام زمان خدا کا نور جہاں رہتا ہے تو اس کے رہنے کی جگہ کا نام "درخانہ" ہے۔ وہاں جا کر اس

نامدار کا دیدار بھی کرے تو اس کو حج اکبر کا ثواب بھی حاصل ہوتا ہے
۱۰ صفحہ ۲۸ پر ہے سوال پاک حقیقی کلمہ بولو؟ جواب۔ اشھد ان لا
الہ الا اللہ اشھد ان محمد رسول اللہ اشھد ان امیر المؤمنین
علی صحیح اللہ سوال۔ اس کا ترجمہ کرو۔ جواب۔ میں قبول کرتا ہوں کہ
خدا کے سوا دوسرا خدا نہیں۔ میں قبول کرتا ہوں کہ حضرت نبی محمدؐ
مصطفٰے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) خدا کے پیغمبر ہیں۔ میں قبول کرتا ہوں
کہ سچے دین داروں کے سردار حضرت علی یقیناً خدائی نور ہیں۔ ۱۱ صفحہ ۳۱
پر ہے سوال۔ وضو کس طرح کرنا چاہیئے۔ جواب۔ ہاتھ پاؤں منہ دھوکر
صاف کرنا ۱۲ صفحہ ۳۳ پر ہے۔ سوال:۔ تم کس کو مانتے ہو؟ جواب۔ مولانا
حاضر امام کو سوال:۔ مولانا حاضر امام کا نام کیا ہے؟ جواب۔ حق مولانا آغا
سلطان محمد شاہ داتار آغا خان صاحب۔ ۱۳ صفحہ ۳۴ پر ہے سوال:
تمہارے دین کا نام کیا ہے۔؟ جواب۔ ست پنتھ یا اسمٰعیلی دین۔ سوال
تم کو ست پنتھ دھرم کس نے بتایا۔ جواب چھبیسویں پیر صدرالدین صاحب
نے۔ ۱۴ صفحہ ۴۴ پر ہے سوال:۔ وید کے کیا معنی؟ جواب:۔ وید یعنی
مذہبی کتاب۔ سوال:۔ وید کتنے ہیں؟ جواب:۔ وید چار ہیں۔ سوال۔
چاروں ویدوں کے نام بولو۔ جواب۔ رگ وید، یجر وید، شام وید
اتھر وید۔ سوال:۔ کون کون سے وید کس جُگ میں تھے؟ جواب:۔ کرتا
جُگ میں۔ رگ وید ترتیا جگ میں۔ یجر وید دواپر جگ میں۔ شام وید
کل جگ میں اتھر وید۔ ۱۵ صفحہ ۴۶ و ۴۷ پر ہے۔ سوال:۔ داگ کے

معنیٰ کیا ہیں؟ جواب: مرے ہوئے جسم کو پہلی منزل پہنچانے کا طریقہ
سوال:۔ واگ کتنے ہیں؟ جواب:۔ واگ چار ہیں۔ سوال:۔ چاروں
واگوں کے نام بولو۔؟ جواب:۔ دن جل۔ اگن۔ بھوگ۔ سوال:۔ چاروں
واگوں کے کیا معنیٰ؟ جواب:۔ دنّ واگ یعنی مرے ہوئے جسم کو بن میں
ڈال آنا۔ جل واگ۔ یعنی مرے ہوئے جسم کو پانی میں ڈال آنا۔
۔ آگن واگ:۔ یعنی مرے ہوئے جسم کو جلا
ڈالنا۔ بھوگ واگ یعنی مرے ہوئے کو جسم کو زمین میں دبا دینا۔ ۱۶ صفحہ ۵۰
پر ہے۔ سوال:۔ آدگرہ کس کو کہتے ہیں۔ جواب:۔ خداوند تعالیٰ کی طرف
سے دی ہوئی وید بانی یا کتاب یا دھرم شاستر کو ہمیں سمجھانے والے
گرو آدگرو کہلاتے ہیں۔ سوال:۔ چاروں جگ میں آدگرو کون تھے۔ یہ
بولو؟ جواب:۔ کرتا جگ میں برہما جی تھے۔ ترتیا جگ وشیشٹھ جی تھے
دواپر جگ میں ویّد ویاس تھے۔ اور کل جگ میں نبی محمد مصطفےٰ صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم تھے۔ سوال:۔ جانپ کے کیا معنیٰ؟ جواب
جس نام سے مولیٰ کی عام طور پر سمرن (یاد) کرنے میں آتی ہے۔ وہ نام
لینا اس کو جانپ کہا جاتا ہے۔ ۱۷ صفحہ ۵۱ پر ہے سوال:۔ چاروں
جگ میں کون کون سی جانپ تھی وہ بولو۔ جواب:۔ کرتا جگ میں نرسینھ
کا جانپ تھا۔ ترتیا جگ میں رام چندر جی کا جانپ تھا۔ دواپر جگ
میں کرشن جی کا جانپ تھا۔ کل جگ میں پیر شاہ کے جانپ کا وقت
ہے۔

آغاخانی دھرم کی معتبر و مستند کتاب کی ان کی ان ۱۷ ستر عبارتوں کو دیکھنے سے آغاخانی دھرم کی مختصر اصلی تصویر اس کے واقعی خد وخال کے ساتھ پیش نظر ہو جاتی ہے۔ ۱ عبارت سیز دہم سے صاف ظاہر ہے کہ آغائیوں نے دین اسلام کے علاوہ اپنا ایک الگ دین گڑھا ہے اور اس کا نام ست پنتھ یا اسمٰعیلی دین رکھا ہے اور ہندوستان میں اس آغاخانی دھرم کا پرچار سب سے پہلے ان کے چھبیسویں پیر صدر الدین نے کیا ہے۔ اوپر ہم آیاتِ قرآنیہ تلاوت کر چکے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ دین صرف اسلام ہی ہے۔ اور اسلام کے سوا ہر ایک دین مردود و کفر و باطل ہے۔ جو شخص اسلام کے علاوہ کسی دین کو بھی اختیار کرے وہ کافر اور راحتِ ابدی سے محروم و عاطل ہے۔ ۲ عبارت دہم سے صاف واضح ہے کہ آغاخانیوں کے دھرم میں معاذ اللہ حضرت مولیٰ مشکل کشا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الاسنیٰ کو یقینی طور پر خدا مانا جاتا ہے اگرچہ براہِ مکاری گجراتی عبارت میں تو حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خدائی نور کہا ہے۔ لیکن آغاخانی دھرم کا جو پاک اور حقیقی کلمہ گڑھا ہے اس میں صاف طور پر یہ لفظ ہیں ـــ اشھد ان امیر المؤمنین علی صحیح اللہ جس کا صحیح ترجمہ یہی ہو سکتا ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ ایمان والوں کے سردار حضرت علی یقیناً اللہ ہیں۔ آغاخانی کلمے کے اس لفظ سے صاف طور پر ثابت ہے کہ گجراتی عبارت میں خدائی نور کے لفظ سے خدا کا اوتار مراد ہے اور اسی معنیٰ میں یہ لفظ عبارت اول و عبارت دوم و عبارت سوم و

عبارت نہم میں بھی استعمال کیا گیا۔ یعنی آغاخانی دھرم کی بنا اس عقیدۂ کفریہ پر ہے کہ حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی شکل و صورت میں خود اللہ تعالیٰ ہی دنیا کے اندر ظاہر ہوا تھا اور شک نہیں کہ ایسا اعتقاد ان تمام آیاتِ قرآنیہ و احکام الٰہیہ و شرائع سماویہ کی کھلی ہوئی تکذیب ہے جن میں اللہ تبارک و تعالیٰ کی توحید فی الذات و توحید فی الصفات و توحید فی العبادات اور اس کی تنزیہ و تقدیس و تسبیح کی تعلیم دی گئی ہے۔ شفا شریف میں ہے۔ وکذالک من ادعیٰ مجالسۃ اللہ والعروج الیہ ومکالمتہ وحلولہٗ فی احد الاشخاص کقول بعض المتصوفۃ والباطنیۃ والنصاریٰ والقرامطۃ۔ یعنی اور اسی طرح وہ شخص بھی قطعاً یقیناً بلاشبہ کافر ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ بیٹھنے اور اس کی بارگاہ تک چڑھ کر جانے اور اس سے بلا واسطہ باتیں کرنے یا کسی شخص میں اس کے حلول کرنے کا مدعی ہو۔ جیسے بعض جھوٹے صوفیوں اور باطنیوں اور نصاریٰ اور قرامطہ یعنی اسمٰعیلیوں) کا اعتقاد ہے۔

۳ پہلی دوسری تیسری چوتھی ساتویں نویں بارہویں عبارتوں سے صاف طور پر ثابت ہے کہ آغاخانی دھرم میں صرف حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کو ہی خدا کا اوتار نہیں مانا جاتا بلکہ ان کے دھرم میں حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لے کر آغاخان تک جو ۴۸ امام پے درپے ہوتے چلے آئے ہیں وہ سب اپنے اپنے زمانے میں آغاخانیوں کے نزدیک خدائے پاک جل جلالہٗ کے اوتار تھے۔

---

۱ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خدا کے اوتار تھے اور اللہ تعالیٰ ہی نے ان میں حلول کیا تھا۔ مولیٰ علی

اوران میں سے ہرایک کی شکل میں جب سے اب تک علیحدہ علیحدہ زمانوں میں خداوند تعالیٰ ہی ظاہر ہوتا رہا ہے اور ہرایک میں اللہ تعالیٰ ہی حلول کرتا رہا ہے اور اسی طرح آغاخاں کے بعد بھی آغاخانیوں کے جو امام ہوتے رہیں گے ان میں سے ہرایک میں آغاخانیوں کے نزدیک خداوند تعالیٰ ہی حلول کرتا رہے گا۔ یہ عقیدہ بھی نمبر ۲ کی طرح بلکہ اس سے بدرجہا بڑھ کر اخبث واشد کفر قطعی ہے۔ چوتھی عبارت میں دعویٰ تو یہ کیا کہ جماعت خانے کے مقدس مکان میں خدا کا مقام ہوتا ہے۔ اور اس کا یہ ثبوت یہ پیش کیا کہ ہمارے حاضر امام (آغاخاں) کا بھی فرمان ہے کہ میں ہمیشہ جماعت خانے میں حاضر ہی ہوں دور نہیں ہوں۔ تمہارے ہاتھ سے بھی زیادہ نزدیک ہوں۔ اس دعوے اس ثبوت کو پیش کرنے سے صاف طور پر روشن ہوگیا کہ آغاخانیوں کے نزدیک ہر ہر زمانے میں ان کے جو جو حاضر امام ہوتے رہے ان کے دھرم میں وہی ان کے خدا ہیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ دوسری عبارت میں صاف اقرار ہے کہ آغاخانی دھرم میں اسی موجود نور (یعنی آغاخانیوں کے حاضر امام) کی عبادت کی جاتی ہے ساتویں عبارت میں بھی کھلا اقرار ہے کہ آغاخانی دھرم میں ان کے حاضر امام ہی کی عبادت کی جاتی ہے۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے وقضیٰ ربك ان لا تعبدوا الا ایاہ یعنی تمہارے رب نے حکم فرمایا کہ اس کے سوا کسی کو نہ پوجو۔ (ترجمۂ رضویہ) اور اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے امر ان لا تعبدوا الا ایاہ ذٰلك الدین القیم ولکن اکثر الناس لا یعلمون ؁ یعنی اس (اللہ) نے فرمایا کہ اس کے سوا کسی کو

نہ پوجو یہ سیدھا دین ہے۔ لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ (ترجمۂ رضویہ)
اور اللہ عزوجل فرماتا ہے وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا
نُوْحِیْ اِلَیْهِ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ۝ یعنی اور (اے محبوب)
ہم نے تم سے پہلے کوئی رسول نہ بھیجا مگر یہ کہ ہم اس کی طرف وحی فرماتے
کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں تو مجھی کو پوجو۔ (ترجمۂ رضویہ) آغاخانیوں کا
الگ الگ زمانوں میں اپنے ایک ایک حاضر امام کو معبود ماننا اس کی
عبادت اور پوجا کرنا اللہ تبارک وتعالیٰ کے تمام انبیاء و مرسلین صلوات
اللہ تعالیٰ وسلامہ علیٰ سیدہم وعلیہم وعلیٰ آلہ اجمعین کی تکذیب ہے۔
اللہ تبارک وتعالیٰ کی تمام شریعتوں کی تکذیب ہے۔ اس کی نازل
فرمائی ہوئی تمام کتابوں کی تکذیب ہے۔ شفا شریف میں ہے کل
مقالة صرحت بنفی الربوبیة او الوحدانیة او عبادة احد غیر
اللہ او مع اللہ فھی کفر یعنی ہر وہ شخص جو اس بات کی تصریح
کرے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی عبادت کے ساتھ کسی اور کی بھی عبادت
کرنی چاہیئے تو وہ کافر ہے۔ پھر ایسے ہی چند کفریات قطعیہ گنا کر فرمایا۔
فذلك کله کفر باجماع المسلمین یعنی ایسے اعتقادات
رکھنے والے سب کے سب اجماعًا کافر ہیں

۸ آٹھویں عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ نماز کے پانچ
وقت جو دین اسلام میں بداہۃً وضرورۃً ثابت ہیں۔ آغاخانی لوگ
ان کے بھی قطعًا منکر ہیں۔ اور مسلمانوں کو دھوکے دینے کے لیے اپنے اس
کفر پر سورۂ ہود شریف کی یہ آیت کریمہ پیش کرتے ہیں وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَیِ

۱؎ رب نہیں یا وہ وحدہ لاشریک لہ نہیں یا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور بھی معبود ہے یا اللہ تعالیٰ

النّھار و زلفا من اللیل ان الحسنٰت یذھبن السّیاٰت ذٰلك ذکرٰی للذّاکرین ۝ حالاں کہ اس آیت کریمہ کا صحیح ترجمہ یہ ہے۔ اور نماز قائم رکھو دن کے دن کناروں اور کچھ رات کے حصوں میں۔ بیشک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔ یہ نصیحت ہے نصیحت ماننے والوں کو۔ (ترجمۂ رضویہ) اس آیت مبارکہ میں دن کے دو کناروں سے صبح و شام مراد ہیں۔ زوال سے قبل کا وقت صبح میں اور زوال سے بعد کا وقت شام میں داخل ہے۔ صبح کی نماز نماز فجر، اور شام کی نماز ظہر و عصر کی نمازیں ہیں اور رات کے وقت کی نمازیں مغرب وعشا ہیں۔ آیت کریمہ کا یہی مطلب حضور اقدس مہبط القرآن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم کی کثیر و شہیر متواتر حدیثوں نے بتایا اور یہی مطلب ضروریات دینیہ میں آیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم کو خود بلا واسطہ قرآن عظیم کا ہر ایک مفاد ہر ایک مطلب سمجھایا ثمّ ان علینا بیانہ اور اسی قرآن عظیم کے ذریعے سے اپنے محبوب کریم علیہ وعلیٰ آلہ الصّلوٰۃ والتسلیم کو روز اول سے لے کر روز آخر تک کے تمام شرعیات و کونیات و کائنات و واقعات و غیبیات و شہادات کا محیط و مفصل علم عطا فرمایا۔ نزلنا علیك الکتٰب تبیانا لکلّ شیٔ پھر اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم کی امت کے علماء اعلام و مجتہدین کرام و فقہائے عظام کو قرآن پاک کے مطالب و معانی سمجھنے کے لیے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم کی بارگاہ بے کس پناہ کا محتاج بنایا۔ ما اٰتکم

ع۱ پڑھایا ان علینا جمعہ وقراٰنہ پھر خود ہی اپنے حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو قرآن پاک

الرسول فخذوہ وما نھکم عنہ فانتھوا۔ پھر عامۂ مسلمین و مومنین کے سروں کو قرآن فہمی کے لیے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی امت مرحومہ کے علمائے عظام و ائمۂ فخام و مجتہدین کرام و فقہائے اعلام کے درباروں میں جھکایا فسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون۔ جس نے اس مبارک سلسلے کو مضبوط تھام کر انھیں واسطوں سے قرآن عظیم کی سرکار میں حاضری دی اس نے اللہ تبارک وتعالیٰ سے شفا و رحمت کا انعام پایا۔ وننزل من القرآن ما ھو شفاء و رحمۃ للمؤمنین ۵ اور جن بدبختوں نے خدائے پاک تبارک وتعالیٰ کے قائم فرمائے ہوئے اس مقدس سلسلے کو چھوڑ کر بغیر ان واسطوں کے قرآن پاک کو خود اپنی لولی لنگڑی اندھی اوندھی عقلوں سے سمجھنا چاہا اور نہیں مگر اشقیا و خاسرین ونادمین وخزایا۔ ولا یزید الظلمین الا خسارا ۵ اس مبحث جلیل کی تفصیل جمیل حضور پرنور اعلیحضرت امام اہلسنت آقائے نعمت دریائے رحمت مجدد اعظم سیدنا الفاضل البریلوی مولانا شاہ عبد المصطفےٰ محمد احمد رضا خاں صاحب قبلہ قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مبارک کتاب مستطاب مسمّٰی بنام تاریخی الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ کے حواشی مبارکہ مسمّٰی بنام تاریخی الفیوض الملکیۃ لمحب الدولۃ المکیۃ میں ملاحظہ ہو۔ یہ مسئلہ ایسا جلیل الشان جلی البرہان ہے کہ جو ناپاک فرقے حدیث کے قطعی منکر ہیں۔ ان کو بھی اپنے باطل دعاوئ کفریہ پر مکر و تلبیس کے پردے ڈالنے کے لیے اپنے گمان باطل کے موافق حدیثوں سے استدلال کئے بغیر چارہ نہیں۔ مرزا غلام احمد دجال

قادیانی اگر احادیث نبویہ علیٰ صاحبہا وآلہٖ الصَّلوٰۃ والتحیۃ پر ایمان رکھتا۔ تو ہرگز اپنی جھوٹی نبوت کا کھوٹا سکہ نہیں چلا سکتا۔ اس لیے اس کو احادیث مبارکہ سے انکار ضرور تھا۔ لیکن اپنے دعاوی کاذبہ کفریہ پر مکرو فریب کے پردے ڈالنے کے لیے جن احادیث کو اگرچہ وہ ضعیف یا شاذ یا منکر بلکہ معاذ اللہ موضوع ہی ہوں اپنے زعم باطل میں اپنے مدعائے باطل کے موافق بنا کر پیش کر سکتا تھا ان کو پیش کرنے سے باز نہ آیا۔ اور اس کے لیے اس نے ایک نہایت ناپاک چال اختیار کی۔ چنانچہ تحفۂ گولڑویہ کے صفحہ ۱۰ پر لکھتا ہے۔

جو شخص حکم ہو کر آیا ہے اس کا اختیار ہے کہ حدیثوں کے ذخیرے میں سے جس انبار کو چاہے خدا سے علم پا کر قبول کرے اور جس ڈھیر کو چاہے خدا سے علم پا کر رد کر دے اور اعجاز احمدی کے صفحہ ۲۶ پر لکھتا ہے۔ مگر ہم با ادب عرض کرتے ہیں کہ پھر وہ حکم کا لفظ جو مسیح موعود کی نسبت صحیح بخاری میں آیا ہے اس کا ذرا معنیٰ تو کریں۔ ہم تو اب تک یہی سمجھتے تھے کہ حکم اس کو کہتے ہیں کہ اختلاف رفع کرنے کے لیے اس کا حکم قبول کیا جائے اور اس کا فیصلہ گو وہ ہزار حدیثوں کو بھی موضوع قرار دے ناطق سمجھا جائے۔ پھر اسی اعجاز احمدی کے صفحہ ۳۰ پر لکھتا ہے اور ہم اس کے جواب میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر بیان کرتے ہیں کہ میرے اس دعوے کی حدیث بنیاد نہیں بلکہ قرآن اور وہ وحی ہے جو میرے پر نازل ہوئی۔ ہاں تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور میری وحی کے معارض

نہیں اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں۔

ان ناپاک عبارتوں میں دجّال قادیانی نے صاف کہہ دیا کہ دجّال قادیانی کو اختیار ہے کہ وہ جس قدر صحیح حدیثوں کو معاذ اللہ ردی کی طرح چاہے پھینک دے اور کہہ دے کہ یہ حدیثیں اس وحی کے خلاف ہیں جو دجّال قادیانی پر نازل ہوئی ہے اور جس قدر ضعیف بلکہ موضوع حدیثوں سے چاہے استدلال اور ان پر اعتماد کرے اور کہہ دے کہ دجّال قادیانی کو اس کے معبود نے خبر دے دی ہے کہ یہ حدیثیں صحیح ہیں تو اب اگر دجّال قادیانی کے کفر و ارتداد کے رد میں مسلمان اہلِ ایمان اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی ہزاروں احادیث صحیحہ بلکہ مشہورہ بلکہ متواترہ بھی پیش کرتے ہیں۔ دجّال قادیانی کے چیلے فوراً کہہ دیتے ہیں کہ ہمارے مرزا صاحب پر جو وحی نازل ہوئی ہے۔ یہ حدیثیں) اس کے خلاف ہیں لہٰذا ہم ان کو ردی کی طرح پھینکتے ہیں) اور دجّال قادیانی کے چیلے اس کے دعاوی کفریہ پر ضعیف[1] بلکہ موضوع حدیثیں گڑھ کر پیش کرتے ہیں اور جب مسلمانان اہلسنت ان پر رد کرتے ہیں کہ یہ حدیثیں صحیح نہیں بلکہ ضعیف بلکہ موضوع ہیں تو دجّال قادیانی کے چیلے فوراً کہہ دیتے ہیں کہ اگرچہ محدثین اہلِ اسلام کے نزدیک یہ حدیثیں ضعیف بلکہ گڑھی ہوئی اور موضوع ہیں۔ لیکن مرزا صاحب پر جو وحی نازل ہوئی ہے اس کی تائید ان سے ہوتی ہے لہٰذا ہمارے نزدیک یہ حدیثیں واجب التسلیم

---

[1] شاذ و منکر

ہیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

اسی طرح اگر پیر نیچر بھی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی احادیث مبارکہ پر ایمان رکھتا تو اس کو خارق عادات ومعجزات نبویہ اور ضروریات دینیہ سے کفر کرنے کا موقع نہیں مل سکتا اس لیے اس کو احادیث مبارکہ سے انکار کر دینا ضرور تھا۔ لیکن اپنے نیچری دھرم کی تائید پر اپنے زعم باطل کے موافق جن حدیثوں سے استدلال کر سکتا تھا ان کو پیش کرنے سے باز نہ آیا اور اس کے لیے اس نے یہ نہایت عجیب چال چلی کہ جو حدیث آج کل کے سائنس کے خلاف نہ ہو وہ تو صحیح وقابل اعتماد ہے۔ اور جو حدیث سائنس کے خلاف نیچر کی مخالف ہو وہ جھوٹی اور موضوع ہے۔ چنانچہ نواب محسن الملک تہذیب الاخلاق جلد اول کے صفحہ ۱۴۹ پر اپنے مضمون علم معقول ومنقول میں لکھتا ہے۔ تحقیقاتیں ان (یونانی فلسفیوں) کی کیا اس قابل ہیں کہ عقلی دلیل[1] بھی ان کی ایسی قوی اور مضبوط نہیں ہے بخلاف اس زمانے کی تحقیقاتوں کے کہ کوئی دلیل فرضی اور وہمی نہیں ہے۔ سب چیزوں کا ثبوت مشاہدہ اور تجربہ پر ہے جس کے سمجھنے کے بعد کسی شخص کو اس کی حقیقت میں شبہ پیدا ہو ہی نہیں ہو سکتا اور یہی نواب محسن الملک اسی تہذیب الاخلاق جلد اول کے صفحہ ۱۴۴ پر اپنے مضمون تطبیق منقول بامعقول میں لکھتا ہے۔ بعض لوگوں کا یہ قول ہے کہ جو کچھ ہمارے خدا ورسول نے کہہ دیا ہے وہ سب سچ ہے پھر اس کی تحقیق تصدیق کی کیا حاجت ہے۔ مگر غلطی یہ سمجھ کی ہے اور دو وجہ سے تطبیق کی نہایت

---

[1] یا تجربے اور مشاہدے سے اس کا ثبوت ہوتا ہو۔ حقیقت میں ایک دلیل

ضرورت ہے۔ اول وہ باتیں جو اور لوگوں نے خدا اور رسول کی طرف منسوب کر دی ہیں اور حقیقت میں خدا ورسول کی نہیں ہیں دین سے حرف غلط کی طرح نکل جاویں اور مذہب کی سیدھی اور عمدہ راہ میں جو کانٹے اور کنکر پتھر لوگوں نے ڈال دیئے ہیں جس کے سبب سے چلنے والے ٹھوکریں کھاتے ہیں اور منہ کے بل گرتے ہیں وہ صاف کر دیئے جائیں۔

ان ناپاک عبارتوں میں پیر نیچر کے قوت بازو نواب محسن الملک نے صاف کہہ دیا کہ موجودہ زمانے کی سائنس کی جملہ تحقیقات سب بلاشبہ حق ہیں اور سائنس کے خلاف جس قدر حدیثیں ہیں وہ سب غلط اور مذہب کی سیدھی راہ میں کانٹے اور کنکر پتھر ہیں اور نیچری دھرم کا اصل اصول یہ ہے کہ دین اسلام کو نیچر اور سائنس کے بالکل مطابق کر دیا جائے اور جتنے مسائل شرعیہ وعقائد اسلامیہ سائنس اور نیچر کے خلاف نظر آتے ہیں ان سب کو دین اسلام میں سے نکال کر پھینک دیا جائے اس لیے پیر نیچر کے چیلے اپنے لیکچروں آرٹیکلوں میں اپنے باطل مدعا پر جتنی حدیثیں چاہتے ہیں پیش کر دیتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ یہ حدیثیں سائنس کے خلاف نہیں لہٰذا ہم کو تسلیم ہیں اور جب دیندار مسلمانان اہلسنت نیچری دھرم کے عقائد کفریہ کے رد میں صحیح مشہور بلکہ متواتر احادیث نبویہ علیٰ صاحبہا وآلہ الصلوٰۃ والتحیۃ بھی سناتے ہیں تو پیر نیچر کے چیلے فوراً کہہ دیتے ہیں کہ یہ حدیثیں سائنس ونیچر کے

خلاف ہیں لہٰذا ہم ان کو نہیں مانتے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ اسی طرح مرتد مشرقی بھی اگر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی احادیث مبارکہ پر ایمان رکھتا تو اس کو اپنی تصنیفات ملعونہ تذکرہ وارشادات و قول فیصل وغیرہا میں بے شمار کفریات ملعونہ کے بھنکے اڑانے کا موقع نہ ملتا۔ اس لیے اس کو بھی احادیث مصطفےٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ الصّلوٰۃ والثناء سے قطعاً کفر کرنا ضرور تھا۔ چنانچہ تذکرہ ملعونہ کے صفحہ ۹۱ و ۹۲ پر لکھتا ہے۔

اسلام ایک کامل مذہب عمل اور کلام الٰہی کامل کتاب شریعت ہے اس لحاظ سے اس کے نکات کو حل کرنے یا تکمیل درس کے لیے کسی ناقص فلسفے کسی جاہلی نقل و روایت کسی مصنوعی لغت حتیٰ کہ کسی یقینی و غیر یقینی حدیث کی بھی ضرورت نہیں۔ مرتد مشرقی نے اس ملعون عبارت میں احادیث نبویہ علیٰ صاحبہا و آلہٖ التحیۃ کا اگرچہ یقینی الثبوت یعنی صحیح بلکہ مشہور بلکہ متواتر بھی ہوں۔ سرے سے قطعاً انکار کر دیا لیکن اپنے ارتداد و کفر پر مسلمانوں کو دھوکے دینے کے لیے استدلال بالاحادیث کا بھی پردہ ڈالنا ضرور تھا چنانچہ اسی تذکرہ ملعونہ کے اسی مقدمہ کے صفحہ ۹۲ پر لکھتا ہے۔ کوئی انسان کی بنائی ہوئی لغت ان الٰہی مصطلحات کے صحیح مفہوم کو ادا نہیں کر سکتی۔ قرآن حکیم نے اول مرتبہ ان الفاظ کو زبان عرب سے لیا اور ہر لفظ کے متعلق ایک مستقل مفہوم مدنظر رکھ کر اپنی لغت وضع کی پھر اس مفہوم کے تلقین رسول خدا سے تئیس برس میں براہ راست کرا کر ایک خاص ماحول پیدا کیا۔ اس عبارت میں مشرقی نے صاف اقرار کر دیا کہ اصطلاحات قرآنیہ کا مفہوم بغیر احادیث نبویہ علیٰ صاحبہا و آلہٖ التحیۃ کے ہرگز کسی لغت سے بھی

معلوم نہیں ہو سکتا۔ اب مرتد مشرقی کے خاکسار چیلے جس قدر صحیح و معتمد علیہ احادیث مبارکہ کا چاہتے ہیں کھلم کھلا انکار کرتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ قرآن کامل کتاب شریعت ہے اس کا مطلب سمجھنے کے لیے کسی یقینی حدیث کی بھی ضرورت نہیں اور جب ان پر رد کرتے ہوئے مسلمانانِ اہلسنت بتاتے ہیں کہ مرتد مشرقی نے صلاۃ وصوم و ایمان و اسلام و کفر و شرک و توحید وغیرہا کے جن معانی ضروریہ دینیہ کا انکار کیا ہے ان کا ثبوت تفسیر و حدیث و فقہ کے علاوہ تمام کتب لغت میں بھی موجود ہے تو فوراً مرتد مشرقی کے اذناب نابکار مرتدین خاکسار کہہ دیتے ہیں کہ لغت کی کسی کتاب سے قرآن کے معنی معلوم نہیں ہو سکتے اس کے معانی تو وہی صحیح و درست ہیں جو خدا کے رسول محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تیئس برس کی مدت میں صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو تلقین فرمائے۔ اس کفر پر پھر رد کیا جاتا ہے کہ ان مصطلحات شرعیہ کے یہی معانی رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے احادیث کثیرہ شہیرہ متواترۃ المعنیٰ میں بیان فرمائے تو پھر بکدیتے ہیں کہ یہ تو حدثنا اور قال قال کا بے سُرا راگ ہے۔ الا لعنۃ اللہ علے الظلمین ہ الا لعنۃ اللہ علے الکاذبین ہ الا لعنۃ اللہ علی المرتدین ہ الغرض آغاخانیوں کا جملہ احادیث کریمہ سے قطعاً کفر کر کے آیت قرآنیہ کے معنیٰ میں تحریف کر کے دو وقت کی نماز کا انکار کرنا قطعی کفرِ صریح اور یقینی ارتداد فضیح ہے۔

امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شفا شریف میں فرماتے ہیں۔

وکذالک اجمع علیٰ تکفیر مَن قال مِن الخوارج ان الصلوٰۃ طرفی النہار یعنی اور اسی طرح خارجیوں میں سے ان لوگوں کو بھی کافر کہنے پر اجماع ہے جو کہتے ہیں کہ بیشک نماز دن کے دونوں کناروں ہی پر ہے

ف دوسری پانچویں چھٹی ساتویں آٹھویں عبارتوں سے صاف روشن کہ آغاخانی دھرم میں نماز بھی فرض نہیں بلکہ ان کے چھبیسویں گرو پیر صدالدین نے جو دعا گڑھ کر آغاخانیوں کو بتادی ہے جس میں ستر۷۰ سجدے ہیں بس اسی دُعا کو اپنے جماعت خانے میں جا کر تین وقت پڑھ لیتے ہیں اور اسی کو یہ سمجھ لیتے ہیں کہ ہمارے مالک خداوند کا ہم پر جو فرض عبادت ہے اس کو ہم نے ادا کرلیا اور یہ بھی قطعی کفر و ارتداد اور یقینی زندقہ والحاد ہے امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ شفا شریف میں فرماتے ہیں۔ وکذالک نقطع بتکفیر کل مَن کذب وانکر قاعدۃ من قواعد الشرع وما عرف یقینا بالنقل المتواتر من فعل الرسول ووقع الاجماع المتصل علیہ کمن انکر وجوب الصلوات علی الخمس وعدد رکعاتھا وسجداتھا ویقول انما اوجب اللہ علینا فی کتابہ الصلوٰۃ علی الجملۃ وکونھا خمسًا وعلیٰ ھٰذہ الصفات والشروط لا اعلمہ اذ لم یرد فیہ فی القرآن نص جلی والخبر بہ عن الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہ وسلم خبر واحد یعنی اور اسی طرح اس شخص کو بھی ہم قطعًا کافر کہتے ہیں جو قواعد شرع میں سے کسی قاعدے کو اور رسول اللہ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم کے اُن افعال کو جھٹلائے اور انکار کرے جو نقل متواتر
کے ساتھ یقینی طور پر معلوم ہوئے ہیں اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کے زمانۂ اقدس سے لے کر اب تک ہر زمانے میں برابر ان پر اجماع رہا
ہے جیسے وہ شخص جو پانچ وقت کی نمازوں کے فرض ہونے اور ان کی
رکعتوں اور سجدوں کے شمار کا انکار کرتا ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب
میں مجمل طور پر نماز فرض کی ہے اور پانچ وقت کی نماز کا فرض ہونا اور
اس کا ان صفتوں اور شرطوں پر ہونا میں نہیں جانتا اس لیے کہ اس
بارے میں قرآن میں کوئی روشن نص وارد نہیں ہوئی اور رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی جو حدیثیں اس بارے میں ہیں وہ
تنہا ایک ایک راوی کی خبریں ہیں۔

۶ تیسری چوتھی عبارتوں سے روشن کہ آغاخانی فرقہ مسجدوں کو بھی
اللہ عزوجل کا گھر نہیں مانتا بلکہ دین اسلام میں مسجدوں کا جو مرتبہ ہے
آغاخانی دھرم میں وہی درجہ اُن کے جماعت خانے کو دیا جاتا ہے حالانکہ
مسجدوں کی عظمت و رفعت بھی مسلمانوں کے دین میں ضروریات دین سے
ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے فی بیوت اذن اللہ ان ترفع ویذکر فیھا
اسمہ یسبح لہ فیھا بالغدو والاصال رجال لا تلھیھم تجارۃ
ولا بیع عن ذکر اللہ واقام الصلوٰۃ وایتاء الزکوٰۃ یخافون
یوما تتقلب فیہ القلوب والابصار ؕ یعنی ان گھروں میں جنھیں
بلند کرنے کا اللہ نے حکم دیا ہے اور ان میں اس کا نام لیا جاتا ہے
اللہ کی تسبیح کرتے ہیں۔ ان میں صبح و شام وہ مرد جنھیں غافل نہیں کرتا

کوئی سودا اور نہ خرید و فروخت اللہ کی یاد اور نماز برپا رکھنے اور زکوٰۃ دینے
سے اس دن سے ڈرتے ہیں جس میں الٹ جائیں گے دل اور آنکھیں۔
(ترجمۂ رضویہ) اور فی الواقع جو قوم سرے سے نماز ہی کی منکر ہو وہ مسجدوں
کی عظمت پر کیوں کر ایمان رکھے گی۔ بہر حال آغاخانیوں کا مسا جد اسلامیہ
سے منکر ہوتے ہوئے اپنے جماعت خانوں کو مسجدوں کا درجہ دینا بھی
تکذیب قرآن پاک اور کھلا ہوا کفر خالص ہے۔

۷ گیارہویں عبارت سے صاف روشن کہ آغاخانی لوگ وضو میں
سر کا مسح بھی فرض نہیں مانتے اور انھوں نے صرف ہاتھ پاؤں منہ کے
دھو لینے کا ہی نام وضو رکھ لیا ہے۔ حالاں کہ وضو میں سر کا مسح فرض
ہونا مسئلہ ضروریہ دینیہ ہے اور خود قرآن پاک کا بھی مصرحہ ہے۔ اللہ
تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔ یاایھا الذین اٰمنوا اذا قمتم الی الصلوٰۃ
فاغسلوا وجوھکم وایدیکم الی المرافق وامسحوا برؤسکم
وارجلکم الی الکعبین ؕ یعنی اے ایمان والو! جب نماز کو کھڑے
ہونا چاہو تو اپنا منہ دھوؤ، کہنیوں تک ہاتھ دھوؤ اور سر کا مسح کرو
اور گٹوں تک پاؤں دھوؤ۔ (ترجمۂ رضویہ)

شفا شریف میں ہے۔ واعلم من استخف بالقرآن اوالمصحف
او بشئ منه او سبهما او بشئ مما صرح به فیه من حکم او خبر
او ثبت ما نفاه او نفی ما اثبته علی علم منه بذلك او شك
فی شئ من ذلك فهو کافر عند اهل العلم باجماع یعنی اور
اس بات کو جان لو کہ بے شک جو شخص کلام الٰہی قرآن پاک یا مصحف

۱؎ او جحده او حرفا منه او اٰیة او کذب به او بشئ منه او کذب

شریف کی یا اس میں سے کسی چیز کی توہین کرے یا ان کو برا کہے یا اس کا انکار کرے یا اس میں سے کسی حرف یا کسی آیت کا انکار کرے یا اس کو یا اس کی کسی آیت کو جھٹلائے یا کسی ایسے حکم یا خبر کو جھٹلائے جس کی تصریح قرآن پاک میں فرمائی گئی ہے یا جس چیز کی قرآن پاک نے نفی فرمائی ہے اس نفی کو جانتے ہوئے اس کا اثبات کرے یا جس بات کا قرآن پاک نے اثبات فرمایا ہے۔ اس اثبات کو جانتے ہوئے اس کی نفی کرے یا ان باتوں میں سے کسی بات میں شک کرے تو وہ علمائے دین کے نزدیک اجماعاً کافر ہے

۸۔ نویں عبارت سے واضح ولائح کہ آغا خانی دھرم میں آغا خان کو خدا کا اوتار سمجھتے ہوئے اس کو جا کر دیکھ لینا ہی حج اکبر ہے۔ یہ بھی کفرِ خالص ہے۔ شفا شریف میں ہے وعلیٰ تکفیر الباطنیۃ فی قولھم ان الفرائض اسماء رجال امروا بولایتھم والخبائث والمحارم اسماء رجال امروا بالبراءۃ منھم یعنی اور اسی طرح باطنیوں (یعنی اسمٰعیلیوں) کے اس قول کے سبب بھی کہ شریعت میں جو فرائض ہیں وہ چند ایسے آدمیوں کے نام ہیں جن کے ساتھ محبت رکھنے کا ان کو حکم دیا گیا ہے۔ اور شریعت میں جو خبائث و محرمات ہیں وہ چند ایسے لوگوں کے نام ہیں جن سے بیزار ہونے کا ان کو حکم دیا گیا ہے۔ ان باطنیوں (یعنی اسمٰعیلیوں) کو کہنے پر اجماع ہے۔

۹۔ آغا خانیوں نے دین اسلام کے مقابلے میں اپنا الگ دھرم گڑھ لیا جس کا نام ست پنتھ یا اسمٰعیلی دین رکھ لیا۔ پھر مسلمانوں کی نماز کے مقابلے میں ان کے گرو نے ایک الگ دعا بھی گڑھ دی۔ قرآن عظیم میں چودہ سجدے ہیں تو

اس کے مقابلے میں آغاخانیوں کے گرو نے ان کی دعا میں سترہ سجدے بھی رکھ دیئے۔ مسلمانوں کی مسجدوں کے مقابلے میں آغاخانیوں نے اپنے جماعت خانے بھی گڑھ لئے۔ مسلمانوں کے قرآن شریف کے مقابلے میں آغاخانیوں نے اپنی الہامی کتاب بھی الگ گڑھ لی اور مسلمانوں کی نقالی میں اس کا نام گنان شریف بھی گڑھ لیا۔ مسلمانوں کی تحیت السلام علیکم وعلیکم السلام کے مقابلہ میں آغاخانیوں نے اپنے آپس کا سلام بھی ان الفاظ میں گڑھ لیا حی زندہ اور قائم پایا اور ان دونوں لفظوں کے کفری معنی بھی گڑھ لیے لیکن چودھویں پندرھویں سولھویں سترہویں عبارتوں سے یہ بھی روشن و واضح کہ آغاخانی دھرم میں چاروں ویدوں کو بھی خدا کی کتاب اور ہندوؤں کے دیوتاؤں رشیوں منیوں نرسینھ رام چندر کرشن برہما و جیشٹن و دوردیاس کو بھی خدا کا اوتار اور مذہبی پیشوا مانا جاتا ہے اور اسی طرح انسان کے مرے ہوئے جسم کو پہلی منزل پہنچانے کے جو طریقے ہندو دھرم اور پارسی دھرم میں رائج ہیں یعنی مُردے کو جنگل میں ڈال آنا تاکہ مردار خور جانور اسے اپنی غذا بنا لیں اور پانی میں بہا دینا اور آگ میں ڈالنا ان تینوں طریقوں کو بھی آغاخانی دھرم میں حق و صحیح اور جائز و درست مانا جاتا ہے اور شک نہیں کہ یہ سب باتیں بھی قطعی یقینی خالص کفر و ارتداد ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔ افغیر دین اللہ یبغون وله اسلم من فی السمٰوٰت والارض طوعا وکرها والیه یرجعون ؕ یعنی تو کیا اللہ کے دین کے سوا اور دین چاہتے ہیں اور اسی کے حضور گردن رکھے ہیں۔ جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہیں

خوشی اور مجبوری سے اور اسی کی طرف پھیریں گے (ترجمۂ رضویہ)

شفا شریف میں ہے نکفر من لم یکفر من ان بغیر ملة المسلمین من الملل او وقف فیھم او شك او صحح مذھبھم وان اظھر مع ذٰلك الاسلام واعتقدہ واعتقد ابطال كل مذھب سواہ فھو كافر باظھارہ ما اظھر من خلاف ذٰلك یعنی ہم اس کو بھی قطعًا یقینی کافر کہتے ہیں۔ جو مسلمانوں کے دین کے سوا کسی اور دھرم کا اعتقاد رکھنے والے کو کافر نہ کہے یا اس کو کافر کہنے میں توقف کرے یا اس کے کافر ہونے میں شک رکھے یا ان کے مذہب کو ٹھیک بتائے اگرچہ وہ اس کے ساتھ ظاہر میں اپنے آپ کو مسلمان بھی کہے اور اسلام ہی کا اعتقاد بھی رکھے۔ اور اسلام کے سوا ہر ایک دین ہر ایک دھرم کے باطل ہونے کا بھی اعتقاد رکھے پھر بھی اس نے اسلام کے خلاف اپنا جو عقیدہ ظاہر کیا اس کی وجہ سے وہ کافر ہی ہے۔

بہرحال جو شخص آغاخانیوں کے ان عقائد کفریہ پر مطلع ہونے کے بعد بھی ان کے کافر مرتد ہونے میں شک رکھے یا ان کو کافر مرتد کہنے میں توقف کرے وہ بھی بحکم شریعت مطہرہ قطعًا یقینًا کافر مرتد ہے۔ اور بے توبہ مرا تو مستحق لعنت سرمد والعیاذ باللہ الواحد الوحید الاحد الفرد الوتر الصمد۔

تسجیل جمیل:۔ آغاخانی دھرم کا خون گرگ حامی حسن نظامی اپنی ناپاک کتاب کرشن بیتی طبع سوم کے صفحہ ۱۶۴ و ۱۶۵ پر لکھتا ہے۔

تین چار صدی سے ہندوستان میں مسلمانوں کی ایک جماعت یہ عقیدہ پھیلا رہی ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) سری کرشن کے اوتار تھے۔ یعنی جس طرح سری کرشن کے اوتار تھے۔ یعنی جس طرح سری کرشن کے مختلف اوتار ہندوستان میں ہو چکے ہیں۔ اسی طرح عرب میں حضرت محمد رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) بھی ان کے ایک اوتار اور ان کے اندر وہی نور تھا جو ہندوستان کے اوتاروں میں بارہا ظاہر ہوا۔ جو نور رام چندر جی کے اوتار میں تھا اور جو نور مہا تما بدھ بانی بدھ مذہب کے اوتار میں تھا اور جو نور خود سری کرشن کے اوتار میں تھا وہی نور آخر میں حضرت محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) کے اندر نمودار ہوا۔ پھر صفحہ ۱۶۵ پر لکھتا ہے۔

پیر صدرالدین پیر امام الدین پیر شمس الدین وغیرہ کے نام تاریخوں میں ملتے ہیں کہ آج سے تین چار سو برس پہلے یہ لوگ ہندوستان میں آئے اور انھوں نے یہ بیان کیا کہ سری کرشن کا آخری اوتار عرب میں ظاہر ہو گیا اور وہ حضرت محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تھے اور حضرت محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا اوتاری روپ حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ[1]) کا اوتاری روپ ان کی اولاد میں ایک خاص شخص کو دیا جاتا ہے۔ چنانچہ سندھ، علاقۂ بمبئی، گجرات، کچھ، کاٹھیا واڑ، دکن اور پنجاب وغیرہ میں لاکھوں آدمیوں نے اس اوتار کی تصدیق کی اور وہ حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کو سری کرشن کا اوتار ماننے لگے

---

[1] کو دے دیا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

پنجاب میں پیر شمسُ الدین تبریزی نے اس خیال کی اشاعت کی تھی جن کا مزار ملتان میں ہے۔ آج لاکھوں کہار اور سُنار پنجاب میں موجود ہیں جو شمسی ہندو کہلاتے ہیں اور یہ سَب حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو کرشن جی کا اوتار مانتے ہیں اور موجودہ سر آغا خاں میں اسی اوتاری روپ کو تسلیم کرتے ہیں۔ پیر صدرالدین کی تلقین سے کچھ، گجرات، سندھ، کاٹھیاواڑ، دکن اور علاقہ بمبئی میں لاکھوں آدمی اس عقیدے کے پیرو ہو گئے اور حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو سری کرشن کا اوتار ماننے لگے اور موجودہ سر آغا خاں کو تسلیم نہیں کرتے۔ اس فرقے کا نام امام شاہی ہے اور ان کے ہاں ایک کتاب ”دست ویتی“ کے نام سے بڑی مقدس سمجھی جاتی ہے۔ ان کی بڑی بڑی گدیاں بمقام احمد آباد اور پیرانہ اور نوساری اور برہان پور میں ہیں۔ امام شاہی جماعت کی تعداد بھی اندازاً بیس لاکھ بیان کی جاتی ہے اور اس سے بہت زیادہ آغا خانیوں کی جماعت ہے۔ گویا یہ پچاس ساٹھ لاکھ آدمی حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو سری کرشن کا اوتار مانتے ہیں۔ اسی طرح پیری نام پنتھ کے نام سے ایک فرقہ ہے جس کو معراج پنتھ بھی کہتے ہیں اس فرقے کے بانی پران ناتھ جی تھے جو اورنگ زیب (رحمۃ اللہ علیہ) کے زمانے میں ہوئے ہیں ان

---

[۱] وہی کرشن روپ اَوتار سمجھتے ہیں۔ علاقہ گجرات میں پیر امام الدین کے لاکھوں پیرو ہیں اور یہ سَب بھی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شری کرشن کا اوتار مانتے ہیں مگر یہ سر آغا خاں کو

کی پیدائش جام نگر کاٹھیاواڑ میں ہوئی اور انتقال ریاست پنّا میں ہوا۔ اس فرقے کی تعداد پانچ لاکھ سے زیادہ ہے۔ جام نگر اور پنّا اور سورت اورنگھ میں ان کے بڑے بڑے مندر ہیں جن کو دھام کہا جاتا ہے۔ یہ فرقہ بھی حضرت محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو سری کرشن کا اوتار تسلیم کرتا ہے مگر ان کے ہاں حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) میں اوتاری روپ کے منتقل ہونے کا عقیدہ نہیں ہے۔ ان کے ہاں بھی ایک کتاب ہے جس کو "قلزم سروپ" کہتے ہیں۔ ان کے مندروں میں کوئی مورت نہیں رکھی جاتی بلکہ یہی کتاب "قلزم سروپ" بڑی تعظیم و تکریم سے اور شان و شوکت سے رکھی ہوئی ہے۔ اس کتاب کی زیارت کر لینا ان کے ہاں بہت بڑا ثواب سمجھا جاتا ہے۔ یہ کتاب قدیمی ہندی زبان میں ہے اور اس کے دو حصے ہیں سارے قرآن کا خلاصہ ہے اور تیس پاروں میں تقسیم کیا گیا ہے اور ایک حصے میں وید و پران کا خلاصہ ہے۔ یہ لوگ کتاب کو بغیر نہائے ہاتھ نہیں لگاتے۔ سورت میں میں نے اس مندر کی زیارت کی تھی۔ جو سید واڑے کے محلے میں واقع ہے پھر صفحہ ۱۶۷ پر لکھتا ہے۔ گجرات اور کاٹھیاواڑ و سندھ و نیپال و بھوٹان و برما و پنجاب میں پرنامی پنتھ کے لاکھوں پیرو ہیں۔

حسن نظامی کی ان عبارتوں سے معلوم ہو گیا کہ آغا خانی فرقے کی طرح ایک اور فرقہ امام شاہی اور تیسرا فرقہ پرنامی پنتھ بھی ہے جس طرح آغا خانیوں نے اپنی الہامی کتاب "گنان" گڑھ لی ہے۔ اسی طرح

امام شاہیوں نے اپنی مقدس کتاب ,, ست دینی اور پری نام پنتھ والوں نے اپنی مذہبی کتاب ,, قلزم سروپ ,, گڑھ لی ہے ۔ یہ سب لوگ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کو معاذ اللہ رام چندر اور کرشن اور بدھ کا اوتار مانتے ہیں۔ ان سب لوگوں نے ہندو دھرم اور دین اسلام دونوں سے کچھ کچھ باتیں لے کر ان کے مجموعے کو اپنا دھرم بنالیا ہے۔ پھر آغاخانیوں، امام شاہیوں دونوں کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم سے معاذ اللہ کرشن کا وہ اوتاری روپ منتقل ہو کر حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں آگیا۔ پھر آغاخانیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے معاذ اللہ کرشن کا اوتاری روپ برابر ان کی اولاد میں منتقل ہوتا چلا آرہا ہے ۔ اور اس وقت آغاخان میں کرشن کا وہی اوتاری روپ ہے۔

ہر سنی مسلمان بنظر ایمان وانصاف دیکھ رہا ہے کہ حسن نظامی کی بتائی ہوئی ان تفصیلات کی بنا پر بحکم شریعت مطہرہ یہ تینوں فرقے کفار مرتدین اور زنادقہ وملحدین ہیں مگر حسن نظامی اپنے ساختہ پیغمبر کنھیا کی محبت میں ان سب کو مسلمان ٹھہراتا ہے۔ چنانچہ اپنے اسی کفری مضمون کا عنوان صفحہ ۱۶۱ وصفحہ ۱۶۳ پر دوجگہ یوں لکھتا ہے۔

مسلمانوں میں سری کرشن کا اوتار پھر اسی صفحہ ۱۶۳ پر لکھتا ہے یہ کہہ دینا ضروری ہے کہ یہ عقیدہ ثبوت ہے ۔ اس بات کا کہ سری کرشن اتنی عظیم الشان شخصیت رکھتے ہیں کہ مسلمانوں میں ایک بہت بڑا اگر وہ ان کی بزرگی کا قائل پایا جاتا ہے اور اپنے پیغمبر کو ان کا اوتار سمجھتا ہے۔

حالاں کہ یہ مسئلہ ضروریہ دینیہ ہے کہ جو شخص کسی کافر مرتد کے عقیدۂ کفرو ارتداد پر مطلع ہوتے ہوئے بھی ان کو مسلمان سمجھے یا اس کے کافر مرتد ہونے میں شک رکھے وہ بھی بحکم شریعت مطہرہ خود کافر مرتد ہے۔ لیکن اس کی انتہائی خباثت ملاحظہ ہو کہ آغاخانیوں امام شاہیوں پری نام پنتھ والوں کے اس کفری اعتقاد زندقہ والحاد کو کرشن کی بہت بڑی عظیم الشان شخصیت ہونے کا ثبوت بتاتا ہے۔ اس کو اگر معلوم ہوگا کہ خارجیوں ناصبیوں کے نزدیک یزید و شمر بھی ان کے مذہبی پیشوا مانے جاتے ہیں تو یہ یزید و شمر کی بھی بہت بڑی عظیم الشّان شخصیت پر ایمان لے آئے گا (لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ ہر ذی انصاف جانتا ہے کہ کسی شخص کے متعلق کسی گروہ میں کسی باطل اعتقاد کا محض شائع ہو جانا ہی ہرگز اس کی شخصیت کا بھی ثبوت نہیں ہو سکتا۔ نہ کہ اس کی شخصیت کے بہت ہی عظیم الشان ہونے کا ثبوت ہو جائے۔ مگر کنھیا کے پجاری کو تو ہر طرف کنھیا ہی کے درشن نظر آتے ہیں اور وہ ہر طرح یہی کوشش کر رہا ہے کہ کسی طرح مسلمانوں کے دلوں میں اپنے خود ساختہ نبی کنھیا کی نبوت کا سکہ بٹھا دے چنانچہ وہ خود اسی کرشن بیتی کے صفحہ ۱۹۰ پر لکھتا ہے۔ کہ میں نے یہ کتاب مسلمانوں کے لیے لکھی ہے اور انھیں کے مذاق اور تفہیم کے مقصد کو پیش نظر رکھ کر سری کرشن کے واقعاتِ زندگی مرتب کیے ہیں۔

اس عبارت میں حسن نظامی نے کھلم کھلا اقرار کر لیا کہ وہ اپنی کتاب کرشن بیتی کے ذریعے سے بھولے بھالے سیدھے سادے مسلمانوں ہی کو اپنے خود ساختہ نبی کرشن کنھیا کا امتی بنانا چاہتا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ

پھر یہ خیال آیا کہ مسلمانوں کو جب یہ معلوم ہو گا کہ آغا خانی وامام شاہی ویری نام پنتھی۔ یہ تینوں فرقے کرشن کو خدا کا اوتار اور حضور اقدس سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کو معاذ اللہ کرشن کا اوتار مانتے ہیں تو بحکم شریعت مطہرہ کرشن کے ان امیتوں سے ان کے اس عقائد کفریہ کے سبب مسلمانوں کو نفرت ہو جائے گی۔ تو صفحہ ۱۶۳ پر لکھتا ہے۔ ہندو جس کو اوتار کہتے ہیں اور مسلمانوں کے ہاں جس کا پیغمبر نام ہے وہ دونوں ایک ہی چیزیں ہیں۔ آپس میں کچھ فرق نہیں۔

اس عبارت میں حسن نظامی مسلمانوں کو یوں دھوکے دے رہا ہے کہ تم یہ نہ سمجھو کہ آغا خانیوں امام شاہیوں پری نام پنتھیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ خدا نے کرشن کے اندر حلول کیا اور پھر کرشن نے معاذ اللہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم میں حلول کیا بلکہ صرف اتنا ہی سمجھو کہ آغا خانیوں امام شاہیوں پری نام پنتھیوں کے دھرم میں کرشن بھی نبی و رسول ہے۔ اولاً۔ ہم حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ السبحانی کا ارشاد پیش کر چکے کہ رام چندر و کرشن وغیرہما دیوتایان ہنود کافر و مشرک تھے۔ تو کافر و مشرک کو پیغمبر ماننے والا بھی بحکم شریعت مطہرہ قطعاً یقیناً کافر و مرتد ہے۔ ثانیاً۔ ابھی ہم نے آغا خانی دھرم کی مذہبی تعلیمی کتاب کی عبارتیں پیش کر دیں جن سے واضح و روشن کہ آغا خانیوں کے دھرم میں اوتار اسی تفصیل کے ساتھ مانا جاتا ہے کہ معاذ اللہ حضرت حق قدوس سبوح جل جلالہٗ نے رام چندر میں حلول کیا پھر اسی نے کرشن میں حلول کیا۔ پھر اسی نے حضرت مولیٰ علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ میں معاذ اللہ حلول کیا۔ پھر آغا خانیوں کے اڑتالیسوں

اماموں کے اندر ہر زمانے میں حلول کرتا رہا۔ چنانچہ ان کے دھرم میں اس وقت آغاخاں کے اندر وہی خدائے پاک عزوجل معاذاللہ حلول کئے ہوئے ہے اور اسی لیے وہ اپنی گڑھی ہوئی دعا کے سترہ سجدے اپنے حاضر امام کی عبادت کی نیت سے کیا کرتے ہیں۔ اسی لیے وہ اپنے جماعت خانوں میں اپنے حاضر امام ہی کی عبادت کرتے ہیں۔ اسی لیے وہ اپنے حاضر امام کی زیارت ہی کو حج اکبر سمجھتے ہیں۔ تو حسن نظامی کا اوتار کو پیغمبر کا مرادف وہم معنی ٹھہرا کر اپنے گڑھے ہوئے پیغمبر کنھیا کے پجاریوں کے کفر والحاد پر پردے ڈالنا کذب بحت اور دروغ بے فروغ ہے۔ وللہ الحجۃ السامیۃ

یہاں اتنا بتا دینا اور ضروری ہے کہ اسمٰعیلیوں نے افریقہ پر متغلب ہو کر وہاں اپنی سلطنت قائم کر لی اور سالہاسال افریقہ کے مشہور ممالک مصر وغیرہ پر حکومت کرتے رہے۔ انھیں اسمٰعیلیوں کے خلفاء میں سے ایک خلیفہ کا نام مستنصر تھا اس کے دو لڑکے اسمٰعیلی داعیوں کی سرگردہ ثابت ہوئے۔ ایک کا نام نزار تھا جس سے فرقہ نزاریہ چلا اور جس میں حسن بن صباح جیسا مکار و عیار شخص پیدا ہوا اور موجودہ آغاخانی فرقہ اسی گروہ کا پیرو ہے اور آغاخاں کو یہ لوگ نزار ہی کی نسل بتاتے ہیں۔ اور دوسرے لڑکے کا نام مستعلی تھا۔ جس کا پیرو بوہروں کے نام سے ہندوستان میں بکثرت موجود ہیں اور یہ لوگ اپنے ملا طاہر سیف الدین کو جو سورت میں رہتا ہے اپنے مخفی امام کا داعی مطلق مانتے ہیں۔ ان دونوں میں صرف اتنا فرق ہے کہ نزاریہ فرقے والے اپنے امام کے لیے ہر زمانے میں ظاہر و حاضر ہونا ضروری بتاتے ہیں اور اسی لیے وہ آغاخان کو حاضر امام کہتے ہیں۔ اور مستعلیہ فرقے والے اپنے خلیفہ مستنصر

کے بعد سے اپنے امام کو مخفی مانتے ہیں اور اپنے داعی مطلق کو اپنے مخفی امام کا نائب مانتے ہیں (ملاحظہ ہو حسن نظامی کی کتاب فاطمی دعوت اسلام صفحہ ۱۷۶ وصفحہ ۱۷۷) جبکہ آغاخانی خوجوں اور مستعلی بوہروں کا عقائد کفریہ میں ابا ھم اتفاق واتحاد ہے۔ اور اشتراک کار۔ تو دونوں پر ایک ہی حکم شرعی ہونا بھی واضح وآشکار۔ اور اپنے غلو فی الرفض کے سبب بھی وہ بحکم شریعت مطہرہ مرتدین وکفار مع ہٰذا ان کا یہ مسئلہ بھی سب کو معلوم ہے کہ وہ اپنے نماز روزہ وغیرہ دینی احکام میں بھی رویت ہلال سے سروکار نہیں رکھتے بلکہ ہندوؤں کے جوتش کے حساب سے کام لیتے ہیں اور اس طرح کبھی مسلمانوں کے اسلامی مہینوں کی پہلی تاریخوں سے ایک دن پیشتر کبھی دو دن پہلے ان کے مہینوں کی پہلی تاریخیں ہوا کرتی ہیں۔ حالاں کہ نماز روزہ وحج وغیرہ تمام شرعی مسائل کا رویت ہلال پر دار ومدار ہونا مسئلہ ضروریہ دینیہ بھی ہے اور بکثرت احادیث کریمہ کا ارشاد فرمودہ بھی ہے۔ اور قرآن عظیم کا مصرحہ بھی ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ یسئلونک عن الاھلۃ قل ھی مواقیت للناس والحج یعنی اے (محبوب) تم سے نئے چاند کو پوچھتے ہیں تم فرما دو وہ وقت کی علامتیں ہیں لوگوں اور حج کے لیے (ترجمہ رضویہ) تو جب تک رمضان مبارک کے ہلال کی رویت کا ثبوت شرعی نہ ہو اس وقت تک ہرگز رمضان مبارک نہیں اور جب تک شوال کے ہلال کی رویت کا ثبوت شرعی نہ ہو اس وقت تک یقیناً رمضان مبارک ہی ہے۔ تو رافضی بوہروں کا قرآن پاک کے بتائے ہوئے وقت کو نہ ماننا بھی کفر قطعی وارتداد یقینی ہے۔ والعیاذ باللہ تبارک وتعالیٰ۔ واللہ

ورسولہ اعلم جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

جواب سوال دوازدہم: وہابیوں اور بہائیوں کے آرگن اخبار کوکب ہند دہلی نے جولائی ۱۹۳۱ء میں اپنے مذہبی پیشواؤں کی سوانح عمری مختصر طور پر شائع کی ہے جس کا خاکہ حسب ذیل ہے۔

(۱) سید علی محمد باب نیر اعظم شیراز میں ۲۰ر اکتوبر ۱۸۱۹ء کو پیدا ہوئے ۲۰ر مئی ۱۸۴۴ء کو دعویٰ کیا کہ میں ایلیا اور مہدی موعود ہوں۔ ۱۸۴۴ء سے ۱۸۵۰ء تک چھ سال کام کرتے رہے۔ آپ کی کل عمر ۳۱ برس تھی ۱۸۵۰ء میں قتل کئے گئے۔

(۲) ظہور اعظم بہاؤاللہ حسین علی نوری ۱۲ر نومبر ۱۸۱۷ء کو طہران میں پیدا ہوئے۔ پہلے آپ نے ۱۲۶۹ھ مطابق ۱۸۵۳ء میں دعویٰ کیا۔ پھر ۱۸۶۳ء میں اعلان کر دیا کہ میں وہ ظہور اعظم ہوں جس کی بشارت تمام انبیاء نے دی تھی حکومت ایران وترکی نے بغداد سے قسطنطنیہ پہنچایا وہاں چار مہینے رہے دسمبر ۱۸۶۳ء میں ایڈریانوپل بھیج دیا گیا وہاں چار سال اور دو ماہ رہے ۱۸۶۸ء میں بمقام عکہ (ملک شام) پہنچائے گئے اور وہیں نظر بند رہے۔ ۲۸ر مئی ۱۸۹۲ء کو وفات پائی۔ (تبلیغی عمر ۳۹ر سال ہوئی اور طبعی عمر ۷۵ر سال)

(۲) غصن اعظم عبدالبہا (عباس آفندی) ۲۳ر مئی ۱۸۴۴ء کو پیدا ہوئے اور اخیر تک اپنے والد کے ہمراہ رہے۔ والد کی وفات کے بعد گدّی نشین ہوئے (عکّہ کی نظر بندی سے) ستمبر ۱۹۰۸ء میں حکومت ترکی نے رہا کر دیا۔ اگست ۱۹۱۱ء میں یورپ کو روانہ ہوئے۔ ستمبر ۱۹۱۱ء میں

لندن پہنچے پھر پیرس گئے۔ دسمبر میں مصر واپس آئے۔ ۱۹۱۳ء میں امریکہ گئے۔ ۱۵ر دسمبر سنہ کو گریٹ برٹن گئے۔ لورپول، لندن، برسٹل اڈنبرا پھرتے پھراتے پیرس میں واپس آ گئے۔ پھر سٹسکارٹ (جرمنی) میں گئے پھر بوڈھاپسٹ (ہنگری) اور ڈین (دارالخلافہ آسٹریلیا) مئی ۱۹۱۳ء کو مصر اور ۵ر دسمبر ۱۹۱۳ء کو حیفہ پہنچے۔ اور ۲۵ر نومبر ۱۹۲۱ء کو ستہتر سال کی عمر میں وفات پائی۔

(۴) قائد اعظم شوقی افندی ربانی۔ عبدالبہا کے بڑے نواسے جن کو عبدالبہا نے حسب وصیت اپنا خلیفہ مقرر فرمایا۔ آپ حیفہ (فلسطین) میں عربی، فارسی، ترکی، انگریزی، فرانسیسی زبانوں کے ماہر ہیں۔ اور آکسفورڈ یونیورسٹی کے تعلیم یافتہ ہیں۔

کوکب ہند دہلی ۹ر فروری ۱۹۲۵ء کی اشاعت میں لکھتا ہے۔

" اس وقت مذہب بہائیت کی نشر و اشاعت کے لیے گیارہ رسائل جاری ہیں۔ ۱۔ اسٹار آف دی ویسٹ، ۲۔ نجم باختر، ۳۔ ورلڈ فیلو شپ گارڈن امریکہ، ۴۔ خورشید خاور، روس ۵۔ روس شمس حقیقت، جرمنی ۶۔ حقیقت جرمنی۔ ۷۔ نجم خاور جاپان، ۸۔ ہیرالڈ آف دی ریسٹ، کانپور دی ڈان رنگون، الاشراق رنگون، کوکب ہند دہلی۔

پیارے سنی مسلمان بھائیو! آپ نے خود بہائیوں کی زبان سے بہائی مذہب کے پیشواؤں کی مختصر تاریخ تو سن لی۔ اب ان کے کچھ عقائد کفریہ مختصراً بیان کئے جاتے ہیں۔ سید علی محمد شیرازی نے امام مہدی آخر الزماں ہونے کا دعویٰ کیا اور ساتھ ہی مسیحیت و نبوت و رسالت کا بھی مدعی بن گیا۔

اس نے بدشت کے مقام پر جو تقریر کی تھی جس کو حاجی مرزا کاشانی بابی مقتول ۱۲۶۸ھ نے بابیوں کی مذہبی معتبر کتاب "نقطۃ الکاف" میں تمام و کمال نقل کیا اور ہر ایک بابی و بہائی اس پر اعتقاد رکھتا ہے۔ اس تقریر میں بکثرت کفریات قطعیہ یقینیہ بھرے ہوئے ہیں(۱)۔ اسی کے صفحہ ۱۵۱ پر ہے۔

انبیاء علیہم السلام کی شریعتیں احکامِ سفر یا مشاغل زراعت کی طرح تھیں۔ جب انسان منزلِ مقصود پر پہنچ جاتا ہے تو سفر کے تمام احکام دوگانہ اور افطار روزہ وغیرہ ساقط ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح جب کھیت کٹ کر کھلیان میں صاف ہو جاتا ہے تو اس وقت حفاظت پانی دینا اور کھیتی باڑی کی تمام مصروفیتیں ختم ہو جاتی ہیں۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی شریعت منسوخ ہو چکی ہے۔ کیوں کہ انسانی ترقی کی راہ میں یہ شریعت احکامِ سفر تھی۔ اب جبکہ وہ مقام توحید پر پہنچ چکا ہے تو دینِ محمدی کے تمام احکام ساقط ہو چکے ہیں۔ اس لیے اب امام آخر الزماں کی شریعت توحیدی جو ناقابلِ تنسیخ ہے۔ اس پر عمل درآمد کرنا انسانی فرض ہوگا ان حلال محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) حلال الی یوم القیمۃ میں گو یہ ذکر ہے کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم) کے حلال و حرام قیامت تک جاری رہیں گے۔ مگر اس سے مراد قیامت صغریٰ یعنی چھوٹی قیامت ہے۔ جو دوسرے صاحب شریعت کے ظاہر ہونے پر پہلے صاحب شریعت کے لیے ظاہر ہوا کرتی ہے۔ اور حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام سے لے کر آج تک اس قیامت کا سلسلہ بدستور جاری رہا ہے۔ قائم آل محمد کی شریعت تمام ادیانِ سابقہ کی ناسخ

قرار پائی ہے۔ کیوں کہ کمال توحید کا راز نفی صفات میں مضمر ہوتا ہے
كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً میں بھی بتایا گیا ہے کہ انبیاء کی شریعتوں
نے لوگوں کو مختلف کر دیا تھا (اب وہ زمانہ چلا ہے ہے اس لیے جس
طرح پہلے کمال توحید پر لوگ قائم تھے اب بھی قائم ہوں گے) روایت
ہے کہ یجعل الملل ملۃً واحدۃ امام آخر الزماں تمام مذاہب کو ایک
بنا دے گا۔ یہ بھی روایت ہے کہ احکامہٗ من الباطن اس کے
احکام باطنی ہوں گے اور یہ قاعدہ ہے کہ جب باطن آجاتا ہے تو ظاہر
خود بخود دور ہو جاتا ہے (۲) اور اسی نقطۃ الکاف کے صفحہ ۱۴۸ پر یہ ہے
کہ اول معرفت ذات باری ہے جس کو علم توحید کہتے ہیں اور جس کے
چار مراتب ہیں۔ اول خدا کی وحدانیت اور یکتائی کا اقرار کرنا اور
اس کو نقطۂ موجود میں موجود ماننا دوم خدا کی صفات تسلیم کرنا اور مشیتہ
الوجود اور ارادۃ الوجود تمام سے فائق ہے اور اسی طرح باقی صفات
کا بھی اندازہ لگا سکتے ہو۔) سوم توحید الافعال اس مقام پر فعل وجود
فعل الٰہی ہے۔ چہارم توحید عبادات اور یہ فنا فی الوجود اور تقرب
الی الوجود کا مقام ہے۔ اور چوں کہ ذات باری میں قرب و بعد نہیں ہوتا
اس لیے اس سے مراد اس کے مظہر اور افراد ہوتے ہیں۔ خمس و زکاۃ
کا مطلب یہ ہے کہ ہر چیز کے اصلی مالک صرف حضرت وجود (امام
آخر الزماں) ہی ہیں اور لوگ اپنے مال کے مالک نہیں ہیں۔ صوم
سے مراد یہ ہے کہ حضرت وجود کی خلاف ورزی نہ کرو۔ حج سے مراد یہ

ہے کہ حضرت وجود کی مشیت اور خواہش کو ہمیشہ ملحوظ رکھو اس کا ارادہ معلوم کرو۔ اس کی قضا و قدر (یعنی تجویز اور شروع فعل) کی طرف نظر رکھو اس کا اذن اور اجازت حاصل کرو اور اس کی اجل اور کتاب کا انتظار رکھو (۳) اور اسی نقطۃ الکاف کے صفحہ ۱۴۹ پر ہے۔ حضرت نقطہ یعنی باب کا مکان تمام مکانوں سے اشرف ہے۔ جہاں آپ رہتے ہیں اور قیام کے مقام پر بیت اللہ سے مراد حضرت نقطہ کا جسم مبارک ہے (۴) اور اسی نقطۃ الکاف کے صفحہ ۱۵۲ پر ہے تمام اطراف قبلہ ہیں جس طرف رخ کرو وہیں خدا کی تجلی ظاہر ہو رہی ہے اور چوں کہ پہلے زمانے میں لوگ توحید کے احکام برداشت کرنے کے ناقابل تھے اس لیے ان کو الگ الگ طریقے سجدے کی بتائی گئی تھیں آہستہ آہستہ رجعۃ یعنی رجعت کے ذریعے سے وہ احکام اٹھتے گئے۔ یہاں تک کہ اب یہ زمانہ آگیا ہے کہ اس میں کمال توحید کے احکام جاری ہوں گے کیوں کہ اب لوگ توحید فی العمل کے برداشت کرنے کے قابل ہو چکے ہیں (اس لیے سب کو اتفاق و اتحادِ مذہبی کا اصول بنایا جا رہا ہے اور فیصلہ کر دیا ہے کہ تمام مذاہب اپنی اپنی جگہ پر درست ہیں۔ بشرطیکہ وحدتِ ادیان کو ملحوظ رکھا جائے۔ ورنہ اختلاف کی صورت میں باطل ٹھہریں گے (۵) اسی مدعی بابیت علی محمد شیرازی نے اپنی امت بابیہ کو ایک کتاب "البیان" لکھ کر دی اور بتایا کہ یہ آسمانی اور ربانی کتاب ہے۔ اس کے متعلق رسالہ

"پیامِ اسلام" جالندھر، اکتوبر ۱۹۲۱ء میں عبدالحق عباسی ایڈیٹر رسالہ مذکورہ اپنے بابی مذہب کے یہ احکام بھی لکھتے ہیں "البیان" کے سوا کوئی مذہبی کتاب نہ پڑھو "البیان" قرآن سے افضل ہے جن لوگوں نے اس کے ان دعاوی کو قبول کیا وہ بابی کہلائے۔ مرزا حسین علی طہرانی نے ۱۸۴۴ء میں باب سے تعلق پیدا کیا۔ باب نے اس بات کا بھی دعوی کیا تھا کہ وہ باب الوصول الی اللہ یعنی اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا دروازہ ہے۔ اس لیے اختصاراً وہ باب کہلایا جانے لگا۔ اس نے اپنی تحریرات میں لکھا تھا کہ مَنْ یُظْهِرُہُ اللہُ آنے والا ہے وانا حرف من ذلك الكتاب وظل من ذلك البحر اذا ظهر ظهر ما كتبتہ من الاشارات و يظهر ذلك بعد حين یعنی میں تو اس کتاب کا ایک حرف اس دریا کی ایک نمی ہوں جب وہ ظاہر ہوگا تو جو اشارات میں نے لکھے ہیں وہ سب ظاہر ہوں گے اور وہ ایک مدت کے بعد ظاہر ہوگا۔ مرزا حسین علی نے اپنے شیخ کے قتل ہو جانے کے بعد ۱۲۶۹ھ میں دعویٰ کیا کہ باب نے جس من یظهرہ اللہ کی بشارت دی تھی وہ میں ہی ہوں۔ میرے ہی ظہور کو باب نے بعد حین کے لفظ میں پوشیدہ کر رکھا تھا کہ حین کے عدد اڑسٹھ ہیں۔ یعنی جب تیرہویں صدی کے اڑسٹھ برس گذر جائیں گے اس کے بعد ظاہر ہوگا۔ تو میں اب ۱۲۶۹ھ میں ظاہر ہوا۔ اور اپنا نام بہاء اللہ رکھا اب بابیوں میں سے جو لوگ بہاء اللہ کے پیرو ہو گئے وہ بہائی کہلائے۔ بہاء اللہ نے تمام مذاہب کو دعوتِ اتحادیہ دی اور تین کتابیں لکھ کر اپنی امت بہائیہ کو دیں ایک کا نام کتاب "الاقدس" ہے۔ دوسری

کا نام کتاب "مبین" تیسری کا نام کتاب "الایقان" ہے۔ بہائی مذہب کو ماننے والے معاذاللہ قرآن عظیم کو منسوخ سمجھتے اور اس کی جگہ کتاب "الاقدس" کو بہاء اللہ پر نازل ہونے والا جانتے ہیں اور اسی کو اپنے زعم میں کتاب الٰہی و وحی آسمانی مانتے ہیں۔ اب ذرا بہائی مذہب کی اس کتاب کے کفریات ملاحظہ ہوں۔ (۶) صفحہ ۳ پر ہے۔ قد کتب علیکم الصلوٰۃ تسع رکعات حین الزوال و فی البکور و الاصال وعفونا عدۃ اخری امرا فی کتاب اللہ واذا اردتم الصلوٰۃ ولوا وجوھکم شطری الاقدس عکۃ المقام المقدس یعنی تم پر بیشک نو رکعت نماز فرض کی گئی ہے جس وقت آفتاب ڈھلے اور صبح اور شام (دو صبح کی دو مغرب کی اور پانچ رکعتیں جس وقت آفتاب ڈھلے) اور ہم نے نماز کی اور تعداد معاف کر دی۔ اللہ کی کتاب میں یہی حکم ہے۔ اور جب تم نماز پڑھنا چاہو تو اپنے چہروں کو پاک شہر عکہ کی طرف پھیر لو کہ وہ مقدس مقام ہے۔ (۷) پھر صفحہ ۴ پر ہے۔ من لم یجد الماء یذکر خمس مرات بسم اللہ الاطھر الاطھر یعنی اور جو شخص پانی نہ پائے تو وہ پانچ مرتبہ یوں کہے۔ بسم اللہ الاطھر الاطھر (۸) پھر صفحہ ۵ پر ہے و لکم و لھن فی الاسفار اذا نزلتم و استرحتم مکان کل صلوٰۃ سجدۃ واحدۃ واذکروا فیھا سبحٰن اللہ ذی العظمۃ والاجلال والموھبۃ والافضال والعاجز یقول سبحٰن اللہ بعد اتمام السجود لکم و لکن ان تقعد و اعلیٰ ھیکل التوحید وتقولوا ثمانی عشرۃ مرۃ سبحٰن اللہ ذی الملک

وَالملکوتِ یعنی اے مردو اور اے عورتو! تمہارے لیے سفروں میں
ہرایک نماز کے بدلے ایک سجدہ ہے جس وقت تم اترو اور آرام سے
لو اور اس سجدے میں سبحن اللہ ذی العظمۃ والاجلال والموھبۃ
والافضالِ کہو۔ اور جو شخص سجدہ نہ کرسکے وہ صرف سبحنَ اللہ کہہ لے
سجدہ کر چکنے کے بعد اے مردو اور اے عورتو! تمہارے لیے یہ ہے
کہ ہیکلِ توحید پر بیٹھو اور اٹھارہ مرتبہ سبحٰن اللہ ذِی الملکُ الملکوتِ
کہو۔ (۹) پھر صفحہ ۶ پر ہے قد کتبنا علیکم الصّیام ایامًا
معدودات (من اول مارس الیٰ تاسع عشر منه) وجعلنا
النوروز عید الکم (حادی عشرین مارس) اجعلوا
الایام الزائدۃ عن الشهور قبل شهر القیام عیدا ان کل
شهر تسعۃ عشر یومًا والشهور ایضا تسعۃ عشر فصارت
ایام السنۃ ثلث مائۃ واحد و ستین یومًا والملحق به
لتکمیل السنۃ اربعۃ ایام و بعد اربع سنین خمسۃ
ایام فهذ الایام زائدۃ کل سنۃ قبل مارس۔ یعنی بیشک
ہم نے تم پر گنتی کے چند دنوں میں روزے فرض کئے ہیں۔ مارچ کی پہلی
تاریخ سے اونیسویں تاریخ تک اور نوروز کا دن تمہارے لیے عید
مقرر کیا گیا ہے یعنی مارچ کی اکیسویں تاریخ۔ مہینوں سے زائد جو دن
ہیں ان کو روزوں کے مہینے سے اول عید کے دن ٹھہرالو۔ ہر مہینہ
انیس دن کا ہے اور مہینے بھی انیس ہیں تو سال بھر کے دن تین سو اکسٹھ
ہوئے اور پورا سال کرنے کے لیے اس میں چار دن ملائے گئے۔

اور چار سال کے بعد پانچ دن۔ تو یہ دن وہی زائد دن ہیں جو ہر سال مارچ سے پہلے ہوں گے۔ (۱۰) پھر صفحہ ۸ پر ہے۔ قد کتب لمن دان الله ان یغسل یدیه ثم وجهه یقعد مقبلا الی الله ویذکر خمسا وتسعین مرة الله ابهی کذلک الصلوٰة یعنی جو شخص اللہ کو مانتا ہے اس پر فرض کیا گیا ہے کہ اپنے دونوں ہاتھ پھر اپنا منہ دھولے اور اللہ کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھ جائے اور پچانوے بار اللہ ابہیٰ کہے۔ نماز کا یہی طریقہ ہے (۱۱) پھر صفحہ ۱۴ پر ہے۔ قد کتب علی السارق النفی والحبس وفی الثالث فاجعلوا علی جبینه علامة یعرف بها من اراد ان یستعمل اوانی الذهب والفضة لاباس به ایاکم ان تنغمس ایادیکم فی الصحاف والصحان تمسکوا بالنظافة فی کل الاحوال یعنی بیشک چور پر جلاوطنی اور قید کی سزا لکھ دی گئی ہے۔ اور تیسری بار کی چوری میں اس کی پیشانی پر کوئی ایسی علامت بنا دو جس سے وہ پہچانا جائے۔ جو شخص سونے چاندی کے برتن استعمال کرنا چاہے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ تم اس سے بچو کہ تمہارے ہاتھ پیالوں یا رکابیوں میں ڈوبیں۔ تمام حالتوں میں صفائی کو اختیار کرو۔ (۱۲) پھر صفحہ ۱۵ پر ہے۔ قد حکم الله لکل زان وزانیة دیة مسلمة الی بیت العدل وهی تسعة مثاقیل من الذهب ان عادا مرة اخری عودوا بضعف الجزاء۔ یعنی بے شک اللہ نے ہر زنا کار مرد اور زنکار عورت کے لیے یہ حکم دیا ہے کہ وہ بیت العدل میں دیت دے اور وہ نو مثقال سونا ہے۔ اگر وہ دوبارہ زنا کرے تو اس کو دوبارہ دوگنی سزا دو۔ یعنی

اٹھارہ مثقال سونا بیت العدل کے لیے اس سے وصول کرو۔ پھر صفحہ ۱۶ پر ہے انا احللنا لکم اصغاء الاصوات والنغمات یعنی بیشک ہم نے تمہارے لیے ہر قسم کی تمام آوازوں تمام گانوں کا سننا حلال کر دیا ہے (۱۴) پھر صفحہ ۳۵ پر ہے۔ اسمعوا نداء مالک الاسماء من شطر سجنه الاعظم انه لا اله الا انا ارفعن البیتین فی المقامین جبل کرمل والمقامات التی استقر فیہا عرش الرحمن یعنی تمام ناموں کے مالک کی پکار اس کی عظمت والے قید خانے کی طرف سے سنو جو کہہ رہا ہے کہ بیشک میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ دو مقاموں میں دو گھر بلند بناؤ کرمل کے پہاڑ پر اور ان مقامات میں جہاں رحمٰن کا تخت بچھا۔ پھر کہتا ہے۔ یا ملأ البیان اغا القبلة من یظهره الله متی ینقلب تنقلب الی ان یستقر یعنی اے کتاب "البیان" پر ایمان لانے والے بابیو قبلہ تو صرف من یظهره الله یعنی بہاء اللہ ہی ہے جس طرف بہاء اللہ چلا جائے گا قبلہ بھی اسی طرف پھر جائے گا یہاں تک کہ بہاؤ اللہ کسی ایک مقام پر ٹھہر جائے (۱۵) پھر صفحہ ۳۷ پر ہے من قراء من آیاتی خیر له من ان یقرء اکتب الاولین والاخرین عاشروا مع الادیان بالروح والریحان یعنی جس نے میری آیتوں میں سے (جو کتاب "الاقدس" میں ہیں) کچھ پڑھ لیا تو وہ اس کے لیے میرے اگلوں پچھلوں کی تمام کتابوں کے پڑھنے سے بہتر ہے۔ تمام دینوں اور مذہبوں کے ساتھ خوشی کی راحت اور محبت کے پھولوں سے معاملہ کرو۔ (۱۶) پھر صفحہ ۶۲ پر ہے یا اهل الارض

لا تجعلوا الدین سببا للاختلاف۔ تمسکوا بالکتاب الاقدس[1] پر سب۔ کے سب عمل کرو جس کو رحمٰن نے نازل کیا ہے (۱۷) بہائی مذہب کے آرگن رسالہ کوکب ہند جولائی ۱۹۳۱ء میں ہے۔ جس طرح انسان مختلف لباس بدلتا ہے اسی طرح مصلحتِ وقتی سے دین الٰہی بھی مختلف رنگ بدلتا رہا ہے۔ اس لیے وحدتِ ادیان کا عقیدہ فرض ہوگا۔ یہ نہ کہو کہ میرا دین اچھا ہے اور تمہارا برا۔ سب پیغمبر اور اوتار ایک ہیں۔ سب میں ایک ہی روشنی ہے۔ فانوس مختلف ہیں۔ تم روشنی دیکھو۔ فانوس کی رنگت کے عاشق مت بنو۔ اب بھی اگر کوئی نبی آجائے تو اسے بھی تسلیم کرلو۔(۱۸) پھر اسی رسالہ میں بہائی مذہب کے یہ عقائد بھی مذکور ہیں۔ مرنے کے بعد فوراً اجزا منتشر ہو جاتے ہیں اور روح کو اسی وقت ایک باقی رہنے والی شکل دی جاتی ہے۔ کسی دور دراز زمانے کا محتاج نہیں رہتا۔ موت کے بعد آرام پانا جنت ہے۔ اور تکلیف میں رہنا دوزخ ہے۔ مظہر الٰہی (نبی جدید) کا پیدا ہونا قیامت ہے۔ اس پر ایمان لانے والے اپنی قبروں سے نکلنے والے ہیں۔ ندائے تبلیغی صور ہے۔ شریعتِ اول کا رفع ہو جانا آسمان کا ٹوٹ جانا ہے اور نئی شریعت کا اجرا نیا آسمان ہے۔ پہلے نبی کی روشنی کم ہو جانا سورج کی سیاہی ہے۔ اور نورِ ولایت کا روپوش ہو جانا چاند کی سیاہی ہے۔

---

[1] الذی انزلہ الرحمٰن یعنی اے زمین والو دین کے سبب کسی کے ساتھ اختلاف نہ رکھو کتاب الاقدس

علمائے امت کی گمراہی ستاروں کا ٹوٹنا۔ احکام شریعت کی منسوخ سلطنتوں کی بربادی اور بڑوں کی پستی پہاڑوں کا اڑنا۔ مظہر الٰہی پر ایمان لانے والے کامیابی کی جنت میں داخل ہوتے ہیں اور سرتابی کرنے والے ناکامی کے دوزخ میں داخل ہوتے ہیں اور یہی حساب کتاب ہے خدا کا عدل میزان ہے۔ نئی شریعت پل صراط ہے۔ جس سے لڑکھڑانا جہنم میں جانا ہے۔ قیامت کی یہی حقیقت ہے۔ اسی قسم کی قیامت صغریٰ ہر نبی کے وقت ہوتی رہی ہے مگر قیامت کبریٰ جس میں اب ہم گزر رہے ہیں واقع ہوچکی ہے۔ کیوں کہ باب اعظم نے دعویٰ کیا تھا تو نفخۂ اولیٰ اور پہلا صور پھونکا گیا تھا اور بہاء اللہ نے امر اللہ کا اعلان کیا تھا تو دوسرا صور پھونکا گیا تھا۔ جو کلام الٰہی اب نازل ہوا ہے اس میں بار بار اس کو دہرایا گیا ہے۔ خدا کے مظہر (بہاء اللہ) کا دیدار خدا کا دیدار ہے۔ کیوں کہ وہ آنکھوں سے دیکھا نہیں جا سکتا۔ چنانچہ بہاء اللہ کی ہستی جلوہ گاہِ الٰہی ہے۔ ایمان سے جلوہ نظر آتا ہے۔ انکار سے نظر نہیں آتا قیامت کو جس ہیکل میں ظہور خداوندی لکھا ہے وہ ایسا مقام ہے جو کسی نبی کو نہیں ملا۔ اور ظہور نبی یا ظہور رسول کے لقب سے ملقب نہیں ہو سکتا کیوں کہ دورِ نبوت حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر ختم ہوچکا ہے۔ اور اس دورِ جدید کے متعلق یہ حکم ہے کہ ھذا یوم اللّٰہ لا یذکر فیہ الا ھو یہ خدا دن ہے اس میں اس کے سوا کسی کا ذکر نہیں (۱۹) پھر کوکب ہند ۸ ستمبر ۱۹۲۹ء میں بہائی مذہب کے یہ احکام

درج ہیں۔ یہود و نصاریٰ و ہنود کے معابد میں جاؤ کیوں کہ سب کا دین ایک ہی ہے اور یہ کہ سلسلۂ روایات آج سے بند ہے کیوں کہ اس سے انتظام معاشرت میں خلل پڑتا ہے اور دھڑے بندی پیدا ہوتی ہے اور یہ کہ بیان و حکمت کی تلوار نکال کر خدا کی راہ میں جہاد کرو۔ کیوں کہ لوہے کی تلوار سے گلے کٹتے ہیں اور اس سے کٹے ہوئے گلے درست ہوتے ہیں۔ اس لیے قتال مطلقاً حرام ہے خواہ تلوار سے ہو یا قلم اور زبان سے ہو۔ (۲۰) پھر کوکب ہند ۲۸ ستمبر ۱۹۲۷ء میں ہے۔ نئی تحریک جب پیدا ہوتی ہے تو یوں سمجھو کہ خدا تعالیٰ اپنا کوئی نیا مظہر پیدا کرنا چاہتا ہے جس کو نبی کہا جاتا ہے اور جس کا کام یہ ہے کہ وحشت سے نکال کر دنیا کو بام ترقی پر پہنچا دے۔ وعظ کر کے مال مت کماؤ کیوں کہ ایسی کمائی بالکل حرام ہو چکی ہے اور کمائی کر کے پیٹ پالنا واجب ہو چکا ہے۔ عورتوں کو فلسفہ تاریخ اور زبان کے علوم پڑھانے میں بہت زور دیا جائے اور کوشش کی جائے کہ "قرۃ العین" کے مرتبے پر پہنچ جائیں جس نے برقع اتار کر کمال دلیری کے ساتھ اپنے تبلیغی مناظروں میں مخالفین کو نیچا دکھایا تھا۔ کثرتِ ازدواج سے روکا جائے۔ منگنی کی رسم یوں ادا کی جائے کہ فریقین کو کچھ روز آزادی دی جائے تاکہ وہ ایک دوسرے کے حسن و قبح پر اطلاع پا سکیں نکاح کے لیے صرف یہی لفظ کافی ہیں کہ نحن راضون بما رضی بہ اللہ۔ ہم خدا کی مرضی پر راضی ہیں۔ صرف اتنا کہنے سے نکاح بندھ جائے گا۔ (۲۱) پھر اسی رسالے میں ہے۔ سورۂ احزاب اور سورۂ آلِ عمران میں

مذکور ہے کہ انبیاء علیہم السلام سے عموماً اور حضور علیہ السلام سے خصوصاً یہ عہد لیا گیا ہے کہ ایک نبی (بہاء اللہ) آنے والا ہے۔ اس کی تصدیق کرنا تم پر لازم ہے۔ ہر ایک نبی کے لیے ایک مدت مقرر ہوتی ہے۔ اور جب دوسرا آتا ہے تو اس کی شریعت منسوخ ہو جاتی ہے اور یہ سلسلہ ہمیشہ کے لیے جاری رہے گا۔ شریعت محمدی کا دور دورہ بہاء اللہ کے آنے سے ختم ہو گیا ہے۔ دور محمدی کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ دوسرے انبیاء کے زمانے میں نبی غیر تشریعی آتے رہے ہیں بحکم بہا النبیون[1] سیکون فی امتی دجالون کذابون کلھم یزعم انہ نبی اللہ۔(۲۲)

پھر رسالہ پیام اسلام جالندھر ۷، اکتوبر ۱۹۲۱ء میں اس کے ایڈیٹر عبدالحق عباس بہائی مذہب کے احکام لکھتے ہیں منجملہ ان کے یہ ہیں۔ شادی کے موقع پر ریشم کے سوا دوسرا کپڑا نہ پہنو۔ مسکرات سے کنارہ کشی فرض ہے۔ چہرے کو بالوں سے صاف رکھو تاکہ فطرتی خوبصورتی سے بڑھ جاؤ۔ پردہ اٹھا دو۔ اور عورتوں کو وہاں لے جاؤ جہاں تم جاتے ہو تاکہ وہ بھی قوم کی رہبری کریں (۲۳) پھر یہ احکام بھی ان کی طرف منسوب ہیں۔ نماز جنازہ کے سوا جماعت کی ضرورت نہیں۔ خروج منی سے غسل واجب نہیں۔ کوئی چیز نجس نہیں۔ میت کو ریشم کے پانچ کپڑوں میں لپیٹو یا کم از کم ایک میں۔ وضو اور سجدہ معاف ہیں۔ نماز جمعہ حرام ہے

---

[1] مگر دور محمدی میں کوئی نبی نہیں آیا۔ لا نبی بعدی انا خاتم النبیین فسیکون خلفاء

نکاح میں والدین سے پوچھنے کی ضرورت نہیں (۲۴) کوکب ہند ۲۷ ستمبر ۱۹۲۹ء میں ہے۔ جناب بہاء اللہ نبی نہ تھے کیوں کہ نبوت کا دور آدم علیہ السلام سے شروع ہو کر محمد خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر ختم ہو چکا ہے اور اب دور بہائی ہے جس میں امر اللہ ظاہر ہوا ہے اور یہی یوم عظیم ہے۔ خدا نے ہیکلِ بہا میں اپنا ظہور کیا ہے بلا حلول و بروز اور یہ کہ تمام انبیاء کو تسلیم کرو مگر احکام وہی واجب التسلیم ہیں جو بہاء اللہ نے جاری کئے ہیں۔ (۲۵) پھر کتاب "الاقدس" کے صفحہ ۴۲ پر ہے: احل لکم لبس الحریر قد رفع اللہ عنکم الحد و د اللباس واللحی یعنی تمہارے لیے ریشم پہننا حلال کر دیا گیا ہے۔ بیشک اللہ نے تم پر سے شریعت کے حدود اور لباس اور داڑھی کی پابندیوں کو اٹھا دیا ہے۔ (۲۶) بہاء اللہ اس کا بھی مدعی تھا کہ خدا نے اس پر الواح نازل کی ہیں۔ ان لوحوں کے احکام میں سے ایک حکم یہ بھی ہے۔ دین اللہ ومذھبہ اتحاد اھل الدنیا واتفاقھم لا غیر لا تجعلوہ سببًا للاختلاف والنفاق یعنی خدا کا دین و مذہب تو صرف یہی ہے کہ دنیا کے تمام لوگ سب آپس میں متحد و متفق ہو جائیں۔ اس کے سوا کچھ نہیں۔ تم دین و مذہب کے لیے کسی سے اختلاف و جھگڑا نہ کرو۔ (۲۷) کوکب ہند ۲۲ نومبر ۱۹۲۹ء بہاء اللہ کا قول مذکور ہے۔ کہ روپیہ اور چاندی سونے کا سود حلال طیب اور پاک ہے۔ تاکہ مخلوق خدا کی یاد میں مشغول ہو۔ (۲۸) پھر بہاء اللہ کی کتاب "الایقان" کے صفحہ ۱۴۸ پر ہے۔ اگر تمام

انبیا، انا خاتم النبیین کا دعویٰ کریں تو بھی غلط نہ ہوگا کیوں کہ وہ تمام یک ذات و یک روح و یک جسد اور ایک ہی امر کے مالک ہیں۔ اسی طرح سب کے سب مظہر بدئیت وختمیت و اولیت و آخریت یا ظاہریت و باطنیت ذات باری تعالیٰ کے واسطے ثابت ہو چکے ہیں اگر یہ کہیں کہ۔ نحن عباد اللہ تو یہ بھی درست ہوگا۔ وانما نقلنا ھذہ العبارات الکفریۃ الواھیۃ من الجزء الثانی من کتاب الکاویۃ علی الغاویۃ لانا لم نجد قط کتابا ولا رسالۃ من طوامیر ھذہ الطائفۃ الباغیۃ التی امھا ھاویۃ والعیاذ باللہ تعالیٰ من نار حامیۃ۔ بابی وبہائی دھرم کی یہ لمبی ہی ستائیس عبارات کفریہ جو ہم نے نقل کی ہیں یہی بابیت وبہائیت کی مختصر تصویر مسلمانانِ اہلسنت کے سامنے پیش کر دینے کے لیے بس ہیں فاقول وباللہِ التوفیق۔

اوّلاً:۔ اعداد کی اتفاقی مناسبتوں کو اپنے دعاوی کاذبہ کی دلیل بنانے میں تو مرزا قادیانی اس بہاء اللہ ایرانی پر بڑھا چڑھا رہا۔ بہاء اللہ ایرانی نے تو علی محمد شیرازی کے ایک قول میں سے لفظ حین کے عدد اڑسٹھ نکال کر ۱۲۶۸ھ تک خاموشی اختیار کی تھی۔ اور ۱۲۶۹ھ میں بہاء اللہ ہونے کا دعویٰ کر کے اسی کو اپنے دعویٰ کا ثبوت بنالیا حالانکہ حین کے عدد صرف اڑسٹھ ہیں۔ بارہ سو اڑسٹھ ہرگز نہیں۔ لیکن مرزا قادیانی نے اپنے مشہور نام غلام احمد قادیانی کے عدد پورے تیرہ سو نکال کر ۱۲۹۹ھ تک اپنی نبوت کے جھوٹے دعوے کے اظہار سے قطعاً

خاموشی رکھی اور ۱۳۰۰ھ میں فوراً نبی و رسول ہونے کا دعویٰ کر بیٹھا اور اپنے نام کے اعداد کو اپنی نبوت کا نشان ٹھہرایا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ

لطیفۂ قادیانیہ:۔ مجھ سے میرے استاذ محترم ناصر الاسلام شیر بیشۂ سنت حضرت مولانا مولوی حافظ قاری مفتی شاہ ابو الفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خاں صاحب قبلہ قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی دام ظلہم العالی بالفیوض والبرکات رہبم العزیز القوی نے بیان فرمایا کہ ایک دن بعد عصر میں اپنے آقائے نعمت دریائے رحمت مرشد برحق حضور پر نور امام اہلسنت مجدد دین و ملت فاضل بریلوی اعلیحضرت مولانا مولوی حافظ قاری حاجی مفتی شاہ عبد المصطفیٰ محمد احمد رضا خاں صاحب قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت مبارکہ میں حاضر تھا۔ ایک قادیانی بحث کرنے کے لیے حاضر ہوا۔ جب اس پر مرزا غلام احمد قادیانی کے کفریات قطعیہ یقینیہ پیش فرمائے گئے تو لاجواب ہو کر کہنے لگا کہ ہمارے حضرت مرزا صاحب نے اپنی کتاب "البریہ" میں لکھا ہے کہ۔ خدا نے میرا نام غلام احمد قادیانی رکھ کر بتلایا کہ تیرہ سو سال پر تیرا ظہور ہوگا۔ کیوں کہ غلام احمد قادیانی کے عدد بھی تیرہ سو ہیں اور جس وقت ہمارے حضرت صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا اس وقت بھی ۱۳۰۰ھ کا زمانہ تھا۔ حضور پر نور اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فوراً فرمایا کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ هل انبئكم على من تنزل الشيٰطين تنزل على كل افاك اثيم ۝ يلقون السمع واكثرهم كذبون ۝ یعنی کیا میں تمہیں بتادوں کہ کس پر اترتے ہیں شیطان۔ اترتے ہیں ہر بڑے بہتان والے گناہ گار پر۔

شیطان اپنی سنی ہوئی ان پر ڈالتے ہیں اور ان میں اکثر جھوٹے ہیں اور آیت مبارکہ تنزل علیٰ کل افاك اثیم کے عدد بھی پورے تیرہ سو ہیں۔ تو گویا رب العزت نے اس آیت کریمہ میں اس بات کی طرف اشارہ فرمادیا کہ ۱۳۰۰ھ میں ایک شخص نبوت کا دعویٰ کرے گا جس کے مشہور نام کے عدد بھی تیرہ سو ہوں گے وہ بھی انھیں بڑے بہتان والے گناہ گاروں میں سے ہوگا۔ وہ ہرگز ملہم رحمانی نہ ہوگا۔ بلکہ ملہم شیطانی ہوگا۔ اور اس پر شیاطین اترا کریں گے اور اس پر شیطانی وحی نازل ہوا کرے گی۔ فبھت الذی کفر واللہ لایھدی القوم الظالمین والحمد للہ رب العٰلمین۔

ثانیًا:۔ عبارت ۱۲ میں صاف صاف کہہ دیا کہ حضور اقدس سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شریعت مطہرہ کو بابیوں کے امام آخرالزماں علی محمد شیرازی کی شریعت بابیہ نے معاذ اللہ بالکل ہی منسوخ اور دین اسلام کے تمام احکام کو ساقط کر دیا ہے۔ روایات کثیرہ شہیرہ و متواترہ میں جو یہ مضمون آیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے جن امور کو حلال بتایا ان کا حلال ہونا اور جن چیزوں کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے حرام فرمادیا۔ ان کا حرام ہونا قیامت تک نافذ رہے گا۔ اس کی یوں تحریف کر ڈالی کہ قیامت کی دو قسمیں کر ڈالیں۔ قیامت کبریٰ اور قیامت صغریٰ یعنی بڑی قیامت اور چھوٹی قیامت۔ بڑی قیامت کے معنیٰ تو عبارت ۱۸ و عبارت ۲۱ و عبارت ۲۳ میں گڑھ کر بتائے گئے ہیں اور چھوٹی قیامت کے معنیٰ

یہ گڑھ دیئے کہ نئی شریعت والے رسول کا مبعوث ہونا بھی قیامت صغریٰ ہے اور اس مشہور و متواتر مضمون کا بھی معاذ اللہ یہی مطلب ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین اسلام کے احکام نئی شریعت لے کر نئے رسول کے آنے تک ہی قابل عمل رہیں گے۔ روافض کی بعض روایتوں میں حضرت امام مہدی آخرالزماں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق جو یہ آیا ہے یجعل الملل ملۃً واحدۃً کہ وہ سب دینوں کو ایک دین کر دے گا۔ اس کا مطلب تو یہ تھا کہ وہ ہر دین و ملت کے لوگوں کو مسلمان کر دیں گے۔ اور ان کے زمانے میں دین اسلام ہی سب کا دین ہوگا۔ دنیا بھر میں اسلام کے سوا کوئی اور دین نہ ہوگا (جیسا کہ اہلسنت کی احادیث صحیحہ میں اسی مضمون کی تصریح ہے) مگر باب نے اس کے معنی گڑھ دیئے کہ وہ تمام دینوں سارے مذہبوں کو صحیح و درست بتا دے گا۔ اسی طرح بعض اولیائے مکاشفین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ارشادات میں وارد ہوا ہے احکامہ من الباطن یعنی حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ظاہر میں کسی مکتب کسی مدرسے کے پڑھے لکھے نہ ہوں گے بلکہ ان کو رب تبارک و تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے توسط سے باطنی علم لدنی عطا فرمائے گا۔ ان کو اسی علم باطنی کے ذریعے سے شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا وآلہ الصلاۃ والتحیۃ کے جملہ مسائل و احکام کا مفصل علم حاصل ہوگا۔ لیکن باب نے اس کے یہ کفری معنی گڑھ دیئے کہ وہ ظاہر شریعت کے تمام احکام کو منسوخ کر کے باطنی احکام جاری کرے گا۔ والعیاذ باللہ تبارک و تعالیٰ۔ حالاں کہ کافہ

اہل اسلام کا عقیدۂ اجماعیہ ضروریہ دینیہ ہے کہ جس وقت تک یہ آسمان و زمین قائم ہیں اس وقت تک تمام انسانوں اور جنوں کے لیے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی شریعت مقدسہ قیامت تک ہرگز منسوخ نہیں ہو سکتی۔ مسائل ضروریۂ دینیہ قطعیۂ یقینیہ میں سے تو یہ مسئلہ ہے ہی لیکن اللہ عزوجل کا پاک کلام قدیم قرآن مجید بھی اس مسئلے کی تصریحات جلیلہ سے مالا مال ہے۔ اللہ جل جلالہ فرماتا ہے الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دیناؕ یعنی آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو دین پسند کیا (ترجمۂ رضویہ) اور اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے۔ قل ای شی اکبر شہادۃ قل اللہ شہید بینی وبینکم واوحی الی ھذا القرآن لانذرکم بہ ومن بلغ۔ یعنی (اے محبوب) تم فرماؤ سب سے بڑی گواہی کس کی تم فرماؤ کہ اللہ گواہ ہے مجھ میں اور تم میں۔ اور میری طرف اس قرآن کی وحی ہوئی کہ میں اس سے تمہیں ڈراؤں اور جن جن کو یہ پہنچے۔ (ترجمۂ رضویہ) اور اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے۔ قل یاایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا الذی لہ ملک السمٰوات والارض لاالہ الا ھو یحیٖ ویمیت فاٰمنوا باللہ ورسولہ النبی الامی الذی یومن باللہ وکلمٰتہ واتبعوہ لعلکم تھتدون ؕ یعنی اے محبوب! تم فرماؤ۔ اے لوگو میں تم سب کی طرف اس اللہ کا رسول ہوں کہ آسمان اور زمین کی بادشاہی اسی کو ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ جلائے اور مارے

تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول بے پڑھے غیب بتانے والے پر جو اللہ اور اس کی باتوں پر ایمان لاتے ہیں اور ان کی غلامی کرو کہ تم راہ پاؤ۔ (ترجمۂ رضویہ) اور اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ وما ارسلنٰک الا رحمۃً للعٰلمین ۝ یعنی اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لیے (ترجمۂ رضویہ) اور اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ تبٰرک الذی نزل الفرقان علی عبدہٖ لیکون للعٰلمین نذیرًا ۝ یعنی بڑی برکت والا ہے وہ جس نے اتارا قرآن اپنے بندے پر کہ سارے جہان کو ڈر سنانے والا ہو (ترجمۂ رضویہ) پہلی آیت کریمہ نے صاف بتا دیا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا لایا ہوا دین اسلام کامل کر دیا۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی شریعت مکمل فرما دی کہ وہ پچھلی شریعتوں کی طرح ہرگز منسوخ نہ ہوگی اور قیامت تک باقی اور واجب العمل رہے گی۔ دوسری آیت مبارکہ نے صاف ارشاد فرما دیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ وآلہٖ وسلم کے زمانۂ اقدس سے لے کر دنیا کے فنا ہونے تک جن جن لوگوں کو یہ قرآن پاک پہنچے خواہ انسان ہوں یا جن ان سب کے لیے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت قرآنیہ ہی واجب العمل ہے۔ تیسری آیت جلیلہ نے روشن و واضح طور پر سنا دیا کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم جب تک دنیا باقی ہے اس وقت تک کے لیے تمام جہان کی طرف اللہ کے رسول ہیں۔ اور سارا عالم حضور علیہ وعلیٰ آلہٖ الصلاۃ والسلام کی امت ہے۔ چوتھی اور پانچویں مبارک آیتوں میں صاف طور

پر ارشاد فرمادیا گیا کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم قیامت تک کے لیئے تمام خلق کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں ۔ دنیا کے فنا ہونے تک جس قدر مخلوقات پیدا ہوگی جن ہوں یا انسان یا فرشتے ان سب کے لیے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم ہی کی شریعت مطہرہ کے احکام جو ہر ایک جنس کے لیے مقرر فرمائے واجب العمل ہیں تو بابیوں اور بہائیوں کا اس مسئلہ ضروریۂ دینیہ قطعیۂ یقینیہ سے انکار کرنا صریح تکذیب قرآن ہے ۔ اور کھلا ہوا کفر بالرحمٰن اور اس منکر کے کفر قطعی میں شک رکھنے والا بھی بحکم شریعت طاہرہ قطعاً مرتد وکافر بے ایمان ۔ والعیاذ باللہ الملک الدیان ۔

ثالثاً ۔ دوسری عبارت سے واضح ولائح کہ بابیوں بہائیوں نے اپنے باب کا نام حضرت وجود اور نقطۃ الوجود بھی رکھ لیا ہے ۔ اگرچہ انھوں نے اپنی زبان وقلم سے تو ذات باری جل شانہ کی معرفت یعنی علم توحید کو خیر اول کہا ہے لیکن ان کے باب نے اس لفظ کی جو تشریح بیان کی ہے اس سے بلاشک وشبہ یہ بات روشن ہے کہ بابی وبہائی دھرم میں خود باب اور بہاء ہی کو خدا کا اوتار مانا جاتا ہے ۔ چنانچہ توحید کے چار مرتبے بیان کئے ۔ توحید ذات توحید صفات ۔ توحید افعال ۔ توحید عبادات ۔ پھر توحید ذات کا مطلب یہ گڑھا کہ خدا کی ذات کو باب کے اندر موجود مانا جائے ۔ توحید صفات کا مطلب یہ گڑھا کہ باب جس کا نام بابی وبہائی دھرم میں وجود اور نقطۃ الوجود بھی رکھا گیا ہے اس کی مشیت کو خدا کی مشیت اس کے ارادے کو خدا کا ارادہ اس کی تمام صفتوں کو خدا کی صفات تسلیم کیا جائے ۔ توحید افعال کا مطلب

یہ گڑھا کہ وجود یعنی باب کے ہر فعل کو خدا کا فعل مانا جائے۔ توحید عبادات
یہ مطلب گڑھا کہ اسی باب کی ہستی میں اپنی ہستی کو فنا کردو۔ اور اسی کی طرف
تقرب حاصل کرو۔ اسی کو پوجو۔ اللہ کی ذات کے بدلے نزدیک ہے نہ
تم سے دور۔ اس لیے اللہ کی عبادت کرنے کے بدلے اس کے مظہر اور
اس کے اوتار ہی کی عبادت کیا کرو۔ پھر عبارت ۱۳ میں مختصر طور پر یہی
مضمون بہاء اللہ کے متعلق لکھا۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے الا یظن اولئک
انھم مبعوثون ہ لیوم عظیم یوم یقوم النّاس لربّ العٰلمین ؕ
یعنی کیا ان لوگوں کو گمان نہیں کہ انھیں اٹھنا ہے ایک عظمت والے دن
کے لیے جس دن سب لوگ ربّ العلمین کے حضور کھڑے ہوں گے۔ (ترجمۂ
رضویہ) ان آیاتِ مبارکہ میں قیامت کے دن کو یومِ عظیم فرمایا گیا اور یہ بھی بتایا
گیا کہ یومِ عظیم وہی دن ہے جس میں سب لوگ ربّ العلمین کے حضور کھڑے
ہوں گے لیکن عبارت ۲۳ میں دور بہائی کا نام یوم عظیم رکھ کر صاف بتا دیا کہ
بابیوں بہائیوں کے دھرم میں بہاء اللہ خود ہی ربّ العلمین ہے۔ پھر عبارت
۱۴ میں بہاء اللہ نے خود عکہ کے جیل میں سے یہ دعویٰ کیا کہ میرے سوا کوئی معبود
نہیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ بہاء اللہ کے ماں باپ بھی تھے وہ ۱۲ر نومبر ۱۸۱۷ء
کو طہران میں پیدا ہوا تھا وہ کھاتا پیتا سوتا بھی تھا اس کی بیوی بھی تھی۔ اس
کا بیٹا بھی تھا۔ جس کا نام عبدالبہاء عباس آفندی تھا۔ بہاء اللہ مقام عکہ میں
۲۸ر مئی ۱۸۹۲ء کو مر بھی گیا۔ وہ انسانوں ہی کی طرح شکل و صورت و جسم
و اعضاء رکھتا تھا حالاں کہ یہ مسئلہ ضروریاتِ دینیہ قطعیہ یقینیہ میں سے
ہے کہ اللہ عزوجل ان تمام باتوں سے وجوباً پاک و منزہ ہے۔ اللہ تبارک

وتعالیٰ فرماتا ہے قل ھُوَ اللہ احد ہ اللہ الصمد ہ لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوًا احد ہ یعنی (اے محبوب) تم فرماؤ وہ اللہ ہے وہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ نہ اس کی کوئی اولاد اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا۔ اور نہ اس کے جوڑ کا کوئی۔ (ترجمۂ رضوی) اور اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے۔ اللہ لا الٰہ الا ھو الحی القیوم لا تاخذہ سنۃ ولا نوم یعنی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ آپ زندہ اور اوروں کا قائم رکھنے والا اسے نہ اونگھ آئے نہ نیند (ترجمۂ رضویہ) اور اللہ عزوجل وعلی فرماتا ہے۔ قل اغیر اللہ اتخذ ولیا فاطر السمٰوات والارض وھو یطعم ولا یطعم قل انی امرت ان اکون اول من اسلم ولا تکونن من المشرکین ہ یعنی اے محبوب تم فرماؤ کیا اللہ کے سوا کسی اور کو والی بناؤں وہ اللہ جس نے آسمان اور زمین پیدا کئے اور وہ کھلاتا ہے اور کھانے سے پاک ہے تم فرماؤ مجھے حکم ہوا ہے کہ سب سے اول گردن رکھوں اور ہرگز شرک والوں میں سے نہ ہونا۔ (ترجمۂ رضویہ) اور اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ بدیع السمٰوات والارض انی یکون لہ ولد ولم تکن لہ صاحبۃ وخلق کل شئ وھو بکل شئ علیم ہ یعنی بے کسی نمونے کے آسمانوں اور زمین کا بنانے والا اس کے بچہ کہاں سے ہو حالاں کہ اس کی کوئی عورت نہیں اور اس نے ہر چیز پیدا کی اور وہ سب کچھ جانتا ہے (ترجمۂ رضویہ) اور اللہ جل مجدہٗ فرماتا ہے۔ فاطر السمٰوات والارض جعل لکم من انفسکم ازواجا ومن الانعام

ان واجا یذ رؤکم فیه لیس کمثلہٖ شیٔ وھو السّمیع البصیر۔
یعنی آسمانوں اور زمین کا بنانے والا تمہارے لیئے تم میں سے جوڑے بنائے
اور نر و مادہ چوپائے اس سے تمہاری نسل پھیلاتا ہے۔ اس جیسا کوئی نہیں
اور وہی سنتا دیکھتا ہے (ترجمۂ رضویہ) قرآن عظیم میں اس مبارک مضمون کی
تصریح فرمانے والی آیات جلیلہ کا تتبع کیا جائے تو بلا مبالغہ سیکڑوں ہوں گی
اور شک نہیں کہ کسی انسان کو خدا ماننے والا یا کسی بشر کو خدا کا اوتار کہنے
والا ان تمام آیاتِ کریمہ کا قطعاً منکر ہے اور بحکم شریعتِ مطہرہ یقیناً کافر و
مرتد پھر خواہ وہ رام چندر و کرشن کو اوتار ماننے والا مرتد حسن نظامی
ہو یا اس کا کوئی جٹا دھاری چیلا خاسر یا اپنے حاضر امام کو اوتار ماننے والے
اسمٰعیلی فاجر یا باب بہار کو خدا یا خدا کا اوتار ماننے والے بابی بہائی غادر
والعیاذ باللہ العزیز الغافر۔
رابعًا۔ عبارت ۱۸ میں بہائی مذہب کا یہ حکم کہ اگر اب بھی کوئی نبی آجائے
تو اس پر بھی ایمان لاؤ وہی کفر ہے جو مرتد نانوتوی بانیٔ مدرسۂ دیوبند
نے اپنی ناپاک کتاب تحذیر الناس کے صفحہ ۲۸ پر بکا کہ اگر بالفرض بعد
زمانۂ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ
آئے گا۔ امام ابن حجر مکی ہیتمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب **مستطاب**
الاعلام بقواطع الاسلام میں فرماتے ہیں۔ واضح تکفیر مدعی
النبوۃ ویظھر کفر من طلب منہ معجزۃ لانہ بطلبہ لھا
منہ مجوز لصدقہ مع استحالتہ المعلومۃ من الدین بالضرورۃ
نعم ان اراد بذالک تسفیھہ وبیان کذبہ فلا کفر یعنی مدعی

نبوت کی تکفیر تو خود ہی روشن ہے اور جو اس سے معجزہ مانگے اس کا بھی کفر ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اس معجزہ کے مانگنے میں اس مدعی نبوت کا سچا ہونا جائز وممکن ٹھہرا رہا ہے۔ حالاں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد دوسرے نبی کا ناممکن ہونا دین متین سے بالضرورۃ معلوم ہے۔ ہاں اگر اس طلب سے اسے احمق بنانا اس کا جھوٹ ظاہر کرنا مقصود ہو تو کفر نہیں۔ اللہ عزوجل کی بے شمار رحمتیں حضرت امام ابن حجر پر نازل ہوں کہ انھوں نے واضح طور پر فرما دیا کہ جو شخص حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کسی شخص کو بھی نبوت ملنا ممکن وجائز مانے وہ مسئلہ ضروریہ دینیہ کا منکر ہے اور بحکم شریعت مرتد وکافر۔ والعیاذ باللہ القادر القاہر۔

خامساً:۔ بہاء اللہ کا معاذ اللہ رسول صاحب شریعت مستقلہ جدیدہ ہونا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا انکار صریح اور کھلا ہوا کفر قبیح ہے۔ لہٰذا عبارت ۱۲ میں مسئلہ ضروریہ دینیہ ختم نبوت کی یوں تحریف کی کہ ہر صاحب شریعت جدیدہ رسول کے مبعوث ہونے پر پہلے صاحب شریعت مستقلہ کا دور ختم ہو جاتا ہے لہٰذا بہاء اللہ کے آنے سے حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دور بھی معاذ اللہ ختم ہو گیا ہے[۱] اور خاتم النبیین کے معنی معاذ اللہ یہ ہیں کہ دور محمدی میں کوئی نبی پیدا نہ ہوگا۔ لَا نَبِیَّ بَعْدِی کا مطلب معاذ اللہ یہ ہے کہ دور محمدی کے اندر کسی اور کو نبوت نہیں ملے گی۔ سیکون

۱؎ اور بہاء اللہ بھی چونکہ معاذ اللہ صاحب شریعت جدیدہ مستقلہ رسول مستقل ہے

فی امتی دجالون کذابون کلھم یزعم انہ نبی اللہ۔

سے معاذ اللہ یہ مراد ہے کہ دورِ محمدی کے اندر جو شخص نبوت ملنے کا دعویٰ کرے بس وہی دجال کذاب ہے اور عبارت ۲۷ میں اس ضروری دینی عقیدہ ختم نبوت کی یوں تحویل کر دی کہ تمام انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام سب کے سب ایک ذات ایک روح ایک جسد اور ایک ہی امر کے مالک ہیں۔ ان میں سے ہر ایک نبی اول بھی ہے آخر بھی ہے باطن بھی ہے ظاہر بھی ہے۔ تو ہر ایک نبی خاتم النبیین ہے۔ اسی طرح باب اور بہاء بھی معاذ اللہ خاتم النبیین ہیں کیوں کہ ان دونوں کی بھی وہی ذات وہی روح تھی۔ ان دونوں کا بھی وہی جسد تھا۔ یعنی خاتم النبیین۔ معاذ اللہ ایک امر کلی کے لیے ثابت کیا گیا ہے اور ہر ایک نبی اس کا مصداق ہے اور عبارت ۲۳ میں اس قطعی یقینی ایمانی مسئلہ ختم نبوت کی یوں تبدیل کر دی کہ بہاء اللہ تو معاذ اللہ خدا کا اوتار ہے۔ بہاء اللہ کی شکل وصورت میں خود خدا ہی ظاہر ہوا ہے۔ تو دورِ بہائیت دورِ نبوت نہیں بلکہ معاذ اللہ دورِ الوہیت ہے۔ خاتم النبیین کے معنی معاذ اللہ یہ ہیں کہ دورِ نبوت حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام سے شروع ہو کر حضور خاتم النبیین محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر ختم ہو چکا ہے۔ اور اب تو دورِ الوہیت ہے۔ لہٰذا مانو تو سب نبیوں کو مگر عمل انھیں احکام پر واجب ہے۔ جو بہاء اللہ نے جاری کیا ہے۔ کیوں کہ بہاء اللہ کی شکل وصورت میں خود وہ اللہ ہی ظاہر ہوا ہے جس نے اگلے زمانے میں انبیاء ومرسلین کو بھیجا تھا۔ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ چوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن عظیم میں

اپنے محبوب سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو خاتم النبیین فرماکر قیامت تک کے لیے ہر ایک مدعی نبوت جدیدہ کو کافر و بے ایمان اور مکذب قرآن قرار دے دیا تھا اس لیے حضور اقدس[1] صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے ارشاد اقدس کے مطابق جس قدر مسلمان کہلانے والے مدعیٔ نبوت دجال کذاب ہوتے رہے۔ اگرچہ براہ نفاق وفریب کہ عوام مسلمین بھڑک نہ جائیں۔ بظاہر لفظ خاتم النبیین کا اقرار کرتے رہے مگر اس کے اس ضروری دینی ایمانی یقینی معنے سے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سب سے پچھلے نبی ہیں حضور علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد اب دنیا کے فنا ہونے تک کسی کو نبوت نہیں مل سکتی۔ قسم قسم کی مکاریوں طرح طرح کی دجالیوں کے ساتھ برابر انکار کرتے رہے تین کفری تحریفیں تو آپ نے بہائی مذہب کی کتابوں سے ابھی سنیں۔ اور ایک کفری تحریف دیوبندی دھرم کی ناپاک کتاب تحذیر الناس صفحہ ۲ و ۴ سے رد قادیانی میں پیش کی جاچکی کہ خاتم النبیین کے یہ معنی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم آخر الانبیاء ہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے بعد کوئی جدید نبی پیدا نہیں ہوسکتا۔ یہ عوام یعنی ناسمجھ لوگوں کا خیال اور غلط ہے بلکہ اس کے معنیٰ تو صرف یہ ہیں کہ حضور بالذات نبی ہیں۔ دوسرے انبیاء بالعرض نبی ہیں۔ تو اب اگر ہزاروں لاکھوں نبی بھی پیدا ہوجائیں وہ سب بالعرض نبی ہوں گے۔ ان سب کو حضور ہی کے فیض

---

[1] مطلع علی الغیوب عالم ماکان ومایکون

سے نبوت ملے گی۔ ان کے بالعرض نبی ہونے سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے خاتم النبیین یعنی بالذات نبی ہونے میں کچھ فرق نہیں پڑے گا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ اور ایک ناپاک تحریف دجال پنجاب مرزا غلام احمد قادیانی کی ناپاک کتاب ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۴ ر ۵ سے وہیں دکھائی جاچکی کہ خاتم النبیین کے معنیٰ یہ ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نبیوں کی مہر ہیں اور قیامت تک حضور کی مہر اور حضور کے توسط سے برابر نبوت تقسیم ہوتی رہے گی والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ اور ایک دوسری تاویل دجال قادیانی نے یہ گڑھی کہ کسی شخص کا فنا فی الرسول ہو کر نبوت حاصل کر لینا حضور علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کا حضور علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام ہی کے پاس رہنا ہے۔ اور اس طرح کے نبی پیدا ہونے سے ختم نبوت میں کوئی خلل نہیں آسکتا۔ چنانچہ اپنے ناپاک رسالہ "ایک غلطی کا ازالہ" کے صفحہ ۴ پر کہتا ہے۔ میری نبوت اور رسالت باعتبار محمد اور احمد ہونے کے ہے نہ میرے نفس کی رو سے اور یہ نام بحیثیت فنا فی الرسول مجھے ملا۔ لہٰذا خاتم النبیین کے مفہوم میں فرق نہ آیا۔ ایک تیسری تاویل دجال قادیانی نے یہ گڑھی کہ مرزا غلام احمد تو خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بروز یعنی اوتار ہے۔ یعنی خود خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معاذ اللہ قادیان میں مرزا کا اوتار لے کر ظاہر ہوئے ہیں۔ دجال قادیانی کوئی علیحدہ ہستی نہیں چنانچہ اپنے اسی ناپاک رسالہ "ایک غلطی کا ازالہ" کے صفحہ ۱۲ پر لکھتا ہے۔

مجھے بروزی صورت نے نبی اور رسول بنایا ہے اور اسی بنا پر

خدا نے بار بار میرا نام نبی اللہ اور رسول اللہ رکھا۔ مگر بروزی صورت میں میرا نفس درمیان نہیں ہے بلکہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم ہے۔ اسی لحاظ سے میرا نام محمد اور احمد ہوا پس نبوت اور رسالت کسی دوسرے کے پاس نہیں گئی۔ محمد کی چیز محمد کے پاس رہی علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام۔ اور ایک ناپاک تاویل مرتد اکفر پیر نیچر نے گڑھی تھی کہ لفظ خاتم النبیین کے یہ معنی نہیں کہ اب کوئی نبی پیدا نہ ہوگا بلکہ مطلب صرف یہ ہے کہ نبوت کے فرائض انجام دینے کا کام انتہائی حد تک پہنچا دیا۔ اب اگرچہ سیکڑوں ہزاروں نبی ہوں گے مگر اس سے بڑھ کر نبوت کا فرض انجام نہ دیں گے اور نذیرین دہلویین وامیرین سہسوانیین وبشیرین قنوجیین یعنی نذیر حسین دہلوی و محمد نذیر دہلوی و امیر احمد سہسوانی و امیر حسن سہسوانی و بشیر حسن قنوجی و محمد بشیر قنوجی نے اس کی ایک ناپاک تاویل گڑھی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تو صرف اسی زمین کے خاتم النبیین ہیں باقی چھ زمینوں میں علیحدہ علیحدہ چھ خاتم النبیین اور ہیں اور وہ چھوں خاتم النبیین ہماری اس زمین کے خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ساتھ تمام مراتب و کمالات میں بالکل مماثل اور برابر ہیں۔ اور اس ملعون کفری تاویل کو مرتد نانوتوی بانی مدرسۂ دیوبند نے بھی اپنی ناپاک کتاب تحذیر الناس کے صفحہ ۱۳۱ پر تسلیم کیا۔ چنانچہ لکھتا ہے۔

کمال مماثلت اس بات کو مقتضی ہے کہ وہاں بھی یہی نام ہوں۔

اس ناپاک فقرے میں مرتد نانوتوی نے صاف صاف کہہ دیا کہ دوسری چھ زمینوں میں جو چھ خاتم النبیین ہیں وہ مراتب وکمالات میں بالکل حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے مثل ونظیر ہیں اسی لیے ان چھوں زمینوں میں ہر ایک خاتم النبیین کا نام بھی محمد ہی ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ وبالجملہ۔ بابی بعید ونیچری پلید وبہائی عنید ومرزائی طرید ودیوبندی خواتی مرید ووہابی شش اشال شریدیہ چھوں فرقے اس مسئلہ ضروریہ دینیہ ختم نبوت کا تاویل قبیح وتحریف فضیح کے پردے میں انکار صریح کرنے کے سبب بحکم شریعت مطہرہ قطعاً یقیناً کافر مرتد مستحق عذاب ابدی شدید ولعنت رب وحید۔ والعیاذ باللہ العزیز الحمید۔ اس مسئلے پر عبارت شفاء شریف پیش کی جاچکی ہے کہ فلا شك فی کفر ھؤلاء الطوائف کلھا قطعًا اجماعًا وسمعًا۔ یعنی ان فرقوں کے قطعی کافر ہونے میں باجماع امت وبحکم نصوص شریعت کچھ شک نہیں۔ امام حجۃ الاسلام محمد محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کتاب الاقتصاد میں فرماتے ہیں۔ ان الامۃ فھمت من ھذا اللفظ انہ افھم عدم نبی بعدہ ابدًا وعدم رسول بعدہ ابدًا وانہ لیس لہ تاویل ولا تخصیص ومن اولہ بتخصیص فکلامہ من انواع الھذیان لا یمنع الحکم بتکفیرہ لانہ مکذب لھذا النص الذی اجمعت الامۃ علی انہ غیر مؤول ولا مخصوص۔ یعنی تمام امت محمدیہ علیٰ صاحبہا وعلیہا الصلاۃ والتحیۃ نے لفظ خاتم النبیین سے یہی سمجھا کہ وہ بتاتا ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے بعد کبھی کوئی نبی نہ ہوگا[1]۔ اور تمام

---

[1] حضور علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام کے بعد کبھی کوئی رسول نہ ہوگا۔

امت نے یہی مانا کہ اس لفظ میں نہ کوئی تاویل ہے کہ آخر الانبیاء کے سوا خاتم النبیین کے کچھ اور معنی گڑھیے۔ نہ اس عموم میں کچھ تخصیص ہے کہ حضور علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام کے ختم نبوت کو کسی زمانے یا کسی زمین کے طبقے سے خاص کیجئے اور جو اس میں تاویل وتخصیص کو راہ دے اس کی بات جنون یا نشے یا سرسام میں بہکنے بڑانے بکنے کے قبیل سے ہے اسے کافر کہنے سے کچھ ممانعت نہیں کہ وہ آیتِ قرآن کی تکذیب کر رہا ہے جس میں اصلاً تاویل وتخصیص نہ ہونے پر امت مرحومہ کا اجماع ہو چکا ہے۔ عارف باللہ علامہ عبد الغنی نابلسی قدس اللہ سرہٗ القدسی شرح الفرائد میں فرماتے ہیں۔

فساد مذہبھم غنی عن البیان بشھادۃ العیان کیف وھو یؤدی الی تجویز نبی مع نبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم او بعدہ وذلک یستلزم تکذیب القراٰن اذ قد نص علی انہ خاتم النبیین واٰخر المرسلین وفی السنۃ انا العاقب لا نبی بعدی واجمعت الامۃ علی ابقاء ھذا الکلام علیٰ ظاھرہ وھذہ احدی المسائل المشھورۃ التی کفرنا بھا الفلاسفۃ لعنھم اللہ تعالیٰ۔ یعنی فلاسفہ کا جو یہ عقیدہ ہے کہ نبوت کسب سے مل سکتی ہے۔ آدمی ریاضتیں مجاہدے کر کے نبوت حاصل کر سکتا ہے ان کا یہ عقیدہ ایسا باطل ہے کہ اس کا بطلان محتاج بیان نہیں۔ آنکھوں دیکھا باطل ہے اور کیوں نہ ہو کہ اس کے نتیجے میں ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے زمانے میں یا حضور علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام کے بعد کسی نبی کا امکان نکلے گا اور یہ تکذیب قرآن کو مستلزم ہے۔ قرآن عظیم

نص فرما چکا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم خاتم النبیین وآخر المرسلین ہیں اور حدیث میں ہے۔ میں پچھلا نبی ہوں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ اور امت کا اجماع ہے کہ یہ کلام اسی معنیٰ پر ہے جو اس کے ظاہر سے سمجھ میں آتے ہیں۔ یہ ان مشہور مسئلوں میں سے ہے جن کے سبب ہم اہل اسلام نے فلاسفہ کو کافر کہا۔ اللہ تعالیٰ ان پر لعنت کرے۔ اور بحر العلوم ملک العلماء مولانا عبد العلی محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ شرح مسلم میں فرماتے ہیں۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم خاتم النبیین وابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ افضل الاصحاب والاولیاء دھاتان القضیتان مما یطلب بالبرھان فی علم الکلام والیقین المتعلق بھما ثابت ضروری باقی الی الابد ولیس الحکم فیھما علی امر کلی یجوز العقل تناول ھذا الحکم لغیر ھذین الشخصین وانکار ھذا مکابرۃ وکفر۔ یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم خاتم النبیین ہیں اور ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام صحابہ اور تمام اولیاء سے افضل ہیں۔ اور ان دونوں باتوں پر دلیل قطعی علم عقائد میں مذکور ہے۔ اور ان پر یقین وہ جما ہوا ضروری یقین ہے جو ابد الآباد تک باقی رہے گا اور یہ خاتم النبیین اور افضل الاولیاء ہونا کسی امر کلی کے لیے ثابت نہیں کیا ہے۔ کہ عقل ان دونوں ذات پاک کے سوا کسی اور کے لیے اس کا ثبوت ممکن مانے اور اس کا انکار ہٹ دھرمی اور کفر ہے۔ قال سیدنا ومولانا امام اھلسنت المجدد الاعظم اعلیٰ حضرت الشیخ عبد المصطفٰی

محمد احمد رضا خاں الفاضل البریلوی القادری البرکاتی رضی اللہ عنہ فیہ لف ونشر بالقلب۔ یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے افضل الاولیاء ہونے سے انکار قرآن وسنت واجماع امت کے ساتھ مکابرہ ہے۔ اور حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے سے انکار کفر ہے۔ والعیاذ باللہ رب العلمین

سادساً۔ عبارات نمبر ۱، نمبر ۴، نمبر ۱۵، نمبر ۱۶، نمبر ۱۷، و نمبر ۱۹ و نمبر ۲۵ میں تمام دینوں سارے مذہبوں کو حق وصحیح ودرست بتانا وہی کفر ملعون ہے جو مرتد اعظم عنایت اللہ مشرقی نے اپنے تذکرہ ملعونہ میں اور مسٹر ابوالکلام آزاد نے اپنی ملعون کتاب ترجمان القرآن میں اور مرتد حسن نظامی نے اپنی خبیث کتاب فاطمی دعوت اسلام میں بکا ہے قرآن عظیم کی صدہا آیات کریمہ ہیں جن میں صاف صاف نصاریٰ ویہود ومشرکین کو کافر اور ابدی جہنمی فرمایا ہے اس وقت صرف ایک ہی آیت کریمہ کی تلاوت پر اختصاراً اکتفا مناسب۔ قال اللہ الجواد الواہب۔ ان الذین کفروا من اہل الکتاب والمشرکین فی نار جہنم خلدین فیہا اولٓئک ہم شر البریۃ ۝ یعنی بے شک جتنے کافر ہیں کتابی اور مشرک سب جہنم کی آگ میں ہیں۔ ہمیشہ اس میں رہیں گے وہی تمام مخلوق میں بدتر ہیں۔ (ترجمہ رضویہ) تو جو شخص تمام دینوں سارے مذہبوں کو درست بتاتا ہے بابی ہو یا بہائی کرشن کنھیا کا امتی مرتد حسن نظامی ہو یا اس کا کوئی چیلا جٹا دھاری، احراری ہو یا خاکساری بحکم شریعت مطہرہ کافر و بے ایمان ہے۔ اور مکذب قرآن۔ والعیاذ باللہ الملک الدیان۔

سابعاً۔ عبارت نمبر ۲۰ وعبارت نمبر ۲۲ میں یہ حکم دینا کہ عورتوں کو "قرۃ العین"

کے مرتبے پر پہنچا دو جس نے برقع اتار کر کمال دلیری کے ساتھ مناظروں میں اپنے مخالفین کو نیچا دکھایا تھا اور یہ کہ پردہ اٹھا دو اور جہاں تم جاتے ہو وہاں اپنی عورتوں کو بھی لے جاؤ۔ تاکہ وہ بھی قوم کی رہبری کر سکیں۔ وہی ہے جس کی تعمیل کا مظلم لیگ کے قائد اعظم مسٹر جینا نے بھی اپنی سیاسی امت لیگیہ کو حکم دیا ہے کہ اپنی عورتوں کو بھی لیگ کے جلسوں میں لاؤ تاکہ عوام بے حد دلچسپی لیا کریں۔ فرق اتنا ہے کہ مسٹر جینا نے تو آیات قرآنیہ کا مقابلہ و معارضہ ہی کیا ہے مگر بابیوں اور بہائیوں نے مذہب کے اس حکم کو قرآن پاک کی ان آیات الہیہ کا ناسخ قرار دیا ہے کیوں کہ بہائیوں کے اعتقاد میں شریعت بہائیہ سے شریعت محمدیہ علی صاحبہا و آلہ الصلاۃ والتحیۃ منسوخ ہو چکی ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ ابھی آیات قرآنیہ سے یہ مسئلہ ضروریۂ دینیہ بیان کیا گیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دین ابدی دین اور حضور علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام کی شریعت آخری شریعت ہے۔ تو جو شخص شریعت اسلامیہ کے کسی حکم کا حضور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے اس دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد منسوخ ہو جانا مانے وہ قطعاً مرتد و کافر ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العزیز القادر۔

"قرۃ العین" ملا صالح قزوینی کی نوجوان لڑکی تھی جو باب پر ایمان لے آئی تھی اور کھلم کھلا بے پردہ بابیت کی تبلیغ کیا کرتی تھی۔ اس کا دعویٰ تھا کہ وہ حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بروز یعنی اوتار ہے جب اس کی تبلیغ کے سبب بابیوں اور غیر بابیوں میں سخت لڑائی ہوئی تو اسے گرفتار کر کے سلطان ناصر الدین قاچار شاہ

ایران کے سامنے پیش کیا گیا مگر اس نے شاہی دربار میں ایک تبلیغی خطبہ دیا اور اپنے حسن و جمال کا جلوہ دکھا دیا تو سلطان نے بیساختہ کہہ دیا کہ "این رامکشید کہ طلعت زیبا دارد" یعنی اسے قتل نہ کرو یہ بہت ہی خوبصورت ہے۔ دوسرے دن پھر بادشاہ کے دربار میں پیش کی گئی تو اس نے اپنے اشعار میں اپنے شیخ باب کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم سے افضل و اعلیٰ بتا کر تبلیغی خطبہ دیا۔ ان اشعار میں سے ایک ناپاک شعر یہ ہے۔

دو ہزار احمد مجتبیٰ زبروق آں شہ اصطفا۔ مختفی شدہ در خفامت دثر امتزملاً

یعنی اس بزرگیدگی کے بادشاہ (باب) کی چمک دمک سے دو ہزار احمد مجتبیٰ بالاپوش اوڑھے جھرمٹ مارے ہوئے چھپ گئے اور پوشیدہ ہو گئے (والعیاذ باللہ تعالیٰ) یہ سن کر سلطان کو نام اسلام کی غیرت نے آپے سے باہر کر دیا اور فوراً حکم دے دیا کہ اسے قتل کر ڈالو۔ بڑی گستاخ ہے۔ کوکب ہند ۲۲ نومبر ۱۹۲۹ء میں ہے کہ اس کو گلا گھونٹ کر مار ڈالا گیا۔ اور شک نہیں کہ ایسی عورت کے ایسے اقوال معلوم ہوتے ہوئے بھی اس کو بروز فاطمہ ماننا عورتوں کو اس کے برابر ہو جانے کی ترغیب دینا بھی بحکم شریعت مطہرہ قطعی کفر ہے۔ اور یقینی ارتداد۔ والعیاذ باللہ رب العباد۔

ثامنًا۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ ومن ورائهم برزخ الى يوم يبعثون ۝ فاذا نفخ فى الصور فلا انساب بينهم يومئذ ولا يتساءلون ۝ فمن ثقلت موازينه فاولئك هم المفلحون ۝

ومن خفت موازینہ فاولئك الذین خسروا انفسھم فی جھنم خلدون ہ یعنی اوران کے آگے ایک آڑ ہے۔ اس دن تک جس میں اٹھائے جائیں گے تو جب صور پھونکا جائے گا تو نہ ان (کافروں) میں رشتے رہیں گے اور نہ ایک دوسرے کی بات پوچھے۔ تو جن کی تولیں بھاری ہوئیں وہی مراد کو پہنچے اور جن کی تولیں ہلکی پڑیں وہی ہیں جنھوں نے اپنی جانیں گھاٹے میں ڈالیں۔ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے (ترجمۂ رضویہ) اور اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ وماقدروا اللہ حق قدرہٖ والارض جمیعًا قبضتہ یوم القیمۃ والسّمٰوٰت مطویّٰت بیمینہٖ سبحانہ وتعالٰی عمّا یشرکون ہ ونفخ فی الصور فصعق من فی السّمٰوات ومن فی الارض الامن شاءَ اللہ ثم نفخ فیہ اخریٰ فاذاھم قیام ینظرون ہ واشرقت الارض بنور ربھا ووضع الکتب وجآئَ بالنبیین والشھداء وقضی بینھم بالحق وھُم لا یظلمون ہ ووفیت کل نفس ماعملت وھواعلم بما یفعلون ہ یعنی اور انھوں نے اللہ کی قدر نہ کی جیسا اس کا حق تھا اور قیامت کے دن سب زمینوں کو سمیٹ دے گا اور اس کی قدرت سے سب آسمان لپیٹ دیئے جائیں گے اور وہ ان کے شرک سے پاک اور برتر ہے اور صور پھونکا جائے گا تو بے ہوش ہو جائیں گے جتنے آسمانوں میں ہیں اور جتنے زمین میں مگر جسے اللہ چاہے پھر دوبارہ پھونکا جائے گا۔ جب ہی وہ دیکھتے ہوئے کھڑے ہو جائیں گے اور زمین جگمگا اٹھے گی اپنے رب کے

نور سے اور رکھی جائے گی کتاب اور لائے جائیں گے انبیاء اور یہ نبی اور اس کی امت کے ان پر گواہ ہوں گے اور لوگوں میں سچا فیصلہ فرمایا جائے گا اور ان پر ظلم نہ ہوگا اور ہر جان کو اس کا کیا بھرپور دیا جائے گا اور اسے خوب معلوم ہے جو وہ کرتے تھے۔ (ترجمۂ رضویہ) اور اللہ جل و علا فرماتا ہے۔ یوم تبدل الارض غیر الارض والسمٰوات وبرزوا للہ الواحد القہار ۰ یعنی جس دن بدل دی جائے گی زمین اس زمین کے سوا اور آسمان اور لوگ سب نکل کھڑے ہوں گے ایک اللہ کے سامنے جو سب پر غالب ہے۔ (ترجمۂ رضویہ) اور اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔ یوم ھم بارزون لا یخفی علی اللہ منھم شئ لمن الملک الیوم للہ الواحد القہار ۰ یعنی جس دن وہ بالکل ظاہر ہو جائیں گے اللہ پر ان کا کچھ حال چھپا نہ ہوگا۔ آج کس کی بادشاہی ہے ایک اللہ سب پر غالب کی۔ (ترجمۂ رضویہ) اور اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ اذا الشمس کورت ۰ واذا النجوم انکدرت ۰ واذا الجبال سیرت ۰ یعنی جب دھوپ لپیٹی جائے اور جب تارے جھڑ پڑیں اور جب پہاڑ چلائے جائیں (ترجمۂ رضویہ) ان آیات مبارکہ میں صاف صاف فرما دیا کہ انسان مرنے کے بعد قیامت تک برزخ میں رہے گا جب پہلا صور پھونکا جائے گا تو دھوپ لپیٹ دی جائے گی تارے جھڑ پڑیں گے۔ پہاڑ چلائے جائیں گے۔ آسمان اپنی جگہ سے کھینچ لیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں کے سوا سب بیہوش ہو جائیں گے۔ اس دن تمام سلطنتیں فنا ہو جائیں گی۔ پھر دوسرا صور پھونکا

جائے گا تو سب لوگ اپنی اپنی قبروں سے زندہ ہو کر اٹھ کھڑے ہوں گے
اس زمین کے سوا دوسری زمین اس کی جگہ ہوگی اور اس آسمان کے
سوا دوسرا آسمان اس آسمان کی جگہ ہوگا۔ اعمال نامے پیش ہوں گے۔
سب لوگ اپنے رب کے حضور حاضر ہوں گے۔ اعمال تولے جائیں گے۔
جن کے اعمال حسنہ کا پلہ بھاری ہوگا وہ جنّت میں جائیں گے اور جن کے
اعمال حسنہ کا پلّہ ہلکا ہوگا وہ جہنم کے مستحق ہوں گے ان میں جو کافر ہوں گے
وہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔ یہاں ان آیات مبارکہ کی تلاوت بھی کر لی
جائے جن سے واقعات قیامت ومثوبات جنت وعقوبات جہنم کی تفصیلات
حضرت استاذی المعظم ناصر الاسلام شیر بیشۂ اہلسنت مولانا مولوی
حافظ قاری مفتی شاہ ابوالفتح عبیدالرضا محمد حشمت علی خاں صاحب قبلہ
قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی دامت برکاتہم القدسیہ نے اپنے
رسالہ مبارکہ مسمّٰی بنام تاریخی راز سیرت کمیٹی میں بیان فرمائی ہیں۔
بابیوں اور بہائیوں کے مذہب میں یہ سب تفصیلات معاذ اللہ کذب و
دروغ ہیں۔ چنانچہ عبارت ۱۸ میں صاف بتا دیا گیا کہ نئے صاحب
شریعت رسول کا پیدا ہونا بس یہی قیامت ہے۔ اس کا اپنی نبوت پر
ایمان لانے کی تبلیغ کرنا یہی صور قیامت ہے۔ لوگوں کا اس پر
ایمان لانا یہی اپنی قبروں سے نکلنا ہے۔ پہلی شریعت کا منسوخ ہو جانا
آسمان کا ٹوٹ جانا ہے نئی شریعت کا آنا نئے آسمان کا قائم ہونا۔ پہلے
نبی کی روشنی کا کم ہو جانا۔ سورج کی دھوپ کا لپیٹ دیا جانا اور علمائے
امت کا گمراہ ہو جانا۔ ستاروں کا ٹوٹنا اور اگلی شریعت کے احکام کا

منسوخ ہو جانا، سلطنتوں کا برباد ہونا اور بڑے لوگوں کا پست ہونا پہاڑوں کا اڑنا اور باب و بہاء پر ایمان لے آنا جنت کا مل جانا، اور باب و بہاء کو نہ ماننا دوزخ میں چلا جانا ہے۔ اور یہی حساب کتاب ہے اور خدا کا یہی عدل میزان ہے۔ نئی شریعت جو باب و بہاء لائے بس اسی کا نام پل صراط ہے۔ باب کی تبلیغ قیامت کا پہلا صور تھی۔ بہاء کا اعلان قیامت کا دوسرا صور ہے۔ قیامت میں ایمان والوں کو خدا کا دیدار حاصل ہونے سے بہاء اللہ کا دیدار اس پر ایمان لانے والوں کو حاصل ہونا مراد ہے۔ مرنے کے بعد روح کو فوراً ایک باقی رہنے والی شکل و صورت مل جاتی ہے۔ موت کے بعد روح کو راحت ملنے کا نام جنت اور رنج و صدمہ ہونے کا نام دوزخ ہے ہر مسلمان ایمان و انصاف کی نگاہ سے دیکھ رہا ہے کہ یہ گڑھے ہوئے معانی بتانا ضروریات دین کو معاذ اللہ مٹانا اور آیاتِ قرآنیہ کو صراحۃً جھٹلانا ہے۔ انکار ضروریات ایمان و تکذیب آیاتِ رحمٰن کے اس کفر ملعون میں بڑی حد تک مرتدین نیچریہ و ملحدین بابیہ و بہائیہ دونوں شریک ہیں بلکہ دجال قادیانی مرزا غلام احمد مسیلمہ کذاب کی لاہوری امت جو محمد علی ایم اے ایڈیٹر اخبار پیغام صلح کی متبع ہے۔ اس کفر خبیث میں بھی برابر کی حصہ دار ہے۔ چنانچہ مرتد محمد علی ایم اے نے اپنے گڑھے ہوئے ترجمۂ قرآن مجید میں مرتد اکفر پیر نیچر کی فضلہ خواری کرتے ہوئے ہر جگہ معجزات انبیاء کی ایسی ہی تحریف و تبدیل کی ہے اور ضروریاتِ دینیہ کی تغیر و تحویل۔ والعیاذ باللہ العزیز الجلیل۔

تاسعًا۔ یہ مسئلہ بھی ضروریات دینیہ میں سے ہے کہ شریعت اسلامیہ محمدیہ علی صاحبہا وآلہ الصلاۃ والتحیۃ میں صوم یعنی روزہ اسی کا نام ہے کہ صبح صادق سے مغرب غروب آفتاب تک اللہ عزوجل کی عبادت کے لیے کھانے پینے جماع کرنے سے اپنے نفس کو روکے اور خود قرآن عظیم بھی اس مسئلے کی تصریح کر رہا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے۔ احل لکم لیلۃ الصیام الرفث الیٰ نساءکم ھن لباس لکم وانتم لباس لھن علم اللہ انکم کنتم تختانون انفسکم فتاب علیکم وعفا عنکم فالئٰن باشروھن وابتغوا ما کتب اللہ لکم وکلوا واشربوا حتیٰ یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود من الفجر ثم اتموا الصیام الی الیل ولا تباشروھن وانتم عاکفون فی المساجد تلک حدود اللہ فلا تقربوھا کذٰلک یبین اللہ اٰیتہ للناس لعلھم یتقون ؁ یعنی روزوں کی راتوں میں اپنی عورتوں کے پاس جانا تمہارے لیے حلال ہوا وہ تمہارے لباس ہیں اور تم ان کے لباس۔ اللہ نے جانا کہ تم اپنی جانوں کو خیانت میں ڈالتے تھے تو اس نے تمہاری توبہ قبول کی اور تمہیں معاف فرمایا۔ تو اب ان سے صحبت کرو اور طلب کرو جو اللہ نے تمہارے نصیب میں لکھا ہو اور کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ تمہارے لیے ظاہر ہو جائے۔ سپیدی کا ڈورا سیاہی کے ڈورے سے پو پھٹکر۔ پھر رات آنے تک روزے پورے کرو۔ اور عورتوں کو ہاتھ نہ لگاؤ جب تم مسجد میں

میں اعتکاف سے ہو۔ یہ اللہ کی حدیں ہیں ان کے پاس نہ جاؤ۔ اللہ یوں ہی بیان کرتا ہے لوگوں سے اپنی آیتیں اس لیے کہ انہیں پرہیزگاری ملے۔ (ترجمۂ رضویہ) یوں ہی یہ مسئلہ بھی ضروریات دین میں سے ہے کہ شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا وآلہ الصلاۃ والتحیۃ میں ہر مسلمان عاقل بالغ پر رمضان شریف کے سارے مہینے کے روزے فرض ہیں۔ البتہ مسافر و مریض کو جائز ہے کہ جب مقیم و تندرست ہو جائے تو رمضان مبارک کے جو روزے سفر و مرض میں نہیں رکھے ہیں ان کو ادا کرلے اسی طرح حیض و نفاس والی عورت حیض و نفاس کے دنوں میں روزے نہ رکھے۔ بلکہ فارغ ہونے کے بعد ادا کرے۔ اور خود قرآن حکیم بھی فرضیت صوم رمضان کی تصریح فرما رہا ہے۔ اللہ جل جلالہٗ فرماتا ہے۔ شهر رمضان الذی انزل فیه القرآن هدی للناس وبینت من الهدیٰ والفرقان فمن شهد منکم الشهر فلیصمه ط یعنی رمضان کا مہینہ جس میں قرآن اترا لوگوں کے لیے ہدایت اور رہنمائی اور فیصلے کی روشن باتیں تو تم میں جو کوئی یہ مہینہ پائے ضرور اس کے روزے رکھے (ترجمۂ رضویہ) اور رد کفریات چہرہ میں آیات قرآنیہ کی روشن تصریحوں سے یہ مسئلہ ضروریہ دینیہ بیان کیا جا چکا کہ شریعت مطہرہ میں عرفات کے وقوف اور خانۂ کعبہ کے طواف کا نام حج ہے۔

جو شریعت مطہرہ کے بتائے ہوئے شرائط و ارکان و واجبات وغیرہا کے ساتھ ادا کیا جائے یوں ہی قرآن عظیم کی روشن تصریحات سے یہ مسئلہ ضروریہ دینیہ بھی ثابت ہے کہ خمس مال غنیمت کا پانچواں

حصہ ہے جو حکم خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مطابق ہاشمیوں
اور سادات کرام اور یتیموں مسکینوں مسافروں پر تقسیم کیا جائے گا۔ اللہ
عزوجل فرماتا ہے واعلموا انما غنمتم من شیٔ فان للہ خمسہ
وللرسول ولذی القربیٰ والیتمیٰ والمسٰکین وابن السبیل یعنی اور
جان لو کہ جو کچھ غنیمت لو تو اس کا پانچواں حصہ خاص اللہ اور رسول اور
قرابت والوں اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں کا ہے۔ (ترجمہ رضویہ)
اسی طرح روشن تصریح قرآنی سے یہ ضروری دینی مسئلہ بھی ثابت ہے
کہ زکوٰۃ کے مستحق فقراء و مساکین وغیرہم ہیں۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ انما
الصدقات للفقراء والمسٰکین والعٰملین علیہا والمؤلفۃ قلوبہم
وفی الرقاب والغٰرمین وفی سبیل اللہ وابن السبیل ط یعنی زکوٰۃ
تو انھیں لوگوں کے لیے ہے۔ محتاج اور نرے نادار اور جو اسے تحصیل
کر کے لائیں اور جن کے دلوں کو اسلام سے الفت دی جائے اور گردنیں
چھڑانے میں اور قرض داروں کو اللہ کی راہ میں اور مسافر کو۔ (ترجمہ رضویہ)
ان میں مؤلفۃ القلوب باجماع صحابہ ساقط ہو گئے کیوں کہ جب اللہ
تبارک و تعالیٰ نے اسلام کو غلبہ دیا تو اب اس کی حاجت نہ رہی۔ یہ اجماع
زمانہ صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں منعقد ہوا۔ عبارت نمبر۹ میں بہاء اللہ کا
اپنی امت کے لیے انیس انیس دن کے انیس مہینوں کا سال مقرر کرنا
اور مارچ کی پہلی سے انیسویں تاریخ تک جو بہائی مہینہ پڑے گا اس کا
نام بھی بہائی جنتری میں بہاء رکھا گیا ہے۔ رمضان مبارک کے بدلے
اس مہینے میں اپنے امتیوں کو روزے کا حکم دینا بحکم شریعت مطہرہ قطعی یقینی

کفر و ارتداد ہے اور کھلا ہوا زندقہ و الحاد۔ وَالعیاذ باللہ مالکِ یوم التناد
لیکن عبارت نمبر ۲ میں صوم کے صرف یہ معنیٰ گڑھے کہ حضرت وجود کی خلاف ورزی نہ کرو خمس و زکوٰۃ کا مطلب صرف یہ گڑھا کہ تمام چیزوں کا اصلی مالک صرف حضرت وجود ہی کو سمجھو۔ حج کی صرف یہ مراد بتائی کہ حضرت وجود کی خواہش کو ہمیشہ ملحوظ رکھو اگرچہ ان اقوال میں مراد اور مطلب کے الفاظ کے معنیٰ اہم مقصود بنا کر تاویل کی جا سکتی ہے مگر اول یہ کہ تاویل تو مسلمان کے محتمل کلام میں اس لیے کی جاتی ہے کہ جہاں تک شریعت مطہرہ اجازت دے وہاں تک اس کو کفر سے بچایا جائے۔ باب اور بہاء سے جب کفریات قطعیہ یقینیہ غیر محتملۃ التاویل ثبوت شرعی ثابت ہو چکے تو ان کا کلام شرعاً کسی تاویل و توجیہ کا محل ہی نہ رہا۔ دوسرے یہ کہ جب حضرت وجود کے لفظ سے بابیہ و بہائیہ اپنے باب ہی کو مراد لیتے ہیں جس کے یقینی قطعی کفریات ان کو معلوم ہیں تو اس تاویل کے بعد بھی یہ تینوں قول قطعی یقینی کفر خالص ہی رہے۔ وَالعیاذ باللہ تعالیٰ

عاشراً ۱۔ عبارت نمبر ۲۶ میں روپے اور چاندی اور سونے کے سود کو پاک اور حلال طیب قرار دینا وہی کفر ملعون ہے جو مرتد اکفر پیر نیچر نے اپنی ناپاک کتاب "تفسیر القرآن" جلد اول کے صفحہ ۳۰ پر بکا ہے۔ چنانچہ کہتا ہے۔

وہ لوگ ہیں جو ذی مقدور اور صاحب دولت وجاہ وحشمت ہیں اور اپنے عیش و آرام کے لیے روپیہ قرض لیتے ہیں جائداد بن مول لیتے ہیں مکان بنواتے ہیں اور قرض روپیہ لے کر چین اڑاتے ہیں گو ان کو قرض

دینا بعض حالتوں میں خلاف اخلاق ہو مگر ان سے سود لینے کی حرمت کی کوئی وجہ قرآن مجید کی رو سے مجھ کو نہیں معلوم ہوتی اور صفحہ ۳۰۵ پر لکھتا ہے جو لوگ غریب و محتاج و مفلس ہیں اور نہ کسی عیش و آرام کے لیے بلکہ صرف اپنی زندگی کے لیے قوت لایموت بہم پہنچانے کو روپیہ یا غلہ قرض لیتے ہیں اور ذی مقدور ان کو سودی قرضہ دیتے ہیں اور سود لیتے ہیں ایسا کرنا انسانی ہمدردی اور غریبوں کے ساتھ سلوک کرنے کے بالکل خلاف ہے۔ حالاں کہ قرآن مجید میں ان کے ساتھ سلوک کرنے کا جا بجا حکم ہے ایسے لوگوں سے سود لینا شقاوتِ قلبی اور بدترین اخلاق ہونے کے سوا قرآن مجید کی مستحکم ہدایتوں کے بھی برخلاف ہے اور کوئی شخص شبہ نہیں کر سکتا کہ ایسا ربا نہایت بد اور ناپاک ہے اور میں یقین کرتا ہوں کہ ایسے ہی ربا کا اس آیت میں ذکر ہے جس کو خدا نے منع فرمایا ہے اور حرام کیا ہے۔

بہائی مذہب کے پیشوا نے تو اپنی امت کے لیے روپئے چاندی سونے کا سود اس ملعون بہانے سے حلال کر دیا کہ مخلوقِ خدا کی یاد میں مشغول ہو اور یہ نہ سوچا کہ جب سود حلال طیب کر دیا جائے گا تو سود لینے والے تو اللہ عز و جل کی یاد میں مشغول ہونے کے بدلے عیش پرستیوں اور حرام کاریوں میں پڑ جائیں گے اور سود دینے والے سود در سود بالائے سود وغیرہ کی لعنتوں میں مبتلا ہو کر اس اطمینان سے بھی قطعاً محروم ہو جائیں گے۔ جو اللہ عز و جل کی یاد میں مشغول ہونے کے لیے درکار ہے جیسا کہ عام طور پر مشاہدے میں آرہا ہے اور مرتدا کفر پیر نیچر نے

اپنے نیچری دُم چھلّوں کے لیے صرف ایسے غریب و محتاج و مفلس لوگوں سے سود لینے کو ناجائز اور حرام ٹھہرایا ہے جو اپنے عیش و آرام کے لیے نہیں بلکہ صرف اپنی زندگی کا قوت لایموت بہم پہونچانے کے لیے سودی قرض لیتے ہیں اور جو لوگ غریب و محتاج و مفلس نہ ہوں بلکہ ذی مقدور اور مالدار ہوں وہ اپنی دنیوی زندگی چین اور آرام سے بسر کرنے جائدادیں خریدنے مکان بنوانے کے لیے قرض لیں ان سے سود لینا قرآن مجید کی رو سے جائز و حلال ٹھہرادیا اور اس سے اس کی آنکھیں پھوٹ گئیں یا اس نے خود ہی قصدًا لیں کہ مالداروں سے سود لینا اگر جائز قرار دیا جائے گا تو وہ بھی تو سود در سود بالائے سود وغیرہ کے ملعون شکنجوں میں پھنس کر رفتہ رفتہ ایسے ہی غریب و محتاج و مفلس ہو جائیں گے کہ پھر ان کو بھی اپنی زندگی کے قوت لایموت کے لیے قرض ہی لینا پڑے گا جیسا کہ عام مشاہدہ ہو رہا ہے۔ حالانکہ سود کا حرام قطعی ہونا مسئلۂ ضروریۂ دینیہ بھی ہے اور قرآن عظیم کا مصرح بہا اور احادیث کثیرۂ متواترۃ المعنیٰ کا منصوص علیہا بھی ہے۔ اللہ عزّ و جل فرماتا ہے

الذین یاکلون الربٰوا لا یقومون کما یقوم الذی یتخبطه الشیطٰن من المس ذٰلك بانهم قالوا انما البیع مثل الربٰوا واحل الله البیع وحرم الربٰوا فمن جاءهٗ موعظة من ربه فانتهٰی فله ما سلف وامرهٗ الی الله ومن عاد فاولٰئك اصحٰب النار هم فیها خٰلدون ویمحق الله الربٰوا ویربی الصدقات والله لا یحب کل کفار اثیم ٭ ان الذین اٰمنوا وعملوا الصٰلحٰت واقاموا الصلٰوة واتوا الزکٰوة لهم اجرهم عند ربهم ولا خوف علیهم ولا هم یحزنون ٭ یا ایها الذین اٰمنوا اتقوا الله وذروا ما بقی من الربٰوا ان کنتم مؤمنین ٭

فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاذنوا بحرب من اللہ ورسولہ وان تبتم فلکم رؤس اموالکم لا تظلمون ولا تظلمون وان کان ذو عسرۃ فنظرۃ الیٰ میسرۃ وان تصدقوا خیر لکم ان کنتم تعلمون ط یعنی وہ جو سود کھاتے ہیں قیامت کے دن نہ کھڑے ہوں گے مگر جیسے کھڑا ہوتا ہے وہ جسے آسیب نے چھوکر مخبوط بنا دیا ہو۔ یہ اس لئے کہ انھوں نے کہا بیع بھی تو سود ہی کے مانند ہے اور اللہ نے حلال کیا بیع کو اور حرام کیا سود تو جسے اس کے رب کے پاس سے نصیحت آئی اور وہ باز رہا تو اُسے حلال ہے جو پہلے لے چکا اور اس کا کام خدا کے سپرد ہے اور جو ایسی حرکت کرے گا تو وہ دوزخی ہے وہ اس میں مدتوں رہیں گے۔ اللہ ہلاک کرتا ہے سود کو اور بڑھاتا ہے خیرات کو اور اللہ کو پسند نہیں آتا کوئی ناشکرا بڑا گنہگار۔ بے شک وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور نماز قائم کی اور زکوٰۃ دی ان کا نیگ ان کے رب کے پاس ہے اور نہ انھیں کچھ اندیشہ ہو نہ کچھ غم۔ اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور چھوڑ دو جو باقی رہ گیا ہے سود اگر مسلمان ہو۔ پھر اگر ایسا نہ کرو تو یقین کر لو اللہ اور اللہ کے رسول سے لڑائی کا۔ اور تم توبہ کرو تو اپنا اصلی مال لے لو نہ تم کسی کو نقصان پہنچاؤ۔ نہ تمہیں نقصان ہو۔ اور اگر قرضدار تنگی والا ہے تو اسے مہلت دو آسانی تک اور قرض اس پر بالکل چھوڑ دینا تمہارے لیے اور بھلا ہے۔

لہ یعنی حرمت نازل ہونے سے پہلے جو لے لیا اس پر مواخذہ نہیں ۱۲ منہ

اگر جانو۔ (ترجمۂ رضویہ) بہرحال پیرینچر نے اللہ عزوجل کے اس حرام قطعی سود کو جس کی حرمت ضروریات دین میں سے ہے۔ مال داروں سے لینا حلال ٹھہرایا۔ اور بہائی مذہب کے پیشوا نے معاذ اللہ ان آیات قرآنیہ کو اپنی وحی سے منسوخ بتایا اور بحکم شریعت مطہرہ کافروں مرتدوں ابدی جہنمیوں کے رجسٹر میں اپنا نام لکھوایا۔ والعیاذ باللہ رب البرایا۔

حادی عشر:۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ ومن حیث خرجت فول وجهك شطر المسجد الحرام وحیث ما کنتم فولوا وجوهكم شطره یعنی اور اے محبوب جہاں سے آؤ اپنا منہ مسجد حرام کی طرف کرو اور اے مسلمانو تم جہاں کہیں ہو اپنا منہ اسی کی طرف کرو۔

اس آیت کریمہ نے واضح و روشن طور پر یہ مسئلۂ ضروریہ دینیہ بتا دیا کہ مسلمانوں کی نماز کا قبلہ کعبۂ معظمہ ہے۔ اور عبارت ۳ میں باب کے مکان کو بیت اللہ ٹھہرا کر اور عبارت ۱۴ میں ہر سمت کو قبلہ بتا کر اور عبارت ۳ میں باب کے مکان کو بیت اللہ ٹھہرا کر۔ اور عبارت ۱۴ میں اپنی امت بہائیہ کو یہ سمجھا کر کہ قبلہ تو صرف بہاء اللہ ہی ہے جس سمت کو بہاء اللہ جائیگا اسی سمت قبلہ ہو جائے گی۔ اور چونکہ بہاء اللہ کا انتقال شہر عکہ ہی میں ہو گیا لہٰذا اب ہمیشہ کے لیے شہر عکہ ہی کو بہائیوں کا قبلہ اور اسے ان کے حق میں مکہ بنا کر جیسا کہ عبارت ۱۶ میں ہے۔ باب اور بہاء کا

تو عبارت ۱۴ میں سمت کو قبلہ بتا کر:

اس وحی سے جس کو اپنے اوپر نازل ہونے والی بتاتے ہیں حضور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ابدی شریعتِ مطہرہ کے حکم کو منسوخ بتانا بدستور کفر و ارتداد ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

ثانی عشر:۔ آغا خانیوں نے وضو میں مسح سر کی فرضیت سے انکار کیا مگر عبارت ۶ سے ظاہر کہ بہاء اللہ نے اپنی امت بہائیہ کی آسانی کے لیے پاؤں دھونے کو بھی وضو میں سے نکال دیا بلکہ عبارت ۲۳ سے ظاہر کہ سرے سے وضو کو ہی اڑا دیا۔ یہ بھی بدستور کفر و ارتداد ہے۔

ثالث عشر:۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ یا ایھا الذین اٰمنوا لا تقربوا الصلوٰۃ وانتم سکٰری حتی تعلموا ما تقولون ولا جنبا الا عابری سبیل حتی تغتسلوا۔ اے ایمان والو نشے کی حالت میں نماز کے پاس نہ جاؤ۔ جب تک اتنا ہوش نہ ہو کہ جو کہو اسے سمجھو اور نہ ناپاکی کی حالت میں بے نہائے مگر مسافری میں۔ (ترجمۂ رضویہ) اور اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔ وان کنتم جنبا فاطّھّروا۔ یعنی اگر تمہیں نہانے کی حاجت ہو تو خوب ستھرے ہو لو۔ (ترجمۂ رضویہ)

ان مبارک آیتوں نے اس ضروری دینی مسئلے کی تصریح فرمائی کہ شہوت کے ساتھ منی خارج ہونے پر غسل فرض ہے مگر عبارت ۲۳ میں ظاہر ہے کہ بہائی مذہب میں فرضیت غسل کو بھی منسوخ ٹھہرا دیا گیا ہے یہ بھی بدستور کفر جلی ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

رابع عشر:۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔ وان کنتم مرضیٰ او علیٰ سفر او جاء احد منکم من الغائط او لٰمستم النساء فلم تجدوا

مٓاء فتیمموا صعیدا طیبا فامسحوا بوجوھکم وایدیکم ان اللّٰہ کان عفوا غفورا ہ یعنی اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں یا تم میں سے کوئی قضائے حاجت سے آیا یا تم نے عورتوں کو چھوا اور پانی نہ پایا تو پاک مٹی سے تیمم کرو تو اپنے منہ اور ہاتھوں کا مسح کرو۔ بیشک اللہ تعالیٰ معاف فرمانے والا بخشنے والا ہے۔ (ترجمۂ رضویہ)

اس آیتِ کریمہ نے تیمم کی فرضیت ضروریۂ دینیہ کی بھی تصریح فرمادی لیکن عبارت ۲ سے ظاہر کہ بہائیوں نے وضو کو اڑایا تو انھوں نے تیمم کو بھی اپنے مذہب میں سے مٹایا اور اس طرح بھی کفار و مرتدین و منکرین ضروریاتِ دین میں اپنا نام لکھوایا اور فی الواقع غسل و وضو تو احکامِ اصلیہ ہیں تیمم تو غسل و وضو کا نائب اور ان کا قائم مقام ہے۔ جب بہائیوں نے غسل و وضو ہی کی فرضیت ضروریۂ دینیہ کو معاذ اللہ شریعتِ بہائیہ کے حکم سے منسوخ قرار دے دیا۔ تو تیمم بے چارہ کس شمار قطار میں ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

خامس عشر ۱۵۔ نمازِ جمعہ کی فرضیت بھی ضروریاتِ دینیہ ایمانیۂ یقینیہ میں سے ہے۔ قرآن عظیم بھی اس کی تصریح فرمارہا ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ یاایھا الذین اٰمنوا اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الیٰ ذکر اللّٰہ وذروا البیع۔ یعنی اے ایمان والو جب نماز کی اذان ہو جمعے کے دن تو اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف دوڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو۔ (ترجمۂ رضویہ) تو عبارت ۲۳ میں بہائیوں کا نماز جمعہ کو حرام کرنا ابدی نار میں ٹھکانا بنانا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

سادس عشر:۔ منگنی کی رسم کو اس طرح پر ادا کرنے کا حکم دینا کہ شادی کے پہلے دولہا دولہن آزادی کے ساتھ کچھ دنوں تک میل جول ملاقات رکھیں اور اس طرح دونوں میں سے ہر ایک دوسرے کی ان تمام اچھائیوں برائیوں پر بخوبی مطلع ہو جائے جو بغیر آزادانہ ملاقات کے معلوم نہیں ہو سکتی ہیں۔ پھر جب اچھی طرح دیکھ بھال کر ایک دوسرے کو پسند کر لیں تو ماں باپ سے پوچھنے کی بھی ضرورت نہیں بس آپس میں یوں کہہ دیں کہ ہم خدا کی مرضی پر راضی ہیں۔ اتنا ہی کہنے پر وہ دونوں آپس میں میاں بیوی ہو جائیں گے۔ جیسا کہ عبارت نمبر ۲ و عبارت نمبر ۲۳ سے ظاہر ہے۔ وہی آج کل کی معاشرت یوروپ کی کورانہ تقلید ہے اور نام نہاد نئی روشنی کے دلدادہ نیچریت منشوں آزاد روشوں کو مرغوب و محبوب ہے۔ انھیں عیش پرستیوں بوالہوسیوں کو بہائی مذہب کے احکام قرار دینا اسی لیے ہے کہ مسلمان کہلانے والوں میں جو لوگ اس نئی ظلمت کے پرستار ہوں ان کو اپنے اندر جذب کرنے کے لیے بہائی مذہب میں ایک مقناطیسی کشش کا سامان بھی رہے۔ منگنی کی اس رسم کے پردے میں جس قدر چاہیں ہوسناکیاں کریں۔ گلچھرے اڑائیں اور اگر کوئی اعتراض کرے تو کہیں کہ ہم تو اپنے مذہب کے حکم کے مطابق منگنی کی مقدس رسم ادا کر رہے ہیں۔ بہر حال نکاح کے احکام شرعیہ بہائیہ سے منسوخ ٹھہرانا بھی کفر شنیع ہے اور ارتداد فضیح۔ والعیاذ باللہ الجلیل الرفیع

سابع عشر:۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قل فأتوا بکتب من عند اللہ هو اهدی منهما اتبعه ان کنتم صدقین ۰ یعنی (اے محبوب)

تم فرماؤ تو اللہ کے پاس سے کوئی کتاب لے آؤ جوان دونوں (کتابوں توراۃ وقرآن) سے زیادہ ہدایت کی ہو میں اس کی پیروی کروں گا۔ اگر تم سچے ہو۔ (ترجمہ رضویہ) ہر مسلمان کا اس مسئلہ ضروریہ دینیہ پر ایمان ہے کہ یہی صحیح طور پر فرمودہ قرآن ہے کہ قرآن عظیم آخری کتاب ہے۔ قرآن عظیم کے بعد اب قیامت تک کسی شخص پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی کتاب کا نازل ہونا بحکم شریعت قطعاً محال اور ناممکن ہے۔ تو عبارت ۵ میں باب کی گڑھی ہوئی کتاب "البیان" کو معاذ اللہ قرآن پاک سے افضل بتانا اور عبارت ۱۵ میں بہاء کی گڑھی ہوئی کتاب "الاقدس" کے پڑھ لینے کو اگلی پچھلی تمام آسمانی کتابوں توراۃ مقدس زبور شریف وانجیل مبارک وقرآن عظیم کی تلاوت سے بھی بہتر ٹھہرانا کھلا ہوا کفر قبیح ہے۔ اور ارتداد فضیح۔ والعیاذ باللہ الذی له التقدیس والتسبیح

ثامن عشر:۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے۔ یا ایھا الذین اٰمنوا ارکعوا واسجدوا واعبدوا ربکم وافعلوا الخیر لعلکم تفلحون ۝ یعنی اے ایمان والو رکوع اور سجدہ کرو اور اپنے رب کی بندگی کرو اور بھلے کام کرو اس امید پر کہ تمہیں چھٹکارا ہو (ترجمہ رضویہ) ہر مسلمان کا اس عقیدۂ ضروریۂ دینیہ پر ایمان ہے اور خود قرآن عظیم کا بھی صریح فرمان ہے کہ نماز میں اللہ عزوجل کے لیے رکوع وسجدہ فرض ہے اور یہ کہ سجدہ نماز کا ایک جز ہے جس طرح قیام وقرأت ورکوع وقعود بھی نماز کے جز ہیں تو بہائیوں کا عبارت ۳ میں مسافروں پر سے بحالت سفر نماز کو سرے سے اڑا دینا اور سفر سے فارغ ہونے پر سستا لینے کے بعد سفر کی فوت شدہ

نمازوں کے بدلے میں صرف ایک سجدہ کر لینے کا حکم دینا اور پھر عبارت ۲۳ میں سرے سے سجدہ کو معاف بتا دینا کفر جلی ہے۔ اور ارتداد عیر خفی والعیاذ باللہ الملک العلی۔

تاسع عشر:۔ عبارت ۱ میں شریعت محمدی علی صاحبہا وآلہ الصلاۃ والتحیۃ کو باب کی گڑھی ہوئی شریعت سے منسوخ قرار دینا اور عبارت ۲ میں ہر ایک مذہب ہر ایک دین کو صحیح و درست بتانا اور عبارت ۶ میں عصر و عشا کی نمازوں کو سرے سے اڑا دینا اور عبارت ۸ میں مسافروں سے بحالت سفر نمازوں کی فرضیت کو سرے سے اڑا دینا اور عبارت ۹ میں مہینہ بھر کے بدلے صرف انیس ہی دن کے روزے بہائی امت کے لیے رکھنا پھر عبارت ۲۳ میں وضو و غسل کو بھی اڑا دینا اور عبارت ۱۰ میں نماز کا صرف اتنا طریقہ گڑھ دینا کہ پچانوے بار اللہ ابھی کہہ لے اور عبارت ۱۱ میں چور کے لیے قرآن عظیم کی مقرر فرمائی ہوئی سزا ہاتھ کاٹنے کو منسوخ کر کے جلا وطنی اور قید خانے کی سزا مقرر کرنا اور سونے چاندی کے برتنوں کے استعمال کو جائز ٹھہرانا اور ہاتھ سے کھانے کو منع کرنا۔ چھری کانٹے چمچے سے کھانا کھانے کا حکم دینا عبارت ۱۲ میں زنا کرنے والے مرد و عورت کے لیے شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا وآلہ الصلاۃ والتحیۃ کی مقرر فرمائی ہوئی سزا کو کہ اگر وہ محصن و محصنہ ہوں تو ان کو رجم کیا جائے ورنہ سو کوڑے مارے جائیں منسوخ کر کے جرمانے میں نو مثقال سونا دینے کی سزا مقرر کرنا۔ پھر عبارت ۱۳ میں گانے بجانے کو حلال کر دینا پھر عبارت ۲۲ میں پردہ اٹھا دینے چہرے کو بالوں سے صاف رکھنے عورتوں کو قوم کا رہبر بنانے کا حکم دینا عبارت ۲۳ میں نماز کی جماعت کو منسوخ کرنا۔ نماز

جمعہ حرام کرنا۔ نکاح میں ماں باپ سے پوچھنے کو بیکار ٹھہرانا۔ عبارت نمبر ۲۰ میں منگنی کی رسم ادا کرنے کا وہ طریقہ بتانا۔ عبارت نمبر ۱۹ میں جہاد و قتال کو خواہ تلوار سے ہو یا زبان یا قلم سے ہو مطلقاً منسوخ کر دینا۔ عبارت نمبر ۲۶ میں روپے چاندی سونے کے سود کو پاک اور حلال طیب بتانا یہ سب وہی شیطانی خواہشیں ہیں جو آج حدود اسلامیہ سے بے پرواہ اور قیود شرعیہ سے آزاد لوگوں کے ناپاک دلوں میں موجزن ہیں۔ نیچری مسٹر و لیڈر مسائل قرآنیہ و ضروریات دینیہ کی تحریف و تبدیل و تغییر و تحویل کر کے اس قسم کی ناپاکیوں کو مسلمانوں میں رائج کرنا چاہتے ہیں۔ ہر مسلمان کا اس مسئلہ ضروریہ دینیہ پر ایمان ہے کہ اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے سلاطین اسلام پر فرض ہے کہ جہاد کریں اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔ وقاتلوا فی سبیل اللہ حتی لا تکون فتنۃ و یکون الدین کلہ للہ۔ یعنی اور (اے ارباب سلطنت اصحاب فوج و سطوت) ان سے لڑو یہاں تک کہ کوئی فساد باقی نہ رہے اور سارا دین اللہ ہی کا ہو جائے (ترجمہ رضویہ) مگر دجال قادیانی نے بابیوں اور بہائیوں سے سیکھ کر انہیں کی نقالی کرتے ہوئے جہاد کو حرام ٹھہرا دیا۔ چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی اپنی کتاب اربعین نمبر ۴ صد ۱۵ کے حاشیے پر لکھتا ہے

جہاد یعنی دینی لڑائیوں کی شدت کو اللہ تعالیٰ آہستہ آہستہ کم کرتا گیا ہے حضرت موسیٰ کے وقت میں اس قدر شدت تھی کہ ایمان لانا بھی قتل سے بچا نہیں سکتا تھا اور شیر خوار بچے بھی قتل کئے جاتے۔ پھر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں بچوں اور بوڑھوں اور عورتوں کا قتل کرنا حرام کیا گیا اور پھر بعض قوموں کے لیے بجائے ایمان کے صرف جزیہ دے کر مواخذہ سے نجات پانا

قبول کیا گیا اور پھر مسیح موعود (یعنی مرزا قادیانی) کے وقت قطعاً جہاد کا حکم موقوف کر دیا گیا۔ اور اعلان مرزا غلام احمد قادیانی مندرج کتاب تبلیغ رسالت تالیف قاسم علی قادیانی صفحہ ۴۹ میں ہے۔

ے اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال۔ دیں کے لیے حرام ہے اب جنگ اور قتال
اب آگیا مسیح جو دیں کا امام ہے۔ دیں کی تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
اب آسماں سے نورِ خدا کا نزول ہے۔ اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے
دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد۔ منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد
لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ٥

اور ہر باطل مذہب کا بانی عوام کو اپنے جال میں پھانسنے کے لیے ایسے ہی پھندے تیار رکھتا ہے۔ عیسائیوں نے مسئلہ کفارہ گڑھا آریوں نے اپنے دھرم میں نیوگ رکھا۔ رافضیوں نے اپنے مذہب میں متعے کو ثواب ٹھہرایا۔ وہابیوں نے اپنے دھرم میں چمر توحید کا مسئلہ نکالا چنانچہ امام الوہابیہ اسمٰعیل دہلوی نے اپنی ناپاک کتاب تقویۃ الایمان مطبوعہ مرکنٹائل پرنٹنگ دہلی کے صفحہ ۲۲ پر لکھا ہے۔

اس دنیا میں سب گنہگاروں نے گناہ کئے ہیں۔ کہ فرعون بھی اس دنیا میں تھا اور ہامان بھی اس میں بلکہ شیطان بھی اسی میں ہے۔ پھر یوں سمجھئے کہ جتنے گناہ ان سب گنہگاروں سے ہوئے ہیں سو ایک آدمی وہ سب کچھ کرے لیکن شرک سے پاک ہو تو جتنے اس کے گناہ ہیں اللہ صاحب اتنی ہی اس پر بخشش کرے گا۔ سواد وسطر کے بعد لکھتا ہے۔ جب شرک

سے آدمی پورا پاک ہوگا کہ کسی کو اللہ کے سوا مالک نہ سمجھے اور اس کے سوا
کہیں بھاگنے کی جگہ نہ جانے اور یہ اس کے دل میں خوب ثابت ہو جاوے کہ
اس کے تقصیروار کو اس سے بھاگ کر کہیں پناہ نہیں اور کوئی کسی کی سفارش
اپنے اختیار سے نہیں کر سکتا۔ پھر صفحہ ۲۳ پر لکھتا ہے
جس کی توحید کامل ہے اس کا گناہ وہ کام کرتا ہے کہ اوروں کی عبادت
وہ کام نہیں کر سکتی۔ فاسق موحد ہزار درجے بہتر ہے متقی مشرک سے۔
ان عبارتوں کا صریح مطلب جو ان کے الفاظ سے صاف طور پر ظاہر ہو رہا
ہے یہی ہے کہ جو شخص اللہ کے سوا کسی کو مالک نہ سمجھے اس کے سوا کہیں بھاگنے
کی جگہ نہ جانے اور اچھی طرح سمجھ لے کہ اللہ کے تقصیروار کو اللہ سے بھاگ کر
کہیں پناہ نہیں مل سکتی اور اللہ کے مقابلے میں نہ کسی کا کچھ زور چلتا ہے نہ کوئی کسی
کی کچھ حمایت کر سکتا ہے نہ اس کے دربار میں کوئی کسی کی کچھ شفاعت اور سفارش
کر سکتا ہے بس وہ شرک سے پورے طور پر پاک ہو گیا اس کی توحید کامل
ہو گئی اور اب اس کی بخشش گناہوں پر موقوف ہو گئی جس قدر گناہ کرے گا
اسی قدر اس کی بخشش ہو گی یعنی گناہ زیادہ کرے گا تو بخشش بھی زیادہ
ہو گی اور گناہ کم کرے گا تو بخشش بھی کم ہو گی۔ اور گناہ بالکل ہی نہ کریگا
تو اس کی بخشش بھی ہرگز نہ ہو گی۔ اور اپنی بخشش طلب کرنا ہر انسان
پر فرض ہے۔ تو امام الوہابیہ نے گناہ کرنا فرض ٹھہرا دیا۔ اور یہ گتھی تو امام
الوہابیہ ہی سلجھائیں گے کہ امام الوہابیہ کے دھرم میں شرک کو تقویٰ کے
ساتھ منافات و مضادت کچھ نہیں۔ ایک آدمی مشرک ہوتے ہوئے بھی

متقی ہوسکتا ہے۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔
بالجملہ:۔ امام الوہابیہ کی ان عبارتوں سے جو کفری مطلب صاف وصریح طور پر ظاہر تھا حکیم الامت الوہابیہ مجدد الملۃ الدیوبندیہ اشرفعلی تھانوی نے صاف صاف بے پھیر پھار بے گنجائش انکار بلا تاویل و توجیہ اسی کا التزام کرلیا۔ چنانچہ اپنے کفری رسالہ بہشتی زیور حصہ اول مطبوعہ مطبع انتظامی کانپور صفر ۱۳۲۶ھ کے صفحہ ۵۱ و ۵۲ پر لکھتا ہے۔

حرام وہ ہے جو قطعی دلیل سے ثابت ہو اس کا منکر کافر ہے اور اس کا بے عذر چھوڑنے والا فاسق اور عذاب کا مستحق ہے۔ مکروہِ تحریمی وہ ہے کہ جو ظنی دلیل سے ثابت ہو اس کا انکار کرنے والا فاسق ہے جیسے واجب کا انکار کرنے والا فاسق ہے اور اس کا بغیر عذر کے ترک کرنے والا گنہگار اور عذاب کا مستحق ہے۔

پھر اپنے ناپاک رسالہ بہشتی گوہر مطبوعہ مطبع انتظامی کانپور محرم ۱۳۲۵ھ کے صفحہ ۸ پر لکھتا ہے۔ حرام وہ ہے جو دلیل قطعی سے ثابت ہو اس کا منکر کافر ہے اور اس کا بے عذر چھوڑنے والا فاسق اور عذاب کا مستحق ہے۔ مکروہ تحریمی وہ ہے جو دلیل ظنی سے ثابت ہو اس کا انکار کرنے والا فاسق ہے۔ جیسے کہ واجب کا منکر فاسق ہے اور اس کا بغیر عذر ترک کرنے والا گنہگار اور عذاب کا مستحق ہے۔

مرتد تھانوی نے اپنی ان دونوں ناپاک عبارتوں میں صاف صاف بتا دیا ہے کہ دیوبندی دھرم میں جہنم سے بچنے کے لیے حرام کرنا فرض ہے اور جو امور مکروہ تحریمی ہیں ان کا کرنا واجب ہے۔ ہمارے مخلص سنی دست

جناب حاجی غلام حسن صاحب مبارکپوری سنّی حنفی قادری برکاتی قاسمی سلمہ ربہ تبارک وتعالیٰ دایاناً دائماً من کل شر کل غوی وغبی ساکن محلہ گوپی پورہ مومنا واڑ سورت نے پندرہ برس گزرے دیوبندی دھرم کے اسی ناپاک کفری عقیدے کے رد میں رسالہ مسمّٰی بنام تاریخی دیوبندیت کا پاکیزہ فوٹو گراف وملقب بلقب تاریخی اصل وہابی دیوبندی دھرم کی ننگی تصویر شائع فرماکر مرتد تھانوی پر بذریعۂ رجسٹری نازل کیا جس میں مرتد تھانوی اور اس کے تمام دیوبندی دُم چھلوں کو دیوبندی دھرم کے اس ناپاک عقیدے کی خباثات وشناعات ونجاسات تفصیل کے ساتھ دکھاکر دیوبندی دھرم سے توبہ کرنے اور سنی مسلمان بن جانے کی ہدایت ونصیحت فرمائی تھی۔ مرتد تھانوی تو اس لاجواب رسالے کے جواب میں ایک حرف بھی نہ بول سکا نہ جواب کے نام سے اپنے لب کھول سکا مگر اپنے مشکل کشا نجاست شنیطر مرتد مرتضٰی حسن در بھنگی کے نام سے اس کے جواب میں دو صفحے کی ضخیم وبسیط کتاب شائع کروائی جس کا مختصر مگر حیا وتہذیب کے گہرے چوکھے رنگ میں ڈوبا ہوا چھوٹا سا نام "سورت کی بے جان مورت سراپا تزویر بدعت ملعونہ کی ننگی تصویر" رکھا۔ جس میں مرتد در بھنگی نے نٹنیوں بھٹیاریوں کو بھی شرما دینے والی اپنی مخصوص انوکھی نرالی تہذیب وشرافت کا بے نظیر مظاہرہ کرتے ہوئے پہلے تو صرف یہ دو جواب دیئے ہیں کہ یہ عبارت تھانوی کی نہیں اور سہو کاتب سے لفظ نہ چھوٹ گیا ہے مگر چوں کہ ان دونوں جھوٹے بہانوں کا رد قاہر حاجی صاحب دام بالمفاخر اپنے رسالے میں پیشتر ہی کر چکے تھے جس کا جواب کسی دیوبندی مرتد سے ممکن نہیں اور پھر ان دونوں کاذب حیلوں کو تسلیم کر لینے کے

بعد طویلۂ دیو بندیت میں زبردست لیتاؤکی ٹھہر جائے گی۔ امام الوہابیہ تو اپنی عبارتوں میں صاف اور ظاہر طور پر بتاچکا کہ نجاتِ آخرت گناہ کرنے پر موقوف ہے۔ بخشش حاصل کرنے کے لیے گناہ کرنا فرض ہے۔ کامل توحید والے کا گناہ دوسروں کی عبادتوں سے افضل ہے۔ اور مرتد در بھنگی کے پیش کردہ ان جھوٹے حیلوں کی بنا پر حکیم الامۃ الوہابیہ کا مذہب یہ ٹھہرے گا کہ حرام کام کرنے والا عذابِ جہنم کا مستحق ہے۔ تو امام الوہابیہ کا اتباع کیا ہوا ولہذا مرتد در بھنگی نے ان دونوں جوابوں کے خود ہی رد کر کے مجبوراً اپنے دل کے اندر کی کھول کر سنی مسلمانوں کے آگے رکھ دی چنانچہ کہتا ہے۔

ادنیٰ غور سے اہل علم کے نزدیک یہ کلام مؤول ہے اور اس کے معنی صحیح بھی ہوسکتے ہیں۔ پھر چودہ سطر بعد لکھتا ہے۔ جو اعتراض مولانا مدظلہ العالی (یعنی تھانوی) کے کلام پر ہے وہی قرآن شریف پر بھی ہے۔ سنی مسلمانو! ایمان وانصاف کی آنکھوں سے مرتد تھانوی کے بہشتی زیور حصہ اول و بہشتی گوہر کی عبارات منقولہ ملاحظہ فرماؤ۔ کیسا صاف صاف بے گنجائش تاویل و توجیہہ کہہ رہا ہے کہ کسی عذر کے سبب مثلاً پیسہ نہ ہو یا طاقت نہ ہو یا پٹنے مار کھانے کا خوف ہو۔ اگر کوئی شخص کسی ایک حرام کام سے پرہیز کرے گا تو مستثنیٰ ہے^۱ وہ فاسق اور جہنمی ہے اور ایسا کھلا ہوا قطعی یقینی کفر ملعون بکنے پر بھی مرتد تھانوی کو اپنی غلطی اور توبہ کا اعلان کرنے کی توفیق نہیں ہوئی۔ نہ اس کفر ملعون کو کسی دوسرے کا مضمون بتانے یا سہو کاتب ٹھہرانے پر راضی ہوتا ہے بلکہ کمال بے حیائی اور انتہائی ڈھٹائی کے ساتھ اس کفر ملعون پر اڑا رہتا ہے اور کہتا ہے کہ اس کے صحیح معنی بھی ہوسکتے ہیں۔ پھر حد بھر کی بے ایمانی

---

[۱] لیکن کسی قسم کا کوئی عذر نہ ہوتے ہوئے جو شخص کسی ایک حرام کام سے اجتناب رکھے گا

دیکھو۔ کہتا ہے کہ جو اعتراض تھانوی کی اس کفری عبارت پر ہے بعینہٖ وہی اعتراض قرآن شریف پر بھی ہے یعنی تھانوی و در بھنگی کے دھرم میں قرآن عظیم کی بھی معاذ اللہ یہی تعلیم ہے کہ عذاب جہنم سے بچنے کے لیے حرام کرنا فرض ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

مرتد تھانوی نے مسلمانوں کو دھوکے دینے کے لیے اپنے ذنب خاص مرتد در بھنگی سے قرآن عظیم کی یہ آیاتِ مبارکہ پیش کرائی ہیں قل تعالوا اتل ما حرم ربکم علیکم الا تشرکوا بہٖ شیئًا وبالوالدین احسانا ولا تقتلوا اولادکم من خشیۃ املاق نحن نرزقکم وایاھم ولا تقربوا الفواحش ما ظھر منھا وما بطن ولا تقتلوا النفس التی حرم اللہ الا بالحق ذٰلکم وصّٰکم بہٖ لعلکم تعقلون ۰ ولا تقربوا مال الیتیم الا بالتی ھی احسن حتی یبلغ اشدہ واوفوا الکیل والمیزان بالقسط لا نکلف نفسا الا وسعھا واذا قلتم فاعدلوا ولو کان ذا قربٰی وبعھد اللہ اوفوا ذٰلکم وصّٰکم بہٖ لعلکم تذکرون ۰ وان ھٰذا صراطی مستقیما فاتبعوہ ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیلہٖ ذٰلکم وصّٰکم بہٖ لعلکم تتقون ۰ یعنی (اے محبوب) تم فرماؤ آؤ میں تمہیں پڑھ سناؤں جو تم پر تمہارے رب نے حرام کیا۔ (اس کا بیان یہ ہے) کہ اس[1] کا کوئی شریک نہ کرو اور ماں باپ[2] کے ساتھ بھلائی کرو[3] اور اپنی اولاد کو قتل نہ کرو مفلسی کے باعث ہم تمہیں اور انہیں سب کو رزق دیں گے۔ [4] اور بے حیائیوں کے پاس نہ جاؤ جو ان میں کھلی ہیں اور جو چھپی[5] اور جس جان کی اللہ نے حرمت رکھی اسے ناحق نہ مارو یہ تمہیں حکم فرماتا ہے

کہ تمہیں عقل ہو اور یتیم کے مال کے پاس نہ جاؤ مگر بہت اچھے طریقے سے جب تک وہ اپنی جوانی کو پہونچے اور ناپ اور تول انصاف کے ساتھ پوری کرو۔ ہم کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتے مگر اس کے مقدور بھر[۱۱] اور جب بات کہو تو انصاف کی کہو اگرچہ تمہارے رشتہ دار کا معاملہ ہو اور اللہ ہی کا عہد پورا کرو یہ تمہیں تاکید فرمائی کہ کہیں تم نصیحت مانو اور[۱۲] یہ کہ یہ ہے میرا سیدھا راستہ تو اس پر چلو اور[۱۳] اور راہیں نہ چلو کہ تمہیں اس کی راہ سے جدا کر دیں گی یہ تمہیں حکم فرمایا کہ کہیں تمہیں پرہیز گاری ملے۔ (ترجمۂ رضویہ) ان آیات مبارکہ میں جو تیرہ اوامر و نواہی بیان فرمائے گئے۔ ان پر مرتد تھانوی اپنے ذنب خاص مرتد در بھنگی سے سوال کرواتا ہے کہ

حضرات علمائے بدعت اللہ تعالیٰ آپ کو حق بولنے کی توفیق عنایت فرمائے۔ یہ تیرہ نمبر جو مذکور ہوئے ان میں سے کوئی بھی حرام ہے؟ ہمارے دین و مذہب و علم و تعلیم و تعلم میں تو کوئی چیز بھی حرام نہیں بلکہ سب ہی فرض ہیں۔ پھر بھی محرمات میں ان کو ذکر کرنے کی وجہ بتایئے تو امید ہے کہ سورتی صاحب اور دوسرے بدعتیوں کو اگر کچھ شرم ہوگی تو نہ معلوم کیا کر بیٹھیں گے اور اگر چپ ہی رہے تو ہمیں عبارت متنازعہ فیہا کا مطلب بیان کرنا بھی سہل ہو جائے گا۔

اس ناپاک عبارت میں چھپے تھانوی اور کھلے در بھنگی نے صاف صاف کہہ دیا کہ آیاتِ مبارکۂ مذکورہ میں جن امور کو بجالانے کا حکم دیا گیا ہے ان میں کسی امر کے بجالانے کو جو شخص بغیر کسی عذر کے چھوڑ دے اور جن باتوں سے پرہیز کرنے کا حکم دیا گیا ہے ان میں سے کسی امر سے پرہیز کرنے کو جو شخص بغیر

کسی عذر کے چھوڑ دے وہ یقیناً فاسق اور عذابِ جہنم کا مستحق ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ان تمام اوامر کے بجالانے اور ان تمام نواہی سے پرہیز کرنے کو حرام ہی فرمایا۔ تو اب بہشتی زیور حصہ اوّل و بہشتی گوہر کی لکھی ہوئی حرام کی تعریف کو اگر درست و صحیح مانا جائے جب تو ان آیاتِ مبارکہ کے معنیٰ صحیح ہوجائیں گے یعنی ان آیاتِ کریمہ میں جن چھ باتوں سے پرہیز کرنے کا حکم دیا گیا ہے ان سے پرہیز کرنا اور جن سات امور کے بجالانے کا حکم دیا ہے ان کا بجالانا حرام تو ضرور ہے لیکن حرام کی اسی تعریف کو صحیح و درست تسلیم کرو جو ہم نے بہشتی زیور حصہ اول و بہشتی گوہر میں گڑھی ہے کہ حرام وہ ہے جس کا بے عذر چھوڑنے والا فاسق اور عذاب کا مستحق ہے۔ پھر اسؔ تھانوی ودر بھنگی کی گیدڑ بھبکی تو ملاحظہ ہو۔ سنّی مسلمانوں کو دھمکاتے ہیں کہ اگر تم حرام کی اس دیوبندی تعریف پر اعتراض کروگے تو اسی طرح ہم دونوں تھانوی ودر بھنگی کا یہی اعتراض تمہارے قرآن عظیم پر بھی ہوگا۔ کہ دیکھو تمہارے خدا نے بھی تو ان آیتوں میں جن امور کے بجالانے کو حرام فرمایا ان کا بجالانا اور جن باتوں سے پرہیز رکھنے کو حرام فرمایا ان سے پرہیز رکھنا تمہارے دینِ اسلام و مذہبِ اہلسُنت میں فرض ہی ہے۔ پھر بھی اے سنی مسلمانو! تمہارے خدا نے اس فرض کو حرام فرمادیا۔ اس لیے اے سنّی مسلمانو! تم اس تعریف پر جو بہشتی زیور حصہ اوّل و بہشتی گوہر میں ہم نے حرام کی گڑھی ہے۔ اعتراض نہ کرو تو ہم تھانوی ودر بھنگی بھی تمہارے قرآن شریف پر اعتراض نہ کریں گے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ فاقول وباللہ التوفیق۔

تھانوی و دربھنگی کا بہشتی زیور حصہ اوّل و بہشتی گوہر کی ان ناپاک عبارتوں کو آیاتِ کریمہ پر قیاس کرنا حد بھر کی بے ایمانی اور انتہائی درجے کی بے حیائی ہے کہ اوّلاً آیات مبارکہ میں ماحرم ربکم علیکم سے مراد کلاماً فصل فیہ ربکم حرماتہ علیکم ہے اور الاتشرکوا میں ان مفسرۃ زائدہ ہے اور حضور پرنور اعلیحضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ترجمۂ مقدسہ میں اسی توجیہہ کو اختیار فرمایا ہے۔ ثانیاً دوسری توجیہ یہ ہے کہ اَنْ عاملہ ہے اور عَلَیْکُمْ اسم فعل ہے جس کے معنیٰ ہیں لازم پکڑو اَنْ کا مابعد اَنْ کے سبب مصدر کے معنیٰ میں ہوکر عَلَیْکُمْ کا مفعول بہ ہے۔ اس تقدیر پر آیات مبارکہ کا ترجمہ یہ ہوا کہ اے محبوب تم فرماؤ کہ آؤ میں پڑھ سناؤں جو تمہارے رب نے حرام فرمایا۔ تم اس بات کو لازم پکڑلو کہ اس کا کوئی شریک نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرنا۔ الیٰ آخر الآیاتِ الکریمہ

ثالثاً تیسری توجیہ یہ ہے کہ ان آیات مبارکہ میں حَرَّمَ کے معنیٰ مصطلح شرعی مراد نہیں بلکہ حَرَّمَ اپنے لغوی معنیٰ پر ارشاد فرمایا گیا ہے یعنی عَزَّمَ واوجب علیکم جس طرح آیتِ کریمہ وحرامٌ علیٰ قریۃ اھلکنٰھا انھم لا یرجعون ہ میں ایک توجیہ یہ بھی فرمائی گئی ہے کہ عزم و موجب علیھم اس تقدیر پر اس آیتِ مبارکہ کے یہ معنیٰ ہیں کہ اور جس بستی کو ہم نے ہلاک کیا ان لوگوں پر یہ بات لازم و ضروری ہے کہ وہ پھر لوٹ کر نہ آئیں۔ اور آیات مبارکہ کا ترجمہ یوں ہوگا کہ اے محبوب تم فرماؤ کہ آؤ میں تمہیں پڑھ سناؤں جو تم پر تمہارے رَبّ نے لازم و ضروری قرار دیا یہ کہ اس کا کوئی

شریک نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرنا۔ الی آخر الآیات المبارکۃ
رابعًا۔ قاموس میں ہے والحرمۃ بالضم وبضمتین وکھمزۃ
مالایحل انتھاکہ والذمۃ والمھابۃ والنصیب ومن یعظم حرمٰت
اللہ ای ماوجب القیام بہ وحرم التفریط فیہ یعنی حُرْمَۃٌ اور
حُرُمَۃٌ تینوں لفظوں کے معنیٰ ہیں وہ چیز جس کی بے حرمتی ناجائز ہو اور
ذمہ اور رُعب وداب اور حصّہ آیت کریمہ میں فرمایا ومن یعظم حرمٰت
اللہ فھو خیر لہ عند ربہ اس میں حرمت سے مراد وہ امر ہے جس کی
نگہداشت ضروری ہو اور اس میں کمی کرنا حرام ہو۔ اسی حُرْمَۃٌ سے مصدر
تحریم ہے اور اسی کا صیغۂ ماضی حَرَّمَ ہے۔ تو قاموس کے بتائے ہوئے
معنیٰ پر آیات مُبارکہ کا ترجمہ یوں ہوا۔ اے محبوب تم فرماؤ کہ آؤ میں تم پر پڑھ
سُناؤں جو ایسے امور تمہارے رب نے تم پر مقرر فرمائے ہیں جن کی بے
حرمتی جائز نہیں جن کی نگہداشت واجب ہے جن میں کمی کرنا حرام ہے۔
یہ کہ اس کا کوئی شریک نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو۔ الی
آخر الآیات المقدسۃ۔

ہاں وہاں اب تھانوی و دربھنگی و منظور سنبھلی اور ابراہیم رانذیری
و احمد بزرگ ڈابھیلی و غلام نبی تاراپوری و ابوالوفا شاہجہاں پوری و حسین
احمد اجودھیا باشی و شبیر احمد دیوبندی و مہدی حسن شاہجہاں پوری و فنانی
عن الاسلام کفایت اللہ شاہجہاں پوری و مبلغ وہابیہ ایڈیٹر النجم عبد الشکور
کاکوروی و عزیز گل کابلی ہر ایک وہابی دیوبندی کو اذن عام و اعلام تام ہے
آئین اور بہشتی زیور حصّہ اوّل و بہشتی گوہر کی ان ملعون کفری عبارتوں کو کسی

طرح بھی کھینچ تان کر اسلام بنا سکتے ہوں تو بنائیں۔ آیات کریمہ کی تفسیر میں
جو چار توجیہیں ہم نے ابھی بیان کیں ان میں سے کوئی بھی ان کفری عبارتوں
میں بتا سکتے ہوں تو بتائیں کیا بہشتی گوہر وحصہ اول بہشتی زیور کی ملعون
عبارتوں میں بھی لفظ حرام کے اصطلاحِ شرعی معنیٰ مراد نہیں بلکہ اس کے لغوی
معنیٰ مراد ہیں۔ حالاں کہ تھانوی اس کفری مضمون کا عنوان ان الفاظ میں
لکھتا ہے۔ چند ضروری اصطلاحوں کا بیان۔ اس عنوان ہی نے بتا دیا
کہ وہ یہاں الفاظ کے معانی لغویہ بیان نہیں کر رہا ہے بلکہ دیوبندی دھرم
پر شرعی اصطلاحات ہی کا بیان کر رہا ہے۔ دوسرے یہ کہ اگر حرام کے لغوی
معنیٰ مراد لئے جاتے تو وہ فرض کا قسیم اور اس کا متقابل نہ رہے گا بلکہ اس کا
مساوی یا اس سے عام ہو جائے گا۔ پھر کیا تھانوی کی ان عبارات طعونہ میں اُن
مفسد ۃ زائدہ ہی اگر نہیں تو کیا ان عبارات تھانویہ میں لفظ ما ہے جس
سے کلام مراد لیا جا سکے اگر نہیں تو کیا ان عبارات تھانویہ میں بھی لفظ حرام
اسی حرمت کا مرادف و ہم معنیٰ ہے جو آیت کریمہ ومن یعظم حرمت اللّٰہ
میں ارشاد فرمایا گیا۔ اگر یہ بھی نہیں تو فرمائیں کہ تھانوی وورِ بھنگی کا ان عبارا
خبیثہ کو قرآن عظیم کی آیات مقدسہ پر قیاس انتہائی کفر و بے ایمانی کا اساس
اور سخت ملعون وسوسۃ الخناس ہے یا نہیں اور اب پندرہ برس کی طویل
مدت کے بعد بھی ان عبارات نجسہ کا مطلب بیان فرمانا بقول درِ بھنگی سہل
ہو گیا ہو تو ضرور بیان فرمائیں ورنہ اللہ عز وجل کے حضور لجائیں۔ سرکار
دو عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے شرمائیں۔ ابدی
نارِ جہنم سے خوف کھائیں۔ دیوبندی دھرم سے توبہ صحیحہ شرعیہ کر کے دینِ اسلام

ومذہبِ اہلسنت کی طرف رجوع لائیں۔ واللہ ھوالموفق

پھر مرتد تھانوی اپنے ذنب خاص مرتد دربھنگی سے لکھواتا ہے۔

اور اگر اہل بدعت مذہب و بدعت محرمات شرعیہ کو اس وجہ سے رواج دیتے ہیں کہ وہ آیاتِ شریف کے ظاہری معنی پر عمل کرتے ہیں اور ان کے نزدیک یہی مراد خداوندی ہے تو تمام جہنم مبارک ہو یہی لکھ دیا جائے پھر ہم عبارات مذکورہ کے معنی اور طرح سے بیان کر دیں گے۔

سنیوں کے لیے تھانوی و دربھنگی کا علمائے اہلسنت کو مشرک و بدعتی و جہنمی کہنا کچھ تعجب خیز نہیں۔ دیوبندیوں کا ایک بڑا بوڑھا تو حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو انت من الکافرین کہہ چکا ہے۔ انھیں دیوبندیوں کے قدیمی مورثین خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے اپنے رب جل جلالہ کے پاس سے لائے ہوئے دینِ اسلام کو بدعت کہہ چکے ہیں ان ھذا الا اختلاق ۵ اسی طرح حضرت واحد قہار جل جلالہ جن لوگوں کے لیے جہنم کا درک اسفل مخصوص فرما دے وہ اگر جل جل کر سنی مسلمانوں کو جہنم کا مستحق ٹھہرائیں تو کیا جائے افسوس ہے قل موتوا بغیظکم مگر کہنا تو یہ ہے کہ آیات شریفہ سے جو مرادِ خداوندی ہے وہ تو ہم تفصیل تام بیان کر چکے اور اچھی طرح بتا چکے کہ ان آیاتِ مبارکہ میں چھ باتوں سے دور رہنے اور سات امور کے بجالانے کو شرعی اصطلاحی معنی میں ہرگز حرام نہیں فرمایا گیا ہے اور مرتد تھانوی و مرتد دربھنگی دونوں اپنی اس عبارت میں صاف کہہ چکے کہ اگر مسلمانانِ اہلسنت معاذ اللہ اس امر کا اقرار کر لیں کہ آیاتِ مبارکہ میں اوامرِ شرعیہ کے بجالانے اور نواہی

الہیہ سے اجتناب رکھنے کو شرعی اصطلاحی معنیٰ ہی میں حرام فرمایا گیا ہے۔ جب تو تھانوی و در بھنگی بہشتی زیور کی اول ملعون عبارتوں کے معنیٰ کسی اور طریقے سے بیان کردیں گے جو ابھی تک ان کے پیٹوں کے اندر ہیں اور اگر مسلمانان اہلسنت یہ ناپاک کفری اقرار نہ کریں اور آیات مبارکہ کے صحیح معنیٰ بیان کردیں تو تھانوی و در بھنگی کے دھرم میں وہ عبارات ملعونہ اپنے ظاہری مفہوم ہی پر صحیح و درست رہیں گی۔ اور مسلمانان اہلسنت کا سنی مسلمان رہتے ہوئے یہ ناپاک کفری اقرار کرنا محال قطعی ہے۔ تو ثابت ہوا کہ بہشتی گوہر و حصہ اول بہشتی زیور کی ان عبارات ملعونہ کے کچھ اور معنے ہو ہی نہیں سکتے۔ اور اب بحول اللہ تعالیٰ و قوتہ دعوے کے ساتھ اعلان کیا جاتا ہے کہ وہ ملعون کفری عبارات خبیثہ معانی کفریہ میں متعین ہیں کسی صحیح معنیٰ کی متحمل ہی نہیں ہو سکتیں۔ غلطی کاتب کا احتمال ہو سکتا تھا مگر تھانوی و در بھنگی دونوں نے اپنی ان عبارتوں میں صاف التزام کر لیا کہ بہشتی گوہر و حصہ اول بہشتی زیور کی وہ عبارات ملعونہ دیوبندی دھرم میں بالکل صحیح و بے غبار ہیں اور تمام دیابنہ ملاعنہ کا اعتقاد ہی یہ ہے کہ جو شخص بغیر کسی عذر کے کسی حرام کام کو بھی چھوڑ دے گا وہ فاسق اور عذاب کا مستحق ہوگا اور مرتدین دیوبندیہ کے دھرم میں عذاب جہنم کے بچنے کے لیے ہر ایک حرام ہر ایک شیطانی کام کرنا فرض ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

بہر حال بہائیوں کا احکام شرعیہ کو منسوخ سمجھتے ہوئے ان ناجائز و حرام کاموں کو اپنے لیے شریعت جدیدہ بہائیہ کے رو سے حلال ٹھہرانا اور دجال قادیانی کا اپنے اوپر نازل ہونے والی وحی سے شریعت محمدیہ علی صاحبہا و آلہ الصلاۃ والتحیۃ کی بتائی ہوئی دائمی فرضیت جہاد بر سلاطین اسلام

کو منسوخ کر کے معاذ اللہ جہاد کو حرام کرانا اور مرزائیہ قادیانیہ و مرزائیہ لاہوریہ و مرزائیہ اروپیہ و تیماپوریہ و مرزائیہ چن بسویشوریہ کا اس کفر ملعون پر ایمان لانا اور دیوبندیوں کا عذاب جہنم سے نجات حاصل کرنے کے لیے ہر ایک حرام فحش و بے حیائی و شیطنت و ابلیسیت کے ہر ایک کام کو فرض بتانا قطعی یقینی کفر و ارتداد ہے اور کھلا ہوا زندقہ و الحاد۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ من کل شر و فساد۔

امام ابن حجر مکی ہیتمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ الاعلام بقواطع الاسلام میں فرماتے ہیں ان انکار المجمع علیہ العلوم من الدین بالضرورۃ کفر کبیرۃ کان او صغیرۃ یعنی جس بات کے حرام ہونے پر اجماعِ امت ہو اور اس کا حرام ہونا ضروریات دین میں سے ہو۔ ایسی بات کے حرام ہونے سے انکار کرنا کفر ہے خواہ وہ حرام گناہِ کبیرہ ہو یا گناہِ صغیرہ۔

عشرین ۲۰۔ عبارت ۲۷ میں تمام انبیاء و مرسلین علیہم السلام کو ایک ذات و یک روح و یک جسد اور ایک ہی امر کا مالک ٹھہرانا پھر ساتھ ہی باب و بہاء کو معاذ اللہ نبی و رسول بتانا ہر ایک نبی و رسول کو بلکہ خود باب اور بہاء کو بھی نہ صرف خاتم النبیین و رحمۃ للعلمین ٹھہرانا بلکہ حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے جملہ خصائص مبارکہ کا جامع بنانا ہے۔ مقدس دین اسلام و مہذب مذہب اہلسنت میں جس طرح وصف خاتم النبیین کسی امر کلی کے لیے ہرگز ثابت نہیں بلکہ تنہا ہمارے مالک و آقا سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت خاصہ ہے۔

اسی طرح صفت رحمۃ للعلمین بھی ہرگز کسی امر کلی کے لیے ثابت نہیں بلکہ تنہا
ہمارے سرور و مولیٰ سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی
صفت خاصہ ہے۔ بابیوں بہائیوں نے جب باب و بہاء کو معاذ اللہ
خاتم النبیین ۱؎ صرف حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہی کا وصف
خاص ہے ۲؎ چنانچہ رشید احمد گنگوہی علیہ ما یستحقہ اپنے فتاوی رشیدیہ
مبوب مطبوعہ خواجہ برقی پریس دہلی کے صفحہ ۹ پر لکھتا ہے۔

لفظ رحمۃ للعلمین صفت خاصہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ
وسلم کی نہیں ہے بلکہ دیگر اولیاء و انبیاء و علمائے ربانیین بھی موجب رحمت
عالم ہوتے ہیں۔ اگرچہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم
سب میں اعلیٰ ہیں۔ لہٰذا اگر دوسرے پر اس لفظ کو بتاویل بول دیوے
تو جائز ہے۔ فقط۔ بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ۔

اس ناپاک فتوے میں مرتد گنگوہی نے صاف صاف کہہ دیا کہ حضور
اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا رحمۃ للعلمین ہونا حضور علیہ الصلاۃ والسلام
کی صفت خاصہ نہیں ہے دوسرے انبیاء علیہ الصلاۃ والسلام بلکہ اولیا بھی
رحمۃ للعلمین ہیں بلکہ گنگوہی کے دیوبندی دھرم میں جو لوگ ربانی علماء مانے
جاتے ہیں وہ بھی رحمۃ للعلمین ہوا کرتے ہیں۔ اگرچہ مسلمانوں کے ڈر سے
یوں بھی کہہ رہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب انبیاء علیہم الصلاۃ
والسلام و اولیاء و علماء سے افضل و اعلیٰ ہیں مگر ساتھ ہی کہہ دیا کہ ہیں سب
رحمۃ للعلمین۔ پھر یہ بھی صاف صاف کہہ دیا کہ ہر ایک نبی ہر ایک ولی بلکہ ہر ایک
دیوبندی مولوی کو بھی رحمۃ للعلمین کہنا جائز ہے مگر ساتھ ہی اپنے دیوبسہ۔ ۱؎

۱؎ بتانے کے لیے اس عقیدۂ ضروریہ دینیہ سے انکار کر دیا کہ وصف خاتم النبیین ۲؎ تو وہابیوں نے اس

۱؎ ۱: حاشیہ بقیہ سے انکار کر دیا کہ صفت رحمۃ للعلمین فقط حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صفت خاصہ ہے

اذناب کو اس کفر صریح میں تاویل کا بھی حکم دے دیا یعنی کفر تو ضرور بکا کرو مگر جب مسلمانان اہلسنت اعتراض کریں تو تاویل کر لیا کرو۔ علمائے اہلسنت تو کسی مسلمان کو جب کہ اس سے کوئی کلمۂ کفر صادر ہو گیا ہو اور وہ تاویل کا محتمل یا کم از کم متحمل بھی ہو اور قائل کا معنیٰ کفر مراد لینا ثبوت شرعی ثابت بھی نہ ہوا ہو حکم کفر سے بچانے کے مہما امکن تاویل فرماتے ہیں۔ مگر مرتد گنگوہی اپنے اپنے دیوبندی اذناب کو تاویل کے ساتھ کفریات بکنے کی اجازت دے رہا ہے ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ پھر کیا کفریہ نیا چہرہ و مرتدین قادیانیہ وملحدین بابیہ وزنادقہ بہائیہ وغیرہم اپنے اپنے کھلے ہوئے کفریات قطعیہ یقینیہ میں تاویلات باطلہ نہیں گڑھتے۔ پھر جس طرح ان کی تاویلیں شرعاً باطل ونامسموع اسی طرح مرتد گنگوہی کی گڑھی ہوئی تاویلے لا یسمن ولا یغنی من جوع مسلمانوں کے نزدیک رحمۃ للعالمین ہونا قطعاً خاص حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت ہے جس میں اور انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام بھی شریک نہیں۔ گنگوہی کے دیوبندی دھرم میں اس کی یہ بے قدری کہ اس صفت مبارکہ میں دیوبند کا ہر ملا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شریک ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

حضور پر نور آقائے نعمت دریائے رحمت امام اہلسنت مجدد اعظم فاضل بریلوی سیدنا اعلیٰحضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

اقول:۔ علم حقائق تو اہل حقائق کو دیتے ہیں اور ان کے طفیل میں ان کے غلام اس سے حصہ لیتے ہیں۔ اس کا بیان ہو تو سب پر عیاں ہو کہ اپنے ہر ملا کو اس عظیم خاصۂ جلیلہ حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم

وعلیٰ آلہ وسلم میں شریک کرنا وہی تقویۃ الایمان والی بات ہے۔ کہ بادشاہ کا تاج ایک چمار کے سر پر مگر باطن کی پھوٹ جانے والے کیا اول دن سے ظاہر کی بھی پھوٹی ہی لادے تھے۔ یہ رحمت بذریعۂ رسالت ہے۔ وَمَا ارسلنٰک الا رحمۃ للعٰلمین اور ہم نے تمہاری رسالت نہ کی مگر سارے جہان کے لیے رحمت۔ تو رحمۃ للعلمین نہ ہوگا مگر وہ کہ رسول الی العلمین ہو۔ تمام جہان کو اس کی رسالت عام ہو اور وہ نہیں مگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور انبیاء علیہ الصلاۃ والسلام بھی اس وصف کریم میں حضور علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام کے شریک نہیں ہوسکتے۔ خود حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کان النبی یبعث الی قومہ خاصۃ و بعثت الی الخلق کافۃ ہر نبی خاص اپنی قوم کی طرف بھیجا جاتا اور میں تمام جہان کی طرف بھیجا گیا۔ ائمہ کرام نے اس وصف کریم سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام میں رسالت سے اوپر کچھ نہیں (چنانچہ امام الوہابیہ اسمٰعیل دہلوی اپنی ناپاک کتاب تقویۃ الایمان مطبوع مرکنٹائل پرنٹنگ دہلی کے صفحہ ۷ پر لکھتا ہے

پیغمبر خدا نے فرمایا کہ مجھ کو حد سے نہ بڑھاؤ جیسا کہ عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کو نصاریٰ نے حد سے بڑھا دیا سو میں اس کا بندہ ہی ہوں سو یہی کہو کہ اللہ کا بندہ ہے اور اس کا رسول یعنی جو خوبیاں اور کمالات اللہ نے مجھ کو بخشے ہیں سو بیان کرو وہ سب رسول کہہ دینے میں آجاتی ہیں۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سب فضائل خاصہ سے کفر ہے۔ مولیٰ عزوجل نے ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو لاکھوں فضائل عالیہ خاصہ عطا فرمائے کہ کسی

بنا کی تفصیل مطلق فرمائی ہے مگر وہابیہ کے یہاں تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نبی ورسول نے نہ پائے۔ ازانجملہ فوق سموات معراج ہونا۔ اس زندگی میں دیدارِ الٰہی ہونا۔ خاتم النبیین ہونا۔ رحمۃ للعلمین ہونا۔ ظاہر ہے کہ یہ فضائل فقط رسول کہنے میں نہیں آسکتے ورنہ رسول تو تین سو تیرہ ہیں علیٰ سیدہم وعلیہم الصلاۃ والسلام ان سب میں یہ فضائل خاصہ بھی ہوتے لیکن امام الوہابیہ کے نزدیک حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی جتنی خوبیاں جتنا کمال ہیں سب رسول کہہ دینے میں آجاتے ہیں تو صاف کہہ دیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں کوئی خوبی کوئی کمال ایسا نہیں جو سب رسولوں میں نہ ہو۔ یہ معراج ودیدار وختم نبوت وشفاعت کبریٰ ورحمت عامہ وافضلیت عامہ وغیرہا تمام خصائص محمدیہ علیٰ صاحبہا وآلہٖ الصلاۃ والتحیۃ سے صریح انکار اور کھلا کفر ہوا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ پھر جو امام الوہابیہ کے اتباع واذناب ہیں) وہ کیوں کر اسے (یعنی رحمۃ للعلمین ہونے کو) حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی صفت خاصہ مانیں۔ اور پھر فقط رسولوں ہی کے لیے تعمیم نہیں بلکہ ہر ملّا کو شریکِ مصطفیٰ ٹھہرا دیا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ المصطفیٰ وآلہٖ وسلم۔ یہ شانِ اقدس میں کتنا بھاری شرک ہے۔ خدا کی شان امرتسر کا ایک طاغیہ قرآن کو پسِ پشت ڈال کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے رحمۃ للعلمین ہونے ہی سے منکر ہے۔ (چنانچہ مرتد امرتسری مسٹر ثناء اللہ ایڈیٹر اخبار اہلحدیث اپنے اخبار اہلحدیث نمبر ۱۸ جلد ۴ مورخہ ۲۲ محرم ۱۳۲۵ھ میں لکھتا ہے۔

آیتِ موصوفہ سے یہ ثابت ہوا کہ حضور نبوی کا ارسال یعنی خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجا جانا واسطے رحمت کے ہے۔ نہ یہ کہ حضور کی ذاتِ بابرکات

تمام عالم کے لیے رحمت ہے جو ان دونوں معنوں میں تمیز نہ کر سکے وہ مفتی کے معزز عہدے کے لائق نہیں

اس ناپاک عبارت میں مرتد ثناء اللہ امرتسری سرغنۂ غیر مقلدنے کھلے لفظوں میں بک دیا کہ اللہ تعالیٰ کی یہ رحمت تھی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیج دیا۔ مگر حضور اقدس علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام کی ذات اقدس رحمۃ للعلمین نہیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

گنگوہ کا طاغیہ اسے مانتا ہے تو یوں کہ ہر مُلّا اس میں شریک حضور ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے فضائل مٹانے سے کام ہے۔ خواہ یوں کہ سرے سے انکار کر دیں۔ یا یوں کہ ان کو گلی گلی متبذل کر کے فضل نہ رکھیں اور پھر اسلام کا دعویٰ باقی۔ واللہ علیم بالظلمین ہ انتھی ما اردنا نقلہ ھٰھنا عن الکتاب المستطاب المسمّٰی بالاسم التاریخی کشف الضلال دیوبند۔ اسی طرح مرتدین مرزائیہ دجال قادیانی مرزا غلام احمد علیہ ما علیہ کو بھی اس آیت کریمہ کا مصداق مانتے ہیں۔ چنانچہ دجال قادیانی اپنی ناپاک کتاب حقیقت الوحی کے صفحہ ۸۲ پر یہ دروغ بافانہ مفتریانہ کافرانہ دعویٰ کرتا ہے کہ اس کے معبود نے اس پر وحی نازل فرمائی وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعلمین یعنی اے مرزا ہم نے تجھ کو سارے جہان کے لیے رحمت بنا کر بھیجا۔ والعیاذ باللہ سبحانہ وتعالیٰ۔ بہرحال ملحدین بابیہ وزنادقہ بہائیہ اپنے بہاء اللہ کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے جملہ اوصاف خاصۂ جلیلہ کا جامع بتا کر اور

مرتدین دیوبندیہ ہر دیوبندی مُلّا کے رحمۃ للعلمین ہونے کا ملعون گیت گا کر اور کفار قادیانیہ دجال قادیانی کو آیتِ کریمہ کا منزل علیہ بتا کر اور مصداق بنا کر اور غیر مقلدین ثنائیہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے رحمۃ للعلمین ہونے کو غلط و باطل ٹھہرا کر سب کے سب بحکم شریعت مطہرہ مرتد کافر ہیں۔ اور بمقتضائے ظلمٰت بعضہا فوق بعض کفر و ارتداد میں ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر۔ والعیاذ باللہ العزیز الاکبر۔

حادی عشرین :۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے۔ واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اٰتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ قال ءاقررتم واخذتم علیٰ ذلکم اصری قالوا اقررنا قال فاشھدوا وانا معکم من الشھدین ۰ فمن تولیٰ بعد ذٰلک فاولئک ھم الفٰسقون ۰ یعنی اور (اے) محبوب یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا۔ فرمایا کیوں تم نے اقرار کر لیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا۔ سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا۔ فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔ تو جو کوئی اس کے بعد پھرے تو وہی فاسق ہیں۔ (ترجمۂ رضویہ) ساڑھے تیرہ سو برس سے آج تک کے جملہ مسلمانانِ اہلسنت کا اعتقاد و اعتماد ہے کہ ایمان ہے کہ تمام انبیاء و مرسلین علیہم السلام سے جس تشریف لانے والے رسول پر ایمان لانے اور ان کی مدد کرنے کا عہد مؤکد لیا گیا

تمام انبیاء و مرسلین صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیٰ سیدہم وعلیہم اجمعین کو جس رسول کا امتی بنا دیا گیا وہ نہیں ہیں مگر ہمارے آقا ہمارے مولیٰ سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم۔ اسی طرح اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے۔

واذ اخذنا من النبیین میثاقھم ومنك ومن نوح وابراھیم وموسیٰ وعیسی ابن مریم واخذنا منھم میثاقا غلیظا ہ لیسئل الصدقین عن صدقھم واعد للکفرین عذابا الیما ہ۔

یعنی اور اے محبوب یاد کرو جب ہم نے نبیوں سے عہد لیا اور تم سے اور نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ ابن مریم سے اور ہم نے ان سے گاڑھا عہد لیا تاکہ سچوں سے ان کے سچ کا سوال کرے اور اس نے کافروں کے لیے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے (ترجمۂ رضویہ)

اس آیتِ مبارکہ میں تمام انبیاء و مرسلین علیہم السلام سے تبلیغ رسالت اور دعوتِ دینِ حق کا عہد لینے کا بیان فرمایا گیا ہے اور حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی افضلیت کا اظہار فرمانے کے لیے ہے۔ مگر عبارت ۲۱ میں بابیوں اور بہائیوں نے ان دونوں مبارک آیتوں کا یہ کفری مطلب گڑھ لیا کہ تمام انبیاء علیہم السلام سے عموماً اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے خصوصاً یہ عہد لیا گیا ہے کہ ایک نبی بہاء اللہ آنے والا ہے اس کی تصدیق تم پر لازم ہے اور بابیوں بہائیوں سے سیکھ کر قادیانی مرتدوں نے بھی انہیں دونوں مبارک آیتوں کو دجال قادیانی پر چسپاں کر دیا ہے۔ چنانچہ قادیانیوں

---

۱ کا ذکر اقدس، دوسرے انبیاء نوح وابراہیم موسیٰ وعیسیٰ علیہم الصلاۃ والسلام کے اسمائے مبارکہ پر مقدم فرمانا ان سب پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کے مذہبی اخبار الفضل قادیان ۱۹ و ۲۱ر ستمبر ۱۹۱۸ء میں یہ ناپاک کفری عبارت ملعونہ شائع کی گئی ہے۔

جب اللہ تعالیٰ نے سب نبیوں سے عہد لیا۔ النبیین میں سب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام شریک ہیں کوئی نبی بھی مستثنیٰ نہیں۔ آں حضرت صلعم[1] بھی اس النبیین کے لفظ میں داخل ہیں) کہ جب کبھی تم کو کتاب اور حکمت دوں۔ (یعنی کتاب سے مراد توریت اور قرآن کریم ہے اور حکمت سے مراد سنت و منہاج نبوت و حدیث شریف ہے۔) پھر تمہارے پاس ایک رسول آئے مصدق ہو ان تمام چیزوں کا جو تمہارے پاس کتاب و حکمت سے ہیں (یعنی وہ رسول مسیح موعود ہے جو قرآن و حدیث کی تصدیق کرنے والا ہے۔ اور وہ صاحب شریعت جدیدہ نہیں ہے۔) اے نبیوا تم سب ضرور اس پر ایمان لانا اور ہر ایک طرح سے اس کی مدد فرض سمجھنا (جب تمام انبیاء علیہم السلام کو مجملاً حضرت مسیح موعود پر ایمان لانا اس کی نصرت کرنا فرض ہوا تو ہم کون ہیں جو نہ مانیں۔

یہ کفر تو آیت کریمہ سورۂ آلِ عمران شریف کے متعلق بکا ہے اور اسی اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۶ر فروری ۱۹۲۴ء میں سورۂ آل عمران شریف و سورۂ احزاب شریف کی ان دونوں مقدس آیتوں کے متعلق یہ مجموعی کفر بکا ہے۔

خدا نے لیا عہد سب انبیاء سے ۔۔۔ کہ جب تم کو دوں میں کتاب اور حکمت
پھر آئے تمہارا مصدق پیمبر ۔۔۔ تو ایمان لاؤ کرو اس کی نصرت

---

[1] ہم مسلمان کہتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔ ۱۲ منہ

کہا کیا یہ کرتے ہو اقرارِ محکم
وہ بولے مُقِر ہے ہماری جماعت!
کہا حق تعالیٰ نے شاہد رہو تم
یہی میں بھی دیتا رہوں گا شہادت
جو اس عہد کے بعد کوئی پھرے گا
بنے گا وہ فاسق اٹھائے گا ذلت
لیا تھا جو میثاق سب انبیاء سے
وہی عہد حق نے لیا مصطفےٰ سے
وہ نوح و خلیل و کلیم و مسیحا!
سبھی سے یہ پیمان محکم لیا تھا
مبارک وہ امت کا موعود آیا
وہ میثاقِ ملت کا مقصود آیا!
کریں اہلِ اسلام اب عہد پورا
بنے آج ہر ایک عبداً شکورا

والعیاذ باللہ تبارک وتعالیٰ بالجملہ ملحدین بابیہ وزنادقہ بہائیہ ان آیاتِ مبارکہ کا یہ کفری ملعون مطلب بتا کر تمام انبیاء و مرسلین علیہم الصلاۃ والسلام سے بہاء اللہ کی نبوت و رسالت پر ایمان لانے کا عہد لیا گیا ہے۔ اور ان کی نقالی میں مرتدین قادیانیہ دجال قادیانی کے لیے بھی یہی ملعون کفری گیت گا کر بحکم شریعتِ مطہرہ قطعاً یقیناً مرتد و کافر ہیں اور ابدی خائب وخاسر۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ

ثانی عشرین :۔ عبارت نمبر ۱۹ میں سلسلۂ روایات کو یکسر بند کر دینا اور یوں کہنا کہ سلسلۂ روایات کو قائم رکھنے سے انتظامِ معاشرت میں خلل پڑتا ہے اور دھڑے بندی پیدا ہوتی ہے۔ صاف بتاتا ہے کہ بابیہ ملحدین و بہائیہ زنادقین کا مقصد صرف یہ ہے کہ معاذ اللہ دینِ اسلام کو ایک قلم ڈھا دیں اور اس کی جگہ پر ایک بالکل نئی بے دینی کی عمارت بنا دیں۔ چنانچہ اس عبارتِ ملعونہ میں صاف صاف بک دیا کہ ساڑھے

تیرہ سو برس کا اسلامی سلسلۂ روایات معاذ اللہ قطعاً غلط و باطل ہے۔ یا کم از کم یہ کہ بہائی دور سے اب منسوخ ہے۔ یہ وہ مضمون ہے جو مظلم لیگ کے آل انڈیا لیڈر راجہ محمود آباد نے مظلم لیگ کے اس عام جلسے میں جو بمقام قیصر باغ ڈونگری شہر بمبئی زیر صدارت سر علی محمد خاں بتاریخ دوم جولائی ۱۹۳۹ء بوقت ۹ بجے شب منعقد ہوا جس کی روداد گجراتی اخبار ,, انصاف'' روزانہ بمبئی مورخہ ۳ جولائی ۱۹۳۹ء نمبر ۱۱۰ جلد سوم کے صفحہ ۱ و ۶ پر شائع ہوئی بیان کیا۔ راجہ صاحب کہتے ہیں۔

افسوس ہے آج چالاکی سے ساڑھے تیرہ سو برس پہلے کے سوالات اٹھا کر مسلمانوں میں نا اتفاقی پھیلانے کی کوشش کی جارہی ہے۔ راجہ صاحب کی اس تقریر کا پورا خلاصہ رسالہ مبارکہ مسمّٰی بنام تاریخی الجوابات السنیہ علیٰ زھاء السوالات اللیگیہ میں ملاحظہ ہو۔ مسلم لیگ کے آل انڈیا لیڈر راجہ محمود آباد صاحب نے بھی اس فقرے میں وہی صاف بک دیا کہ ساڑھے تیرہ سو برس پہلے کے سوالات و مسائل سے مسلمانوں میں نا اتفاقی پھیلتی ہے۔ اس لیے ساڑھے تیرہ سو برس پیشتر والے اسلام کو اس وقت مٹا کر ایسا نیا مذہب پھیلاؤ جس سے اتحاد و اتفاق پھیلے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ اور بات وہی ہے جو ہم اوپر ردّ آغاخانیت میں بیان کر آئے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے جاہلوں کو عالموں کی طرف بھیجا اور عالموں کو رسول کی طرف اور رسول کو قرآن کی طرف جو شخص بتوفیق اللہ تعالیٰ اس الٰہی سلسلۂ جلیلہ کے ساتھ متمسک ہو وہ بفضل ربنا سبحنہ وتعالیٰ گمراہ ہو ہی نہیں سکتا۔ حضرات علمائے کرام و ائمۂ دین و ملت کا متبع کبھی آقائے دوعالم مصطفےٰ پیارے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی احادیث

مبارکہ کا منکر نہیں ہو سکتا۔ اور احادیث مصطفویہ علیٰ صاحبہا وآلہ الصلاۃ والتحیۃ پر ایمان رکھنے والا نہ تو ہرگز مسلم لیگ کے اس کفری دعویٰ کو مان سکتا ہے کہ اسلام صرف اسی کا نام ہے کہ آدمی زبان سے اپنے آپ کو مسلمان کہہ لے اور کسی مسئلہ ضروریہ دینیہ پر ایمان رکھنے کی معاذ اللہ اصلاً حاجت نہیں۔ نہ وہ آغاخانیوں، قادیانیوں، نیچریوں، خاکساریوں، چکڑالویوں، بابیوں، بہائیوں وغیرہم کے کسی کفری عقیدے کو ایک لمحے کے لیے بھی تسلیم کر سکتا ہے۔ اس لیے ان فرقہائے مرتدین کو احادیث نبویہ علیٰ صاحبہا وآلہ الصلاۃ والتحیۃ سے کفر و انکار ضروری تھا۔ بغیر اس کے وہ اپنے عقائد کفریہ عوام مسلمین کے سامنے پیش ہی نہیں کر سکتے تھے۔ بابیوں اور بہائیوں کو تو جاہل سرفروشوں بے وقوف جاں بازوں کی کثیر جماعت ہاتھ آگئی تھی۔ انھوں نے کھلم کھلا تمام احادیث کریمہ کے یکسر غلط و باطل اور انتظام معاشرت میں خلل انداز اور تفرقہ انگیز ہونے کا صاف صاف اعلان کر دیا۔ لیکن ہندوستان میں امام الوہابیہ اسمٰعیل دہلوی نے جن مجاہدین کہلانے والوں کو اکٹھا کیا تھا وہ اس قابل نہ تھے کہ اس کھلے ہوئے کفر کو قبول کر لیتے۔ ان کے بھڑک جانے اور مخالف ہو جانے کا اندیشہ تھا۔ لہٰذا اس نے اپنی ناپاک کتاب تقویۃ الایمان میں درپردہ اس کفر ملعون کی بنیاد رکھی۔ چنانچہ صفحہ ۲، ۳ پر لکھتا ہے۔

اللہ اور رسول کے کلام کو اصل رکھئے اور اس کی سند پکڑیئے اور اپنی عقل کو کچھ دخل نہ دیجئے اور جو قصہ بزرگوں کا یا کلام مولویوں کا اس کے موافق ہو سو قبول کیجئے اور جو موافق نہ ہو اس کی سند نہ پکڑیئے اور جو رسم

اس کے موافق نہ ہو اس کو چھوڑ دیجئے اور یہ جو عوام الناس میں مشہور ہے
کہ اللہ ورسول کا کلام سمجھنا بہت مشکل ہے اس کو بڑا علم چاہئے ہم کو وہ طاقت
کہاں کہ ان کا کلام سمجھیں اور اس راہ پر چلنا پڑے۔ بزرگوں کا کام ہے سو ہماری
کیا طاقت کہ اس کے موافق چلیں بلکہ ہم کو یہی باتیں کفایت کرتی ہیں۔ سو یہ
بات غلط ہے۔ اس واسطے کہ اللہ صاحب نے فرمایا ہے کہ قرآن مجید میں باتیں
بہت صاف اور صریح ہیں۔ ان کا سمجھنا مشکل نہیں۔ چنانچہ سورۂ بقر میں فرمایا
ہے۔ ولقد انزلنا الیک ایت بینت وما یکفر بها الا الفسقون
اور بے شک اتاریں ہم نے طرف تیرے باتیں کھلی اور منکر اس سے وہی
ہوتے ہیں جو لوگ بے حکم ہیں ف۔ یعنی قرآن یا کلام کا سمجھنا مشکل نہیں۔ بلکہ
ان پر چلنا نفس پر مشکل ہے اس واسطے کہ نفس کو حکم برداری کسی کی بری لگتی
ہے سو اس لیے جو لوگ بے حکم ہیں وہ ان سے انکار رکھتے ہیں اور اللہ و
رسول کے کلام سمجھنے کو بہت علم نہیں چاہئے کہ پیغمبر تو نادانوں کے راہ بتانے
کو اور جاہلوں کے سمجھانے کو اور بے علموں کے علم سکھانے کو آئے تھے چنانچہ
اللہ تعالیٰ نے سورۂ جمعہ میں فرمایا ہے۔ ھو الذی بعث فی الامیین رسولا
منھم یتلوا علیھم ایتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتب والحکمۃ
وان کانوا من قبل لفی ضلل مبین ۞ اور اللہ اکیلا ہے جس نے کھڑا
کیا نادانوں میں ایک رسول ان میں سے کہ پڑھتا ہے ان پر آیتیں اس کی
اور پاک کرتا ہے ان کو اور سکھاتا ہے ان کو کتاب اور عقل کی باتیں اور بیشک
تھے وہ پہلے سے گمراہی صریح میں۔ ف۔ یعنی یہ اللہ کی بڑی نعمت ہے کہ اس

نے ایسا رسول بھیجا کہ اس نے بے خبروں کو خبردار کیا اور ناپاکوں کو پاک اور جاہلوں کو عالم اور احمقوں کو عقلمند اور راہ بھٹکے ہوؤں کو سیدھی راہ پر سو جو کوئی یہ آیت سن کر پھر یہ کہنے لگے کہ پیغمبر کی بات سوائے عالموں کے اور کوئی سمجھ نہیں سکتا اور ان کی راہ پر سوائے بزرگوں کے کوئی چل نہیں سکتا۔ سو اس نے اس آیت کا انکار کیا۔ پھر صفحہ ۴ پر لکھتا ہے۔ جو کوئی بہت جاہل ہے اس کو اللہ و رسول کے کلام سمجھنے میں زیادہ رغبت چاہیئے اور جو بہت گنہگار ہو اس کو اللہ و رسول کی راہ چلنے میں زیادہ کوشش چاہیئے سو یہ ہر خاص و عام کو چاہیئے کہ اللہ و رسول ہی کے کلام کو تحقیق کریں اور اسی کو سمجھیں اور اسی پر چلیں اور اسی کے موافق اپنے ایمان کو ٹھیک کریں۔ اور صفحہ ۷ پر لکھتا ہے۔ کسی کی راہ و رسم کو ماننا اور اسی کے حکم کو سند سمجھنا یہ بھی انھیں باتوں میں سے ہے کہ خاص اللہ نے اپنی تعظیم کے واسطے ٹھہرائی ہیں۔ پھر جو کوئی یہ معاملہ کسی مخلوق سے کرے تو اس پر بھی شرکت ثابت ہوتا ہے۔

ان ناپاک عبارتوں میں یہ تو امام الوہابیہ کی دجالی اور مکاری ہے کہ عوام اہلسنت یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ و رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی راہ پر ہم نہیں چل سکتے اس پر چلنا تو بڑے بزرگوں کا کام ہے۔ بزرگوں کے سوا کوئی شخص خدا و رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی راہ پر نہیں چل سکتا۔ ہرگز کوئی جاہل سا جاہل مسلمان بھی ایسا نہیں سمجھتا یہ تو تمام عوام مسلمین پر کھلا ہوا افتراء لعین ہے۔ البتہ حسب تعلیم قرآن عظیم عامۂ اہل اسلام یہ اعتقاد ضرور رکھتے ہیں کہ چونکہ ہم علم نہیں رکھتے اور براہ راست قرآن عظیم و حدیث

کریم سے مسائل شرعیہ استنباط واستخراج کرنے کی ہم کو لیاقت وقابلیت نہیں۔ اور خدا اور رسول جلّ جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی راہ پر چلنے کے پورے پورے مفصّل طریقے ہم براہِ راست قرآن وحدیث سے معلوم نہیں کرسکتے اس لیے ہم کو خدا اور رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی راہ پر چلنے کے تفصیلی احکام معلوم کرنے کے لیے علمائے دین وائمہ مجتہدین کی طرف رجوع کی ضرورت ہے۔ ان کے بتائے ہوئے مطالب قرآن وحدیث پر ہمارا عمل کرنا خدا اور رسول ہی کی راہ پر چلنا ہے۔ جلّ جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم۔ ساتھ ہی امام الوہابیہ کی عبارت میں قرآن عظیم کی تکذیب بھی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے۔ وتلك الامثال نضربها للناس وما یعقلها الا العلمون ۰ یعنی اور یہ کہاوتیں بیان تو ہم سب کے لیے کرتے ہیں اور انھیں سمجھتے نہیں مگر عالم۔ ہمیں اس وقت مختصراً صرف اس قدر کہنا ہے کہ ان ناپاک عبارتوں میں امام الوہابیہ اسمٰعیل دہلوی نے ہر جاہل اجہل ہر گیدی ہر گھامڑ ہر خرنام شخص کو علمائے کرام واولیائے عظام مفسرین عالی مقام وائمہ اعلام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی پیروی واتباع سے بے نیاز کرکے صاف اختیار دے دیا کہ قرآن عظیم وحدیث شریف کو خود اپنی ہی عقل سے سمجھئے اور جو کچھ خود اسی کی سمجھ میں آئے اسی کو وہ اپنا دین ومذہب بنالے۔ صحابۂ کرام واہلِ بیت عظام وائمہ اسلام ومفسرین عالی مقام کے ارشادات کو وہ خود ہی اپنی سمجھ سے پرکھے اور ان حضرات کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے جس کسی کا جو کوئی قول بھی اس کو قرآن وحدیث کے خلاف نظر آئے اس کو نہایت بے باکی سے رد کردے اور جو کچھ اپنی سمجھ میں قرآن و

حدیث کے مطابق پائے اسے قبول کر لے۔ اور یہ کہ قرآن و حدیث کا مطلب جو خود اس کی سمجھ میں آئے بس اسی پر اپنا اعتقاد و عمل رکھے اور جو شخص ایسا نہ کرے وہ بے ایمان اور مشرک و کافر ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

حضور پُر نور امام اہلسنت مجدد اعظم فاضل بریلوی اعلیحضرت عظیم البرکت مولانا شاہ عبد المصطفیٰ محمد احمد رضا خاں صاحب قبلہ قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کتاب مستطاب مسمّٰی بنام تاریخی "کشف ضلال دیوبند" صفحہ ۶۲ و ۶۳ پر امام الوہابیہ کی ان عبارتوں کی رد میں ایک نہایت نفیس ایمان افروز کلام ہے جس کو برادران اہل اسلام کی ہدایت کے لیے ہم یہاں نقل کرتے ہیں۔ وھا ھوذا۔

تقویۃ الایمان کی ان عبارتوں میں ہر جاہل ہر نامشخص کو یہ تعلیم ہو رہی ہے کہ مولویوں کی نہ سنو بلکہ کلام اللہ کو خود سمجھو اور اس کے ذریعے سے مولویوں یعنی ائمہ مجتہدین کے اقوال کو پرکھو۔ اگر تمہیں مطابق لگیں مانو ورنہ پھینک دو۔ حالانکہ اولاً صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جن کی زبان میں قرآن کریم اترا۔ بارہا بغیر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے سمجھائے نہ سمجھے۔ حدیثوں میں اس کے وقائع بکثرت ہیں۔ خود اللہ عز وجل فرماتا ہے۔ فسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون ہ علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہ ہو۔ ساتھ ہی فرمایا وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما انزل الیھم اے محبوب ہم نے قرآن تمہاری طرف اتارا اس لیے کہ اس میں سے جتنی باتیں عام سے متعلق ہیں تم انہیں اپنے بیان سے سمجھا دو۔ اقول:۔ تو جاہلوں کو عالموں کی طرف بھیجا اور عالموں کو رسول کی طرف اور رسول کو قرآن کی طرف جو اس سلسلے کو توڑے گمراہ بددین

ہے۔ ثانیاً۔ اقول خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن عظیم میں اللہ تعالیٰ کے بیان کی حاجت تھی۔ یہاں ہرگز بے وساطت ائمہ کے قول پر کھنے کو خود سمجھ رہا ہے۔ قال تعالیٰ فاذا اقرأناہ فاتبع قرآنہ ٥ ثم ان علینا بیانہ ٥ جب ہم قرآن پڑھیں اس وقت غور سے سنو کہ لفظوں کو اسی طرح محفوظ کرلو۔ پھر اس کے معانی کا بیان ہمارے ذمے ہے۔ اور اگر یہ معنیٰ ہوں کہ تمہاری زبان پاک ہے اس کی توضیح کرادینی ہم پر ہے تو احتیاج صحابہ میں تو کلام نہیں ثالثاً اقول قرآن عظیم تو ہر شئے کا روشن بیان ہے۔ قال تعالیٰ ونزلنا علیك الکتب تبیانا لکل شئ اس میں ہر شے کی تفصیل ہے۔ و کل شئ فصلنا ہ تفصیلاً ٥ اس میں کوئی بات اٹھا نہ رکھی۔ ما فرطنا فی الکتب من شئ اگر اسے دین و احکام ہی کے ساتھ تخصیص کرو اور ٹھہرایہ کر اس کا سمجھنا کچھ مشکل نہیں ہر جاہل بے وساطت علما سمجھ سکتا ہے! تو احکام و علوم دین صرف قرآن سے آجائیں گے۔ اب دین و شریعت میں نبی کی کیا حاجت رہی۔ اگر کہئے خود نہیں بلکہ نبی کے بیان سے تو اقول جس طرح تونے آیت ھوالذی بعث فی الامیین پڑھ کر صفحہ ۳ پر کہا۔ جو کوئی یہ آیت سن کر پھر یہ کہنے لگے کہ پیغمبر کی بات سوائے عالموں کے کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ سو اس نے اس آیت کا انکار کیا۔ یوں ہی پہلی آیت ولقد انزلنا الیك ایت بینٰت جس کا نتیجہ تونے یہ نکالا کہ باتیں کھلی۔ ان کا سمجھنا کچھ مشکل نہیں۔ پڑھ کر کہا جائے گا کہ جو کوئی یہ آیت سن کر کہنے لگے کہ قرآن میں کھلی باتیں نہیں ان کا سمجھنا مشکل ہے۔ بے نبی کے سمجھائے سمجھ میں نہ آئیں گی اس نے اس آیت کا انکار کیا۔ تو ضرور ماننا پڑے گا کہ نبی کے بیان کی بھی حاجت نہیں۔

اقول :- اب وہ جو فریب دہی کو جا بجا رسول کا سکھانا شامل کیا تھا کھل گیا کہ محض جھوٹ تھا۔ تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بھی الگ کترایا اور ان کی تعلیم کو بھی صفر بنایا۔ ایک ہی آیت کافی الامیین لیا۔ کہ ان پڑھوں میں کتاب لائے تو ان پڑھ سمجھ لیں گے اور اسی کے یعلمهم الکتاب سے کفر کیا کہ نبی کا علم عطا فرمانا بیکار کر دیا۔ انتھی امام الوہابیہ کی اسی زہریلی اور بس بھری تعلیم کے پھیل جانے کا نتیجہ ہے کہ آج چکڑالویوں نے اپنا نام امت مسلمہ رکھ کر امرتسر میں خواجہ احمد الدین کمترین کی ماتحتی میں اپنا مرکز قائم کر لیا ہے اور عبد اللہ چکڑالوی کے جانشین احمد الدین کمترین نے "بیان للناس" کے نام سے قرآن عظیم کی ایک جدید چکڑالویانہ تفسیر گڑھی ہے اور امام الوہابیہ کی اسی ناپاک تقویۃ الایمان کا یہی ملعون استدلال سیکھ کر احادیث مصطفویہ علیٰ صاحبہا وآلہ الصلاۃ والتحیۃ کا مطلقاً انکار کر دیا ہے۔ اس مرتد کمترین نے ہر ایک جاہل ہر ایک عامی ہر ایک گیدی کے لیے ہر ایک مسئلے میں قرآن ہی کو کافی بتا کر حدیث وفقہ دونوں سے بے نیاز کر دیا ہے اور ہندوستان میں چکڑالویوں نیچریوں قادیانیوں خاکساریوں احراریوں نے کفر بالاحادیث کا ملعون سبق اسی امام الوہابیہ سے سیکھا ہے۔ بہر حال نیچریوں کا یہ قانون گڑھنا کہ جو حدیث نیچر کے خلاف ہو وہ مردود ہے۔ قادیانیوں کا یہ اصل گڑھنا کہ جو حدیث مرزائی وحی کے خلاف ہو وہ مردود ہے۔ آغاخانیوں، چکڑالویوں، خاکساریوں احراریوں کا حدیثوں سے مطلقاً کفر وانکار کرنا بابیوں بہائیوں کا حدیثوں کا دور بہائی سے منسوخ ٹھہرانا کھلا ہوا قطعی کفر وارتداد ہے اور صریح زندقہ والحاد، بالجملہ فرقہ بابیہ اور فرقہ بہائیہ اپنے عقائد کفریہ قطعیہ یقینیہ کے سبب بحکم شریعت مطہرہ ایسے کافر

مرتد ہیں کہ جو لوگ ان کے کسی قطعی یقینی قول کفری پر مطلع ہونے کے بعد بھی ان کے
کافر مرتد ہونے میں شک رکھیں یا ان کو کافر مرتد کہنے میں توقف کریں وہ بھی باجماعِ
امت کفار مرتدین و مستحقین نار ابد ہیں۔ روافض اثنا عشریہ اور اسماعیلی بوہرے
اور اسمٰعیلی خوجے اور بابیہ و بہائیہ رافضیوں کے یہ پانچوں فرقے حضرات سیدنا ابوبکر
صدیق اکبر و حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم و حضرت سیدنا عثمان غنی ذوالنورین
و دیگر مہاجرین و انصار رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے ساتھ دشمنی و عداوت
رکھتے ہیں باہم متحد و متفق ہیں۔ اور حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس
سرہٗ الرحمانی اپنے مکتوبات جلد اول مکتوب پنجاہ و چہارم صفحہ ۷۱ پر فرماتے ہیں
بدترین جمیع مبتدعان جماعۂ اند کہ باصحاب پیغمبر علیہ وعلیہم الصلاۃ والسلام
بغض دارند۔ اللہ تعالیٰ در قرآن مجید خود ایشاں را کفار می نامد لیغیظ بھم
الکفار یعنی ہمارے زمانے کے تمام مسلمان کہلانے والے بد مذہبوں میں
سب سے بدتر وہ لوگ ہیں جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم
کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ دشمنی رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان
لوگوں کا نام کفار رکھا ہے۔ فرماتا ہے۔ لیغیظ بھم الکفار یعنی میرے
محبوب کے صحابہ سے جلنے والے کافر ہیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ واللہ
ورسولہ اعلم جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم۔

جواب سوال سیزدہم:۔ اس سوال کے جواب میں
مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم صوبہ بمبئی کے مسلمانانِ اہلسنت کی نمائندہ مبارک
مذہبی انجمن تبلیغ صداقت کے شائع کردہ مجموعۂ فتاوی بنام تاریخی سل الصوارم
الصمدیہ علی حلیف شیاطین النجدیہ سے علمائے اہلسنت پیلی بھیت
۱۳۵۹ھ

کا فتویٰ مبارکہ پیش کر دیں کہ وہ اس سوال کا کافی جواب ہے۔ اور پردۂ حقانیت سے پورا کشفِ حجاب والعون بالعزیز الوھّاب وھا ھی ذہ

الجواب:۔ اللھم لک الحمد وانت الموفق للصدق والصّواب صلّ وسلم و بارک علیٰ سیّدنا وشاھدنا ومالکنا وملیکنا محمد النبی الاواب ٥ وعلیٰ اٰلہ واصحابہ خیر آل واصحاب وانزل باسک الشدید بمن کذبک اوا ھان حبیبک وعاب لاسیما بالمرتدین المبتدعین المتبعین لابن عبد الوھاب وبمن اکرمھم اووقرھم اووادھم اوحاب ٥ اٰمین یا مالک یوم الحساب ٥ ابن سعود خذلہ الملک المعبود نے تحریک وہابیت کی تفصیل وتبلیغ کے لیے ۱۳۴۲ھ میں چند رسائل ملعونہ کا ناپاک مجموعہ "مطبعۃ المنار" مصر میں چھپوا کر شائع کیا جس کا نام الھدیۃ السنیۃ والتحفۃ الوھابیہ رکھا۔ اس کے صفحہ ۲۶ پر لکھا۔ لیست الوسیلۃ بمخلوق یبتغی بیحصل واسطۃ بین اللہ وبین خلقہ لیشفع لھم ویتقربون الیہ لان ھذا عین مانھی اللہ عنہ فی الایات وانزل بقبحہ الکتب وارسل الرسل یعنی کوئی مخلوق وسیلہ نہیں جس کو اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے درمیان وسیلہ وواسطہ بنایا جائے کہ وہ بندوں کے لیے بارگاہِ الٰہی میں شفاعت کرے اور بندے اس سے نزدیکی حاصل کریں اس لیے کہ یہ وہی چیز ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے آیتوں میں منع کیا اور اسی کی برائی ظاہر کرنے کے لیے اس نے کتابوں کو نازل کیا اور رسولوں کو بھیجا۔ اور اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ قل ادعوا الذین زعمتم من دونہ فلا یملکون کشف الضر عنکم ولا تحویلا ٥ اولٰئک

الذین یدعون یبتغون الی ربھم الوسیلۃ ہ ایھم اقرب ویرجون رحمتہ ویخافون عذابہ ان عذاب ربك كان محذورًا ہ۔

یعنی اے محبوب تم ان خدا کا شریک بنانے والے کافروں سے فرماؤ کہ جن کو تم نے خدا کے سوا اپنا معبود بنالیا ہے۔ ان کو پکارو تو وہ تم سے مصیبت دور کرنے کے اپنی ذات سے مالک نہیں۔ اور نہ پھیر دینے کے جن کو یہ کفار پوج رہے ہیں۔ وہ لوگ خود ہی اپنے رب کی طرف اس کو وسیلہ بناتے ہیں جو ان میں سب سے زیادہ اللہ کے قریب ہے اور وہ اللہ کی رحمت کی امید رکھتے اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ بے شک تمہارے رب کا عذاب ڈرنے ہی کی چیز ہے۔ یہود و نصاری سیدنا عزیر و سیدنا عیسٰی علیہما السلام والسلام کو خدا کا بیٹا مانتے ان کی عبادت کرتے تھے۔ مشرکین عرب ملائکہ کرام علیہم الصلاۃ والسلام کو خدا کی بیٹیاں کہتے۔ اور ان کو پوجتے تھے۔ ان آیات مبارکہ میں بتایا گیا کہ وہ حضرات بغیر حکم خداوندی تم سے مصیبتیں دور نہیں کرسکتے بلکہ وہ تو خود اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں اس کا وسیلہ ڈھونڈتے ہیں جسے ان میں سب سے زائد قرب الٰہی حاصل ہے اور تمام انبیاء و ملائکہ علیہم الصلاۃ والسلام میں سب سے قرب الٰہی جن کو حاصل ہے وہ نہیں ہیں مگر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اقرب الخلق الی اللہ ہونا مسئلہ ضروریہ دینیہ ہے۔ خبثائے نجد نے بارگاہ الٰہی میں کسی مخلوق کے وسیلہ ہونے ہی کا مطلقاً انکار کیا۔ حالاں کہ قرآن عظیم کی نص قطعی سے ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اپنے رب جل جلالہ کی بارگاہ

اقدس میں انبیائے مرسلین وملائکہ مقربین علیہم الصلاۃ والسلام کے لیے بھی وسیلہ ہیں۔ توملاعنہ نجد نے قرآن عظیم کی اس آیت کریمہ کی کھلم کھلا تکذیب کی جو قطعًا کفر قطعی ہے۔ اسی ابن سعود قبحہ الملک الودود کے اسی ناپاک مجموعہ کے صفحہ ۶۲ پر لکھا ہے۔

والمقصود ان الکتاب والسنۃ ولا علی ان من جعل الملائکۃ والانبیاء او ابن عباس او ابا طالب او المحجوب وسائط بینھم وبین اللہ لیشفعوا لھم عند اللہ لاجل قربھم من اللہ کما یفعل عند الملوک انہ کافر مشرک حلال الدم والمال وان قال اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمد رسول اللہ وصلی وصام وزعم انہ مسلم بل ھو من الاخسرین اعمالا الذین ضل سعیھم فی الحیٰوۃ الدنیا وھم یحسبون انھم یحسنون صنعًا۔ یعنی مقصود یہ ہے کہ قرآن وحدیث دونوں نے بتادیا کہ جو لوگ فرشتوں یا پیغمبروں کو یا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما یا ابوطالب یا مجوب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان واسطہ ووسیلہ مانتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں ان کی شفاعت کریں کیوں کہ ان کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ نزدیکی حاصل ہے جس طرح بادشاہوں کے سامنے کیا جاتا ہے۔ تو بے شک وہ لوگ کافر ہیں مشرک ہیں۔ ان کو قتل کرنا حلال ان کا مال لوٹنا جائز ہے اگرچہ وہ لوگ اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمد رسول اللہ پڑھتے ہیں۔ اور نماز پڑھتے روزہ رکھتے اور اپنے آپ کو مسلمان سمجھتے ہیں بلکہ وہ لوگ ان کافروں میں سے ہیں جن کو ان کے اعمال میں ٹوٹا ہوا جن کی ساری

کوششیں دنیوی زندگی میں برباد ہوگئیں اور وہ اس گمان میں ہیں کہ اچھے اعمال کر رہے ہیں۔ یہ تو ابھی قرآن عظیم کی ہی نص قطعی سے بتایا جا چکا کہ مقربان بارگاہِ الٰہی یقیناً خالق و مخلوق کے درمیان وسیلہ و واسطہ ہیں۔ کفرۂ نجد نے اس عبارت ملعونہ میں پھر اس آیت کریمہ کو جھٹلایا۔ اب یہ بھی ملاحظہ فرمایئے کہ مقربان بارگاہِ خداوندی کا شفیع و مشفع ہونا بھی قرآن پاک کی نصوصِ قطعیہ سے ثابت اور مسئلۂ ضروریہ دینیہ ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ لا یملکون الشفاعۃ الا من اتخذ عند الرحمن عہدا[۱]۔ یعنی جن لوگوں کو یہ کفار و مشرکین اللہ عزوجل کا شریک ٹھہراتے ہیں۔ ان میں شفاعت کا مالک ان لوگوں کے سوا کوئی نہیں جنھوں نے رحمٰن جل جلالہٗ کے حضور عہد لے لیا ہے۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے۔ ولا یملک الذین یدعون من دونہ الشفاعۃ الا من شھد بالحق وھم یعلمون ۵ یعنی یہ کفار و مشرکین جن لوگوں کو اللہ عزوجل کے سوا پوجتے ہیں ان میں کوئی شفاعت کا مالک نہیں۔ سوا ان لوگوں کے جنھوں نے حق کی گواہی دی اور وہ علم رکھتے ہیں۔ ان مقدس آیاتِ مبارکہ نے صاف صاف فرما دیا کہ ملائکہ و انبیاء و محبوبانِ خدا علیٰ سیدہم وعلیہم الصلاۃ والسلام والثناء کو حضرت رب العزۃ جل جلالہ نے شفاعت کا مالک بنا دیا۔

مردۂ نجد نے اس عبارت ملعونہ میں عقیدۂ شفاعت کو قطعی یقینی کفر و شرک ٹھہرا کر تمام مسلمانانِ اہلسنت اولین و آخرین کو کافر و مشرک حلال الدم

---

[۱] ان حضرات نے اپنے رب کریم بے نیاز عز جلالہ سے شفاعت کا عہد لے لیا ہے۔

مباح المال ٹھرایا اور خود قرآن عظیم کو کفر و شرک سکھانے والی کتاب اور حضرت رب واحد قہار جل جلالہ کو کفر و شرک کی تعلیم دینے والا بتایا۔ اس سے بڑھ کر اور کون سا کفر قطعی وارتداد یقینی متصور ہوسکتا ہے۔ والعیاذ باللہ تبارک و تعالیٰ

پھر اسی مضمون ملعون کو اس مجموعۂ خبیثہ کے آخر صفحہ ۶۹ سے ربع صفحہ ۷۰ تک یوں لکھا۔ فمن جعل الانبیاء او غیرھم کابن عباس او المحجوب او ابی طالب وسائط یدعوھم ویتوکل علیھم ویسأ لھم جلب المنافع ودفع المضار بمعنی ان الخلق یسئلونھم وھم یسألون اللہ کما ان الوسائط عند الملوك یسألون الملوك حوائج الناس لقربھم منھم والناس یسئلونھم ادبا منھم ان یباشر وا سوال الملك اولکونھم اقرب الی الملك فمن جعلھم وسائط علی ھذا الوجه فھو کافر مشرك حلال المال والدم ۔ یعنی جو شخص انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کو یا ان کے سوا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما یا محجوب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یا ابو طالب کی طرح صحابہ و اولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو واسطہ ٹھہراتا ہے کہ ان کو پکارتا ہے ان پر اعتماد کرتا ان سے فوائد حاصل ہونے اور نقصانات دور ہونے کا سوال کرتا ہے۔ اس طور پر کہ لوگ ان سے مانگتے ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ سے مانگتے ہیں۔ جیسے کہ بادشاہوں کے یہاں جو لوگ واسطہ اور وسیلہ ہوتے ہیں[۱] اور لوگ ان مقربین سے مانگتے ہیں اس امر کا ادب اور لحاظ کرتے ہوئے کہ خود براہ راست بادشاہ سے مانگیں

---

[۱] وہ بادشاہوں کا مقرب ہونے کے سبب لوگوں کی حاجتیں بادشاہوں سے مانگتے ہیں

یا بادشاہ کے دربار میں ان لوگوں کے مقرب ہونے کے سبب تو جو شخص انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام یا اولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اس طرح پر واسطہ و وسیلہ مانے تو وہ کافر ہے۔ مشرک ہے اس کا مال لوٹنا جائز ہے اس کا خون بہانا حلال ہے۔ اس عبارت ملعونہ میں اور اس سے پہلے کی صفحہ ۶۲ والی عبارت میں ابوطالب کا نام تو محض افتراءً لکھ دیا ہے ورنہ جمہور اہلسنت کے نزدیک صحیح و رجیح یہی ہے کہ ابوطالب تا دمِ آخر ایمان نہیں لائے۔ پھر کون سا متبع جمہور سنی مسلمان ہوگا جو ابوطالب کو اپنا شفیع یا اپنے رب جل جلالہ کے درمیان واسطہ و وسیلہ ٹھہرائے گا۔ یا حصولِ منافع و دفعِ مفاسد کے لیے ان کی روح سے سوال کرے گا مگر اس عبارت نجسہ میں صاف صاف کہہ دیا کہ جو لوگ انبیاً اولیاء کو مقرب بارگاہِ الٰہی مانتے ہیں وہ بھی کافر و مشرک مباح المال و الدم ہیں۔ اور جو لوگ ان کو خالق و مخلوق کے درمیان اس طرح کا واسطہ و وسیلہ مانتے ہیں کہ وہ خود اپنی ذات سے کسی کو کچھ دینے کی قدرت نہیں رکھتے۔ بلکہ لوگ اپنی حاجتیں ان سے عرض کرتے ہیں اور ان کو چونکہ بارگاہ خداوندی میں قرب و وجاہت و علوِ منزلت و رفعتِ مکانت حاصل ہے۔ وہ ان حاجات کو اللہ عزوجل کے حضور میں عرض کر دیتے ہیں۔ تو یہ سب لوگ بھی کافر مشرک ہیں۔ مباح الدم والمال ہیں۔ حالانکہ انبیاء و مرسلین علیہم الصلاۃ والسلام کا بارگاہِ الٰہی میں وجیہ و مقرب ہونا بھی ضروریات دین میں سے ہے۔ سیدنا عیسٰی روح اللہ علیہ الصلاۃ والسلام کے لیے اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔ وجیھًا فی الدُّنیا وَالاٰخرۃ وَمِنَ المقربین ٥ یعنی وہ دنیا و آخرت میں وجاہت والے اور بارگاہِ خداوندی کے مقربوں میں سے ہیں۔ سیدنا موسٰی کلیم اللہ علیہ

الصَّلاۃ وَالسَّلام کے لیے رب جلیل جل جلالہٗ فرماتا ہے۔ وکان عند اللّٰہ وَجِیۡھًا یعنی وہ اللہ کے نزدیک وجاہت والے ہیں۔ اسی طرح حضرات اولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو قرب خداوندی حاصل ہونا ضروریاتِ دین میں سے ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ ان المتقین فی جنت ونھرٍ فی مقعد صدق عند ملیك مقتدرٍ ۰ یعنی بے شک متقی اور پرہیزگار لوگ باغوں اور نہروں میں ہیں۔ سچائی کے مقام میں عزت والے بادشاہ کے پاس۔ اسی طرح ہر زمانہ وقرن میں اہلِ ایمان واسلام برابر بلا نکیر اپنی حاجتیں اللہ عزّوجل کے محبوبان کرام علیٰ سیّدہم وعلیہم الصلاۃ والسّلام کی سرکاروں میں اسی لیے عرض کرتے رہے کہ وہ ان عرض داشتوں کو حضرت ملک الملک جل جلالہٗ کی بارگاہ جلیل میں عرض کریں۔ بنی اسرائیل جب منّ وسلویٰ پر صبر نہ کر سکے تو انھوں نے حضرت سیدنا کلیم اللہ علیہ الصلاۃ وَالسّلام کی جناب میں عرض کی۔ یموسیٰ لن نصبر علیٰ طعام واحد فادع لنا ربك یخرج لنا مما تنبت الارض من بقلھا وقثائھا وفومھا وعدسھا وبصلھا۔ یعنی اے موسیٰ اب ہم ایک قسم کے کھانے پر صبر نہیں کر سکتے تو آپ ہمارے لیے اپنے رب سے دعا کیجئے کہ وہ ہمارے لیے کچھ ایسی چیزیں پیدا فرمائے جن کو زمین اگاتی ہے۔ اس کے ساگ اور اس کی ککڑی اور گیہوں اور مسور اور پیاز۔ بنی اسرائیل کی اس حرکت کہ انھوں نے اپنی حاجات کی عرض داشت موسیٰ علیہ الصّلاۃ وَالسّلام کے واسطے سے بارگاہ رب العزۃ جل جلالہٗ میں پیش کرائی۔ نہ تو حضرت کلیم علیہ الصّلاۃ والسلام نے کچھ انکار فرمایا۔ نہ خود حضرت رب صمد جل جلالہٗ نے اپنی ناراضی کا اظہار

فرمایا۔ حواریوں کو جب مائدہ کی خواہش ہوئی تو انھوں نے خود براہِ راست اللہ تبارک وتعالیٰ سے مائدہ نازل کرنے کی دعا نہیں کی۔ بلکہ حضرت سیدنا روح اللہ کلمۃ اللہ علیہ الصلاۃ والسلام کے حضور میں عرض کی یا عیسیٰ ابن مریم هل یستطیع ربك ان ینزل علینا مائدۃ من السماء یعنی اے عیسیٰ ابن مریم کیا آپ کا رب آسمان سے ہم پر مائدہ اتار سکتا ہے۔ حواریین کے اس فعل پر کہ انھوں نے اپنی حاجت کی عرض داشت خود براہِ راست اللہ تبارک وتعالیٰ کی سرکار میں پیش نہیں کی۔ بلکہ جناب روح اللہ علیہ الصلاۃ والسلام کے واسطے سے پیش کرائی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اور حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کسی نے اپنی ناپسندیدگی کا اظہار نہیں فرمایا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ خود ہی فرماتا ہے۔ واستغفروا ربکم انہ کان غفارا۔ یعنی اور اپنے رب سے مغفرت مانگو بے شک وہ بڑا مغفرت فرمانے والا ہے۔ اور خود ہی فرماتا ہے ومن یغفر الذنوب الا اللہ یعنی اللہ کے سوا کون ہے جو گناہوں کی مغفرت کرے اور خوب ہی مغفرت مانگنے کا طریقہ یہ بتاتا ہے کہ ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاؤك فاستغفروا اللہ واستغفر لهم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما یعنی اور اگر ایمان والے اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے پاس حاضر ہو جائیں پھر اللہ سے مغفرت مانگیں اور رسول بھی ان کے لیے مغفرت مانگے تو یقیناً وہ اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے۔ ملاحظہ ہو۔ خود حضرت احد صمد جل جلالہ حکم دے رہا ہے کہ گناہوں کی مغفرت کی حاجت ہو تو میرے محبوب کے دربار میں حاضر ہو کر مغفرت کی عرض داشت پیش کرو کہ

یارسول اللہ اپنے رب سے ہمارے گناہوں کی مغفرت کرا دیجئے پھر تم خود بھی مجھ سے مغفرت مانگو اور میرا پیارا رسول بھی تمہارے لیے مجھ سے مغفرت مانگے تو میں توبہ قبول کروں گا تم پر مہربانی فرماؤں گا۔ اشقیائے نجد نے اپنی عبارت بئیسہ میں ان ضروری دینی مسئلوں کا انکار بھی کیا اور ان آیات قرآنیہ کی تکذیب بھی کی اور سیدنا موسیٰ و سیدنا عیسیٰ علیہما الصّلاۃ والسّلام کو کفر و شرک پر راضی رہنے والا بھی بتایا اور[1] کفر و شرک کا حکم دینے والا بھی ٹھہرایا یہ بھی قطعی یقینی اشد کفر وارتداد ہے۔ والعیاذ باللہ تبارک وتعالیٰ۔

کفار نجد کے اس مجموعۂ خبیثہ میں اور بھی بکثرت کفریات قطعیہ و ارتداد یقینیہ اہلے گہلے پھر رہے ہیں۔ مگر آدمی کے کافر و مرتد ہو جانے کے لیے معاذ اللہ ایک ہی کفر و ارتداد بس ہے۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ ونسأل اللہ العفو والعافیۃ فی الدین والدنیا والعاقبۃ

بہرحال شک نہیں کہ وہابیہ نجدیہ علیہم اللعنۃ السرمدیہ اپنے ان عقائد کفریہ قطعیہ کے سبب بحکم شریعت قطعاً یقیناً کافر و مرتد اور بے توبہ مرے تو مستحق نار ابد ہیں کہ جو شخص کسی ایک مسئلۂ ضروریہ دینیہ کا انکار یا کسی ایک آیت قرآن کی تکذیب کرے وہ قطعاً یقیناً کافر مستحق خزی دنیا و عذاب آخرت ہے۔ اللہ عزّ و جلّ فرماتا ہے۔ افتؤمنون ببعض الکتب وتکفرون ببعض فما جزاء من یفعل ذٰلک منکم الا خزی فی الحیوۃ الدنیا ویوم القیمۃ یردون الی اشد العذاب وما اللہ بغافل عما تعملون ہ یعنی تو کیا کتاب الٰہی کے کچھ حصے پر ایمان لاتے ہو اور کچھ حصے سے کفر کرتے ہو تو تم میں سے جو شخص ایسا کرے اس کا بدلہ اس کے سوا کیا ہے کہ دنیوی زندگی میں رسوائی

---

[1] اللہ تبارک وتعالیٰ کو کفر و شرک پر راضی رہنے والا اور

ہے اور قیامت کے دن وہ سخت ترین عذاب کی طرف لوٹائے جائیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں سے غافل نہیں۔ یہ تو ہیں مرتدین نجد کے اصلی عقائد کفریہ مگر از آنجا کہ اس زمانہ غربت میں بھی بحمدہٖ تبارک و تعالیٰ عوام کلمہ گویان اسلام میں اکثریت مسلمانانِ اہلسنّت ہی کی ہے۔ لہٰذا جس طرح بلی اپنے غلیظ کو چھپا دیا کرتی ہے۔ اگرچہ اپنی خباثت قلبیہ کے اقتضاء کی بناء پر اپنی یہ کفری نجاستیں شائع تو کر دیں لیکن سنی مسلمانوں کے ڈر سے ان پر پردہ ڈالنا بھی ضروری ہوا ولہذا صفحہ ۶۴ پر لکھا جاتا ہے۔ وشفاعة العباد بعضهم عند بعض كلها من هذ الجنس فلا يقبل احد شفاعة احدٍ الا لرغبة اولرهبة والله تعالىٰ لا يرجو احداً ولا يخافه ولا يحتاج الى احدٍ وهو الغني سبحانه عما سواه وكل ما سواه فقير اليه والمشركون يتخذون شفعاء من جنس ما يعدونه عند المخلوق یعنی بندوں میں ایک دوسرے کے پاس شفاعتیں سب کی سب اسی قسم کی ہیں کہ کوئی شخص بغیر کسی لالچ یا بغیر کسی ڈر کے کسی شخص کی شفاعت قبول نہیں کرتا اور اللہ تعالیٰ کو نہ کسی سے کچھ امید ہے نہ اس کو کسی کا کچھ ڈر ہے اور نہ وہ کسی کا محتاج ہے اور اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ ہی اپنے تمام ماسوا سے بے نیاز ہے اور اس کے سوا جو کچھ بھی ہے سب اس کے محتاج ہیں۔ اور مشرکین اللہ تعالیٰ کے دربار میں اسی قسم کے شفیع مانتے ہیں۔ جیسے بندوں کے پاس شفاعت کرنے والے ہوتے ہیں۔ ان کذابان نجد کا یہ تو افترا ہے کہ مسلمانانِ اہلسنّت معاذ اللہ انبیاء و اولیاء سے اللہ تعالیٰ کو کسی قسم کا لالچ یا ڈر مانتے ہوئے ان کو شفیع مانتے ہیں۔ للہ الحمد کہ ایک کھیتی کرنے والا کسان ایک گاؤں

کا رہنے والا مسلمان بھی ہرگز یہ نہیں سمجھتا کہ جو انبیاء و مرسلین علیہم الصلاۃ والسلام یا اولیائے امت و علمائے اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضور اقدس سید الشافعین افضل المشفعین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے طفیل قیامت کے دن شفاعت کریں گے۔ ان سے یا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اللہ عزوجل جلالہٗ کو کچھ لالچ یا ڈر ہے۔ وَالعیاذ باللہ تعالیٰ۔

بلکہ جاہل مسلمان بھی ایمان رکھتا ہے کہ اللہ واحد قہار جل جلالہٗ خالق ومالک وشہنشاہِ حقیقی ہے۔ اس کو کسی سے کسی قسم کا نہ لالچ ہے نہ ڈر۔ وہ تمام عالم سے غنی ہے اور سب اسی کے محتاج ہیں۔ اسی نے اپنی قدرتِ کاملہ و حکمت بالغہ سے اپنے بندوں میں سے اپنے محبوبوں کو چن لیا اور اپنے تمام محبوبوں کا سردار علی الاطلاق سرکار عرش مدار مدنی تاجدار احمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو کیا وہ بکمال بے نیازی اپنے محبوبوں کی عظمت و جلالت اور شانِ محبوبیت ظاہر فرمانے ان کی شوکت و وجاہت دکھانے کے لیے ان کو اپنے بندوں کا شفیع بنایا۔ اسی نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی امت کے اولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو یہ مرتبہ بخشا۔ لو اقسم علی اللہ لا برہ[1]۔ یعنی اگر وہ اللہ تبارک وتعالیٰ پر کسی بات کی قسم کھالیں تو رب جلیل جل جلالہٗ[2] سے عرض کردیا۔ ان ھی الا فتنتك اسی نے اپنے پیارے دوست ابراہیم خلیل

---

[1] کرم سے محبوبان کرام علیٰ سیدہم وعلیہم الصلاۃ والسلام کی نازبرداری فرماتا ہے۔ [2] ان کی قسم سچا کردے اسی نے اپنے پیارے کلیم علیہ الصلاۃ والسلام کو وجاہت جلیلہ مرحمت فرمائی کہ انھوں نے بمقتضائے محبوبیت اپنے رب جل جلالہ

علیہ الصلاۃ والسلام کو اپنا خلیل بنایا کہ انھوں نے باقتضائے شانِ خلّت اپنے رب بے نیاز عزجلالہ سے مجادلہ فرمایا۔ یجادلنا فی قوم لوط ٥ ان ابراھیم لحلیم اواہ منیب ٥ اسی نے ہمارے مالک وآقا سیّدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو اپنا مظہر اتم وخلیفۂ اعظم وحبیب اکرم بنایا اور ارشاد فرمایا ولسوف یعطیك ربك فترضیٰ یعنی اور اے محبوب تم کو تمہارا رب ضرور دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔ اور اس ارشادِ الٰہی پر اس نازنین حضرت حق محبوب اجمل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے اپنے ناز اٹھانے والے رب بے نیاز جل جلالہٗ کی بارگاہ کریم میں عرض کی اذًا لا ارضیٰ وواحد من اُمتی فی النار یعنی جب تو میں راضی نہ ہوں گا اگر میرا ایک امتی بھی دوزخ میں رہ گیا اس مبارک عقیدۂ شفاعت میں اللہ تعالیٰ کو کسی سے معاذ اللہ لالچ یا ڈر ہونے کا شائبہ بھی نہیں ہے۔ پھر یہ بے دینانِ نجد کیوں مسلمانانِ اہلسنت کو کافر و مشرک حلال الدم ومباح المال کہہ رہے ہیں۔ اصل بات وہی ہے کہ صفحہ ۲۶ کی عبارت میں ان مسلمانوں کو کافر ومشرک لکھ دیا جو انبیاء واولیاء علیٰ سیّدہم وعلیہم الصلاۃ والسلام والثناء کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں واسطہ ووسیلہ مانتے ہیں۔ صفحہ ۵۶ و ۵۷ کی عبارت میں ان مسلمانوں کو کافر ومشرک ٹھہرا دیا جو اپنی حاجتیں محبوبانِ خدا علیٰ سیّدہم وعلیہم الصلاۃ والسلام والثناء سے اس لیے عرض کرتے ہیں کہ وہ اپنے رب جل جلالہٗ سے عرض کر کے ان کی حاجت روائی کرا دیں۔ دوسری عبارت میں ان مسلمانوں کو بھی کافر ومشرک ٹھہرا دیا جو محبوبانِ خدا علیٰ سیّدہم وعلیہم الصلاۃ والسلام کو بارگاہِ الٰہی میں وجیہ ومقرب مانتے ہیں۔ صفحہ ۶۲ کی عبارت میں ان مسلمانوں کو کافر ومشرک بنا ڈالا جو اللہ عزوجل کے محبوبانِ کرام علیٰ سیّدہم

وعلیہم الصلاۃ والسلام کو اس کی بارگاہِ عزت میں اپنا واسطہ و وسیلہ و شفیع مانتے ہیں۔ چونکہ یہ کھلے ہوئے واضح و بیّن و صریح کفریات قطعیہ تھے۔ ڈر تھا کہ دنیائے سنیت جب ان گندے، گھنونے ملعون کفروں پر اطلاع پائے گی تو ان کلمات اور ان کے قائلین و معتقدین پر چاروں طرف سے لعنتیں برسائے گی اور بھیے ایمانان نجد کی گرم بازاری میں خرابی آئے گی۔ لہٰذا صفحہ ۹۴ پر یہ عبارت لکھ کر اس پر پردہ ڈالا کہ بھولے بھالے مسلمانوں کی مسلمانی اور سیدھے سادے سنیوں کی سنّت کو اس طرح اپنے حلقۂ تزویر میں پھانسا جائے کہ ہم تو صرف انھیں لوگوں کو کافر و مشرک کہتے ہیں جو اللہ عزّوجلّ کو شفاعت کرنے والوں سے لالچ یا ڈر مانتے ہیں۔ حالانکہ تمام مسلمان اپنے ربّ سبّوح جل جلالہ کی تسبیح و تقدیس کرتے ہوئے لالچ اور ڈر سے اور ہر عیب و نقصان سے اس کو پاک و منزّہ مانتے ہیں۔ نیز صفحہ ۲۶ و ۵۶ و ۵۷ و ۶۲ میں اللہ عزّوجلّ کے محبوب کو اس کی بارگاہ میں واسطہ و وسیلہ و مقرب و وجیہہ و شفیع ماننے پر قطعی و یقینی کفر و شرک کے فتوے جڑے ہیں۔ ان تینوں عبارتوں میں کہیں لالچ اور ڈر کا قطعاً تذکرہ نہیں۔ پھر اپنے تقیہ و فریب کو مکمل کرنے کے لیے ملاحدۂ نجد نے اسی ناپاک مجموعہ کے صفحہ ۷۰ پر لکھا۔

ونؤمن بشفاعۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم وانہ اول شافع واول مشفع ولا ینکرھا الا مبتدع ضال وانہا لا تقع الا بعد الاذان والرضا۔ یعنی اور ہم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کی شفاعت پر ایمان رکھتے ہیں اور اس پر بھی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم سب سے پہلے شفاعت کرنے والے ہیں اور سب سے

پہلے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم ہی کی شفاعت قبول ہوگی۔ اور بدمذہب گمراہ کے سوا کوئی اس کا انکار نہیں کرے گا۔ اور جب تک اللہ تعالیٰ اذن ورضا نہ دے گا شفاعت نہ ہوگی۔ مسلمانو! یہ ہے مکّاری یہ ہے غدّاری یہ ہے عیّاری یہ ہے فریب کاری جس عقیدے کو کفر قطعی و شرکت یقینی بنایا اسی پر اپنے آپ کو ایمان رکھنے والا بھی ٹھہرایا۔ ہر مسلمان جو مسائل دینیہ کا بقدر اپنی ضرورت کے علم رکھتا ہے وہ جانتا ہے کہ اگر کوئی شخص معاذ اللہ کسی عقیدۂ حقّہ اسلامیہ کو کفر و شرک ٹھہرائے پھر اسی عقیدے کا قائل و معتقد اپنے آپ کو بتائے تو جب تک وہ اپنے کلمۂ کفر سے شرعی طور پر باز نہیں آئے گا بحکم شریعت ہرگز مسلمان قرار نہیں پائے گا۔ بلکہ یہ اس کا اقرار کفر قرار دیا جائے گا۔ جب ملحدین نجد اپنے ان کفریات ملعونہ قطعیہ کو صحیح و درست مانتے ہوئے عقیدۂ شفاعت پر اپنا ایمان بھی بتاتے ہیں تو بحکم شریعت مطہرہ وہ خود اپنے ناپاک فتوے سے بھی کافر و مرتد ہوگئے۔ یخربون بیوتھم بایدیھم وایدی المؤمنین فاعتبروا یا اولی الابصار۔ والعیاذ باللہ العزیز الغفار۔ اور باوجود اس تقیہ و فریب کے پھر بھی دلوں کی خباثت چھپ نہیں سکی۔ اپنی گندی جھلک دکھا ہی گئی۔ عقیدۂ شفاعت میں زنادقۂ نجد نے اتنی پخ بھی لگادی۔ وانھا لا تقع الا بعد الاذن والرضا جس کا مطلب یہ ہوا کہ ابھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو شفاعت کا اذن نہیں ملا۔ ہاں قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ راضی ہوکر شفاعت کا اذن دے گا۔ تب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم شفاعت کریں گے۔ حالانکہ یہ بھی آیات قرآنیہ کی تکذیب ہے۔ ایک آیت مبارکہ تو سورۂ مریم شریف کی تلاوت ہوچکی کہ اللہ تعالیٰ کے محبوبان کرام

علیٰ سیّدہم وعلیہم الصّلاۃ والسّلام نے اپنے رب کریم جل جلالہٗ سے شفاعت کا عہد لے لیا ہے۔ سورہ محمّد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم میں اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو حکم دیا جا رہا ہے۔ واستغفر لذنبک و للمؤمنین والمؤمنٰت یعنی اور اے محبوب تم اپنے متعلعین اور وابستگانِ دامنِ کرم کے لیے اور ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کے لیے مغفرت طلب[1] کی جائے تو اللہ عزّ جلّ اپنے محبوب اجمل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو شفاعت کا اذن ہی نہیں بلکہ دنیا ہی میں شفاعت کا حکم دے چکا تو ملعونینِ نجد نے اس عبارت تقبیہ میں بھی آیات الٰہیہ کی تکذیب کر کے کفر بکا والعیاذ باللہ رب العٰلمین ۰

بہرحال سنّی مسلمانوں! یہ تمہارے پیارے مذہب اہلسنّت کا رعب حقانیت ہے کہ فراعنۂ نجد حجاز پاک کی ارضِ مقدّسہ پر متغلب و متسلّط ہوتے ہوئے بھی لرز رہے ہیں۔ کپکپا رہے ہیں۔ خوف کھا رہے ہیں۔ بمقتضائے ابلیسیت جو نجاسات کفریہ ظاہر کر چکے تمہارے ڈر سے ان پر تقیہ کی خاک ڈال کر چھپا رہے ہیں اور رابائسہ نجد کے یہ وہ عقائد خبیثہ ہیں جن میں ان کے ساتھ شیاطین دیوبند بھی برابر کے شریک ہیں۔ چنانچہ تذکرۃ الخلیل مشین پریس میرٹھ کے صفحہ ۱۶ پر عاشق الٰہی میرٹھی لکھتا ہے۔ کہ حضرت (خلیل احمد انبیٹھی) فرمایا کرتے تھے۔ میں نے حق تعالیٰ سے ایک یہ دعا مانگی تھی کہ عرب میں امن وامان کی حکومت اسلامیہ شرعیہ دیکھ لوں۔ سو الحمد للہ وہ امن وامان آنکھوں سے دیکھا کہ جہاں پہاڑیوں میں قافلوں کا چلنا دشوار تھا اب تنہا آدمی سونا اچھالتا ہوا چلتا ہے اور کوئی آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھ سکتا۔

---

[1] کرو   شفاعت اسی کا نام ہے کہ کسی کے لیے اللہ تعالیٰ سے اس کے گناہوں کی مغفرت طلب

سنّی مسلمانو! ملاحظہ فرماؤ ایسے ناپاک گندے کفری عقیدے رکھنے والی حکومت ملعونہ کو دیوبندی دھرم کا گرو خلیل احمد انبیٹھی حکومت اسلامیہ شرعیہ بتارہا ہے۔ اب تو معلوم ہوا کہ دیوبندی و نجدی دونوں ایک ہی طرح کے عقائد کفریہ رکھتے ہیں۔ کفر و ارتداد میں دونوں ایک دوسرے کے سگے بھائی ہیں۔ والعیاذ باللہ تبارک و تعالیٰ۔

امام زکریا مسجد بمبئی احمد یوسف نے مردود ابن سعود کے بیٹوں کا استقبال کیا اور آداب بجالایا۔ حکومت نجدیہ و ابن سعود نجدی کی اور اس کے بیٹوں کی تعریف کی۔ نجدی مرتدوں کی مدح و ثنا میں قصیدے پڑھے اور حدیث شریف میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں۔ اذا مدح الفاسق غضب الرّب واھتز لذٰلك العرش۔ یعنی جب فاسق کی تعریف کی جاتی ہے رب عزّ وجلّ غضب فرماتا اور اس کے سبب عرش الٰہی ہل جاتا ہے۔ اخرجه ابن ابی الدنیا فی ذم الغیبة وابو یعلیٰ والبیھقی فی شعب الایمان عن انس وابن عدی عن ابی ھریرة رضی اللہ تعالیٰ عنھما۔ دوسری روایت میں ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں۔ ان اللہ یغضب اذا مدح الفاسق۔ فی الارض یعنی بے شک اللہ تعالیٰ غضب فرماتا ہے جب زمین میں فاسق کی تعریف کی جاتی ہے۔ رواہ البیھقی عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ تیسری حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں۔ من وقر صاحب بدعة فقد اعان علیٰ ھدم الاسلام۔ یعنی جو شخص

کسی بدمذہب کی توقیر کرے اس نے اسلام کے ڈھانے میں مدد دی۔ رواہ الطبرانی وغیرہ عن عبد اللہ بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ چوتھی حدیث میں ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم فرماتے ہیں۔ من مشی الی صاحب بدعۃ لیوقرہ فقد اعان علی ھدم الاسلام یعنی جو شخص کسی بدمذہب کی طرف اس کی توقیر کرنے کو چلے اس نے اسلام کے ڈھانے میں مدد دی۔ رواہ الطبرانی فی الکبیر وابونعیم فی الحلیۃ عن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پانچویں حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم فرماتے ہیں۔ اذا رأیتم صاحب بدعۃ فاکفھروا فی وجھہ فان اللہ یبغض کل مبتدع ولا یجوز احد منھم علی الصراط ولکن یتھافتون فی النار مثل الجراد والذباب۔ یعنی جب کسی بدمذہب کو دیکھو تو اس کے سامنے اس سے ترش روئی کرو۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ ہر بدمذہب کو دشمن رکھتا ہے ان میں کوئی پل صراط پر گزرنے نہ پائے گا بلکہ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر آگ میں گر پڑیں گے جیسے ٹڈیاں اور مکھیاں گرتی ہیں۔ رواہ ابن عساکر عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ چھٹی حدیث میں ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم فرماتے ہیں۔ من اعرض عن صاحب بدعۃ بغضا لہ ملأ اللہ قلبہ امنا وایمانا ومن انتھر صاحب بدعۃ امنہ اللہ تعالیٰ یوم الفزع الاکبر ومن اھان صاحب بدعۃ رفعہ اللہ فی الجنۃ مائۃ درجۃ ومن سلم علی صاحب بدعۃ اولقیہ بالبشری او استقبلہ بما یسرہ فقد استخف بما انزل

علی محمد۔ یعنی جو شخص کسی بدمذہب سے اسے دشمن ٹھہرا کر منہ پھیرے اللہ تعالیٰ اس کے دل کو بڑی گھبراہٹ کے دن امان وایمان سے بھر دے اور جو شخص کسی بدمذہب کو جھڑکے اللہ تعالیٰ اسے بڑی گھبراہٹ کے دن امان دے اور جو شخص کسی بدمذہب کو ذلیل کرے اللہ تعالیٰ جنت میں اس کے سو درجے بلند فرمائے۔ اور جو شخص کسی بدمذہب کو سلام کرے یا اس سے خوشی کے ساتھ ملے یا اس کے سامنے ایسی بات کرے جس سے اس کا دل خوش ہو اس نے ہلکی جانی وہ چیز جو اتاری گئی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رواہ الخطیب عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ جب فاسق و بدمذہب کی مدح وثنا اس کی تعظیم و توقیر اس کے استقبال کا یہ حکم شرعی ہے تو کیا پوچھنا ہے کافر و مرتد کی مدح وثنا اس کی تعظیم و توقیر اس کے استقبال کا۔ والعیاذ باللہ تبارک وتعالیٰ۔

امام مذکور نے صرف اپنے اعمال واقوال سے غضب الٰہی کا استحقاق کمانے عرش الٰہی کو لرزانے اسلام وسنیت کو ڈھانے مخلوق خدا کو لعنت خداوندی کی طرف بلانے سنیت سے روک کر بدمذہبی پر چلانے پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ اس نے حکومت شقیہ نجدیہ کی دعوت کو صحیح اور ایسی درست بتا کر جس میں کجی اور نقصان نہیں اور وہابیہ نجدیہ کو مسلمان ٹھہرا کر نجدی مرتدوں کے عقائد کفریہ قطعیہ کی بھی تحسین وتائید کی۔ اور بحکم شریعت مطہرہ ایسا شخص کافر ومرتد ہو گیا۔ امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شفا شریف مطبوع دار الکتب العربیہ الکبریٰ صفحہ ۲۲۷ پر فرماتے ہیں۔ یکفر من لم یکفر من دان بغیر ملۃ المسلمین من الملل او وقف فیھم او شك او صحح مذھبھم

وان اظہر مع ذلک الاسلام واعتقدہ واعتقد الابطال کل مذہب سواہ فھو کافر باظہار ما اظہر من خلاف ذلک۔
یعنی ہم اس شخص کو کافر کہتے ہیں جو اس شخص کو کافر نہ کہے جس نے مسلمانوں کے دین کے سوا کسی اور دین کا اعتقاد کیا یا اس کو کافر کہنے میں توقف کرے۔ یا اس کے کافر ہونے میں شک رکھے یا ایسے لوگوں کے مذہب کو صحیح بتائے اگرچہ اس کے ساتھ وہ اپنا مسلمان ہونا ظاہر کرتا ہو اور اسلام کے حق ہونے کا اور اسلام کے سوا تمام مذہبوں کے باطل ہونے کا اعتقاد رکھتا ہو لیکن اسلام کے خلاف اس نے جو یہ بات ظاہر کی اس کے سبب وہ کافر ہے۔ امام زکریا مسجد بمبئی احمد یوسف نے یہ بھی کہا کہ۔

نجدیوں کے جھنڈوں پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا ہے جو اشارہ کرتا ہے کہ ان کا اور تمام اہلِ زمین کا ایک ہی کلمہ ہے۔ جس کی بنا پر ہم سب پر لازم ہے کہ فروعات کی بحث چھوڑیں اور ایک صف ہو جائیں اور ایسے امور اور مسائل میں مشغول نہ ہوں جن کا نقصان نفع سے زیادہ بہتر ہے۔ اس کا یہ قول کفریات عدیدہ پر مشتمل ہے۔ اس نے مرتدین و بتدعین کے رد و طرب کو جو امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا اعلیٰ ترین مرتبہ ہے۔ شراب اور جوئے کی طرح۔ واثمھما اکبر من نفعھما۔ کا مصداق قرار دیا۔ یہ ان بیسیوں آیات قرآنیہ کی تکذیب و توہین ہے جن میں حضرت رب العزت جل جلالہ نے مسلمانوں کو امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا حکم دیا ہے۔ اس وقت صرف ایک مختصر سورۂ مبارکہ کی تلاوت مناسب ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ والعصر ان الانسان لفی خسر الا الذین

ا

اٰمنوا وعملوا الصّٰلحٰت وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر۔ یعنی زمانے کی قسم بے شک انسان ٹوٹے اور نقصان میں ہیں۔ سوا ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور انھوں نے اچھے عمل کیے اور آپس میں ایک دوسرے کو ثابت قدم رہنے کی اور صبر کرنے کی وصیت کی۔ اللہ واحد قہار جل جلالہ تو فرماتا ہے کہ نقصان اور ٹوٹا پانے سے صرف وہی مومنین وصالحین محفوظ ہیں جو آپس میں ایک دوسرے کو حق پر قائم اور باطل سے مجتنب رہنے کی اور اس راہ میں جو مصیبتیں آئیں ان پر صبر کرنے کی وصیتیں کرتے ہیں۔ اور امام زکریا مسجد بد مذہبوں بے دینوں کے ردّ وطرد کو ان کے کفران کی بد مذہبی سے مسلمانوں کے بچانے کو کہتا ہے کہ اس کا نقصان اس کے نفع سے زیادہ تر ہے۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ وہ اپنی اسی عبارت میں کھلّم کھلا بتاتا ہے کہ مسلمان ہونے کے لیے صرف کلمۂ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کافی ہے۔ اس کے سوا جتنے مسائل دینیہ ہیں وہ سب فرعیات ہیں۔ تو اس ناپاک قول میں اس نے کلمۂ طیبہ کے سوا تمام ضروریات دین اور جملہ مذہب اہلسنت سب کو معاذ اللہ سنی مسلمان ہونے کے لیے غیر ضروری بتایا۔ اس سے بڑھ کر اور کیا اشد کفر ہوگا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے۔ قولوا اٰمنا باللہ وما انزل الینا وما انزل الیٰ ابراہیم واسمٰعیل واسحٰق ویعقوب والاسباط وما اوتی موسیٰ وعیسیٰ وما اوتی النبیون من ربہم لا نفرق بین احد منہم ونحن لہ مسلمون ۰ فان اٰمنوا بمثل ما اٰمنتم بہ فقد اھتدوا وان تولوا فانما ھم فی شقاق۔ یعنی اے مسلمانو! تم کہو کہ

ہم اللہ پر ایمان لائے اور جو کچھ ہماری طرف نازل ہوا اور جو کچھ ابراہیم و اسمٰعیل و اسحاق و یعقوب و اولادِ یعقوب کی طرف نازل ہوا اور جو کچھ موسیٰ و عیسیٰ کو دیا گیا سب پر ہم ایمان لانے میں ان میں سے کسی کے درمیان فرق نہیں کرتے اور ہم اللہ ہی کے لیے فرماں بردار ہیں تو اگر وہ بھی تمہاری طرح ایمان لے آئے تو بے شک ہدایت پا گئے اور اگر وہ پھر گئے تو اس کے سوا کچھ نہیں کہ وہ مخالفت میں ہیں۔
آیتِ کریمہ نے صاف واضح و روشن طور پر فرما دیا کہ جو شخص تمام مسائل ضروریہ دینیہ میں سے کسی ایک مسئلے پر بھی ایمان نہ لائے وہ کافر ہے۔ ہر گز مسلمان نہیں امام زکریا مسجد بمبئی نے اس آیتِ مبارکہ کی بھی تکذیب کی۔ وہ اپنی اس عبارت میں صاف طور پر یہ بھی بتا رہا ہے کہ جو شخص کلمۂ طیبہ پڑھ لے پھر وہ کچھ بھی کرے کچھ بھی کہے کچھ بھی اعتقاد رکھے بس وہ مسلمان صاحبِ ایمان ہے۔ حالانکہ اللہ عزّوجل فرماتا ہے۔ اذا جاءك المنافقون قالوا نشهد انك لرسول الله والله يعلم انك لرسوله والله يشهد ان المنفقين لكذبون
یعنی اے محبوب جب تمہارے پاس منافقین آتے ہیں تو کہتے ہیں ہم گواہی دیتے ہیں بے شک یقیناً آپ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ جانتا ہے کہ بے شک یقیناً تم اس کے رسول ہو اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ بے شک یقیناً منافقین جھوٹے ہیں۔ تو اس نے اس آیتِ کریمہ کی بھی تکذیب کی۔ امام زکریا مسجد بمبئی کا ابن سعود کے فرزند نا مسعود سے یہ کہنا کہ۔

ہم سب نے نزدیک کر دیا جانوروں کو واسطے تیرے اور اگر تم فرماؤ اے امیر کسی روز آخر شب میں تو تیار ہو جائیں گے جنگ کے لیے اور دوڑیں گے ہم بلندی حاصل کرنے کے لیے ہم تنہا تنہا اور جماعت جماعت بنا کر۔

ایسا ہی ہے جیسا منافقین عنود نے کفار یہود سے کہا تھا لئن اخرجتم لنخرجن معکم ولا نطیع فیکم احداً ابداً وان قوتلتم لننصرنکم۔ یعنی اگر تم نکالے گئے تو ہم ضرور ضرور تمہارے ساتھ نکلیں گے۔ اور تمہارے بارے میں کسی کا کہنا نہ مانیں گے۔ اگر تم سے لڑائی کی گئی تو ہم ضرور ضرور تمہاری مدد کریں گے۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ انھوں نے کفار مجاہرین یہود بے بہبود سے کہا تھا اور اس نے کفار مرتدین نجدیہ عنود سے کہا۔ کذٰلک قال الذین من قبلہم مثل قولہم تشابہت قلوبہم۔ بہرحال ان منافقین کے اس قول کے سبب قرآن عظیم نے ان کو منافق اور کفار کا بھائی فرمایا۔ الم تر الی الذین نافقوا یقولون لاخوانہم الذین کفروا من اھل الکتب۔ یعنی اے محبوب کیا تم نے ان منافقوں کو نہ دیکھا جو اپنے بھائیوں کتابی کافروں سے کہتے ہیں، تو ان کے اتباع میں بحکم شریعت مطہرہ اس نے بھی منافق اور مرتدین کے بھائی کا خطاب پایا۔ والعیاذ باللہ رب البرایا۔ امام زکریا کا مسجد ممبئی کا مسلمانوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا کہ میں اپنی تقریر اس آیت پر ختم کرتا ہوں۔ قل یا اھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواءٍ بیننا و بینکم ان لا نعبد والا اللہ ولا نشرک بہ شیئاً ولا یتخذ بعضنا بعضا ارباباً من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشھدوا بانا مسلمون ۵ صاف صریح واضح طور پر بتا رہا ہے کہ وہ مسلمانان اہلسنت کو یہود و نصاریٰ کی طرح کافر اور منکر توحید الٰہی جانتا ہے۔ وہ صرف زبان ہی سے نجدی مذہب کا مؤید و مصدق نہیں بلکہ وہ نجدی پیشوا پا کر دل سے بھی ملت نجدیہ خبیثہ کا معتقد و متبع بن چکا ہے۔ اور اسی لیے وہ اپنے آقایانِ نعمت

مرتدینِ نجدیہ کے اتباع میں مسلمانانِ اہلسنت کو کافر و مشرک اور غیر خدا کا پوجنے والا بتا رہا ہے۔ امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شفا شریف صفحہ ۲۴۷ پر فرماتے ہیں نقطع بتکفیر کل قائل قال قولا یتوصل بہ الی تضلیل الامۃ یعنی ہم ہر ایسے شخص کو یقینی کافر کہتے ہیں جو ایسی بات کہے جس سے تمام امت کو گمراہ ٹھہرانے کی طرف راہ نکلے۔ یہی امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسی شفا شریف کے صفحہ ۲۶۳ پر فرماتے ہیں۔ واعلم ان من استخف بالقرآن او المصحف او بشئ منہ او سبھما او جحدہ او حرفا منہ او اٰیتہ او کذب بہ او بشی منہ او کذب بشی مما صرح بہ فیہ من حکم او خبرا و اثبت ما نفاہ او نفی ما اثبتہ علیٰ علمٍ منہ بذلک او شک فی شی من ذلک فھو کافر عند اھل العلم باجماع۔ یعنی اور اس بات کو معلوم کرلو کہ جو شخص قرآن عظیم کی یا مصحف شریف کی یا اس کے کسی حصے کی توہین کرے یا قرآن عظیم و مصحف شریف کو برا کہے۔ یا اس کا انکار کرے یا اس کے کسی حرف یا اس کی کسی آیت کا انکار کرے۔ یا اس کو یا اس کے کسی حصے کو جھٹلائے یا کسی ایسے حکم یا کسی خبر کو جھٹلائے جس کی تصریح قرآن کریم میں فرمائی گئی ہے۔ یا جس چیز کی قرآن پاک نے نفی کی۔ اس کا اثبات کرے یا جس چیز کا قرآن پاک نے اثبات کیا اس کی نفی کرے اور اس کو قرآن عظیم کی ان تصریحات کا بھی علم ہو یا قرآن شریف کے کسی حصے میں شک رکھے تو وہ علماء کے نزدیک بالاجماع کافر ہے۔ ہم نے نجدیوں کے یہ چند عقائد کفریہ قطعیہ یقینیہ محض بطور نمونہ پیش کئے ہیں اس پر کوئی شخص یہ نہ کہے کہ تمام وہابیہ نجدیہ کے یہ عقائد نہیں کسی ایک خاص شخص یا مخصوص نجدی کے یہ عقائد ہونگے

اس لیے کہ مجموعہ خبیثہ الھدایۃ السنیۃ والتحفۃ الوھابیہ۔ کسی ایک شخص خاص کے عقائد کی کتاب نہیں بلکہ بالعموم تمام وہابیان نجد کے عقیدہ و مذہب کو اس میں پیش کیا گیا ہے۔ چنانچہ کہیں دعوۃ الوھابیہ لاھل المکۃ کی سرخی ہے۔ کہیں مذھب الوھابیین فی الاصول والفروع کا عنوان قائم کیا گیا ہے۔ کہیں حملۃ دعوۃ الوھابیۃ۔ کے عنوان سے مضمون کو شروع کیا گیا ہے۔ بہر حال حکومتِ نجد و تمام وہابیہ نجدیہ و جمیع وہابیہ دیوبندیہ کا مذہب و اعتقاد یہی ہے جو الھدایۃ السنیہ سے التقاطاً لکھا گیا ہے۔ جو وہابی نجدی یا وہابی دیوبندی ان عقائد کفریہ سے انکار کرے اس کا انکار نہ ہوگا۔ مگر تقیہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ واذا لقوا الذین اٰمنوا قالوا اٰمنا واذا خلوا الیٰ شیاطینھم قالوا انا معکم انما نحن مستھزءُ ون ہ یعنی منافقین جب ایمان والوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ایمان لائے اور جب تنہائی میں اپنے شیطانوں کے پاس جاتے ہیں تو کہتے ہیں بے شک ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ اس کے سوا کچھ نہیں کہ ہم ٹھٹھا کرتے ہیں۔ وَاللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم۔

فقیر ابوالفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خاں قادری
برکاتی رضوی مجددی لکھنوی غفرلہ ولوالدیہ واخیہ
واہلہ ومحبیہ ربہ المولیٰ العزیز القوی محلہ بھورے خاں
پیلی بھیت ۵ شنبہ ۷ جمادی الآخر ۱۳۵۹ھ

الاجوبۃ کلھا صحیحۃ بلا شک وارتیاب والمجیب اللبیب مصیب ومثاب وخلافھا قبیح بحکم السنۃ والکتاب وَاللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

حررہ ابوالمساکین محمد ضیاء الدین الپیلی بھیتی
(مفتی شہر پیلی بھیت)

مجیب لبیب کے جوابات کُل کے کُل صحیح ہیں۔ ان کے صحیح ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں لاریب فیھا کے پورے مصداق ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔
حررہٗ العبد الحقیر ابو سراج عبدالحق رضوی عفی عنہ

کل جوابات مجیب مصیب کے صحیح ہیں۔ مذہب اہلسنت وجماعت کے موافق ہیں۔

فقیر قادری محمد حبیب الرحمٰن خطیب جامع مسجد
و ناظم مدرسہ آستانہ شیریہ پیلی بھیت۔

جواب سوال چہار دہم: صلح کلی کوئی مستقل مذہب نہیں بلکہ ہر اس شخص کو کہتے ہیں جو بد مذہبوں بے دینوں پر رد و طرد سے اپنی ناراضگی ظاہر کرے اور کہے کہ ہم اپنی قبر میں جائیں گے۔ وہ اپنی قبر میں جائے گا۔ ہمیں کیا ضرورت ہے کہ ہم خواہ مخواہ بد مذہبوں بے دینوں کا رد کر کے دنیا میں بُرے بنیں اور کہے جتنی دیر ہم ان کا رد کریں گے ان کو برا بھلا کہتے رہیں گے ان کو گالیاں دیتے رہیں گے اتنی دیر ہم درود شریف پڑھیں تو ثواب بھی ملے گا اور کوئی ہمیں بری نظر سے بھی نہیں دیکھے گا۔ یہ خیالات اشد بد مذہبی بلکہ الحاد و ارتداد کی جڑ ہیں اگر اسی کا نام اسلام یا خلق عظیم تھا تو اللہ تعالیٰ نے کافروں مرتدوں اور منافقوں پر شدت و غلظت کی تعلیم قرآن عظیم میں کیوں دی۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

یاایہا النبی جاھد الکفار و المنفقین واغلظ علیھم۔ یعنی اے نبی جہاد کرو کافروں اور منافقوں پر اور ان پر سختی کرو۔ اور فرماتا ہے جل جلالہ یاایہا الذین اٰمنوا قاتلوا الذین یلونکم من الکفار ولیجدو فیکم غلظۃ۔ یعنی اے ایمان والو جہاد کرو اور ان کافروں سے جو تمہارے قریب ہیں اور چاہیئے کہ وہ تم میں سختی پائیں! اور فرماتا ہے عز شانہ یاایہا الذین اٰمنوا لا تتخذوا بطانۃ من دونکم لا یالونکم خبالا ودوا ما عنتم قد بدت البغضاء من افواھھم وما تخفی صدورھم اکبر قد بینا لکم الاٰیٰت ان کنتم تعقلون ہ یعنی اے ایمان والو! غیروں کو اپنا رازدار نہ بناؤ وہ تمہاری برائی میں کمی نہیں کرتے۔ تمہارا تکلیف میں پڑنا ان کی دلی آرزو ہے بے شک ان کے مونہوں سے عداوت ظاہر ہو چکی ہے۔ اور جو ان کے سینے میں چھپائے ہوئے ہیں وہ اور بری ہے۔ ہم نے تمہیں صاف نشانیاں بتا دیں اگر تمہیں عقل ہو ان بے دینوں کو یہ نہیں معلوم کہ ہر شخص اگرچہ اپنی قبر میں جائے گا لیکن باوجود قدرت واستطاعت اگر کوئی شخص بدمذہبوں بے دینوں کی بدمذہبیوں بے دینیوں پر قصداً رد و ابطال نہ کرے گا اور امت مصطفویہ علیٰ صاحبہا وآلہ الصلوٰۃ والتحیۃ کو ان کے کفریات وضلالت میں مبتلا ہوتے دیکھ کر بھی ساکت وخاموش رہے گا تو خود اس کی قبر بھی واحد قہار جل جلالہ کی لعنتوں سے بھر دی جائے گی یہ ان بدمذہبوں کی قبر میں تو نہ جائے گا لیکن خود اس کی قبر میں وہی عذابات و عقوبات ہوں گے جو ان بدمذہبوں کے لیے ہیں کہ اس نے اپنے سکوت اور اپنی مداہنت سے ان بدمذہبوں بے دینوں کو اشاعت کفر وضلال میں

مدد پہنچائی۔ حدیث شریف میں ہے۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں۔ اذا ظہرت الفتن او قال البدع وسب اصحابی فلیظہر العالم علمہ ومن لم یظہر علمہ فعلیہ لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین لا یقبل اللہ منہ صرفا ولا عدلا۔ یعنی جب فتنے ظاہر ہوں (یا یہ فرمایا کہ بدمذہبیاں پھیلیں) اور میرے اصحاب کو برا کہا جائے تو عالم پر فرض ہے کہ اپنا علم ظاہر کرے۔ (ان بدمذہبوں کا اور صحابہ کی شان میں توہین کرنے والوں کا رد کرے۔) اور جو عالم اپنا علم ظاہر نہ کرے اس پر اللہ کی لعنت اور تمام فرشتوں کی لعنت اور تمام لوگوں کی لعنت اللہ نہ اس کا فرض قبول کرے نہ اس کا نفل۔ جب صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی شان میں توہین کرنے والوں کا باوصف قدرت واستطاعت رد کرنے سے سکوت کرنے والا تمام انسانوں کا تمام فرشتوں کا بلکہ خود اللہ کا ملعون ہے تو خود حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین وتنقیص بلکہ خود حضرت رب العزۃ جل جلالہ کی تکذیب کرنے والوں کا رد کرنے سے قدرت واستطاعت ہوتے ہوئے بھی سکوت کرنے والا کفریات وضلالت کے رد پر قادر ہوتے ہوئے بھی ان پر رواداری برتنے والا کیسا اشد ترین ملعون ہوگا والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنا یقیناً عبادت الٰہی ہے اور تلاوت قرآن مجید کے بعد تمام اوراد ووظائف سے افضل واعلیٰ ہے۔ لیکن اس کے یہ معنیٰ نہیں کہ جس موقع پر شریعت مطہرہ نے درود شریف کے سوا کوئی اور کام واجب وضروری قرار دیا ہو۔ اس موقع پر بھی درود شریف ہی

پڑھنے پر اکتفا کیا جائے۔ بہت سے قرا کے نزدیک ابتدا قرات میں اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم واجب ہے۔ کیا اس پر کوئی صلح کلی کہے گا کہ جتنی دیر ہم ابلیس کو برا کہیں گے اس کو مردود و ملعون و رجیم کہہ کر اس سے پناہ مانگیں گے اتنی دیر اگر ہم درود شریف پڑھیں گے تو بہتر ہے۔ بہت زیادہ ثواب ہوگا۔ شریعت مطہرہ نے ذبیحہ حلال ہونے کے لیے یہ شرط قرار دی ہے کہ بوقت ذبح بسم اللہ اللہ اکبر کہا جائے۔ کیا اس پر کوئی صلح کلی کہے گا کہ درود شریف ہی[۱] پڑھتے رہیں گے۔ اگر کوئی صلح کلی قصداً ایسا کرے گا تو شرعاً بحکم فقہ حنفی وہ ذبیحہ مردار اور اس کا کھانے والا مردار خور ہوگا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ بلکہ ؎

ہر مرتبہ از وجود حکمے دارد ؛ گر فرق مراتب نہ کنی زندیقی

شریعتِ مطہرہ نے جس وقت جو کام واجب فرمایا ہے اس وقت اسی کام کو عمل میں لانے سے برأتِ ذمہ ہو سکتی ہے جس وقت بدمذہبوں بے دینوں کے کفریات وضلالت پھیل رہے ہوں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بھولے بھالے امتی کفر وضلال کے جال میں شکار کئے جا رہے ہوں ایسے موقع پر جو شخص مسلمانوں کو گمراہوں مرتدوں کے دام میں آنے سے بچانے کی قدرت رکھتا ہو بے دینوں کی بے دینی طشت از بام کر سکتا ہو تو اس وقت وہ شخص بدمذہبی و بے دینی کے رد سے تو دم سادھ لے اور تسبیح لے کر درود شریف پڑھتا رہے۔ یا جو شخص اس کی تو قدرت نہیں رکھتا مگر خود اپنے ایمان کو بچانے کے لیے بدمذہبوں بے دینوں سے نفرت و بیزاری رکھنے کے حکم شرعی پر عمل کر سکتا ہے۔ وہ ان سے

---

[۱] تو ہر دعا اور ہر ورد سے افضل ہے لہٰذا ہم کو بوقت ذبح بھی درود شریف ہی۔

علیحدہ و بیزار نہ ہو بلکہ تسبیح لئے ہوئے ان کی مجلسوں میں جائے۔ ان کے ساتھ میل جول سلام کلام رکھے ان سے ہم پیالہ و ہم نوالہ ہے اور درود شریف پڑھ پڑھ کر تسبیح کے دانے پے در پے گراتا جائے تو اس کا یہ نمائشی درود شریف ہرگز عبادتِ الٰہی نہیں بلکہ خدا و رسول جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دشمنوں کے ساتھ دوستی و محبت رکھنا اور اپنی مداہنت اور صلح کلی پر دکھاوے کے درود شریف سے پردہ ڈالنا اور درحقیقت اللہ واحد قہار علیم بذات الصدور جل جلالہٗ کو دھوکا دینا اور بھولے بھالے مسلمانوں کو فریب میں ڈالنا ہے۔ پھر کیا ظالم یہ سمجھتے ہیں کہ وہ اللہ واحد قہار جل جلالہٗ کو دھوکہ دے سکیں گے۔ لا واللہ قال تبارک و تعالیٰ۔ یخٰدعون اللّٰہ والذین اٰمنوا وما یخدعون الا انفسھم وما یشعرون ؂ منافقین چاہتے ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کو اور اس کے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غلاموں کو دھوکا دیں اور درحقیقت وہ اپنی جانوں ہی کو دھوکہ دے رہے ہیں اور وہ نہیں سمجھتے ان کا برا مکر انھیں پر پلٹے گا۔ قال تعالیٰ ولا یحیق المکر السیئ الا باھلہ والعیاذ باللّٰہ تعالیٰ۔

اس ناپاک ترین فرقہ صلح کلیہ کے افراد ہر طبقے میں ہیں اور ہر ایک طبقہ میں[1] جو لوگ صلح کلی ہیں وہ یوں بکتے ہیں کہ اگر ان سنی مولویوں کے فتوؤں پر ہم عمل کریں گے تو ہم دنیا میں کہاں رہیں گے۔ مولوی تو کہتے ہیں کہ ہر بدمذہب ہر بے دین سے نفرت و عداوت رکھو۔ پھر ہم دنیا کا کاروبار اپنی تجارت اپنا بیوپار کیوں کر چلائیں گے۔ کسی کی نوکری کسی کے یہاں ملازمت کسی کے گھر پر مزدوری کیسے کر سکیں گے۔ اللہ و رسول جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

---

[1] علیحدہ علیحدہ مختلف طریقوں سے اپنی صلح کلیت ملعونہ کا پرچار کرتے ہیں عوام کے طبقے میں

وعلیٰ آلہٖ وسلم کی شان رفیع میں جب کسی مرتد کی توہینیں گستاخیاں یا کسی مسئلہ ضروریہ دینیہ کے متعلق کسی بے دین کی تکذیبیں ان کے سامنے پیش کی جاتی ہیں تو یہ یوں کہہ کر جاہلوں کو بہکاتے ہیں کہ میاں یہ مولویوں کے جھگڑے ہیں۔ مولوی مولوی جانیں۔ ہم تو جاہل آدمی ہیں۔ ہمارے نزدیک سبھی مولوی اچھے ہیں۔ ہم اپنی زبان سے کسی مولوی کو کیوں کر برا کہیں۔ مگر ان انسان نما جانوروں بلکہ جانوروں سے بھی بدتر گمراہوں کو کیا اتنی بھی خبر نہیں کہ زمانہ موجودہ سے پیشتر جو ہمارے اگلے پڑھے باپ دادا سنی مسلمان تھے ان کا دین و مذہب وہی تھا جو حضور سیدنا غوث اعظم وحضور خواجہ غریب نواز وحضرت شیخ شہاب الدین سہروردی وحضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندی وحضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی وحضرت بابا فرید الدین گنج شکر وحضرت شیخ المشائخ سلطان الاولیاء نظام الدین محبوب الٰہی وحضرت داتا گنج بخش لاہوری وحضرت شاہ عبد الحق رودولوی وحضرت قطب عالم پنڈوی وحضرت مخدوم اشرف سمنانی کچھوچھوی وحضرت مخدوم شرف الدین یحییٰ منیری وحضرت شاہ محمد غوث گوالیاری وحضرت شاہ وجیہ الدین گجراتی وحضرت شاہ عالم احمد آبادی وحضرت شاہ پیر محمد سلونی وحضرت مخدوم علی احمد علاء الدین صابر کلیری وحضرت نصیر الدین محمود چراغ دہلوی وحضرت مخدوم بندہ نواز گیسودراز حضرت میراں سید علی داتا۔ وحضرت سید سالار مسعود غازی وحضرت بدیع الدین شاہ مدار وحضرت مخدوم علی فقیہ مہائمی وحضرت سیدنا شاہ برکت اللہ قادری مارہروی وحضرت سیدنا شاہ اچھے میاں مارہروی ودیگر اولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا تھا۔ کیا ان خبثاء کو اتنا نہیں سوجھتا کہ اس ساڑھے تیرہ سو برس سے زائد قدیم دینِ اسلام

و مذہب اہلسنت کے مقابلے میں جس پر اگلے زمانے کے تمام اہلِ اسلام و اولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہوتے چلے آئے ہیں۔ جو شخص کوئی نیا عقیدہ نیا مذہب نیا فرقہ گڑھ کر مسلمانوں کے سامنے پیش کرے وہ ہرگز سنی مسلمان نہیں بلکہ گمراہ بدمذہب بے دین ہے۔ نہیں نہیں خبر ضرور ہے اور اتنی بات کی خبر تو ہر گنوار مسلمان ہر مزدور مسلمان کو بھی ہے۔ جو اپنے آپ کو سنی مسلمان کہتا ہے کہ جملہ مسائل ضروریہ دینیہ وہی مسائل تو ہیں جن کو اسی ساڑھے تیرہ سو برس سے زائد قدیم سچے مذہبِ اہلسنت کے ماننے والے برابر دین کے ضروری مسائل مانتے چلے آئے جو کسی ضروری دینی مسئلے کے خلاف اپنا عقیدہ گڑھے وہ اس قدیم دینِ اسلام اور مذہبِ اہلسنت کا مخالف ہے اور جو اس ساڑھے تیرہ سو برس سے زائد قدیم دینِ اسلام و مذہب اہلسنت کا مخالف ہو وہ گمراہ بے دین ہے۔ اس میں کون سی ایسی بات ہے جو ان صلح کلیوں کی سمجھ میں نہیں آ سکتی۔ لیکن یہ صلح کلیہ چاہتی یہ ہیں کہ ایسے فریب دے کر عوام اہلِ اسلام کے دلوں سے مسائل ضروریۂ دینیہ کی عظمت و اہمیت نکال دیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

رہا توہین و گستاخی کا مسئلہ تو مرتدین دیوبندیہ و ملحدین چکڑالویۂ زنادقۂ خاکساریہ و بے دینانِ لیگیہ وغیرہم کفار و اشرار نے اللہ و رسول جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی عظیم و جلیل سرکاروں میں جو گندی توہین سڑی ہوئی دشنامیں بکیں وہ تو ان صلح کلیوں کی سمجھ میں نہیں آتیں ان گستاخیوں کو بحکم شریعت کفر اور ان گستاخوں کو حسب فتوائے شرعیہ کافر مرتد کہنا ان کے نزدیک مولویوں کا جھگڑا ہو جاتا ہے۔ لیکن جب ویسی ہی بلکہ ان

سے بہت ہلکی باتیں خود ان صلح کلیوں یا ان کے باپ دادا کے لیے کوئی کہہ دیتا ہے کہ مثلاً تمہارا منہ سوٗر کا سا ہے۔ تمہارے باپ کے کان کی کیا تخصیص ہے ایسے کان تو گدھے کے بھی ہیں۔ تمہاری والدۂ مشفقہ کے پیٹ کی کچھ خصوصیت نہیں ایسا پیٹ تو بجو کا بھی ہے۔ تمہارے دادا صاحب چمار سے بھی زائد ذلیل تھے تمہاری دادی صاحبہ چماری تھیں۔ تمہارے نانا صاحب چوہڑے (بھنگی) تھے تمہاری نانی صاحبہ چوہڑی یعنی بھنگن تھیں۔ تو فوراً ہی ایسے کلمات کا گالی اور دشنام ہونا خود ان صلح کلیوں کی سمجھ میں آجاتا ہے اور کہنے والے سے انتقام لینے کے لیے فوراً ہی تیار ہو جاتے ہیں۔ اس وقت یہ ہرگز نہیں کہتے کہ بھائی ہم تو جاہل آدمی ہیں کسی مولوی سے جاکر پوچھو کہ ایسے الفاظ ہمارے ماں باپ دادا دادی نانا نانی کے حق میں گالی ہیں یا نہیں اور ان باتوں سے ان کی توہین ہوئی ہے یا نہیں یہ جھگڑے مولوی لوگ سمجھ سکتے ہیں ہماری سمجھ میں یہ باتیں نہیں آتیں بلکہ ایسے الفاظ سنتے ہی فوراً مار پیٹ گالی گلوج کے لیے آمادہ ہو جاتے ہیں۔ تو ثابت ہوا کہ مرتدوں بے دینوں نے اللہ تبارک وتعالیٰ ورسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت والی بارگاہوں میں جو کچھ دشنامیں بکیں ان کو بھی یہ صلح کلیہ نار یہ قطعاً سمجھتے ہیں مگر اپنی اور اپنے ماں باپ دادا، دادی نانا نانی کی توہین کو برا اور جرم سمجھتے ہیں۔ لیکن خدا ورسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رفیع وجلیل سرکاروں میں گالیاں دشنامیں بکنے کو کچھ برا ہی نہیں سمجھتے۔ اس کو کفر ہی نہیں جانتے ولہٰذا ان مرتدوں وبے دینوں کے کفر وارتداد پر پردہ ڈالنے کے لیے ہی اس مسئلے کو مولویوں کا جھگڑا بتاتے ہیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

رہا دنیا میں رہنے کا معاملہ تو یہ بھی ان بے ایمان صلح کلیوں کا ملعون فریب ہے۔ حضرات علمائے اہلسنت کثرہم اللہ تعالیٰ ونصرہم یہ کب کہتے ہیں کہ تم دنیا میں مت رہو۔ مرجاؤ یا کاروبار، بیوپار مت کرو۔ مزدوری نوکری چھوڑ دو۔ بلکہ ان کے فتاوی مبارکہ کا خلاصہ یہ ہے کہ تم دنیا میں اس طرح جیو جس طرح خدا و رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم نے زندگی بسر کرنے کا حکم دیا ہے۔ کاروبار، بیوپار، مزدوری نوکری سب شریعت مطہرہ کے موافق کرو۔ جو لوگ اپنے عقائد کفریہ کے سبب بحکم شریعت مطہرہ معاذ اللہ کافر بے دین ہیں۔ ان سے دینی عداوت مذہبی نفرت رکھو۔ کیا تم ایک چمار کو دو پیسے دے کر اس سے اپنے پرانے جوتے کی مرمت نہیں کراتے۔ کیا تم بھنگی کو دو آنے پیسے دے کر اس سے اپنا پاخانہ نہیں اٹھواتے۔ پھر کیا یہ معاملات نہیں؟ ہیں اور ضرور ہیں۔ پھر کیا ان معاملات کے سبب اس چمار اس بھنگی کی عظمت تم اپنے دلوں میں جماتے ہو؟ کیا ان معاملات کی بنا پر تم انھیں اپنا دینی بھائی بناتے ہو؟ کیا ان معاملات کے بعد آہستہ آہستہ تدریجاً اس چمار اس بھنگی کے ساتھ یارانہ دوستانہ مناتے ہو؟ نہیں نہیں ہرگز نہیں۔ تو معلوم ہوا کہ کفار و مشرکین کے ساتھ دنیوی کاروبار، بیوپار، مزدوری، نوکری کے معاملات جاری رکھنے کے لیے یہ ہرگز لازم نہیں کہ ان کے کفر و شرک کے سبب مسلمانوں کو بحکم شریعت جو ان سے مذہبی نفرت و دوری دینی مجانبت و بیزاری ہے۔ اس میں کمی ہو جائے یا معاذ اللہ بالکل ہی جاتی رہے۔ کیا تم روزانہ بوقت حاجت بیت الخلاء نہیں جاتے، ہو پھر کیا اس روزانہ کے آنے جانے سے بیت الخلاء کے ساتھ تم کو محبت و دلچسپی پیدا ہو گئی ہے؟ کیا بوقت

حاجت روزانہ بیت الخلاء جاتے جاتے اب اسے اپنی تفریح گاہ سمجھنے لگے ہو
ہو؟ کیا اب وہاں دل بہلانے اور سیر کرنے کے لیے جانے لگے ہو؟ نہیں نہیں
ہرگز نہیں۔ تو حضرات علمائے اہلسنت دامت برکاتہم بھی یہی فتویٰ دیتے ہیں کہ
مرتدین و مبتدعین کے ساتھ جہاں تک تم سے ہو سکے دنیوی تعلقات بھی نہ رکھو
لیکن اگر ایسا کرنے کے لیے تمہیں ضروریات و مجبوری ہے تو تم اس بارے میں
گناہ گار نہیں۔ البتہ ان دنیوی تعلقات کی بنا پر مرتدین و مبتدعین کے ساتھ
موانست و مودت ہرگز جائز نہیں۔ شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے
مکتوبات جلد اول کے مکتوب ۱۲۵ میں صفحہ ۱۲۹ پر اپنے خلیفہ و مرید سیادت
پناہ جناب سید شیخ فرید علیہ الرحمۃ کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

لازم است ہم گی ہمت در اتیان احکام شریعت باید صرف نمود اہل شریعت
را از علماء و صلحاء تعظیم و توقیر باید داشت[1] من وقر صاحب بدعۃ فقد اعان
علی ھدم الاسلام و با کفار کہ دشمنان خدا عزوجل اند و دشمنان رسول وے
اند علیہ و علی آلہ الصلوات والتسلیمات دشمن باید بود و در ذل و خواری ایشاں سعی
باید نمود و ہیچ وجہ عزت نباید داد و ایں بے دولتاں را در مجلس خود راہ نباید داد و
انس نباید نمود و در راہ شدت و غلظت را با ایشاں پیش باید کرد و مہما امکن در ہیچ
امرے با ایشاں رجوع نباید نمود و اگر فرضاً ضرورتے افتد در رنگ قضائے حاجت
انسانی بکرہ و اضطراب قضائے حاجت از ایشاں باید نمود۔ راہے کہ بجناب
قدس جد بزرگوار شما علیہ و علی آلہ الصلوات والتسلیمات می رسانند اینست اگرچہ

---

[1] ودر ترویج شریعت باید کوشید و اہل ہوا و بدعت را خوار باید داشت۔

ایں رَاہ رفتہ نشود وصول بایں جناب قدس دشوار نیست۔ ہیہات ہیہات
یعنی یہ بات لازم ہے کہ سَاری ہمّت شریعت مطہرہ کے احکام بجالانے
میں صرف کرنی چاہیئے اور پابندِ شریعت علمائے دین و صَالحین کی تعظیم و توقیر
کرنی چاہیئے۔ اور شریعَت مُطہرہ کے احکام کو رائج کرنے میں کوشش کرنی چاہیئے
اور مُسلمان کہلانے وَالے بدمذہبوں اور گمراہوں کو ذلیل رکھنا چاہیئے کہ حدیث
شریف میں ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ عَلیہ وَسلم فرماتے ہیں جس نے کسی
بدمذہب کی تعظیم کی اس نے اسلام کو ڈھا دینے پر مدد دی اور کافروں کے
سَاتھ جو خدا تبارک و تعالیٰ کے دشمن اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کے دشمن ہیں دشمن رہنا چاہیئے اور کسی طور پر ان کو عزت نہ دینی
چاہیئے اور ان بدنصیبوں کو اپنی مجلس میں آنے نہیں دینا چاہیئے۔ اور ان
سے اُنس پیدا نہیں کرنا چاہیئے۔ اور ان کے سَاتھ شِدت و غلظت کرنا چاہیئے
اور جہاں تک ہوسکے کسی بات میں ان کی طرف رجوع کرنا نہیں چاہیئے اور
اگر بالفرض کوئی ضرورت پڑ جائے تو بیت الخلاء جانے کی طرح شرعی ناگواری
اور مجبوری کے سَاتھ ان سے اپنی حَاجت پوری کرنی چاہیئے۔ آپ کے
نانا جَان صلی اللہ تعالیٰ عَلیہ وعلیٰ آلہٖ وسَلم کی بارگاہِ قدس تک جو راستہ پہنچاتا
ہے وہ یہی ہے اگر اس رَاستہ پر چلا نہ جائے گا تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم کی بارگاہ قدس تک پہنچنا دشوار ہے۔ یہ بات بہت دور ہے۔ یہ امر
بہت بعید ہے۔ لوجہ اللہ الکریم الحمد کہ کالشمس فی وسط السماء واضح و روشن
ہوگیا کہ ہمارے آقایانِ نعمت حضرات علمائے اہلسُنت رحمہم اللہ تعالیٰ کے

فتاویٰ مبارکہ پر عمل کرنا نجات و فلاحِ آخرت کا ضامن ہونے کے ساتھ ساتھ دنیوی کاروبار میں بھی ترقی و کامیابی کو متضمن ہے۔ اور اسی طرح یہ بھی ثابت ہوگیا کہ ان صلح کلیوں کا یہ فریب دینا صرف اسی لئے ہے کہ سادہ لوح عوام مسلمین کو معاذ اللہ یہ باور کرادیا جائے کہ علمائے اہلسنت کے فتاویٰ اس قابل ہی نہیں کہ ان پر عمل کیا جاسکے۔ اور یہ کہ بدمذہبوں مرتدوں کے مکلبین اور سنی مسلمانوں کے علمائے دین دونوں ایک ہی درجے ایک ہی مرتبے میں ہیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

اور فرقۂ صلح کلیہ کے وہ افراد جو مسلمانوں کے لیڈر کہلاتے ہیں وہ مسلمانوں کو یوں بہکاتے ہیں کہ اس وقت دنیائے سیاست میں اقوامِ عالم باہمی کشمکشِ موت وحیات میں مصروف ہیں۔ اور اگرچہ ہر ہر قوم کے اندر باہمی بہت سی فرقہ بندیاں ہیں لیکن اس وقت ہر ایک قوم اپنے تمام فرقوں اپنے تمام افراد کو مجتمع و منظم کرکے پورے اتحاد و اتفاق کے ساتھ میدانِ سیاست میں اپنے مقابل کے سامنے صف آرا و جنگ آزما ہے۔ دوسری قوموں کے مقابلے میں ایک تو ہم یوں ہی تھوڑی تعداد میں ہیں اور اگر ان مولویوں کے فتوؤں پر عمل کرکے وہابیوں دیوبندیوں غیرمقلدوں قادیانیوں چکڑالویوں نیچریوں خاکساریوں احراریوں گاندھویوں لیگیوں رافضیوں خارجیوں کو ہم اپنی جماعت سے الگ کردیں گے تو ہم بہت ہی چھوٹی سی اقلیت میں رہ جائیں گے۔ یہ حقوق اور وزارتیں اور حکومتیں ملنے کا وقت ہے اگر مولویوں کے کہنے میں آکر اس وقت کو ہم نے آپس کے جھگڑوں میں صرف کردیا تو ہم پر سیاسی موت آجائے گی۔ دوسری منظم طاقتیں ہم کو کچل کر فنا کر ڈالیں گی۔ لہٰذا

اس وقت تو تمام کلمہ گو فرقوں کے ساتھ اتحاد و اتفاق کر کے میدان سیاست میں دوسری قوموں سے بازی جیت لو۔ پھر بعد کو یہ مذہبی جھگڑے بھی آپس میں طے کر لینا۔ درحقیقت ان صلح کلی لیڈروں نے سیاست کو مذہب سے ایک علیحدہ چیز ٹھہرا کر سادہ لوح مسلمانوں کو اپنے دام مکر میں پھانس رکھا ہے۔ ورنہ مسلمان کا ایمان و قرآن تو اسے یہ بتاتا ہے کہ اس کی سچی اسلامی سیاست بھی اس کے سچے دین و مذہب ہی کا ایک شعبہ اور اسی کا ایک جزو ہے مسلمان میدانِ سیاست میں پہنچ کر بھی پابندی احکام مذہب سے بے نیاز نہیں ہو جاتا۔ اللہ عزّ و جل فرماتا ہے۔ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا یعنی میں نے آج تمہارے لیے تمہارا دین کامل کر دیا۔ اور میں نے تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور میں نے تمہارے لیے اسلام کو دین پسند کیا۔ ان صلح کلی لیڈروں کا اس پر بھی ایمان نہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔ کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ واللہ مع الصابرین ہ۔ یعنی بہت مرتبہ ایسا ہوا ہے کہ چھوٹی چھوٹی جماعتیں اللہ کے حکم سے بڑے بڑے جتھوں پر غالب آئی ہیں اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ اور فرماتا ہے جل جلالہ وکان حقا علینا نصر المؤمنین یعنی اور ہمارے ذمہ کرم پر ہے کامل ایمان والوں کی مدد فرمانا۔ اور فرماتا ہے عزّ و علا۔ الم ترالی الذین تولوا قوما غضب اللہ علیھم ماھم منکم ولا منھم ویحلفون علی الکذب وھم یعلمون ہ یعنی اے محبوب کیا تم نے ان لوگوں کو نہ دیکھا جنھوں نے اس قوم سے دوستی کی جس پر اللہ نے

غضب فرمایا۔ اے ایمان والو! یہ لوگ نہ تم میں سے ہیں نہ ان (کھلے ہوئے
کافروں) میں سے۔ اور یہ لوگ جان بوجھ کر جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں۔ پھر ایسے
لوگوں کے رذائل وقبائح بیان فرما کر انھیں کے حق میں فرماتا ہے۔ جل جلالہٗ۔
اولئك حزب الشيطان الا ان حزب الشيطان هم الخسرون ۝
یعنی یہ لوگ شیطان والے ہیں۔ سنتا ہے شیطان والے ہی ٹوٹا پانے
والے ہیں۔ اور فرماتا ہے۔ عز جلالہٗ لا تجد قوما یومنون باللہ والیوم
الاخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ ولو کانوا آباءھم او ابناءھم
او اخوانھم او عشیرتھم۔ یعنی اے محبوب تم ان لوگوں کو جو اللہ اور
قیامت پر ایمان رکھتے ہیں۔ ایسا نہ پاؤ گے کہ اللہ ورسول کے مخالفوں سے
دوستی رکھیں اگرچہ وہ ان کے باپ دادا یا ان کے بیٹے یا ان کے بھائی بند
یا ان کے کنبے قبیلے کے لوگ ہوں۔ پھر ان کے فضائل ومدائح بیان فرما کر
انھیں کے حق میں فرماتا ہے جل شانہ۔ حزب اللہ الا ان حزب اللہ
هم المفلحون ۝ یعنی یہ لوگ اللہ والے ہیں سنتا ہے؟ اللہ والے ہی
مراد کو پہنچنے والے ہیں اور فرماتا ہے تبارک شانہٗ۔ ومن یطع اللہ و
رسولہ ویخش اللہ ویتقہ فاولئك هم الفائزون ۝ یعنی اور جو
اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے اور اللہ سے ڈرے
اور اس سے خشیت رکھے تو یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔ اور
فرماتا ہے عز جلالہ۔ فلا تھنوا وتدعوا الی السلم وانتم الاعلون
واللہ معکم ولن یترکم اعمالکم ۝ اے ایمان والو تم سست
مت ہو اور کفار ومشرکین ومرتدین کو صلح واتحاد کی طرف مت بلاؤ اور

تمہیں غالب ہو گے اور اللہ تمہارے اعمال میں خسارہ ہرگز نہ دے گا۔ مسلمان کا اہل ایمان و قرآن و رحمٰن اور اس کے پیارے رسولِ ذیشان پر ہے جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ وہ ایمان رکھتا ہے کہ الٰہی مدد اور خداوندی نصرت کا وعدۂ صادقہ انھیں لوگوں کے حق میں ہے جو بتوفیق اللہ تعالیٰ مسلمان کامل الایمان متبع احکامِ شریعت ہوں۔ اللہ و رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کے ساتھ دشمنی[1] رکھتے ہیں ان کا اعتماد صرف دنیاوی اسباب ہی پر نہ ہو بلکہ وہ حضرت مسبب الاسباب عزّ جلالہٗ پر اعتماد اور اس کے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر بھروسہ رکھتے ہوں۔ پھر اگر وہ تعداد میں اپنے دشمنوں سے کم ہوں گے اللہ تعالیٰ ان کو اپنے فرشتے بھیج کر بہت کر دے گا۔ اگر وہ ظاہر میں کمزور و ضعیف ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کو قوت و طاقت بخشے گا۔ ان کی کمزوری و اقلیّت اور ان کے دشمنوں کی طاقت و اکثریت باذن اللہ العزیز المقتدر ان کو کچھ نقصان نہ پہنچا سکے گی۔ اس بحث کی تفصیل جلیل میں حضور پرنور مرشد برحق حامی السنن ماحی الفتن حضرت عظیم البرکۃ تاج العلماء سراج العلماء مولانا مولوی حافظ مفتی سید شاہ اولادرسول محمد میاں صاحب قبلہ قادری برکاتی قاسمی دامت برکاتہم القدسیہ مسند نشین سجادۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ سرکار کلاں مارہرہ مطہرہ ضلع ایٹہ کا رسالۂ مبارکہ مسمّٰی بنام تاریخی غلبۂ فیہ قلیلہ الٰہیہ اور رسالۂ مبارکہ <u>الجوابات السنیۃ علیٰ زھاء السوالات الیکیہ</u>۔ میں شیر بیشۂ سنت ناصر الاسلام حضرت مولانا مولوی حافظ قاری مفتی شاہ ابو الفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خاں صاحب

---

[1] اور دوستوں کے ساتھ دوستی

قبلہ قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی متع اللہ المسلمین بطول حیاتہم الشریفہ کا فتویٰ ملاحظہ ہو۔ اس کا انکار وہی کرسکے گا جس کو قرآن عظیم پر ایمان نہ ہوگا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

دوسری قوموں کے مختلف فرقے آپس میں کتنے ہی اختلافات رکھتے ہوں مگر کافر و بے ایمان ہونے میں سب ایک ہیں۔ اور بحکم الکفر ملۃ واحدۃ ان سب کا باہمی اتفاق و اتحاد کچھ جائے تعجب نہیں لیکن ان فرقہائے مرتدین کے ساتھ مسلمانوں کے اختلافات ہرگز آپس کے اختلافات نہیں یہ فرقے تو اپنے اپنے عقائد کفریہ کے سبب اسلام ہی سے خارج ہو چکے۔ البتہ مذہب اہلسنت کے چاروں گروہوں حنفیہ شافعیہ مالکیہ حنبلیہ کے باہمی فرعی اختلافات بیشک مسلمانوں کے آپس کے اختلافات ہیں تو ان اختلافات فرعیہ کے سبب سنی مسلمانوں کی بحمداللہ تعالیٰ کوئی لڑائی جھگڑا نہیں۔ سچا مسلمان کرسیوں وزارتوں حکومتوں کے لالچ میں اپنے پیارے دین و مذہب کو ہرگز نہیں چھوڑ سکتا بلکہ وہ اپنی جان وآبرو سے زیادہ پیارے اپنے سچے دین ومذہب پر کرسیوں وزارتوں حکومتوں غرض دنیا کی ساری دولتوں تمام راحتوں کو قربان کردے گا۔ وللہ الحمد۔ پھر جبکہ ہندوستان میں کلمہ گویانِ اسلام کی مجموعی تعداد بھی دوسری قوم کے مقابلے میں اقلیت ہی ہے۔ تو ان مرتد فرقوں کے ساتھ اتحاد و وداد کرنے کا بھی کیا نتیجہ ہوگا۔ وہ اقلیت تو پھر بھی اقلیت ہی رہے گی۔ مدعیانِ اسلام مرتدین کو ملا لینے کے بعد بھی اقلیت اکثریت نہ ہوگی۔ تو خدا و رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دشمنوں کے ساتھ اتحاد و اتفاق کا خسر الدنیا والاٰخرۃ ذٰلک ھو الخسران المبین o کے سوا کیا حاصل۔ ولاحول ولاقوۃ

الا باللہ العلی العظیم۔ اور یہ تو سیدھے سادے مسلمانوں کو محض سبز باغ ہی دکھانا ہے کہ حکومت حاصل ہو جانے کے بعد یہ مذہبی اختلافات آپس میں طے کر لینا حکومت اگر مل بھی گئی تو اس کی باگ ڈور اس کا حل وعقد اس کا بست وکشاد سب کچھ معاذ اللہ انھیں صلح کلی ونیچری ولیگی بے دین لیڈروں کے ہاتھوں میں ہوگا۔ ابھی کہ گنجوں کو ناخن نہیں ملے ہیں یہ حال ہے کہ دین ومذہب پر قہقہے اڑائے جارہے ہیں۔ ایمانیات واعتقادات پر ٹھٹھے لگائے جا رہے ہیں۔ اگر معاذ اللہ حکومت خود اختیاری مل گئی تو یہ تمام مذہبی اختلافات تو طے ضرور کر دیئے جائیں گے مگر اس طرح جیسے مرتد مشرقی کہہ چکا کہ سب اعتقادی[۱] کتابیں جلا کر فی النار وسقر کر دی جائیں گی۔ مذہبی کتابوں کا رکھنا جرم قرار دے دیا جائے گا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

بھولے بھالے پیارے سنی مسلمانو! اپنے دشمنوں سے ہوشیار ہو اس سے پہلے کہ ہوشیار ہونا کچھ نفع نہ دے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

بعض صلح کلی لیڈر جن کو فن تاریخ میں بھی کمال کا دعویٰ ہے مسلمانوں پر یوں اندھیری ڈالتے ہیں کہ جس وقت ترکی سلطان محمد فاتح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قاہر فوجیں خشکی پر جہاز چلا کر قسطنطنیہ میں فاتحانہ داخل ہو رہی تھیں۔ عین اسی وقت عیسائیوں کے پادری شہر کے بڑے گرجا یا صوفیہ میں اس مسئلے پر گرما گرم مباحثے میں مصروف تھے کہ جس روز یسوع مسیح علیہ السلام کو بقول نصاریٰ سولی دی گئی اس دن انھوں نے فطیری روٹی کھائی تھی یا خمیری اور ان کا بول و

---

[۱] دیکھو مرتد مشرقی کا تذکرہ ملعونہ اور دیباچہ صفحہ ۶۵ والعیاذ باللہ تعالیٰ ۱۲ منہ

براز پاک تھا یا نہیں۔ اسی طرح اس وقت دوسری قومیں مسلمانوں کو فنا کر دینے میں مصروف ہیں اور مسلمان انہیں مذہبی مباحثوں میں مبتلا ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو علم غیب تھا یا نہیں اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے فضلات طیبہ طاہر و پاک تھے یا نہیں۔ چھوڑو ان مذہبی بحثوں کو اور میدان سیاست میں دشمنوں کے سامنے صف آرائی کرو ورنہ تم ابھی انہیں قسطنطینی عیسائیوں کی طرح فنا کر دیئے جاؤ گے۔ اللہ اکبر! ان مکار لیکچراروں کی مکاری دیکھو مسلمانو! تم کو کس طرح چھلتے ہیں۔ قسطنطینیہ کے عیسائیوں کی شکست کا صرف یہ سبب دکھایا کہ وہ مذہبی بحثوں میں مبتلا تھے۔ ترکوں کی فتح کا مدار صرف اس پر ٹھہرایا کہ وہ انتظامات جنگ میں پورے طور پر مصروف تھے ان بے دینوں کے منہوں سے یہ نہیں نکلا کہ وہ عیسائی اگرچہ مذہبی بحثوں میں مصروف تھے مگر کافر تھے اور وہ ترک انتظامات جنگ سے پورے تیار ہونے کے ساتھ ساتھ ایمان والے تھے۔ اس لیے اللہ واحد قہار جل جلالہٗ نے اپنے ایمان والے بندوں کو کفار پر غالب و فتح مند فرما دیا اور ان کے مونہوں سے یہ نکلتا بھی کیوں کر۔ اگر وہ ایسا کہہ دیتے تو کفر و اسلام کا تفرقہ بیان کرنا پڑتا اور مسلمانوں پر اندھیری ڈالنے کا موقع نہ ملتا۔ مسلمانو! ان بے دین صلح کلی لیڈروں سے کہو کہ ارض فلسطین واجنادین ویرموک وقنسرین وانطاکیہ وحلب و بعلبک ومدائن وقادسیہ وغیرہا سیکڑوں مقامات پر اور بلاد ہند و سندھ و افریقہ و الجزائر اور صلیبی جنگ کے ہزار ہا میدانوں میں سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی کچھار کے شیروں کی بہت ہی چھوٹی چھوٹی فوجوں سے کفار کے دو نا دس گنے

بیس بیس گنے بلکہ بعض بعض مقامات پر سو سو اور ہزار ہزار گنے جتھوں کے جو مقابلے ہوئے اور ان سب میں ایمان والے ہی منصور و غالب اور کفار ہی مقہور و خائب رہے۔ کیا وہ سب کفار بھی مذہبی مباحثوں ہی میں مبتلا تھے۔ غرض قسطنطنیہ کے عیسائیوں کے بھی مغلوب و مقہور ہونے کا اصلی سبب ہرگز یہ نہ تھا کہ وہ حضرت سیدنا عیسیٰ مسیح کلمۃ اللہ و روح اللہ علیہ الصلاۃ والسلام کی سیرتِ کریمہ کے متعلق ایک مسئلے کی تحقیق میں کیوں مصروف تھے۔ بلکہ اس کا اصلی سبب بھی وہی وعدۂ الٰہیہ تھا کہ ولا تھنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین ۝ یعنی اور اے ایمان والو! تم سست مت ہو اور تم غمگین مت ہو اور تمہیں سب پر غالب رہو گے اگر تم کامل ایمان والے ہو گے۔ وہ نصاریٰ کافر تھے۔ ترکوں نے محض اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے بتوفیقہ تعالیٰ ان پر جہاد کیا۔ رب قدیر جل جلالہ نے اپنے ایمان والے بندوں کو کفار پر غلبہ دیا۔ وللہ الحجۃ السامیۃ۔

مسلمانو! ان عیار لیڈروں کی اس عیاری کا مقصد صرف یہ ہے کہ بدمذہبوں بے دینوں کے لیے ان کی بدمذہبی بے دینی پھیلانے میں پوری آزادی ہو جائے۔ کوئی رکاوٹ ان خبثا کے راستے میں نہ رہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی سیرتِ اقدس پر کوئی بے دین کیسا ہی ناپاک الزام لگائے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے علم مبارک یا شانِ اقدس کو کوئی مرتد کتنا ہی گھٹائے مسلمانوں کے سچے دینِ اسلام اور پیارے مذہب اہلسنت پر کوئی ملحد کیسے ہی گھنونے اتہامات اٹھائے مگر سنی مسلمان دم سادھے زبان دبائے چپ بیٹھے زبانِ قلب سے "ٹک ٹک دیدم دم نہ کشیدم" کا وظیفہ پڑھتے رہیں۔ ملحدوں بے دینوں مرتدوں کے جواب میں نہ ایک حرف لکھیں نہ

ایک لفظ کہیں۔ اور اگر وہ احقاقِ حق وابطالِ باطل کریں گے تو قسطنطنیہ کے نصاریٰ کی طرح مٹا دیئے جائیں گے۔ ولاحول ولاقوۃ الاباللہ العلی العظیم۔

الحمد لوجہ اللہ تعالیٰ کہ مہرِ نیم روز کی طرح واضح ولائح ہو گیا کہ ہمارے پیشوایانِ دینِ اہلسنت علمائے ربانیین کے فتاویٰ مبارکہ پر عمل کرنا ہی بفضلہ تعالیٰ ہماری صلاحِ دنیا وفلاحِ عقبیٰ کا سچا ذریعہ ہے۔ اور ان صلح کلی ونیچری لیڈروں کا مقصد سیاست کے پردے میں بے دینی ودہریت پھیلانا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

ان صلح کلی لیڈروں میں اعظم گڑھ کے مولوی شبلی اور الطاف حسین حالی اور زمانۂ حال کے مشہور شاعر ڈاکٹر اقبال[1] بہت نمایاں ہستی رکھتے ہیں۔ ان کی صلح کلیت اپنی حد سے گزر کر شدید نیچریت ودہریت تک پہنچی ہوئی ہے۔ انھوں نے اپنے مضامین نظم ونثر کے ذریعے سے نیچریت کا زبردست پرچار کیا ہے۔ شبلی اعظم گڈھی کی نیچریت ودہریت اس کی کتابوں سیرت النبی والفاروق وسیرت النعمان میں اپنے زندیقی کرشموں کی بہار اور الحادی جوبنوں کا ابھار دکھا رہی ہے۔ اس کی اگر پوری تفصیل کی جائے تو ایک دفتر بسیط لکھنے میں آئے۔ یہاں مختصراً گزارش ہے۔ شبلی اعظم گڈھی نے ایک مثنوی "صبح امید" لکھی جو نیچریوں کے دار المصنفین نے مسعود علی ندوی کے اہتمام سے معارف پریس اعظم گڈھ میں کلیات شبلی اردو کے صفحہ اول سے صفحہ ۲۳ تک شائع کی۔ اسی کے چند اشعار ہم بطور نمونہ پیش کر کے سنی مسلمانوں کے ایمانی قلوب سے ایک نظر انصاف کے طالب۔ وتوفیق الھدایۃ والاجتناب عن الغوایۃ من اللہ الکریم الوھاب۔

---

[1] ڈاکٹر اقبال سے متعلق شرعی حکم عرض ناشر کے ص ۵/۶ پر ملاحظہ کریں

لڑتے تھے بات بات میں ہم
ڈوبے تھے تعصبات میں ہم

دکھلائی کمالِ دین داری !
مومن کو بنا دیا جو ناری !

تکفیر ہمارا ہی چلن تھا
زندیق تو تکیۂ سخن تھا

دشمن کو نہ کر سکے موافق !!
مومن کو بنا دیا منافق !

گمراہ تو سیکڑوں بنائے
رستے پہ نہ ایک کو بھی لائے !

خلقِ نبوی کی تھی یہ تصویر
آپس میں ہر ایک گرمِ تکفیر

تصنیف میں گالیوں کی بھرمار
تحریر کہ لعنتوں کا انبار !

برپا تھے وہ مسجدوں میں فتنے
دیکھے نہ کبھی سنے کسی نے !

آپس میں نفاق کا یہ عالم !
یہ اس سے خفا وہ اس سے برہم

اللہ رے یہ وفورِ غفلت !!
سمجھے تھے رواج کو شریعت

باطل پہ فدا تو حق سے بیزار
تقلید پہ کس بلا کا اصرار !

دین دار برائے نام تھے ہم
وابستۂ رسمِ عام تھے ہم

تھے رسم و رواج پر فدا سب
تحقیق سے کچھ غرض نہ مطلب

سمجھے نہ ذرا کہ وقت کیا ہے
کس سمت زمانہ چل رہا ہے ۔

نیرنگیوں پر نہ کچھ نظر کی
یعنی کہ اب ہوا ہے کدھر کی !

کیا پیش ہے کیسی صورتیں ہیں
کیا وقت ہے کیا ضرورتیں ہیں ؟

چھیڑے جو گئے نئے فسانے !
نغمہ وہ رہا نہ وہ ترانے !

سیارے ہیں اب نئی چمک کے
وہ ٹھاٹھ بدل گئے فلک کے

اب صورتِ ملک و دین نئی ہے
افلاک نئے زمین نئی ہے !

سب بھول گئے ہیں ما سبق کو — گردوں نے الٹ دیا ورق کو
دیکھی یہ روش تو پھر خردمند — ہوتے گئے طرزِ نو کے پابند
گرنے بھی نہ پائے تھے کہ سنبھلے — بدلا جو زمانہ وہ بھی بدلے
لیکن نقشِ زمیں رہے ہم — بیٹھے تھے جہاں وہیں رہے ہم
گو غیراب اہلِ انجمن ہیں!! — ہمہ گرمِ فسانۂ کہن ہیں!!
ہر چند وہ بزم ہے نہ احباب — ہم دیکھ رہے ہیں پر وہی خواب
اس گنج گہر پہ ہم ہیں نازاں — جس کا کوئی جوہری نہیں یاں
قائم جو وہ انجمن نہیں ہے — اس نقد کا اب چلن نہیں ہے
اب عیب ہیں سب ہنر ہمارے — ہیں پوتھ سے کم گہر ہمارے
ماتم تھا یہی کہ آئی ناگاہ! — اک سمت سے ایک صدائے جانکاہ
اس شان سے تھی وہ آہِ دلگیر — پہلو میں اثر بغل میں تاثیر
دل ہاتھ سے لینے میں بلا تھی — جادو تھی؟ فسوں تھی؟ جانے کیا تھی؟
جس سمت سے آئی تھی وہ آواز — وہ جلوہ نمائے سحر و اعجاز
دیکھا تو وہاں بجاہ و تمکیں! — آیا نظر ایک پیر دیریں
صورت سے عیاں جلالِ شاہی — چہرے پہ فروغ صبح گاہی!
توقیر کی صورتِ مجسّم! — پیری سے کمر میں اک ذرا خم!
وہ ملک پہ جان دینے والا — وہ قوم کی ناؤ کھینے والا!
لب پر ہے فغاں کہ اب بھی جاگو — اے خوابِ گراں کے سونے والو
ہو گردِ رہِ صفِ پسیں کیوں! — اس بزم میں خوار ہو تمہیں کیوں
تا دیر وہ قوم کا فدائی — وہ خضرِ طریقِ رہنمائی

افسانۂ غم سُنا کے ٹھہرا
باتوں میں اثر تھا کس بلا کا
خواہش کے بدل گئے ارادے
تعلیم کے جا بجا وہ جلسے!!
دانشِ طلبانِ نکتہ داں نے
ترتیب دیئے بکاوش و کد
وہ نکتہ در حقیقت آگاہ!
سیّد اشرف علی ممتاز
ان کے قلمِ گہر فشاں نے!
آساں کر دی ہر ایک مشکل
جو بحث تھی دل نشیں کی تھی!
تحقیق کے طے کئے مراحل!!
البتہ یہ بات کی تھی تسلیم!
تدبیرِ شفا جو ہے تو یہ ہے
سہتے ہیں جو یوں غم و تعب ہم
تقویمِ کہن سے ہاتھ اٹھائیں
سیکھیں وہ مطالب نو آئیں
تہذیب کے وہ اصولِ نایاب
وہ گنجِ گرانِ دانش و فن
کپلر کی وہ نکتہ آفرینی

سوتوں کو جگا جگا کے ٹھہرا
اک بار جو رخ پھرا ہوا کا
ہمت نے قدم بڑھائے آگے
گھر گھر میں ترقیوں کے چرچے
عیسیٰ نفسانِ خوش بیان نے
بتّیس رسالہائے مفرد!
یعنی مہدی علیؔ ذی جاہ
مشتاق حسین نکتہ پرداز
آئینِ گزارشِ بیاں نے
ناطے شدہ رہ گئی یہ منزل
ہر بات کی چھان بین کی تھی!
وا کر دیئے عقدہائے مشکل!!
یعنی کہ علومِ نو کی تعلیم!
اُس دکھ کی دوا جو ہے تو یہ ہے
تدبیر بس یہی ہے کہ اب ہم
تہذیب کے دائرے میں آئیں
یورپ میں جو ہو رہے ہیں تلقین
وہ طرزِ معاشرت کے آداب
وہ فلسفۂ جدید بے کن!!
نیوٹن کے مسائلِ یقینی!!

اس فیض سے ہم بھی بہرہ ور ہوں
ہم بھی اِس کان کے گہر ہوں

قائم ہو باتفاقِ باہم!
اک مدرستہ العلوم اعظم

وہ کعبۂ آرزو ہمارا
ہر غم میں ہو چارہ جو ہمارا

وہ درس گہِ خجستہ انجام
ہو پشت و پناہِ قوم اسلام

رائیں ہوئیں متفق جو سب کی
اب قوم سے یاوری طلب کی

وہ کشتۂ قوم وہ فدائی!
اٹھا لئے کاسۂ گدائی!!

کیا تلخ ملے جواب اس کو
کیا کیا نہ دیئے خطاب اس کو

برگشتہ کہا کسی نے دیں سے
لعنت کا صلہ ملا کہیں سے

خود قوم کو ہو گئی تھی یہ کد!
زندیق کہا کسی نے مرتد!

جو راس نے سہے کرم کے بدلے
لطف اس نے کئے ستم کے بدلے

یہ زحمتیں گو تھیں ساتھ اس کے
پر زور تھے پر جو ہاتھ اس کے

آگے وہ بڑھا ہٹا کے سب کو
طے کر کے رہا رہِ طلب کو!

ناکام رہے وہ جن کو تھی لاگ
خاشاک سے دب سکی نہ یہ آگ

باطل کو جو حق نے کر دیا پست
اب نیست نے پائی صورتِ ہست

ہونی تھی کہ قوم کے پھریں دِن
نالے نہ رہے اثر کئے بن!

آخر بہ ہزار جاہ و جلال!
طالع ہوا آفتابِ اقبال!

قائم ہوا یادگارِ امام
وہ مدرستہ العلوم اسلام

خالق سے دعا ہے کہ اب جاوید
روشن رہے یہ چراغِ امید

اس چشمۂ فیض سے ہے سیراب
بنگال سے تا حدودِ پنجاب

افسوس تو ان پہ ہے کہ اب بھی!
ہم گم شدۂ رہِ ترقی!

جہاد سے جو دکھا رہا ہے او بار ! اوہام غلط میں ہیں گرفتار!
جو قوم شکستہ حال ہو جائے یہ سب ہو پر ان کی ضد نہ جائے
حق بات کبھی نہ دل میں آئے! برباد ہو پائمال ہو جائے
جاتے نہیں وہم باطل ان کے پتھر سے بنائے ہیں دل ان کے
سید سے اگر ہے بغض للہ! وہ خادم قوم اگر ہے گمراہ!
کچھ آپ ہی انتظام کرتے اسلام کو نیک نام کرتے!

سنی مسلمان بھائیو! للہ ایمان سے کہو۔ اگر یہ نیچریت نہیں۔ تو تین خدا ماننا حضرت مسیح علیہ الصلاۃ والسلام کو خدا کا بیٹا جاننا بھی نصرانیت نہ ہوگا۔ بدمذہبوں بے دینوں پر احکام شرعیہ سنانے کو بات بات پر لڑنا اور تعصبات میں ڈوبا رہنا بتایا۔ کلمہ پڑھنے والے مذہب پر بحکم حدیث شریف ناری ہونے کا حکم دینے کو دین داری کے خلاف ٹھہرایا۔ مسلمان کہلانے والا اگر کفریات بکے تو اسے بحکم شریعت منافق کافر زندیق گمراہ کہنے کو خلق نبوی کے خلاف اور گالیوں کا طومار لعنتوں کا انبار اور بدچلنی بے تہذیبی بنایا مسلمانان اہلسنت کی مسجدوں کو بدمذہبوں مرتدوں بے دینوں گمراہوں کی فتنہ انگیزیوں مفسدہ پردازیوں سے محفوظ رکھنے پر فتنے اور نفاق کا حکم لگایا۔ مجانبت مبتدعین و مقاطعۂ مرتدین کے بداخلاقی ہونے کا اور سلف صالحین یعنی ساڑھے تیرہ سو برس کے بزرگان دین کے طریقۂ مرضیہ کے اتباع کے وقوع غفلت ہونے کا اور تقلید ائمۂ مجتہدین کے باطل اور غیر مقلدی کے حق ہونے کا اور اجماع امت کی پیروی کو رسم عام کی وابستگی کہہ کر اجماع امت کے ماننے والوں کے فقط برائے نام دین دار ہونے کا اور اگلے بزرگان اسلام

کی سیرت کی پیروی رسم و رواج پر فدا ہونا ٹھہرا کر تحقیقِ حق کو حق سے اس کے مخالف ہونے کا گیت گایا۔ پھر آگے چل کر تو صاف کہہ دیا کہ اب وقت وہ نہ رہا زمانے کی رفتار بدل گئی، ہوا کا رُخ پھر گیا، نئی نئی نیرنگیاں پیش آگئیں نئی نئی صورتیں نئی نئی ضرورتیں سامنے آگئیں، نئے نئے افسانے چھوڑ دیئے گئے، نئی چمک کے ستارے نکل آئے، آسمانوں کے ٹھاٹھ بدل گئے۔ زمین بھی نئی ہے، آسمان بھی نئے ہیں، زمانے نے ورق الٹ دیا ہے لہٰذا اب اگلے نغموں پرانے ترانوں کا وقت نہ رہا۔ سبق یعنی اگلی باتوں کو بھول جانے کا وقت آگیا وہی لوگ عقلمند ہیں جو ایسے وقت میں پرانے مذہب کو چھوڑ کر نئی روشنی کے پرستار بن گئے۔ نئی بادشاہت کے محکوم بننے کے ساتھ ساتھ دین بھی نیا اختیار کر لیا۔ لیکن جن لوگوں نے زمانے کے بدلنے پر بھی اپنا دین نہیں بدلا۔ پرانے دین و مذہب پر ثابت و مستقیم رہے۔ محفل والے اگرچہ جدید ہو گئے مگر وہ اسی قدیم افسانے میں سرگرم ہیں۔ موتیوں کے جس خزانے کا اب کوئی قدردان نہیں پھر بھی وہ اپنے اسی پرانے خزانے پر نازاں ہیں۔ نہ اسلامی سلطنت رہی نہ اگلے زمانے کے سے دین دار مسلمان رہے پھر بھی وہ اسی ساڑھے تیرہ سو برس سے زائد قدیم دین دین اسلام و مذہب اہلسنت کے خواب دیکھ رہے ہیں۔ اسلامی سکے کا اب چلن نہیں رہا۔ پھر بھی وہ اس پرانے سکے کو نہیں چھوڑتے۔ اگرچہ جس قدر کمالات اسلامیہ تھے وہ سب اس زمانے میں عیب بن گئے۔ پھر بھی وہ انھیں کے دلدادہ ہیں۔ بحر اسلام کے جس قدر بے بہا موتی تھے وہ اگرچہ اس زمانے میں پوتھ یعنی کانچ کے چھوٹے موتیوں سے بھی بدتر ہو گئے پھر بھی

وہ انھیں پر فدا ہیں۔ ایسے لوگ بے وقوف اور بے عقل ہیں۔ پھر آگے چل کر مرتد اکفر پیر نیچر کی منقبت میں قصیدہ خوانی کی ہے حتی کہ اسے راہ ہدایت کا خضر بھی بنا ڈالا۔ پھر نواب محسن الملک و نواب وقار الملک و اشرف علی کی تحریری و تقریری تبلیغ نیچریت کی تعریف و توصیف کر کے صاف کہہ دیا کہ مسلمان اس وقت جس قدر مشکلات و مصائب میں مبتلا ہیں ان سب کا واحد علاج باتفاق و اجماع جملہ لیڈران نیچریت صرف یہی ہے کہ جس طرح نیا سال آنے سے پرانی جنتری بے کار ہو جاتی ہے اور نئی جنتری سے کام لیا جاتا ہے۔ اسی طرح پرانے دین و مذہب پرانے عقائد و مسائل کو چھوڑ کر ان سے ہاتھ اٹھا کر یوروپین تہذیب سیکھیں۔ یورپ کی ہی طرز معاشرت اختیار کریں۔ یورپ میں تہذیب و معاشرت کے جو اصول تلقین کئے جا رہے ہیں وہی نایاب اور بہترین ہیں انھیں پر عمل پیرا ہوں بیکن کے جدید فلسفے کپلر کی نکتہ آفرینیوں نیوٹن کے یقینی مسائل پر ایمان لائیں۔ یہ وہی مضمون ہے جو نواب محسن الملک و شمس العلماء صاحبان کہہ چکے ہیں کہ دین اسلام میں جس قدر مسائل و عقائد سائنس اور نیچر کے خلاف ہیں ان سب کو اسلام میں سے نکال کر پھینک دیا جائے۔ پھر آگے چل کر پیر نیچر کے قائم کردہ کالج کی ثنا خوانی میں چند اشعار ہیں یہاں تک کہ اس کو قوم اسلام کی پشت و پناہ اور اپنی آرزوؤں کا کعبہ بھی کہہ ڈالا۔ پھر سر سید کے عقائد کفریہ قطعیۂ یقینیہ پر حضرات علمائے اہلسنت دامت برکاتہم نے جو فتاوی شرعیہ دیئے تھے کہ یہ اقوال سراپا کفر و زندقہ و ارتداد و بے دینی و ضلال اور باعث لعنت و وبال و نکال ہیں۔ ان فتاوی کو جور و ظلم و ستم کہا۔ صرف اسی پر بس نہ کی بلکہ ان فتاوی شرعیہ کو باطل اور پیر نیچر کے عقائد کفریۂ ملعونہ کو حق بھی کہہ دیا۔ پھر کالج

نیچریت کے قائم ہونے کو قوم کے دن پھرنا کہا۔ آخر میں اس مرکز نیچریت منبع دہریت کے قیام و بقا کی دعا کر کے پھر یک دیا کہ اب بھی جو مسلمانانِ اہلسُنت پیر نیچر سے بتپسا نہیں لیتے ساڑھے تیرہ سو برس سے زائد قدیم دینِ اسلام و مذہب اہلسنت کو نہیں چھوڑتے۔ یورپ کی تہذیب یورپ کی معاشرت نیچری دھرم اختیار نہیں کرتے وہ ترقی کی راہ سے بھٹکے ہوئے ہیں۔ ان کی بدنصیبی ان کو اپنے جلوے دکھا رہی ہے۔ وہ غلط وہموں میں گرفتار ہیں۔ ان کے دلوں میں کبھی حق بات نہیں آتی۔ ان کے باطل وہم جانے والے نہیں۔ وہ قوم کو شکستہ حال و برباد و پائمال ہوتا ہوا دیکھ کر بھی اپنی ضد پر اڑے ہیں۔ پُرانے دین و مذہب پُرانی تہذیب و معاشرت سے ہاتھ نہیں اٹھاتے۔ یورپ کی نیچریانہ نئی روشنی کے اُجالے میں نہیں آتے۔ پھر کچھ بس چلتا نہ دیکھ کر پچھلے شعروں میں تور وہی دیئے۔ نہایت ہی کھسیانی ادا سے فرماتے ہیں کہ اے مسلمانانِ اہلسنت کے دینی پیشواؤ مذہبی رہنماؤ اگر سرسید احمد خاں پیر نیچر اپنے عقائد کفریہ کے سبب بحکم شریعت گمراہ بے دین ہے اور آپ حضرات کی اس کے ساتھ عداوت اللہ تعالیٰ ہی کے لیے اور اللہ تعالیٰ ہی کے حکم سے ہے۔ تو پھر آپ ہی حضرات کچھ انتظام کریں۔ اسلام کو نیک نام کریں۔ ہر سُنی مسلمان کے نزدیک ایمان و قرآن کی روشنی میں یہ امر بدیہی ہے کہ آج مسلمانانِ عالم جن مصائب و آلام میں مبتلا ہیں ان کا واحد سبب شریعت مطہرہ کے احکام کی خلاف ورزی اور دین و مذہب کے معاملے میں واحد علاج اسی سبب کو دُور

۱؎ ذہن صداقت دبے ہمتی و سہل انکاری بے غیرتی ہے اور ان مصائب و آلام

کرنا ہے۔ اور حضرات علمائے اہلسنت اساطین دین وملت کثرہم اللہ تعالیٰ ونصرہم بفضلہ تعالیٰ وبکرم حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تحریرًا وتقریرًا برابر اسی سبب کو دور کرنے میں مشغول ومصروف ہیں۔ افسوس تو یہی ہے کہ نیچری لیڈروں نے ایمانی وقرآنی تدبیر شفا کے اختیار کرنے کو مرض بتایا اور بے دینی ولامذہبی قبول کرنے کو اپنے دکھ کی دوا ٹھہرایا۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ۔

ہماری اس کتاب کے مباحث سابقہ کو جس نے غور وانصاف کے ساتھ پڑھ لیا ہے۔ اس پر شبلی اعظم گڈھی کے ان اشعار کا کفر یقینی وارتداد قطعی ہونا مہر نیم روز وماہ نیم ماہ سے بھی بڑھ کر واضح وروشن ہے۔ یہاں ہم صرف ایک ہی آیت کریمہ کی تلاوت پر اکتفا کرتے ہیں۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ ان ھٰذا صراطی مستقیما فاتبعوہ ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیلہ ذٰلکم وصّٰکم بہ لعلکم تتقون۔ یعنی اور اے محبوب تم فرمادو کہ) یہ ہے میرا سیدھا راستہ تو اس پر چلو اور راہیں نہ چلو کہ تمہیں اس کی راہ سے جدا کر دیں گی۔ یہ تمہیں حکم فرمایا کہ کہیں تمہیں پرہیزگاری ملے۔ (ترجمۂ رضویہ)

آیت مبارکہ کا روشن فرمان ہے اور ہر سنی مسلمان کا اس پر اذعان ہے وایمان ہے کہ قیامت تک کے پیدا ہونے والے تمام مکلفین جن وانس پر فرض ہے کہ آج سے ساڑھے تیرہ سو برس پہلے حضور اقدس سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو دین ومذہب دنیا والوں کے سامنے پیش کیا اسی پرانے دین، اسی قدیم مذہب کو قبول کرکے اسی کی پیروی اسی کی اتباع کریں اور جو شخص اس سے روگردانی کرکے کسی اور دین ومذہب کو اختیار کرے گا خواہ وہ یورپ والوں کا ہو یا امریکہ والوں کا

ایشیا کا ہو یا افریقہ کا وہ کافر و مرتد بے ایمان ہے۔ مگر نیچریوں کا اعظم گڑھی ریفارمر کھلے لفظوں میں کہہ رہا ہے کہ مسلمانوں کی تمام بیماریوں کا صرف یہی ایک علاج ہے کہ یورپ کی تہذیب یورپ کی معاشرت اختیار کرلیں یعنی خود داڑھیاں منڈائیں اپنی عورتوں کے سروں کے بال کتروائیں۔ خود بھی سینما تھیٹر دیکھیں ان کو بھی دکھائیں۔ جوبلی پارک اور وکٹوریہ گارڈن وغیرہ باغوں بازاروں کی بے پردہ سیر اور دوستوں یاروں آشناؤں سے ملاقات اور تخلئیے ان کو بخوشی اجازتیں عطا فرمائیں۔ تقریبوں اور دعوتوں کے موقعے پر خود بھی ناچیں ان کو بھی[1] نچائیں اور مسوں کا حیا سوز لباس جس سے سر و گردن اور دست و بازو اور سینہ و ران اور پنڈلیاں قطعاً برہنہ رہیں پہنائیں۔ شادی کے قابل مردوں اور عورتوں کے ایک مدت تک نہایت آزادی و بے باکی کے ساتھ باہم ایک دوسرے سے خلوت و جلوت میں میل جول رکھنے کی رسم کو یہاں کے مسلمانوں میں بھی جاری کرائیں۔ میز کرسی پر چھری کانٹے چمچے سے کھانا کھائیں۔ غرض سر سے پیر تک یورپ کی تہذیب و معاشرت کے گہرے رنگ میں رنگ جائیں۔ صرف اتنا ہی نہیں بلکہ یورپ کی گڑھی ہوئی سائنس پر بھی ایمان لائیں اور ساڑھے تیرہ سو برس کے قدیم دین اسلام و مذہب اہلسنت کو پرانی جنتری سمجھ کر اس سے یکسر ہاتھ اٹھائیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ

کیا کسی سنی مسلمان کو اپنے دین و مذہب کی رو سے ان کلمات ملعونہ کے قائل کے قطعی یقینی کافر و مرتد ہونے میں کچھ شک و شبہ رہ سکتا ہے۔ والعیاذ

---

[1] نچائیں ان کو فلم ایکٹریس بنائیں خود بھی یورپین لباس پہنیں ان کو بھی

باللہ تعالیٰ۔

الطاف حسین حالی نے ایک مسدس لکھا جس کا نام "مدّ و جزر اسلام" رکھا۔ نیچری لیڈروں صلح کلی واعظوں نے اس کی اشاعت میں ایڑی چوٹی کے زور لگا دیئے۔ اس نے اپنے مسدس مطبوع بالکشن پریس آگرہ کے دیباچہ کے صفحہ ۳ و ۴ پر اپنے نیچری شاعر بن جانے کا سبب ان لفظوں میں لکھا ہے۔

بیس برس کی عمر سے چالیسویں سال تک تیلی کے بیل کی طرح اسی ایک چکر میں پھرتے رہے اور اپنے نزدیک سارا جہان طے کر چکے۔ جب آنکھیں کھلیں تو معلوم ہوا کہ جہاں سے چلے تھے اب تک وہیں ہیں۔

شکست رنگ شباب و ہنوز رعنائی دراں دیار کہ زادی ہنوز آں جائی۔

نگاہ اٹھا کے دیکھا تو دائیں بائیں آگے پیچھے ایک میدان وسیع نظر آیا جس میں بے شمار راہیں چاروں طرف کھلی ہوئی تھیں اور خیال کے لیے کہیں عرصۂ تنگ نہ تھا۔ جی میں آیا کہ قدم آگے بڑھائیں اور اس میدان کی سیر کریں مگر جو قدم بیس برس تک ایک چال سے دوسری چال نہ چلے ہوں اور جن کی دوڑ دو گز زمین میں محدود رہی ہو ان سے اس میدان میں کام لینا آسان نہ تھا۔ اس کے سوا بیس برس کی بیکار اور نکمی گردش میں ہاتھ پاؤں چور ہو گئے تھے اور طاقتِ رفتار جواب دے چکی تھی۔ لیکن پاؤں میں چکر تھا۔ اس لیے نچلا بیٹھنا بھی دشوار تھا۔ چند روز اسی تردد میں یہ حال رہا کہ ایک قدم آگے بڑھتا تھا۔ دوسرا پیچھے ہٹتا تھا۔ ناگاہ دیکھا کہ ایک خدا کا بندہ یعنی ڈاکٹر سر سید احمد خاں جو اس میدان کا مرد ہے۔ ایک دشوار گذار راستے میں رہ نورد ہے۔ بہت سے لوگ جو اس کے ساتھ چلے تھے تھک کر پیچھے رہ گئے ہیں۔ بہت سے ابھی اس کے ساتھ افتاں و

خیزاں چلے جاتے ہیں مگر ہونٹوں پپڑیاں بھی ہیں۔ پیروں میں چھالے پڑے ہیں۔ دم چڑھ رہا ہے۔ چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی ہیں لیکن اولوالعزم آدمی جو ان سب کا رہنما ہے۔ اسی طرح تازہ دم ہے۔ نہ اسے رستے کی تکان ہے۔ نہ ساتھیوں کے چھوٹ جانے کی پرواہ ہے۔ نہ منزل کی دوری سے ہراس ہے۔ اس کی چتونوں میں غضب کا جادو ہے۔ کہ جس کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھتا ہے وہ آنکھیں بند کر کے اس کے ساتھ ہو لیتا ہے۔ اس کی نگاہ ایک ادھر بھی پڑی اور اپنا کام کر گئی۔ بیس برس کے تھکے ہارے خستہ و کوفتہ اسی دشوار گزار راستے پر پڑ لئے۔ نہ یہ خبر ہے کہ کہاں جاتے ہیں۔ نہ معلوم ہے کہ کیوں جاتے ہیں۔ نہ طلب صادق ہے، نہ قدم راسخ ہے، نہ عزم ہے، نہ استقلال ہے، نہ صدق ہے نہ اخلاص ہے مگر ایک زبردست ہاتھ ہے کہ کھینچے لئے چلا جاتا ہے۔

حالی نے اپنی اس عبارت میں یہاں سرسیّد کی چتونوں میں صرف غضب کا جادو ہی بھرا ہوا بتایا لیکن شبلی نے تو اسے جلوہ نمائے سحر و اعجاز ٹھہرایا۔ یعنی شبلی کے وہم میں سرسید جادوگر بھی تھا اور معجزے بھی دکھاتا تھا۔ مگر شبلی و حالی دونوں کے اقوال سے اتنا ضرور ثابت ہو گیا کہ ان دونوں کو گمراہ و بے دین بنانے والی ان دونوں کے دین و ایمان کو مٹانے والی وہی سرسید احمد خاں کولی علی گڈھی کی کافرانہ و ساحرانہ نگاہ تھی سچ فرمایا ہمارے آقا و مولی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم نے کہ ایاکم وایاھم لایضلونکم ولایفتنونکم یعنی بدمذہبوں سے دور رہو ان کو اپنے سے دور رکھو۔ کہیں وہ تم کو گمراہ نہ کر دیں۔ کہیں وہ تم کو فتنے میں مبتلا نہ کر دیں۔ والعیاذ باللہ۔

ہم اس وقت اسی مسدس حالی کے چند بند پیش کر کے مسلمانوں کے سامنے اس کی نیچریت بے نقاب کرتے ہیں۔ صفحہ ۱۷ پر ہے۔

نصاریٰ کی مانند دھوکہ نہ کھانا ! کبھی کو خدا کا نہ بیٹا بنانا !
مری حد سے رتبہ میرا بڑھانا ! بڑھا کر بہت تم نہ مجھ کو گھٹانا
سب انسان ہیں واں جس طرح سرفگندہ اسی طرح ہیں بھی ایک اس کا بندہ
بنانا نہ تربت کو میری صنم تم نہ کرنا مری قبر پر سر کو خم تم
نہیں بندہ ہونے میں کچھ مجھ سے کم تم کہ بے چارگی میں برابر ہیں ہم تم
مجھے حق نے دی ہے بس اتنی بزرگی کہ بندہ بھی ہوں اس کا اور ایلچی بھی

ان چھوٹوں شعروں میں حالی نے صاف صاف کہہ دیا کہ اللہ تعالیٰ کے جیسے بندے ہم ہیں ویسے ہی بندے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم ہیں۔ جیسے ہم عاجز و مجبور ہیں ویسے ہی عاجز و مجبور رسول اللہ بھی ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو صرف اتنی ہی بزرگی حاصل ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بندے بھی ہیں اور اس کے ایلچی بھی ہیں۔ یہ کفریات ملعونہ تو وہی ہیں جو امام الوہابیہ اسمٰعیل دہلوی نے اپنی ناپاک کتاب تقویت الایمان میں بکے۔ چنانچہ تقویۃ الایمان مطبوعہ مرکنٹائل پرنٹنگ دہلی کے صفحہ ۵۷ پر بکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا۔ اور سب لوگوں سے امتیاز مجھ کو یہی ہے کہ اللہ کے احکام سے میں واقف ہوں۔ اور لوگ غافل۔ اس عبارت میں اس نے صاف بتا دیا کہ حضور اقدس صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو صرف اتنی ہی بزرگی حاصل ہے کہ حضور علیہ وعلیٰ آلہ الصّلاۃ والسّلام احکامِ خداوندی سے واقف ہیں۔ باقی لوگ غافل ہیں۔ اور پھر غضب یہ کہ اس کفر کا افترا، خود حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کر دیا۔ پھر حدیث شریف میں صرف اس قدر تھا انا محمد بن عبد اللہ عبد اللہ ورسولہ۔ یعنی میں محمد بن عبد اللہ ہوں۔ اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں اس میں حصر کا کوئی لفظ نہ تھا۔ لیکن امام الوہابیہ نے رسول کے معنیٰ صرف اسی قدر گڑھے کہ اللہ کے احکام سے واقف جو ایک بے عمل عالم پر بھی صادق ہے۔ پھر امتیاز یہی ہے کہہ کر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل و کمالات کا صرف اسی وصف میں حصر کر دیا۔ اسی طرح یہی امام الوہابیہ اسی تقویۃ الایمان کے صفحہ ۲۹ پر بکتا ہے۔

سب بندے بڑے اور چھوٹے برابر ہیں۔ عاجز اور بے اختیار پھر اسی صفحہ پر سوا چھ سطر بعد بکتا ہے۔ سب بندے بڑے ہوں یا چھوٹے سب یکساں بے خبر ہیں اور ناداں۔

ان عبارتوں میں امام الوہابیہ نے صاف بتا دیا کہ اللہ تعالیٰ کے دوسرے تمام بندے جیسے عاجز و ناداں ہیں ویسے ہی عاجز و ناداں تمام انبیاء علیہم الصّلاۃ والسّلام بلکہ خود حضور سید الانام علیہ وعلیٰ آلہ الصّلاۃ والسّلام بھی ہیں۔ حالی نے امام الوہابیہ کی شاگردی میں ان سب کفروں کا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر افترا، کر دیا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

حضور مالک دو عالم نائب رب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو ان کے پیارے رب اکرم جل جلالہ نے اپنے کرم سے جو عظیم و جلیل و وسیع اختیارات

عطا فرمائے ہیں۔ ان کے جلوے دیکھنے ہوں تو حضور پُر نور امام اہلسنت آقائے نعمت دریائے رحمت مجدد اعظم فاضل بریلوی اعلیحضرت عظیم البرکۃ مولانا شاہ عبد المصطفیٰ محمد احمد رضا خاں صاحب قبلہ قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتاب مستطاب مسمّٰی بنام تاریخی الامن والعلیٰ لناعتی المصطفیٰ بدافع البلاء کا مطالعہ کیا جائے۔ یہاں مختصراً صرف دو ہی آیات مبارکہ تلاوت کی جاتی ہیں۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ ضرب اللہ مثلا عبدا مملوکا لا یقدر علی شئ ومن رزقنہ منا رزقا حسنا فھو ینفق منہ سرا وجھرا ھل یستون الحمد للہ بل اکثرھم لا یعلمون ہ وضرب اللہ مثلا رجلین احدھما بکم لا یقدر علی شئ وھو کل علی مولاہ اینما یوجھہ لایات بخیر ھل یستوی ھو ومن یامر بالعدل وھو علی صراط مستقیم ہ یعنی اللہ نے ایک کہاوت بیان فرمائی۔ ایک بندہ ہے دوسرے کی ملک آپ کچھ مقدور نہیں رکھتا۔ اور ایک وہ جسے ہم نے اپنی طرف سے اچھی روزی عطا فرمائی تو وہ اس میں سے خرچ کرتا ہے، چھپے اور ظاہر۔ کیا وہ برابر ہو جائیں گے۔ سب خوبیاں اللہ کو ہیں۔ بلکہ ان میں اکثر کو خبر نہیں اور اللہ نے کہاوت بیان فرمائی۔ دو مرد ایک گونگا جو کچھ کام نہیں کر سکتا اور وہ اپنے آقا پر بوجھ ہے۔ جدھر اسے بھیجے کچھ بھلائی نہ لائے کیا برابر ہو جائے گا یہ اور وہ جو انصاف کا حکم کرتا ہے اور وہ سیدھی راہ پر ہے۔ (ترجمۂ رضویہ)

ان آیات کریمہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے دو قسم کے بندے بیان فرمائے۔ ایک وہ جو خود دوسرے کی ملک ہوں آپ کچھ مقدور نہیں رکھتے

گونگے جو کچھ کام نہیں کر سکتے نہ اپنی کسی سے کہہ سکیں نہ دوسرے کی سمجھ سکیں.
اپنے آقا پر بوجھ ہوں۔ ان کا آقا ان کو جدھر بھیجے کچھ بھلائی نہ لائیں اور کسی کام
نہ آئیں۔ اور یہ مثال کافروں کی ہے۔ دوسرے وہ جنہیں رب کریم جل جلالہٗ
نے اچھی روزی دی تو وہ اس میں سے پوشیدہ بھی خرچ کرتے ہیں اور ظاہر
میں بھی انصاف کا حکم کرتے ہیں اور سیدھے راستے پر ہیں۔ اور یہ مثال
مومنوں کی ہے۔ اور پھر صاف ارشاد فرما دیا کہ وہ کفار ہرگز ان مومنوں کے
برابر کسی طرح نہیں ہو سکتے۔ ہر سنی مسلمان اپنے دین و مذہب کی روشنی
میں بالبداہتہ دیکھ رہا ہے کہ ان آیات مبارکہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے
اپنے ایمان والے بندوں کی جو یہ صفتیں بیان فرمائیں کہ ان کو ان کے رب
تبارک و تعالیٰ نے اچھا رزق عطا فرمایا ہے۔ وہ اس میں سے لوگوں کو چھپا کر
بھی دیتے ہیں اور ظاہر میں بھی۔ وہ انصاف کا حکم کرتے ہیں اور سیدھے راستے
پر ہیں۔ ان صفات میں ساری مخلوقات تمام جہان سے افضل و اقدم و اعلیٰ و
اعظم نہیں ہیں مگر ہمارے آقا و مولیٰ سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ
آلہٖ وسلم۔ تو امام الوہابیہ اسمٰعیل دہلوی اور اس کے چیلے الطاف حسین حالی نے اولاً
حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے فضائل و کمالات کو صرف
عبدیت و رسالت ہی میں حصر کر کے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تمام
خصائص مبارکہ مثل سیادت مطلقہ و محبوبیت کبریٰ و شفاعت عظمیٰ و ختم نبوت و
معراج فوق سمٰوات وغیرہا سب سے کفر کیا۔

ثانیاً۔ اللہ تعالیٰ کے سارے بندوں کو عاجزی و بے چارگی میں حضور اقدس
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے برابر کہہ کر ان دونوں آیات الٰہیہ کی صریح

تکذیب کی والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

ثالثاً: حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہٗ السبحانی اپنے مکتوبات شریفہ جلد اول صفحہ ۲۲۴ مکتوب نمبر ۲۱۷ میں فرماتے ہیں۔ حضرت سید محی الدین جیلانی قدس سرہ در بعضے رسائل خود نوشتہ اند کہ در قضائے مبرم ہیچ کس را مجال نیست کہ تبدیل بدہد مگر مرا کہ اگر خواہم آنجا ہم تصرف کنم۔ یعنی حضور پر نور سیدنا الغوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بعض رسائل میں تحریر فرمایا ہے کہ قضائے مبرم میں کسی شخص کو کچھ بدل دینے کی مجال نہیں۔ مگر مجھ کو اللہ تعالیٰ نے یہ قدرت بخشی ہے کہ وہ قضا جو لوح محفوظ میں قضائے مبرم کی طرح لکھی ہوئی ہے اور لوح محفوظ میں نہ تو کسی امر پر معلق ہے نہ کسی شرط کے ساتھ مشروط ہے۔ صرف علم الٰہی میں اس کی تعلیق ہے اگر میں چاہوں تو اس قسم کی قضائے مبرم میں بھی تغیر و تبدیل کر دوں۔ پھر یہی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے مکتوبات شریف کی اسی جلد اول کے صفحہ ۴۴۶ مکتوب نمبر ۳۱۰ میں فرماتے ہیں۔ ہر علم غیب کہ مخصوص باوست سبحنہٗ خاص رسل را اطلاع می بخشد۔ یعنی جو علم غیب اللہ سبحنہٗ و تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے۔ اللہ عزّ و جل اس پر خاص اپنے رسولوں کو مطلع فرما دیتا ہے۔ پھر حضرت امام ربانی علیہ الرضوان الرحمان اپنے مکتوبات شریف کی جلد سوم کے صفحہ ۲۰۱ مکتوب نمبر ۱۱۰ میں فرماتے ہیں۔ چوں بفضل اللہ و سبحنہٗ از قید حصول ظلیت وارہد ہر ذرہ از ذرات موجودات چہ عرض وچہ جوہر وچہ آفاق وچہ انفس اورا دروازۂ غیب الغیب واگردد یعنی جب عارف بفضل اللہ تعالیٰ حصولِ ظلیت کی قید سے چھوٹتا ہے تو عرض ہو یا جوہر آفاق ہوں یا انفس غرض تمام موجودات عالم کا ہر ذرہ اس کے لیے غیب

الغیب کا دروازہ بن کر کھل جاتا ہے۔ امام الوہابیہ اسمٰعیل دہلوی اور اس کے چیلے الطاف حسین حالی کا دھرم تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام بندے عاجزی و بیچارگی اور بے خبری و نادانی میں معاذ اللہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے برابر ہیں مگر حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اعاظم اولیائے امت محمدیہ علیٰ صاحبہا وآلہ الصلاۃ والسلام مثل حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے بعطائے الٰہی ایسی عظیم قدرت ایسا وسیع اختیار مانتے ہیں کہ وہ بإذن خداوندی لوح محفوظ میں بھی تصرف کر سکتے ہیں۔ انبیاء و مرسلین تو انبیاء و مرسلین ہیں علیٰ سیدہم وعلیہم وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام عارفین کے لیے ایسا وسیع و محیط علم عظیم مانتے ہیں کہ تمام کائنات جملہ موجودات جمیع مخلوقات کا ہر ہر ذرہ نہ صرف یہ کہ ان پر منکشف ہی ہو جاتا ہے بلکہ غیب الغیب کے مشاہدہ کے لیے ان کے حق میں ایک کھلا ہوا دروازہ بن جاتا ہے۔ اور حضرات مرسلین عظام علیہم الصلاۃ والسلام کے لیے وہ علم رفیع مانتے ہیں جو علوم غیبیہ اللہ عزوجل کے ساتھ خاص ہیں ان پر بھی اللہ تبارک وتعالیٰ ان حضرات کو مطلع فرما دیتا ہے۔ سنی مسلمانو! امام الوہابیہ اسمٰعیل دہلوی کی ان ناپاک عبارتوں سے جو عقیدۂ کفریہ کھلم کھلا ظاہر ہے جس کا اس کے چیلے الطاف حسین حالی نے بکمال وقاحت خود حضور پرنور مختار کل مالک دو عالم سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر افترا کر دیا۔ اگر اس کے قائل کو مسلمان ایماندار فرض کیا جائے تو حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کو معاذ اللہ مشرک نصرانی صنم پرست کہنا پڑے گا۔ اور اگر حضرت امام ربانی علیہ الرحمۃ والغفران کے ان مبارک اعتقادات کو حق مانا جائے تو اس بے دین قائل کو کافر مرتد ماننا پڑے گا

ہاں ہاں بولو! اب تمہارا ایمان و انصاف اِن دونوں شقوں میں سے کون سی شق قبول کرنے پر تمہیں مجبور کرتا ہے۔ اور توفیق اللہ عزّ و جل کے ہاتھ ہے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اِن ارشادات مبارکہ سے مرتد اشرف علی تھانوی اور اس کے چیلے وہابی، دیوبندی بھی سبق لیں۔ تھانوی مرتد تو اپنی ملعون رسلیا حفظ الایمان میں یہ بتاتا ہے کہ جو بعض علم غیب اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے محبوب سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو عطا فرمایا اس میں حضور کی کچھ خصوصیت نہیں ایسا علم غیب تو ہر بچے ہر پاگل ہر جانور ہر چوپائے کو بھی حاصل ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

مرتد تھانوی کو تو خصوصیت نہیں سوجھی لیکن حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ الربانی نے آیتِ قرآنی عٰلمُ الغیب فلا یظھر علیٰ غیبہٖ احدًا الا من ارتضیٰ من رسول اور آیتِ رحمانی وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولٰکن اللہ یجتبی من رسلہٖ من یشاءُ کا مفاد و مقتضیٰ یہ ارشاد فرمایا کہ اللہ عزّ جل کے ساتھ جو غیوب مخصوص ہیں ان پر بھی وہ خاص اپنے رسولوں ہی کو مطلع فرماتا ہے۔ ہاں ہاں اب مرتد اشرف علی تھانوی و حسین احمد اجودھیا باشی و شبیر احمد دیوبندی و مرتضیٰ حسن دربھنگی و ایڈیٹر النجم عبد الغفور کاکوروی و فرزند دیوبند منظور سنبھلی و کفایت اللہ شاہجہانپوری نائی عن الاسلام سارے کے سارے وہابیہ دیوبندیہ خواہ مسٹر جینا کے پچھ لگوے ہوں یا گاندھی کے دُم چھلے ہوں سب مل کر ایک دوسرے سے بول چلیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اِن ارشادات مبارکہ کے مطابق مصنف حفظ الایمان کافر و مرتد بے ایمان ہے یا نہیں۔ مرتد رشید احمد گنگوہی

ومرتد خلیل احمد انبیٹھی کے چیلے بھی حضرت مجدد الف ثانی کے ان ارشاداتِ مقدسہ کو بہ نظرِ انصاف ملاحظہ کرکے ملعون کتاب براہین قاطعہ کے اصل مصنف گنگوہی اور ظاہری مؤلف انبیٹھی کے کافر مرتد بے ایمان ہونے پر ایمان لائیں۔
گنگوہی وانبیٹھی مرتدوں کو تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم اقدس کے وسیع ہونے پر کوئی نص نہ سوجھا بلکہ دل کے اندھوں ہیئے کی پھوٹوں کو برعکس ایسے نصوص اور وہ بھی قرآن وحدیث میں نظر آئے جن سے مرتدانِ گنگوہ وانبیٹھہ کے دھرم میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے علم اقدس کا وسیع نہ ہونا ثابت ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔
ارے بے دینو! حضور اقدس تو حضور اقدس ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ انبیاء ومرسلین تو انبیاء ومرسلین ہیں۔ صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہٗ علیٰ سیدہم وعلیہم وعلیٰ آلہٖ اجمعین۔ صحابۂ کرام واہلبیت عظام تو صحابۂ کرام و اہلبیت عظام ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بندگانِ خاص ومقربان باختصاص حضرات عرفائے امت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا یہ علم وسیع بیان فرما رہے ہیں کہ جوہر ہوں یا عرض آفاق ہوں یا انفس تمام موجودات جملۂ کائنات جمیع مخلوقات کا ہر ہر ذرہ صرف اتنا ہی نہیں کہ ان پر منکشف ہو جاتا ہے بلکہ ان کے حق میں غیب الغیب کے مشاہدے کے لیے کھلا ہوا دروازہ بن جاتا ہے۔ دیو کے بندو! ابلیس کے پجاریو! کیا اب بھی گنگوہی وانبیٹھی کے پیشوا ابلیس ملعون کی وسعتِ علم پر ایمان لانے سے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے لیے تمام ماکان ومایکون کا

علم محیط بعطائے الٰہی ماننے کو شرک بتانے سے توبہ نہ کرو گے؟ ہاں ہاں سچے دل کے ساتھ کفر دیوبندیت سے توبہ کرکے سنّی مسلمان بن کر اپنی ہڈیوں بوٹیوں کو جہنم کی بھڑکتی ہوئی ابدی آگ سے بچاؤ۔ اللہ توفیق دے۔ آمین صفحہ ۱۹ پر کہتا ہے۔ ؎

سکھائی انھیں نوعِ انساں کی شفقت
کہا ہے یہ اسلامیوں کی علامت
کہ ہمسائے سے رکھتے ہیں وہ محبّت
شب و روز پہنچاتے ہیں ان کو راحت
وہ جو حق سے اپنے لیے چاہتے ہیں
وہی ہر بشر کے لیے چاہتے ہیں!
خدا رحم کرتا نہیں اس بشر پر
نہ ہو درد کی چوٹ جس کے جگر پر
کسی کے گر آفت گزر جائے سر پر
پڑے غم کا سایہ نہ اس بے اثر پر!
کرو مہربانی تم اہلِ زمیں پر
خدا مہرباں ہوگا عرشِ بریں پر
ڈرایا تعصّب سے ان کو یہ کہہ کر
کہ زندہ رہا اور مرا جو اسی پر
ہوا وہ ہماری جماعت سے باہر
وہ ساتھی ہمارا نہ ہم اس کے یاور
نہیں حق سے کچھ اس محبّت کو بہرہ
کہ جو تم کو اندھا کرے اور بہرا

ان نو شعروں میں حالی نے اسی ملعون صلح کلی کا افترا حضور اقدس سید القاہرین اعلیٰ اعدا و رب العٰلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کیا ہے جس کی تعلیم لیگیوں کے سیاسی پیغمبر مسٹر جینا نے اپنی سیاسی امّت کو اپنے پیغام عید الفطر ۱۳۵۸ھ میں دی ہے کہ اپنا پڑوسی مسلمان ہو یا کافر ذمی ہو یا حربی ہر ایک کے ساتھ محبّت رکھنا ہر ایک کو رات دن راحت پہنچانا یہی مسلمانوں کی علامت ہے۔ زمین پر جس قدر کفار و منافقین ہیں و مرتدین و مشرکین و زنادقہ و ملحدین بستے ہیں ان سب کے ساتھ محبّت رکھنے ان سب پر

مہربانی کرنے ہی سے عرش عظیم کا مالک جل جلالہٗ مہربان ہوگا۔ اور یہ کہ دین حق کی محبت میں جو شخص ایسا اندھا بہرا ہوجائے کہ دین حق کے خلاف نہ کوئی تحریر دیکھنا چاہے نہ کوئی تقریر سننا چاہے وہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی جماعت سے باہر ہے۔ تعصب میں گرفتار ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ مسلمانوں کے اسلام وقرآن و دین وایمان ورسول ورحمٰن جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر منافقین ومرتدین ومشرکین وملحدین جس قدر چاہیں زبان درازیاں یا دشنام بازیاں کریں مگر مسلمان ایسی ناپاک تقریروں ملعون تحریروں پر قطعاً دم سادھے رہیں نہ ان پر رد وطرد کریں نہ ان لوگوں سے علیحدہ و بیزار رہیں بلکہ ایسے ملعون گستاخوں کے ساتھ خوش خلقی خندہ پیشانی فراخ حوصلگی وسیع چشمی رواداری سے پیش آتے ہیں یعنی مذہبی دیوث بن جائیں۔ یہ ہے حالی کی ریفارمری۔ یہ ہے شبلی کی اسپیکری والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

مسلمانوں کا پیارا رب عزوجل فرماتا ہے۔ ویاایہا الذین اٰمنوا قاتلوا الذین یلونکم من الکفار ولیجدوا فیکم غلظۃ واعلموا ان اللہ مع المتقین ۝ یعنی اے ایمان والو جہاد کرو ان کافروں سے جو تمہارے قریب ہیں اور چاہئے کہ وہ تم میں سختی پائیں اور جان رکھو کہ اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔ (ترجمۂ رضویہ) اس آیت مبارکہ میں ارباب فوج وسلطنت اصحاب سطوت وشوکت سلاطین اسلام پر پڑوسی کافروں سے جہاد کرنا فرض فرمایا اور تمام مسلمانوں پر کفار ومشرکین کے ساتھ شدت وغلظت کا برتاؤ کرنا ضروری بتایا۔ یہ تو کفار ومشرکین کے متعلق حکم ہے۔ ایمان والے مرد وعورت جو حدود شرعیہ کے مستحق ہوں ان کے متعلق ارشاد ہوتا ہے۔ وَلاَتَاخذکم

بهما رافة فی دین اللہ ان کنتم تؤمنون باللہ والیوم الآخر
ولیشهد عذابهما طائفة من المؤمنین ۔ یعنی اور تمہیں ان پر ترس
نہ آئے اللہ کے دین میں اگر تم ایمان رکھتے ہو اللہ اور پچھلے دن پر ۔ اور چاہیے
کہ ان کی سزا کے وقت مسلمانوں کا ایک گروہ حاضر ہو۔ (ترجمۂ رضویہ) اور اللہ
عزوجل فرماتا ہے۔ وقد نزل علیکم فی الکتب ان اذا سمعتم
ایت اللہ یکفر بها ویستهزء بها فلا تقعدوا معهم حتی
یخوضوا فی حدیث غیرہ انکم اذا مثلهم ان اللہ جامع
المنفقین والکفرین فی جهنم جمیعًا ۔ یعنی اور بے شک اللہ تم
پر کتاب میں اتار چکا کہ جب تم اللہ کی آیتوں کو سنو کہ ان کا انکار کیا جاتا ہے
اور ان کی ہنسی بنائی جاتی ہے تو ان لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھو۔ جب تک وہ
اور بات میں مشغول نہ ہوں ورنہ تم بھی انہیں جیسے ہو۔ بیشک اللہ منافقوں
اور کافروں سب کو جہنم میں اکٹھا کرے گا۔ (ترجمۂ رضویہ) ان آیات مبارکہ
کی روشنی میں حدیث شریف احسن الی بارك تكن مؤمنا واحب للناس
ماتحب لنفسك تكن مسلما۔ (یعنی اپنے پڑوسی کے ساتھ احسان
کر کہ یہ تیرے ایمان کی خوبی ہے اور لوگوں کے لیے وہی چیز پسند کر جو تو اپنی
ذات کے لیے پسند کرتا ہے کہ یہ تیرے اسلام کی شان ہے) وحدیث
شریف لا یرحم اللہ من لا یرحم الناس (یعنی جو شخص لوگوں پر رحم
نہیں کرتا اس پر اللہ رحم نہ کرے گا۔) وحدیث شریف الراحمون یرحمهم
الرحمن ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء (یعنی جو لوگ
رحم کرنے والے ہیں ان پر رحمن رحم کرے گا زمین والوں پر رحم کرو تو آسمانوں کا

سلطنتِ اسلامی کو جزیہ دے کر ذلیل و مقہور ہو کر رہیں۔ یہ مطلب ہرگز نہیں کہ منافقین و مرتدین اور کفار حربیین اسلام کی بیخ کنی اور اللہ و رسول جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے ساتھ دشمنی برابر کرتے رہیں۔ اور مسلمان اس کی کچھ پرواہ نہ کرتے ہوئے ان پر رحم کریں۔ ترس کھائیں یہ تو ہر عقل مند جانتا ہے کہ ۔

نکوئی با بداں کردن چنانست ۔ کہ بد کردن بجائے نیک مردان

یعنی بدمعاشوں کے ساتھ نیکی کرنا درحقیقت نیکوں پر ظلم کرنا ہے۔ کفار و مرتدین تو کفار و مرتدین ہیں۔ قرآن عظیم تو فرما چکا کہ جو مسلمان مرد و عورت حدودِ شرعیہ کے مستحق ہوں ان کو شرعی سزا دینے کے متعلق ان پر ترس کھانا رحم کرنا حرام ہے۔ تو رحم و کرم کی ان مبارک حدیثوں میں ایسا ہی رحم و کرم کرنا مراد ہے جس میں شریعت مطہرہ کے کسی حکم کی خلاف ورزی اور کسی حق شرعی کی پامالی نہ ہوتی ہو۔ اسی طرح حدیث شریف میں جس تعصب کی مذمت بیان فرمائی گئی ہے اس سے بھی صرف باطل کی بے جا طرفداری ہی مراد ہے۔ اور دینِ حق و مذہبِ حق کی حمایتِ حقہ کا بقدرِ قدرت و بشرط استطاعت فرضِ اہم ہونا تو ضرورتِ دینیہ سے روشن اور قرآن و حدیث میں مبرہن ہے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشاد ہے کہ ع

تولّا بے تبرّا نیست ممکن۔

یعنی جب تک خدا و رسول جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے دشمنوں کے ساتھ دشمنی نہ رکھی جائے اس وقت تک خدا و رسول جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی محبت حاصل ہی نہیں ہو سکتی۔ حضرت شاہ

عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فرمان ہے کہ دینی معاملے میں چشم پوشی کرنا اور جو باتیں شرعًا ناجائز و ناپسند ہیں ان کو دیکھتے سنتے ہوئے بھی تعصب نہ کرنا اور اپنے دین کے معاملے کو اہمیت نہ دینا اور دین و شریعت کا جو حق واجب ہے اس سے درگزر کرنا یہی مداہنت ہے۔ اور خود قرآن پاک فرما چکا کہ جب دیکھو کہ ہماری آیتوں سے کفر کیا جاتا ہے اور ان کی ہنسی بنائی جاتی ہے تو ان لوگوں کے پاس مت بیٹھو۔ اگر تم ان کی صحبت سے علیحدہ و بیزار نہ ہوئے اور ہماری آیتوں کی توہین و تحقیر سن کر وہاں سے اٹھ کر چلے آنے کی قدرت و استطاعت رکھتے ہوئے بھی وہیں بیٹھے رہے تو تم بھی انھیں کی طرح کافر ہو۔ حدیث شریف میں ارشاد ہوا۔ حُبُّكَ الشَّيْئَ يُعْمِي وَيُصِمُّ یعنی کسی چیز کی محبت تجھ کو اندھا بہرا بنا دیتی ہے۔ یعنی حق کی محبت باطل باتوں کے دیکھنے سننے سے اندھا بہرا کر دیتی ہے اور باطل کی محبت[1] اپنے دلوں سے نکال دو کہ وہ تمہیں حق باتوں کے دیکھنے سننے سے محروم کر دے گی۔ اور حق کی ایسی محبت اپنے قلوب میں جماؤ کہ باطل باتوں کو نہ تمہاری آنکھیں دیکھ سکیں نہ تمہارے کان سن سکیں۔ رواہ ابوداؤد عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ لیکن حالی نے دین کے حق کے ساتھ بھی ایسی محبت رکھنے والے کو دین حق کے خلاف کسی بات کو نہ سننے نہ دیکھنے۔ بکمالِ دریدہ دہنی حق کی محبت سے قطعًا بے بہرہ اور محروم ٹھہرا دیا والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

اسی طرح جو تعصب شرعًا برا ہے اس کی تعریف حدیث شریف میں بیان فرما دی گئی ہے۔ ایک[2] حدیث شریف میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ

---

[1] حق باتوں کے دیکھنے سننے سے اندھا بہرا کر دیتی ہے تو مطلب یہ ہوا کہ باطل کی محبت

علیہ وسلم فرماتے ہیں. من نصر قومہ علی غیر الحق فھو کالبعیر الذی ردی فھو ینزع بذنبہ یعنی جس شخص نے ناحق پر اپنی قوم کو مدد دی تو وہ اس اونٹ کی طرح ہے جو کوئیں میں گر گیا ہو اور اس کی دُم پکڑ کر اسے کھینچا جا رہا ہو۔ رواہ ابوداؤد عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ دوسری حدیث میں ہے۔ واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ قلت یارسول اللہ ما العصبیۃ میں نے عرض کی یارسول اللہ عصبیت کیا ہے۔ قال ان تعین قومک علی الظلم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا عصبیت (اور تعصب) کی تعریف یہ ہے کہ تو اپنی قوم کو ظلم کرتے ہوئے دیکھ کر بھی ان کی اعانت کرے۔ رواہ ابوداؤد عن واثلۃ بن الاسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ تیسری حدیث میں ہے۔ عبادہ بن کثیر شامی ایک بی بی سے روایت کرتے ہیں جو فلسطین کی رہنے والی ہیں جن کا نام فُسیلہ ہے وہ کہتی ہیں کہ میں نے اپنے باپ کو کہتے سُنا سالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم فقلت یارسول اللہ امن العصبیۃ ان یحب الرجل قومہ قال لا ولکن من العصبیۃ ان ینصر الرجل قومہ علی الظلم یعنی میں نے رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سوال کیا میں نے عرض کی یارسول اللہ کیا یہ بات تعصب میں داخل ہے کہ انسان ظلم و ناحق پر اپنی قوم کی مدد کرے۔ رواہ الامام احمد وابن ماجہ۔ اسی طرح حدیث شریف احب للناس ماتحب لنفسک کی مراد بھی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے ایک حدیث شریف میں بیان فرمائی کہ والذی نفسی بیدہ لا یومن عبد حتی یحب لاخیہ

۱؎ آدمی اپنی قوم سے محبت رکھے فرمایا نہیں۔ لیکن یہ بات عصبیت میں داخل ہے کہ

مَا یحب لنفسہٖ یعنی اس کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ کوئی بندہ
مومن کامل نہ ہوگا یہاں تک کہ اپنے مسلمان بھائی کے لیے وہی پسند کرے
جو اپنے نفس کے لیے پسند کرتا ہے۔ رواہ البخاری ومسلم عن انس
رضیَ اللہ تعالیٰ عَنہ ۔ ایک حدیث شریف میں ہے حضور اقدس صلی
اللہ تعالیٰ عَلیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم فرماتے ہیں۔ من حمیٰ مومنًا من منافق
بعث اللہ ملکًا یحمی لحمہٗ یوم القیٰمۃ من نار جہنم ومن رمیٰ
مسلمًا بشئٍ یرید بہٖ شینہ حبسہ اللہ علیٰ جسر جہنم حتی یخرج
مما قال۔ یعنی جو شخص کسی منافق کی بدگوئی سے کسی مسلمان کو بچائے گا تو اللہ
تعالیٰ ایک فرشتے کو بھیجے گا جو اس کے گوشت کو قیامت کے دن جہنم کی
آگ سے بچائے گا اور جو شخص کسی مسلمان پر ایسی گفتگو سے حملہ کرے گا جس
سے اس کی عیب گوئی چاہتا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ کے پل پر روک
رکھے گا یہاں تک کہ وہ اپنی اس گفتگو کے گناہ سے پاک ہو جائے۔ رواہ
ابوداؤد عن معاذ بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اور حدیث شریف میں ہے
حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہٖ وعلیٰ آلہٖ وسلم فرماتے ہیں لاتصاحب الا
مؤمنا ولا یاکل طعامک الا تقی یعنی مومن کے سوا کسی اور کی صحبت
میں مت بیٹھ۔ اور متقی کے سوا تیری دعوت کا کھانا اور کوئی نہ کھائے۔ رواہ
الترمذی وابوداؤد والدارمی عن ابی سَعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۔ اور حدیث شریف میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ عَلیہٖ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے حضرت
ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا۔ یا اَبَاذر ای عری الایمان اوثق اے
ابوذر ایمان کے کڑوں میں سے کون سا کڑا سب سے زیادہ مضبوط ہے۔

قال اللہ ورسولہ اعلم انھوں نے عرض کی اللہ اور اس کا رسول زیادہ جاننے والا ہے۔ قال الموالاۃ فی اللہ والحبُّ فی اللہ والبغض فی اللہ فرمایا کہ اللہ کے بارے میں باہم ایک دوسرے کی مدد کرنا اور اللہ کے لئے محبّت کرنا اور اللہ کے لئے دشمنی رکھنا۔ رواہ البیھقی فی شعب الایمان عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما۔ اور حدیث شریف میں ہے۔ المرءُ علیٰ دین خلیلہٖ فلینظر احدکم من یخالل یعنی آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے تو تم میں سے ہر ایک دیکھ بھال کرلے کہ وہ کس کے ساتھ دوستی کرتا ہے۔ رواہ الامام احمد والترمذی وابوداؤد والبیھقی فی شعب الایمان عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اور حدیث شریف میں حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم قال اتدرون ای الاعمال احب الی اللہ تعالیٰ قال قائل الصلوٰۃ والزکوٰۃ وقال قائل الجھاد وقال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان احب الاعمال الی اللہ الحب فی اللہ والبغض فی اللہ یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم ہم پر جلوہ فرما ہوئے فرمایا کیا تمہیں خبر ہے کہ کون سا عمل اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب ہے؟ کسی کہنے والے عرض کی نماز و زکوٰۃ کسی کہنے والے نے عرض کی جہاد۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک تمام اعمال میں اللہ تعالیٰ کو سب سے زائد محبوب عمل اللہ کے لئے محبّت رکھنا اور اللہ کے لئے عداوت رکھنا ہے۔ رواہ الامام احمد وروی ابوداؤد الفصل الاخیر۔ ایک اور حدیث شریف میں ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم حضرت ابورزین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرماتے ہیں۔ الا ادلک علیٰ ملاک

هذا الامر الذی تصیب به خیر الدنیا والاخرۃ علیك بمجالس اهل الذکر واذا خلوت فحرك لسانك ما استطعت بذکر الله واحب فی الله وابغض فی الله یا ابا رزین هل شعرت ان الرجل اذا خرج من بیته زائرا اخاه شیعه سبعون الف ملك کلهم یصلون علیه ویقولون ربنا انه وصل فیك فصله فان استطعت ان تعمل جسدك فی ذلك فافعل۔ یعنی میں کیا تم کو وہ بات نہ بتاوٗں جس پر دین کا دار و مدار ہے جس کے ذریعے سے تو دنیا و آخرت کی بھلائی حاصل کرلے گا۔ خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا ذکر کرنے والوں کی مجلسوں کو لازم پکڑ لے اور جب تنہائی میں ہو تو تجھ سے جس قدر ہو سکے اپنی زبان کو اللہ کے ذکر میں حرکت دے۔ اور اللہ کے واسطے محبت رکھ اور اللہ کے واسطے عداوت رکھ۔ اے ابو رزین! کیا تجھے خبر ہے۔ کہ مسلمان جب اپنے گھر سے اپنے مسلمان بھائی کی ملاقات کے لئے نکلتا ہے تو ستر ہزار فرشتے اس کے ساتھ ہو لیتے ہیں۔ وہ سب اس پر درود بھیجتے ہیں اور عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب بیشک اس مسلمان نے تیری محبت میں رشتہ جوڑا تو تو بھی اپنے کرم و فضل کو اس سے متعلق فرما دے۔ تو اے ابا رزین اگر تو اپنے بدن کو اس کام میں لا سکے تو کر۔ رواہ البیہقی فی شعب الایمان۔

اور ایک [۱۲] حدیث شریف میں ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں۔ قال اللہ تعالیٰ وجبت محبتی للمتحابین فی والمتجالسین فی والمتزاورین فی والمتباذلین فی۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے ذمہ کرم پر واجب ہو چکا کہ میں ان لوگوں سے محبت رکھوں جو میرے لئے آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھنے والے ہیں۔ اور ان

لوگوں سے جو ایک میرے لئے آپس میں ایک دوسرے کی ملاقات کرنے والے ہیں ۱؎۔ رواہ الامام مالک عن معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اور ایک روایت میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں یقول اللہ تعالیٰ المتحابون فی جلالی لھم منابر من نور یغبطھم النبیون والشھداء۔ یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ لوگ جو میری عزت و بزرگی کے لئے آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ محبت رکھنے والے ہیں ان کے (بیٹھنے کے) لئے (قیامت کے دن) نور کے منبر ہوں گے۔ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام اور شہداء رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان کی تعریف و توصیف فرمائیں گے۔ رواہ الترمذی عن معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ایک اور حدیث شریف میں ہے حضور اقدس رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ ان من عباد اللہ تعالیٰ لاناسا ماھم بانبیاء ولا شھداء یغبطھم الانبیاء والشھداء یوم القیامۃ بمکانھم من اللہ۔ یعنی بے شک اللہ کے بندوں میں سے ضرور کچھ ایسے لوگ ہیں جو نہ انبیاء ہیں نہ شہداء لیکن قیامت کے دن اللہ کی طرف سے جو مرتبت و منزلت ان کو ملے گی اس کے سبب ان کی ثنا و ستائش حضرات انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام اور شہداء رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی فرمائیں گے قالوا یا رسول اللہ تخبرنا من ھم۔ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی یا رسول اللہ حضور ہم کو خبر دیں کہ وہ کون لوگ ہیں۔ قال ھم قوم تحابوا بروح اللہ علی غیر ارحام بینھم ولا اموال

۱؎ اور ان لوگوں سے جو میرے لیے آپس میں ایک دوسرے پر مال خرچ کرنے والے ہیں

یتعاطونہا فواللہ ان وجوھھم لنور وانہم لعلیٰ نور لایخافون اذا خاف الناس ولایحزنون اذا حزن الناس وقرأ ھذہ الآیات الا ان اولیاء اللہ لاخوف علیہم ولا ھم یحزنون ۔ حضور رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا وہ ایسے لوگ ہیں جنھوں نے نہ اپنے آپس کے رشتوں کی بنا پر نہ ان مالوں کے سبب سے جن کا آپس میں لین دین کرتے ہوں بلکہ صرف کتاب اللہ اور محبت الٰہی کی بنا پر آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ محبت رکھی۔ تو خدا کی قسم بے شک ضرور ان کے چہرے نور ہوں گے۔ اور بے شک ضرور وہ لوگ نور پر ہوں گے۔ وہ لوگ نہ ڈریں گے۔ جب لوگ ڈرتے ہوں گے اور نہ ان کو کچھ رنج وغم ہوگا۔ جب لوگ رنج وغم میں مبتلا ہوں گے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی الا ان اولیاء اللہ لاخوف علیہم ولا ھم یحزنون ۔ یعنی سن لو بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ غم۔ رواہ ابوداؤد عن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ایک[15] اور حدیث شریف میں ہے حضور اقدس نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ للمسلم علی المسلم ست بالمعروف یسلم علیہ اذا لقیہ ویجیبہ اذا دعاہ ویشمتہ اذا عطس ویعودہ اذا مرض ویتبع جنازتہ اذا مات ویحب لہ ما یحب لنفسہ یعنی مسلمان کے لئے مسلمان پر چھ حق ہیں۔ معروف کے ساتھ (یعنی ان کو شریعت مطہرہ کی پہچانی ہوئی حدوں کے اندر رہتے ہوئے ادا کیا جائے۔) اس کو سلام کرے۔ جب اس سے ملاقات کرے اور اس کو جواب دے (یعنی اس کے بلاوے کو قبول کرے) جب وہ اس کو بلائے اور اس کو یرحمک اللہ کہے

جب وہ چھینکے اور اس کی عیادت کرے جب وہ بیمار ہو اور اس کے جنازے کے ساتھ جائے جب وہ مر جائے اور اس کے لئے وہ بات پسند کرے جو خود اپنی ذات کے لئے پسند کرتا ہے۔ رواہ الترمذی والدارمی عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔[۱۶] ایک اور حدیث شریف میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے پوچھا کہ افضل ترین ایمان کیا ہے؟ قال ان تحب اللہ وتبغض اللہ وتعمل لسانک فی ذکر اللہ۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ تو اللہ کے واسطے محبت رکھے اور اللہ کے واسطے عداوت رکھے اور اپنی زبان کو اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رکھے۔ قال ماذا یارسول اللہ۔ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ اس کے بعد پھر میں کیا کروں قال وان تحب للناس ما تحب لنفسک وتکرہ لھم ما تکرہ لنفسک۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اور یہ کہ لوگوں کے لئے تو وہ پسند کرے جو تو اپنی ذات کے لئے پسند کرتا ہے۔ اور ان کے لئے وہ پسند نہ کرے جو تو خود اپنی ذات کے لئے ناپسند کرتا ہے رواہ الامام احمد۔ ایک[۱۷] اور حدیث شریف میں ہے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ افضل الاعمال الحب فی اللہ والبغض فی اللہ۔ یعنی تمام عملوں میں سب سے افضل عمل اللہ عزوجل کے واسطے دوستی رکھنا اور اللہ عزوجل کے واسطے دشمنی رکھنا ہے۔ رواہ ابوداؤد عن ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ایک[۱۸] اور حدیث شریف میں ہے حضور اقدس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں من احب

للہ وابغض للہ واعطی للہ ومنع للہ فقد استکمل الایمان. یعنی جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے واسطے محبت رکھی اور اللہ تعالیٰ کے واسطے عداوت رکھی اور اللہ کے واسطے دیا اور دینے سے انکار بھی اللہ کے واسطے کیا۔ تو بے شک اس نے ایمان کو کامل کر لیا۔ رواہ ابوداؤد عن ابی امامۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ایک[19] اور حدیث شریف میں ہے۔ جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ من اعطی للہ ومنع للہ واحب للہ وابغض للہ فقد استکمل ایمانہ یعنی جس نے دیا اللہ کے واسطے اور دینے سے انکار کیا اللہ کے واسطے اور دوستی کی اللہ کے واسطے اور دشمنی رکھی اللہ کے واسطے تو بے شک اس نے ایمان کو کامل کر لیا رواہ الترمذی عن معاذ بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ نمبر۲ حضرت علامہ سید اسمٰعیل بن حافظ کتب سید خلیل حافظ کتب الحرم المکی قدس اللہ تعالیٰ سرہٗ کی اپنی تصدیق فتاوی الحرمین برجف ندوۃ المین میں ایک اور حدیث شریف لکھتے ہیں۔ الشرک اخفی من دبیب النمل علی الصفا فی اللیلۃ الظلماء وادناہ ان نحب علی شیٔ من الجور وتبغض علی شیٔ من العدل وھل الدین الا الحب والبغض۔ یعنی شرک اس سے بھی زیادہ پنہاں ہے جیسے چکنی چٹان پر اندھیری رات میں چیونٹی کی چال۔ اور ادنیٰ درجہ اس کا یہ ہے کہ تو کسی قدر ظلم و خلافِ حق پر محبت اور کسی قدر عدل پر عداوت رکھے۔ اور دین ہے کیا؟ اسی حب و بغض کا تو نام ہے۔ رواہ الحاکم وصححہ۔

یہ احادیث کریمہ جو ہم نے یہاں تلاوت کیں ان میں سے حدیث نمبر۱ و حدیث نمبر۲ و حدیث نمبر۳ و حدیث نمبر۴ و حدیث نمبر۷ و حدیث نمبر۸ و حدیث نمبر۹ و حدیث نمبر۱۰

وحدیث ۱۱ وحدیث ۱۶ وحدیث ۱۷ وحدیث ۱۸ وحدیث ۱۹ وحدیث ۲۰

یہ چودہ حدیثیں ہم نے اسد الملۃ وصاف الحبیب حضرت مولانا مولوی حافظ قاری مفتی شاہ ابوالظفر محب الرضا محمد محبوب علی خاں صاحب قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی مفتیٔ اعظم ریاست پٹیالہ ادامہم اللہ تعالیٰ بالفضل والنبالہ کی مرتب فرمائی ہوئی چہل حدیث مسمیٰ بنام تاریخی اربعین شدت سے نقل کی ہیں۔ مسلمان بنگاہ دیکھیں کہ حدیث دوم[۵۸] وحدیث سوم[۱۳] وحدیث چہارم وحدیث ششم نے صاف وروشن طور پر فرمادیا کہ حق وصدق وعدل وانصاف کو پسند کرنا اس کی حمایت وطرفداری کرنا ہرگز تعصب مذموم نہیں یہاں تک کہ اگر کوئی منافق کوئی بدمذہب کسی سنی مسلمان کی بدگوئی کر رہا ہو اس کو برا کہہ رہا ہو تو جو شخص اس سنی مسلمان کو اپنا دینی مذہبی بھائی سمجھ کر اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اس کی حمایت وطرفداری کرے گا اس کی بدگوئی کرنے والے اس منافق بدمذہب کا منہ بند کر دے گا۔ تو قیامت کے دن اللہ عزوجل اس کے گوشت پوست کو جہنم کی آگ سے بچانے کے لئے اپنے نورانی معصوم فرشتے کو بھیجے گا۔ فللہ الحمد۔ بلکہ جس تعصب کو حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مذموم اور برا فرمایا اس کے معنیٰ صرف یہی ہیں کہ باطل وکذب وجور وظلم کی طرفداری وحمایت کی جائے۔ لیکن دین حق کی نصرت واعانت مذہب حق کی حفاظت اہل حق کی حمایت امر حق کی طرفداری واشاعت اسی طرح دین باطل کی اہانت مذہب باطل کی نکایت اہل باطل کی اہانت امر باطل کی مخالفت ہرگز تعصب مذموم نہیں بلکہ یہی وہ تعصب محمود ہے جس کو علماء اہلسنت کی اصطلاح میں تصلب کہا جاتا ہے۔ حدیث یازدہم وحدیث دوازدہم

وحدیث ہیزدہم سے کالشمس فی نصف النہار روشن و آشکار کہ جو لوگ اللہ و رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی رضا کے لئے ان پر مال خرچ کرتے ہیں وہی لوگ اللہ تعالیٰ کے دوست ہیں۔ انھیں کو قیامت کے دن نہ کچھ خوف ہوگا نہ کوئی غم۔ انھیں کے چہرے نور علی نور ہوں گے۔ قیامت کے دن اللہ عزوجل کی بارگاہ میں ان کی عزت و منزلت دیکھ کر انبیاء و شہداء علیٰ سیدہم و علیہم الصلاۃ والسلام والثناء بھی ان کی مدح و ستائش فرمائیں گے۔ قیامت کے دن ان کو نور کے منبروں پر بٹھایا جائے گا۔ انھیں میں کا کوئی شخص جب اللہ و رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی رضا کے لئے اپنے کسی مسلمان بھائی کی ملاقات کو اپنے گھر سے چلتا ہے تو ستر ہزار فرشتے اس پر درود بھیجتے ہوئے اس کے ہمراہ ہو لیتے ہیں۔ لیکن شاعر نیچریت مسٹر حالی نے قرآن عظیم کی آیات بینات اور احادیث مبارکہ کے ارشادات واضحات سب کو یکسر پیٹھ دے کر تمام کافروں مشرکوں مرتدوں منافقوں بدمذہبوں گمراہوں بے دینوں کے ساتھ بھی محبت و الفت و شفقت رکھنے کو ان کے کفریات و ضلالات بخندہ پیشانی سننے دین و قرآن و رسول و رحمن جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر ان کے گندے گھنونے حملے دیکھتے ہوئے بھی اپنی پیشانی پر بل تیور میل نہ آنے دینے کو بلکہ ان کے عقائد کفر و ضلال پر اطلاع رکھتے ہوئے بھی ان کے ساتھ دوستانے یارانے منانے کو ان سے مہربانی و شفقت و الفت

ہر کی رضا کے لیے اللہ و رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم

پر صحیح ایمان رکھنے والوں کے ساتھ محبت رکھتے ہیں اللہ و رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضا کے لئے ان کی ملاقات کو جاتے ہیں اللہ و رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضا کے لئے ان کی مجلسوں میں بیٹھتے ہیں۔ اللہ و رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلیٰ آلہ وسلم

و محبت کے پینگ بڑھانے کو اسلامیوں کی علامت ٹھہرا دیا اور جو مسلمان ایسا نہ کریں قرآنِ عظیم و حدیث کریم کی پیروی و فرماں برداری میں اِن حرکاتِ ملحدانہ و افعال صلح کلیانہ سے پرہیز کریں۔ ان سب کو خدا کے رحم و کرم سے محروم اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جماعت سے باہر اور متعصب اور محبتِ حق سے بے نصیب بتا دیا۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

حدیث ہفتم میں اس کی صحبت میں بیٹھنے سے قطعاً منع فرما دیا۔ جو مومن نہ ہو ایسے شخص کو کھانا کھلانے سے مطلقاً منع فرما دیا جو بد مذہبی و بدعقیدگی سے مجتنب و محترز نہ ہو۔ حدیث نہم میں بد دین اور بے دین سے دوستی کرنے کو حرام فرما دیا۔ حدیث ہشتم و حدیث دہم و حدیث یازدہم و حدیث شانزدہم و حدیث ہفدہم و حدیث ہیژدہم و حدیث نوزدہم و حدیث بستم میں خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دوستوں کے ساتھ دوستی اور محبت رکھنے اور خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دشمنوں کے ساتھ دشمنی و نفرت رکھنے کو ایمان کے کڑوں میں سب سے زیادہ مضبوط کڑا اور اللہ تعالیٰ کو تمام اعمال سے زائد محبوب عمل اور اسی کو دینِ اسلام کی بنیاد و اساس اور اسی کو افضل ترین ایمان اسی کو افضل اعمال اسی کو کمالِ ایمان اسی کو عینِ دین فرمایا گیا۔ مگر اس شاعر نیچریت مسٹر حالی نے اس عمل کو جہالت و تعصب ٹھہرایا اور اس حب فی اللہ و بغض فی اللہ کو رحمتِ الٰہی سے محروم اور اسلامی جماعت سے خارج ہو جانے کا سبب اور محبتِ حق سے بے نصیب کر دینے والا بتایا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ پھر اسی مسدس کے صفحہ ۴۳ پر لکھتا ہے۔ ؎

زمانے کا دن رات ہے یہ اشارا کہ ہے آشتی میں مری یاں گزارا
نہیں پیروی میری جس کو گوارا مجھے ان سے کرنا پڑے گا کنارا
سدا ایک ہی رُخ نہیں ناؤ چلتی چلو تم ادھر کو ہوا ہو جدھر کی!

اس بند میں شاعر نیچریت حالی صاحب نے اسی مضمون کو پیش کیا ہے جسے متکلم نیچریت شبلی صاحب نے اپنی مثنوی "صبح امید" میں پیش کر چکے ہیں کہ اب زمانے کی رفتار بدل گئی۔ ہوا کا رُخ پھر گیا۔ لہٰذا پرانے دین و مذہب پرانے عقائد و مسائل پرانی تہذیب و معاشرت کو چھوڑ دو۔ اس وقت جس طرف کی ہوا چل رہی ہے اسی طرف کو چلو یعنی یورپی تہذیب سیکھو۔ یورپی معاشرت اختیار کرو۔ بیکن کے جدید فلسفے کیپلر کی نکتہ آفرینی نیوٹن کے مسائل پر جو یقینی ہیں ایمان لاؤ۔ ان اشعار کا منافی اسلام ہونا ہمارے بیانات سابقہ سے واضح و روشن ہے۔ یہاں اختصاراً صرف ایک ہی ارشادِ الٰہی پیش کیا جاتا ہے۔
اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ قل اطیعوا اللہ والرسول فان تولوا فان اللہ لا یحب الکٰفرین ٥ یعنی اے محبوب تم فرماؤ کہ حکم مانو تم اللہ اور رسول کا پھر اگر وہ منہ پھیریں تو اللہ کو خوش نہیں آتے کافر (ترجمہ رضویہ) آیت کریمہ نے صاف بتادیا کہ اللہ و رسول جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم کو ماننا ہی ایمان و اسلام ہے۔ اور ایمان و رسول جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہٖ وسلم کے حکم سے منہ پھیرنا ہی کفر و ارتداد ہے اور اس میں زمانے کی یا زمانے کی ہوا کی مخالفت و موافقت کی کوئی قید ہرگز نہیں۔ یہ نہیں فرمایا گیا کہ جس وقت زمانہ تمہارا دوست اور ہوا تمہارے موافق ہو اس وقت تو خدا و رسول جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہٖ وسلم کا حکم مانو اور جب زمانہ تمہارا دشمن

اور ہوا تمہارے خلاف ہو اس وقت خدا و رسول جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے حکم سے مُنہ پھیر لو بلکہ بلا کسی قید کے صاف و واضح طور پر علی الاطلاق فرمادیا کہ زمانہ تمہارا دوست ہو یا دشمن زمانے کی ہوا تمہارے موافق چل رہی ہو یا تمہارے خلاف ہر حال میں خدا و رسول جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے حکم کو ماننا یہی ایمان و اسلام ہے۔ اور اسی پر بقدرِ قدرت و بشرطِ استطاعت عمل کرنا فرض ہے۔ جو شخص باوجودِ قدرت و باوصفِ استطاعت زمانے کی دشمنی کا حیلہ ہوا کے ناموافق ہونے کا بہانہ پیش کر کے خدا و رسول جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے حکم سے مُنہ پھیرے وہ کافر ہے۔ خدا اس کا دشمن ہے۔ والعیاذ باللہ تبارک و تعالیٰ

پھر اسی مُسدّس کے صفحہ ۴۹ پر لکھتا ہے۔

یہ پہلا سبق تھا کتابِ ہُدیٰ کا
کہ ہے ساری مخلوق کنبہ خُدا کا!

وہی دوست ہے خالقِ دوسرا کا
خلائق سے ہے جس کو رشتہ ولا کا

یہی ہے عبادت یہی دین و ایماں
کہ کام آئے دنیا میں انساں کے انساں

عمل جن کا تھا اس کلام متیں پر!
وہ سرسبز ہیں آج روئے زمیں پر!

تفوق ہے ان کو کہین و مہیں پر
مدار آدمیت کا ہے اب انھیں پر!

شریعت کے ہم نے جو پیمان توڑے
وہ لے جا کے سب اہلِ مغرب نے جوڑے

پھر اس کے حاشیہ میں لکھتا ہے۔

اس جگہ اہلِ مغرب سے یورپ کی مہذب قوم مراد ہے۔ مسٹر حالی نے ان اشعار میں عبادت اور دین و ایمان صرف اسی کا نام رکھا کہ دنیا میں ایک انسان دوسرے انسان کے کام آئے اور صاف کہہ دیا کہ جو شخص مومن و مسلم کافر

و مرتد منافق و ملحد کے ساتھ غرض دنیا کی ہر ایک مخلوق کے ساتھ محبت رکھتا ہے۔ بس وہی خالق دوسرا عزّ و علا کا دوست ہے۔ پھر صاف صاف بک دیا کہ یورپ کی مہذّب قوموں کا اسی پر عمل ہے۔ اسی لئے یورپ کے لوگ دنیا میں سرسبز ہیں۔ اور ہر ادنیٰ و اعلیٰ پر فائق ہیں۔ اور اب وہی لوگ آدمی اور انسان ہیں ان کے سوا تمام لوگ جانور ہیں۔ پھر صاف صاف بک دیا کہ مسلمانوں نے شریعت کے ان پیمانوں کو توڑ دیا۔ لہٰذا جتنے اہلِ اسلام ہیں وہ نہ تو خدا کی عبادت کرتے ہیں نہ دین رکھتے ہیں نہ ایمان۔ یعنی بے دین اور بے ایمان ہیں۔ اور یورپ کے لوگوں نے شریعت کے ان پیمانوں کو جوڑ لیا۔ ان پر عمل پیرا ہو گئے۔ اس لئے وہی یورپ والے ہی اس وقت عبادت گذار اور دین دار و ایمان دار ہیں۔ یہ وہی کفر ملعون ہے جس کو مرتدِ اعظم عنایت اللہ مشرقی نے اپنے تذکرہ ملعونہ میں بیسیوں جگہ بکا ہے چنانچہ اپنے تذکرہ ملعونہ کے عربی افتتاحیئے کے صفحہ ۴۶ پر بکتا ہے۔ فواللہ ما جاھد قوم قط فی ھذہ الدنیا مثل ما جاھد الغرب فی زماننا ھذا ولم یعرفوا اللہ مثل ما عرفوہ ولم یقدروہ مثل ما قدروہ فکیف لا یودی اللہ اجورھم ویوفیھم حق عباداتھم فی الدنیا ویتم نعمتہ علیھم ان کانوا شاکرین وکیف لا یستخلف فی الارض الذین امنوا باللہ بالحق وعملوا الصلحت انہ شکور حلیم ؕ فالملٰئکۃ اکثرھم یسجدون لھذا القوم۔ یعنی خدا کی قسم اس دنیا میں کبھی کسی قوم نے ایسا جہاد نہ کیا جیسا جہاد ہمارے اس زمانے میں یورپ والوں نے کیا۔ اور کسی قوم نے کبھی خدا کو نہ پہچانا جیسا یورپ والوں نے اسے پہچانا اور کسی قوم نے

کبھی خدا کی ایسی قدر نہ کی جیسی یورپ والوں نے اس کی قدر کی۔ تو اللہ ان کا ثواب کیوں کر ان کو نہ دے۔ اور ان کی عبادت کا حق ان کو دنیا میں کیوں کر بھرپور نہ دے۔ اور کیوں کر اپنی نعمت ان پر تمام نہ کرے اس لئے کہ وہی لوگ شکر گزار ہیں۔ اور اللہ کیوں کر ان کو زمین میں اپنا خلیفہ نہ بنائے جو اللہ پر حق کے ساتھ ایمان لائے اور انھوں نے نیک کام کئے۔ بے شک وہ قدر کرنے والا اور گزر فرمانے والا ہے۔ تو اکثر فرشتے ان یورپ والوں کو سجدہ کرتے ہیں۔ پھر صفحہ ۴۸ پر لکھتا ہے۔ فالحق انه مافیکم من الاسلام من شیٔ وانهم هم المسلمون۔ تو حق بات یہ ہے کہ اے مسلمانو! تم میں تو کچھ بھی اسلام نہیں اور بے شک وہ یورپ والے ہی سچے اسلام والے ہیں۔ الغرض تمام مسلمانوں کو کافر بنانے اور اپنے خداوندوں اہل یورپ کو ایمان دار ٹھہرانے میں مسٹر حالی و مرتد مشرقی دونوں ایک ہی قسم کی بولیاں بول رہے ہیں۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

فرق اتنا ہے کہ مرتد مشرقی کو کوئی حدیث نہیں ملی تو اس نے حضرت مصلح الدین سعدی شیرازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایک شعر ؎

عبادت بجز خدمت خلق نیست۔ بہ تسبیح و سجادہ و دلق نیست۔

پیش کر کے توحید خدا و رسالت رسل و حقانیت اسلام صرف اسی کا نام ہے کہ بلا امتیاز مومن و کافر ہر مخلوق کی خدمت کی جائے اور چونکہ یورپ والے خدمت خلق کر رہے ہیں اور مسلمان اس سے محروم ہیں۔ لہٰذا مسلمان تو سب

ملے وغیرہا جملہ عقائد ضروریہ دینیہ ایمانیہ کو یکسر پیٹھ دے کر کہہ دیا کہ عبادت اور اسلام

کے سب قطعاً کافر و بے دین ہیں۔ اور یورپ والے ہی ایمان دار و دین دار ہیں۔ مگر مسٹر حالی نے مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے ایک حدیث بھی پیش کر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ الخلق عیال اللہ فاحب الخلق الی اللہ من احسن الی عیالہ یعنی ساری مخلوق کی پرورش اللہ عزّوجلّ کے ذمہ کرم پر ہے تو ساری مخلوق میں اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب وہ ہے جو اس کی مخلوق کے ساتھ احسان کرے رواہ البیھقی فی شعب الایمان عن انس و عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ اور اس حدیث شریف کو سنا کر توحید خداوندی و نبوت انبیاء و رسالت مرسلین و حقانیت اسلام و قرآن وغیرہا تمام مسائل ضروریۂ دینیہ ایمانیہ کو قطعاً بیکار بتلاتے ہوئے انکار کر دیا کہ عبادت اور دین و ایمان صرف اسی کا نام ہے کہ بلا امتیاز مومن و کافر ہر مخلوق پر احسان کیا جائے۔ ہر مخلوق کے ساتھ محبت رکھی جائے اور چونکہ یورپ والے ایسا ہی کر رہے ہیں اور مسلمان ایسا نہیں کرتے اس لئے مسلمان تو سب کے سب بے دین و بے ایمان ہیں اور یورپ والے دین دار و اہل ایمان۔ والعیاذ باللہ الملک الدّیان۔

ہم ابھی آیات قرآنیہ و احادیث نبویہ علیٰ صاحبہا و آلہ الصّلاۃ والتحیۃ سے کالشمس فی نصف النہار روشن و آشکار کر چکے کہ مخلوقات الٰہی پر سب سے بڑا احسان اور ان کی سب سے بڑی اور اصلی و حقیقی خدمت یہی ہے کہ ان کو اسلام و ایمان کی دولت سے مالامال کر کے ابدی عیش و راحت اور دوامی حقیقی صحیح و مفید نعمت آزادی کامل سے دارین میں کامیاب اور

بہرہ مند بنا دیا جائے اور جو لوگ اغوائے شیطانی اور اپنی بد عقلی سے خود اپنی سچی حقیقی ابدی منفعت کو ٹھکرا دیں تو ایسے کج روں کی کج روی کے ضرر کو دوسرے بے قصور فرماں برداروں پر پہنچنے سے روک دینے کے لئے ان پر یہ حکم نافذ کیا جائے کہ سلطنت اسلامی کو جزیہ دے کر مغلوب و مقہور ہو کر رہیں۔ اور خود سر معاندوں سرکش دشمنوں پر اسلامی سلطنتیں محض اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے جہاد و قتال کریں۔ ان مسائل کی تصریحات سے آیات الٰہیہ کے سمندر چھلک رہے ہیں اور احادیث مبارکہ کے آفتاب دمک رہے ہیں۔ یہ تو اس تقدیر پر کلام تھا کہ الخلق میں استغراق مراد لیا جائے اور اگر عہد مراد ہو جب تو ملحدین کا وسوسۂ شیطانیہ اور زائد واضح و روشن طور پر فی النار ہے۔ ہم ابھی احادیث کریمہ سے بیان کر آئے کہ اس مضمون کی احادیث شریفہ میں الناس اور الخلق سے مُراد صرف مومنین و مسلمین ہیں۔

چنانچہ حدیث شریف میں ہے حضور اقدس رحمۃ للعٰلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں۔ من قضی لاحدٍ من امتی حاجۃ یرید ان یسرہ بھا فقد سرنی ومن سرنی فقد سر اللہ ومن سر اللہ ادخلہ اللہ الجنۃ۔ یعنی جو شخص میرے کسی امتی کی کوئی حاجت اس ارادے سے پوری کر دے کہ اس کو اس حاجت کے پورا کر دینے سے خوش کرے تو بے شک اس نے مجھ کو خوش کیا اور جس نے مجھ کو خوش کیا اللہ عزّ وجل اس کو جنت میں داخل فرمائے گا۔ رواہ البیہقی فی شعب الایمان عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اس حدیث شریف نے اس حدیث کریم کی تفسیر فرما دی الخلق عیال اللہ یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے سب امتی اللہ عزّ وجل کی آغوش رحمت کے

لہ تو بیشک اس نے اللہ کو خوش کیا اور جس نے اللہ تعالیٰ کو خوش کیا

پرورش یافتہ لوگوں کے ساتھ احسان کرے گا وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا محبوب ہوگا۔ وللہ الحمد۔

دلائل شرعیہ کی روشنی میں خدمت خلق کی مفصل توضیح فقیر کے رسالہ "مشرقی کا غلط مذہب" نمبر ۲ میں ملاحظہ ہو۔ بہرحال حالی و شبلی کا محض خدمت خلق و احسان الی الخلق کے حیلہ مکذوبہ و بہانۂ کاذبہ کی بنا پر تمام مسلمانوں کو قطعاً کافر و بے دین بتانا قطعی کفر و ارتداد ہے۔ اور یقینی زندقہ والحاد۔ والعیاذ باللہ رب العباد۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ والذین کفروا اعمالهم کسراب بقیعة یحسبه الظمان ماء حتی اذا جاءه لم یجده شیئا و وجد اللہ عنده فوفه حسابه واللہ سریع الحساب ٥ یعنی اور جو کافر ہوئے (مجوس ہوں یا ہنود نصاریٰ ہوں یا یہود اور مشرکین و کفار عنود) ان کے کام خدمت خلق و احسان الی الخلق و رحمت و شفقت علی الخلق وغیرہ سب) ایسے ہیں جیسے دھوپ میں چمکتا ہوا ریت کسی جنگل میں کہ پیاسا اسے پانی سمجھے یہاں تک کہ جب اس کے پاس آیا تو اسے کچھ نہ پایا اور اللہ کو اپنے قریب پایا تو اس نے اس کا حساب پورا بھر دیا اور اللہ جلد حساب کر لیتا ہے۔ (ترجمۂ رضویہ) پھر اسی مسدس کے صفحہ ۱۰۰ پر سائنس یورپ کی تحقیقات جدیدہ کی منقبت خوانی کرتے ہوئے یوں لکھتا ہے۔ ؎

کیا کو ہساروں کو مسمار اس نے ۔ بنایا سمندر کو بازار اس نے

۱؎ ہیں تو جو شخص رحمت خداوندی کے ان پرورش یافتہ ۲؎ اور یورپ کے تمام کافروں مشرکوں زندیقوں دہریوں کو ایمان دار و دین دار بتانا

زمینوں کو منوایا دوّار اس نے ثوابت کو ٹھہرایا سیّار اس نے
لیا بھاپ سے کام لشکر کشی کا دیا پتلیوں کو سکت آدمی کا
یہ پتھر کا ایندھن ہے چلوانے والا جہازوں کو خشکی میں چلوانے والا
صداؤں کو سانچے میں ڈھلوانے والا زمیں کے خزانے اگلوانے والا!
یہی برق کو نامہ بر ہے بناتا! یہی آدمی کو ہے بے پر اڑاتا!

یہ وہی کفری مضمون ہے جو مرتد عنایت اللہ مشرقی نے اپنے تذکرۂ ملعونہ میں جابجا بکا ہے۔ چنانچہ اس کے افتتاحیہ عربیہ کے صفحہ ۲۴ پر بکتا ہے۔

والمغربیون کلھم قد علموا صلاتھم وخطفوا الارض من فوقھا ومن تحتھا واتخذوا بیوتا من سھلھا وصخرھا وبنوا مساکن ومراکب فی برھا وبحرھا لیسبحوا اللہ ویحمدوہ وھم الذین ھدوا الی الصراط المستقیم صراط الذین انعم اللہ علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین ۔ یعنی یورپ کے لوگ سارے کے سارے اپنی نماز کو معلوم کر چکے ہیں اور زمین کو اس کے اوپر اور اس کے نیچے سے انھوں نے اچک لیا ہے اور اس کے نرم اور سخت حصوں میں مکانات انھوں نے بنائے ہیں اور انھوں نے زمین کی خشکی و تری میں کوٹھیاں اور جہاز بنائے ہیں اس لئے کہ وہ اللہ کی تسبیح و حمد کریں (یعنی یورپ والوں کا سائنس میں یہ ترقیاں کرنا ہی خدا کی تسبیح و حمد ہے۔) اور وہی وہ لوگ ہیں جن کو صراطِ مستقیم یعنی سیدھے راستے کی ہدایت فرمائی گئی۔ ان لوگوں کے راستے کی جن پر اللہ تعالیٰ کا انعام ہے۔ ان یورپ والوں پر نہ تو غضب ہے نہ وہ گمراہ ہیں۔ والعیاذ باللہ تبارک و تعالیٰ۔

حالاں کہ ہر مسلمان کا ایمان ہے کہ یہ دنیوی ترقیاں اگر اشاعت اسلام وتبلیغ سنیت واعلائے کلمۃ اللہ کے لئے ہوں تو بے شک ثواب ہیں اور اگر ان کا مقصد کوئی دینی اسلامی مقصد نہ ہو تو یہ باتیں اسلامی کمالات تو درکنار انسانی کمالات بھی ہرگز نہیں۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ لایغرنك تقلب الذين كفروا في البلاد ه متاع قليل ثم ماوٰهم جهنم وبئس المهاد ٥ یعنی اے سننے والے کافروں کا شہروں میں اہلے گہلے پھرنا تجھے دھوکہ نہ دے تھوڑا برتنا پھر ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور کیا ہی برا بچھونا۔ (ترجمۂ رضویہ) اور اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے۔ ولا يحسبن الذين كفروا انما نملي لهم خير لانفسهم انما نملي لهم ليزدادوا اثما ولهم عذاب مهين ٥ یعنی اور ہرگز کافر اس گمان میں نہ رہیں کہ وہ جو ہم انھیں ڈھیل دیتے ہیں کچھ ان کے لئے بھلا ہے ہم تو اسی لئے انھیں ڈھیل دیتے ہیں کہ اور گناہ میں بڑھیں۔ اور ان کے لئے ذلت کا عذاب ہے۔ (ترجمۂ رضویہ) مگر مسٹر حالی اور مرتد مشرقی دونوں نے عقائد اسلامیہ پر ایمان لانے اور احکام اسلامیہ پر عمل کرنے کو بیکار ٹھہرا کر صاف صاف بک دیا کہ کمال اسلام وحقیقت اسلام صرف اسی قدر ہے کہ سائنس کی تحقیقات جدیدہ کے ذریعے سے پہاڑوں کو ڈھا دیا جائے سمندروں کو بازار بنا دیا جائے بھاپ سے لشکر کشی کا کام لیا جائے۔ بے جان پتلیوں کو مشینوں کے ذریعے سے آدمیوں کی طرح چلتا پھرتا بنا دیا جائے پتھروں کو ایندھن کی طرح جلایا جائے خشکی میں جہاز (یعنی ریل کو) چلایا جائے آوازوں کو سانچوں میں بند کر لیا جائے یعنی فونوگراف بنایا جائے۔ بجلی کے ذریعے سے پیغام بھیجا جائے ــــ یعنی ٹیلی فون ٹیلی گراف وریڈیو وغیرہ ایجاد کئے جائیں۔ ہوائی جہازوں

پر بیٹھ کر فضا میں اڑا جائے بس ایمان اسی کا نام ہے۔ اور یہی حقیقت اسلام ہے۔ اور چونکہ مسلمان ان باتوں میں یورپ والوں سے پیچھے ہیں اس لئے مسلمان تو سب کے سب گمراہ ہیں۔ غضب الٰہی میں گرفتار ہیں۔ مگر یورپ کے سائنس داں لوگ سارے کے سارے صراط مستقیم پر ہیں۔ والعیاذ باللہ تبارک وتعالیٰ۔

اس کفر ملعون میں حالی وشرقی دونوں متحد ومشترک ہیں۔ مگر حالی نے یورپی سائنس کی کاسہ لیسی کرتے ہوئے زمین کو آفتاب کے گرد متحرک بھی مان لیا۔ گھومنے والا بھی مان لیا حالاں کہ زمین قطعاً ساکن ہے۔ سورج اور چاند اور دوسرے سب سیارے اس کے گرد بحکم الٰہی گھوم رہے ہیں۔ اس مسئلے کا روشن ومبرہن بیان اور فلسفہ وسائنس کے اوہام وہذیانات کا بطلان حضور پرنور اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد اعظم فاضل بریلوی مولانا شاہ عبد المصطفےٰ محمد احمد رضا خاں صاحب قبلہ قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتاب مستطاب مسمّٰی بنام تاریخی الکلمۃ الملھمۃ فی الحکمۃ المحکمۃ لوھاء فلسفۃ المشئمۃ وکتاب کامل النصاب مسمّٰی بنام تاریخی فوز مبین ۱۳۳۸ در رد حرکت زمین ورسالہ مبارکہ بنام تاریخی نزول آیات فرقان بسکون زمین وآسمان میں ملاحظہ ہو۔ یہاں ہم رسالہ مبارکہ فوز مبین در رد حرکت زمین کا مختصر اقتباس پیش کرتے ہیں

اولاً:- آفتاب کی مرکزیت اور زمین کی اس کے گرد حرکت دونوں باطل ومطرود اور قرآن عظیم کے ارشادات سے مردود ہیں۔ نہ آفتاب مرکز ہے نہ کواکب اس کے گرد متحرک۔ بلکہ زمین کا مرکز نقل مرکز عالم ہے اور سب ستارے اور خود آفتاب اس کے گرد دائر۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ والشمس والقمر بحسبان۔ یعنی

سورج اور چاند کی چال حساب سے ہے۔ اور فرماتا ہے۔ والشمس تجری لمستقر لها ذلك تقدیر العزیز العلیم ۃ یعنی سورج چلتا ہے اپنے ٹھہراؤ کے لئے یہ سادھا ہوا ہے زبردست علم والے کا۔ اور فرماتا ہے۔ کل فی فلک یسبحون۔ ۃ یعنی چاند سورج ایک ایک گھیرے میں پیر رہے ہیں اور فرماتا ہے۔ وسخر لکم الشمس والقمر دائبین ۃ یعنی اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے چاند سورج مسخر کئے کہ دونوں باقاعدہ چل رہے ہیں اور سورۂ رعد میں فرماتا ہے۔ وسخر لکم الشمس والقمر کل یجری لاجل مسمّٰی یعنی اللہ نے مسخر فرمائے چاند سورج ہر ایک ٹھہرائے وقت تک چل رہا ہے۔ بعینہٖ اسی طرح سورۂ لقمٰن و سورۂ ملٰئکہ و سورۂ زمر میں فرمایا۔ اس پر جو جاہلانہ اختراع پیش کرے اس کے جواب کو یہ آیۂ کریمہ تمہیں تعلیم فرمادی ہے۔ الا یعلم من خلق وھو اللطیف الخبیر ۃ یعنی کیا وہ نہ جانے جس نے بنایا اور وہی ہے پاک خبردار۔ آفتاب کو مرکز ساکن اور زمین کو اس کے گرد دائر ماننا تو صراحۃً آیاتِ قرآنیہ کا صاف انکار ہے ہی۔ ہیأتِ یونان کا مزعوم کہ آفتاب مرکز زمین کے گرد دائر تو ہے مگر نہ خود بلکہ حرکتِ فلک سے آفتاب کی حرکتِ عرضیہ ہے۔ جیسے جالسِ سفینہ کی۔ یہ بھی ظاہر قرآنِ کریم کے خلاف ہے بلکہ خود آفتاب متحرک ہے آسمان میں پیرتا ہے۔ جس طرح دریا میں مچھلی۔ قال اللہ تعالیٰ وکل فی فلک یسبحون ہ افقہ الصحابۃ بعد الخلفاءِ الاربعۃ سیدنا عبد اللہ بن مسعود صاحب سر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سیدنا حذیفۃ ابن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما اجمعین کے حضور حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول مذکور ہوا کہ آسمان گھومتا ہے۔ دونوں حضرات نے بالاتفاق

فرمایا۔ کذب کعب ان اللہ یمسک السمٰوات والارض ان تزولا یعنی کعب نے غلط کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ بے شک اللہ آسمانوں اور زمین کو روکے ہوئے ہے کہ سرکیں نہیں۔ زاد ابن مسعود وکفی بہانہ والا ان تدور رواہ عنہ سعید بن منصور وعبد بن حمید وابن جریر و ابن المنذر وعن حذیفۃ عبد بن حمید ۰ اس آیت میں اگرچہ ہو سکے۔ صحابہ کرام خصوصاً ایسے اجلہ اعلم بمعانی القرآن ہیں اور ان کا اتباع واجب رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

ثانیاً۔ جاذبیت پر ہر ایک سہل سوال اوج وحضیض شمس سے ہوتا ہے۔ جس کا ہر سال مشاہدہ ہے۔ نقطۂ اوج پر کہ اس کا وقت تقریباً سوم جولائی ہے۔ آفتاب زمین سے غایت بُعد پر ہوتا ہے اور نقطۂ حضیض پر کہ تقریباً سوم جنوری ہے۔ غایت قرب پر۔ یہ تفاوت اکتیس لاکھ میل سے زائد ہے کہ تفتیش جدید میں بُعدِ اوسط نو کروڑ انتیس لاکھ میل بتایا گیا ہے۔ اور ما بین المرکزین دو درجے بیتالیس ثانئے یعنی ۲۱۲ ۵ ۔ ۰ ۲ ہے۔ تو بعد ابعد نو کروڑ چوالیس لاکھ اٹھاون ہزار چھبیس ۹۴۴۵۸۰۲۶ میل ہوا۔ اور بُعدِ اقرب نو کروڑ تیرہ لاکھ اکتالیس ہزار نو سو چوہتر ۹۱۳۴۱۹۷۴ میل اور تفاوت اکتیس لاکھ سولہ ہزار باون ۳۱۱۶۰۵۲ میل۔ اگر زمین آفتاب کے گرد اپنے مدار بیضی پر گھومتی ہے جس کے فوکز اسفل میں آفتاب ہے جیسا کہ ہیئات جدیدہ کا زعم ہے۔ جیسا کہ اس شکل سے واضح ہے۔ ا ر ب ہ بیضی مدار زمین ہے۔ ا ر ب ہ ا ب ہ ر چاروں نطاق ہیں۔ اب قطر اطول ہے۔ اس کے دونوں کناروں پر مرکز ج سے برابر ابعد ہ ر قطر اقصر اس کے دونوں نقطوں پر مرکز ج سے
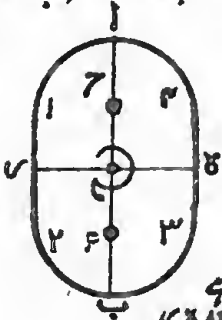
بعد اقرب ح، ء دونوں فوکز یعنی محترق ہیں جن کے اسفل ء پر شمس مستقر ہے۔ ا، نقطۂ اوج شمس سے غایت بُعد پر ہے۔ اور ب حضیض غایت قرب پر زمین ا پر مرکز و شمس دونوں سے نہایت دوری پر ہوتی ہے۔ یہاں سے چلتے ہی ا ہ نطاقِ اوّل میں دونوں سے قریب ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ ہ پر مرکز سے غایت قرب میں ہوتی ہے ہ اب نطاق دوم میں مرکز سے دور ہونا شروع کرتی ہے لیکن شمس سے اب بھی قرب ہی بڑھاتی ہے۔ یہاں تک کہ ب حضیض پر مرکز سے دوبارہ غایت بُعد پر ہوجاتی ہے اور شمس سے نہایت قرب پر آتی ہے۔ اس نصف حضیض ا ہ ب میں شمس سے قرب ہی بڑھتا اور چال بھی برابر متزاید رہتی ہے۔ تیزی کی انتہا نقطۂ ب پر ہوتی ہے۔ پھر انھیں قدموں پر سست ہوجاتی ہے ب ۸ نطاقِ سوم میں زمین مرکز سے قریب اور شمس سے دور ہوتی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ ۸ پر دوبارہ مرکز سے کمالِ قرب پر آجاتی ہے ۸ ا نطاقِ چہارم میں مرکز و شمس دونوں سے دور ہوجاتی ہے۔ یہاں تک ا پر دونوں سے کمالِ بُعد پاتی ہے۔ اس نصف اوجی ب ۸ ا میں شمس سے بعد ہی بڑھتا اور چال برابر متناقص رہتی ہے۔ سستی کی انتہا نقطۂ ا پر ہوتی ہے۔ پھر وہی دورہ شروع ہوتا ہے۔ اس میں اگر شمس کی جگہ زمین اور زمین کی شمس کہا جائے اور مدارِ شمس کو بیضی مان لیا جائے تو ہمارے نزدیک بھی یہ سب باتیں یوں ہی ہیں۔

اب اللہ عزوجل کی قدرت پر تو ان سائنس پرستوں کا ایمان نہیں۔ لہٰذا کہتے ہیں کہ آفتاب زمین کو کھینچتا ہے زمین آفتاب سے بھاگتی ہے۔ اس جاذبیت شمس و نافریت ارض کی کھینچا تانی کے سبب آفتاب کے گرد زمین اپنے محور پر گھومتی ہوئی مدارِ بیضی پر دورہ کرتی ہے۔

اَوّلاً:۔ نافریتِ ارض کو جاذبیتِ شمس سے کیا نسبت کہ آفتاب حسبِ بیانِ اصُول علم ہیأتِ جدیدہ بارہ لاکھ پینتالیس ہزار ایک سو تیس زمینوں کے برابر ہے۔ اور حضور پر نور اعلیحضرت قبلہ امام اہلسنّت عظیم البرکت مجدد اعظم فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بربنائے مقرراتِ تازہ اصل کروی پر حساب فرمایا۔ تو اس سے بھی زائد آیا یعنی آفتاب تیرہ لاکھ تیرہ ہزار دو سو چھپن زمینوں کے برابر ۱۳۱۳۲۵۶ وہ جرم (یعنی زمین) کہ اس (آفتاب) کے بارہ تیرہ لاکھ حصّوں میں سے ایک کے بھی برابر نہیں۔ اس (آفتاب) کی کیا مقاومت کرسکتا ہے۔ تو گردِ دورہ کرنا نہ تھا بلکہ پہلے ہی دن (زمین) کو کھینچ کر اس (آفتاب میں مل جانا (چاہیئے تھا) کیا بارہ لاکھ آدمی مل کر ایک (آدمی) کو کھینچیں (اور ان بارہ لاکھ آدمیوں سے ہر ایک شخص کی قوت وطاقت اسی ایک آدمی کی طاقت وقوت کے برابر ہو اور وہ بارہ لاکھ آدمی مل کر ایک (مجموعی قوتوں سے کامل اتفاق کے ساتھ اس کو کھینچیں) تو وہ کھینچ نہ سکے گا؟ بلکہ ان کے گرد گھومے گا؛

ثانیاً:۔ جب کہ نصف دورے میں جاذبیتِ شمس غالب اگر اکتیس لاکھ میل سے زائد زمین کو قریب کھینچ لائی تو نصف دوم میں اسے کس نے ضعیف کردیا کہ زمین پھر اکتیس لاکھ میل سے زیادہ دور بھاگ گئی۔ حالاں کہ قرب موجب قوت اثر جذب ہے تو ضیفی پر لاکر جاذبیتِ شمس کا اثر اور قوی تر ہونا اور زمین کا وقتاً فوقتاً قریب تر ہو جانا لازم تھا۔ نہ کہ نہایتِ قرب پر اس کی قوت سست پڑے اور زمین اس کے پنجے سے چھوٹ کر پھر اتنی ہی دور ہو جائے۔ شاید جولائی سے جنوری تک آفتاب کو رات زیادہ ملتا ہے قوت تیز ہوتی ہے اور جنوری سے جولائی تک بھوکا رہتا ہے کمزور پڑ جاتا ہے۔ دو جسم اگر برابر کے ہوتے تو یہ کہنا ایک ظاہری لگتی ہوئی بات ہوتی۔ کہ نصف دورے میں یہ غالب رہتا ہے نصف میں وہ۔ نہ کہ وہ جرم کہ زمین کے بارہ لاکھ

امثال سے بڑا ہے اسے کھینچ کر اکتیس لاکھ میل سے زیادہ قریب کرلے اور عین شباب
اثرِ جذب کے وقت سست پڑجائے۔ اور اِدھر ایک اُدھر بارہ لاکھ سے زائد پر
غلبہ ومغلوبیت کا دَورہ۔ پورا نصف نصف انقسام پائے۔ اس پر یہ مہمل عذر پیش
ہوتا ہے کہ نقطۂ حضیض پر نافریت بہت بڑھ جاتی ہے۔ وہ زمین کو آفتاب کے پنجے
سے چھڑا کر پھر دور لے جاتی ہے

اقول: ہارے کا حیلہ محض بے سروپا ہے۔ اوّل یہ کہ جاذبیت ونافریت
کا گھٹنا بڑھنا متلازم ہے۔ نافریت اتنی بڑھے گی جتنی جاذبیت اور بہرحال مساوی
رہیں گی۔ یہاں اگر نافریت بدرجۂ غایت ہے کہ چال سب سے زیادہ تیز ہے تو جاذبیت
بھی بحدِ کمال ہے کہ قربِ شمس سب جگہ سے زائد ہے۔ نافریت جاذبیت سے چھینے تو
جب کہ اس پر غالب آئے۔ برابر سے چھین لینا کیا معنی۔ دوسرے یہ کہ اگر نافریت ہی
میں کوئی ایسا طرہ ہے کہ بحالِ مساوات وہی[1] غالبیت ومغلوبیت کے لئے خاص
انھیں نقطوں کا تعین کیوں ہے۔ تیسرے یہ کہ ہر سال انھیں پر غلبہ ومغلوبیت
کی کیا وجہ ہے۔ بخلاف ہمارے اصول کے کہ زمین ساکن اور آفتاب اس کے گرد ایک
ایسے دائرے پر متحرک جس کا مرکز مرکزِ عام سے اکتیس لاکھ سولہ ہزار باون میل باہر ہے۔ اگر
مرکز متحد ہوتا زمین سے آفتاب کا بعد ہمیشہ یکساں رہتا مگر بوجہ خروجِ مرکز جب آفتاب
نقطۂ ا پر ہوگا مرکز زمین سے اس کا فصل ا ج ہوگا۔ یعنی
بقدر ا ب نصف قطر مدارِ شمس + ب ج مابین المرکزین
اور جب نقطۂ ء پر ہوگا اس کا فصل ج ء ہوگا۔ یعنی بقدر
ب ا نصف قطر مدارِ شمس – ب ج مابین المرکزین دونوں
فصلوں میں بقدرِ دوچند مابین المرکزین فرق ہوگا۔ یہ اصل کروی پر ہے لیکن وہ

[1] غالب آئے تو اسے مساوات تو روزِ اول سے تھی اور نقطوں پر کیوں نہ غالب آئی نافریت کی

بعدِ اوسط یعنی بیضی پر لیا گیا ہے۔ اس میں بُعدِ اوسط منتصف مابین المرکزین پر ہے۔ تو بُعد اوسط + نصف مابین المرکزین = بُعد ابعد، نصف مذکور = بعد اقرب لاجرم بقدر مابین المرکزین فرق ہوگا اور یہی نقطے اس قرب و بعد کے لئے خود ہی متعین رہیں گے۔ کتنی صاف بات ہے جس میں نہ جاذبیت کا جھگڑا نہ نافریت کا بکھیڑا ذلك تقدیر العزیز العلیم یہ سادھا ہوا ہے زبردست جاننے والے کا جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا محمد وآلہٖ وصحبہٖ وابنہٖ الغوث الاعظم وحزبہٖ وبارك وسلم۔

ثالثاً: جاذبیت کے بطلان پر دوسرا شاہد عدل قمر ہے۔ ہیأت جدیدہ میں قرار پا چکا ہے کہ اگرچہ زمین قمر کو قریب سے کھینچتی ہے اور آفتاب دور سے۔ مگر جرم شمس لاکھوں درجے جرم زمین سے بڑا ہونے کے باعث اس کی جاذبیت قمر پر زمین کی جاذبیت سے ۲ ۱/۵ گنی ہے یعنی زمین اگر چاند کو پانچ میل کھینچتی ہے تو آفتاب گیارہ میل اور شک نہیں کہ یہ زیادت ہزاروں برس سے مستمر ہے۔ تو کیا وجہ کہ چاند زمین کو چھوڑ کر اب تک آفتاب سے نہ جا ملا؟ یا کم از کم ہر روز یا ہر مہینے اس کا فاصلہ زمین سے زیادہ اور آفتاب سے کم ہوتا جاتا مگر مشاہدہ ہے کہ ایسا نہیں تو ضرور جاذبیت باطل ومہمل خیال ہے۔ اور یہاں یہ عذر کہ آفتاب زمین کو بھی تو کھینچتا ہے۔ عجب صدا بے معنیٰ ہے۔ زمین کو کھینچنے سے قمر پر اس کی کشش کیوں کم ہو گئی۔ ایک اور ۱۱/۵ اسی مالت موجودہ ہی پر تو مانی گئی ہے جس میں شمس زمین کو بھی جذب کر رہا ہے۔ پھر اس اقرار یافتہ مسلّم کا کیا علاج ہوا؟

رابعاً: لطف یہ کہ اجتماع کے وقت قمر آفتاب سے قریب تر ہو جاتا ہے اور مقابلے کے وقت دور تر۔ حالاں کہ قریب وقت اجتماع آفتاب کی جاذبیت کہ ۱۱/۱۶ ہے۔ صرف

$\frac{3}{8}$ ہی عمل کرتی ہے کہ قمر شمس وارض کے درمیان ہوتا ہے۔ زمین اپنی طرف ۵ حصے کھینچتی ہے اور شمس اپنی طرف ۱۱ حصے۔ تو بقدر فضل جذب شمس $\frac{6}{16}$ جانب شمس کھینچا۔ اور قرب وقتِ مقابلہ جاذبیت کے $\frac{16}{}$ سولہ حصے قمر کو جانب شمس کھینچتے ہیں[1] غرض وہاں تفاضل کا عمل تھا۔ یہاں مجموع کا کہ اس کے سرچند کے قریب ہے تو واجب ہے کہ وقت مقابلہ قمر شمس سے بہ نسبت وقت اجتماع قریب تر آجائے۔ حالاں کہ عکس ہے تو ثابت ہوا کہ جاذبیت باطل ہے۔ سائنس کے پرستاروں کی طرف سے اس کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ اجتماع کے وقت زمین قمر کو شمس سے چھین لیتی ہے۔ اور وہ دور ہوتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ مقابل شمس آتا ہے اور اس وقت شمس و زمین دونوں اسے ایک طرف کھینچتے ہیں۔ تو آفتاب سے قریب ہوتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ اجتماع میں آتا ہے۔

اقول :۔ کیا زمین وقتِ مقابلہ سے وقت اجتماع تک نیرین کے بیچ ہی میں رہتی ہے۔ کہ آفتاب سے قریب کرنے کا وہ سلسلہ مسلسل رہتا ہے یا زمین تو مقابلے کے بعد ایک کنارے کو ہو گئی اور جب سے اجتماع ہونے تک جہت خلاف شمس کھینچتی رہی۔ اور اس کا اثرِ جذب اثرِ شمس سے بدرجہا زائد ہے۔ (ملاحظہ ہو کتاب فوزمبین میں جاذبیت کا ردِ پنجم) پھر بھی چاند ہے کہ شمس ہی کی طرف کھنچتا ہے۔ شاید مقابلے کی خفیف ساعت میں زمین نے اس کے کان میں پھونک دیا تھا کہ اب چاہے میں کہیں ہوں چاہے میں کسی طرف کھینچوں۔ اور کتنے ہی غالب زور سے کھینچوں مگر تو اسی وقت کے اثر پر رہنا۔ اور آفتاب سے قریب تر ہوتا جانا۔ میری ایک نہ ماننا کیوں کہ وہ بڑا بوڑھا ہے۔ اس کا لحاظ واجب ہے اور چاند ایسا سعادت مند کہ اسی پر کاربند۔ جب

---

[1] کہ ارض شمس و قمر کے درمیان ہوتی ہے تو دونوں مل کر قمر کو ایک ہی طرف کھینچتے ہیں۔

کھنچتے کھنچتے وہ آفتاب کی گود کے پاس پہنچا یعنی اجتماع میں آتا ہے۔ اس وقت زمین اپنی نصیحت پر پشیمان ہوتی ہے۔ اور بڑھ کر وہ ہاتھ لگاتی ہے کہ شمس کی گود سے اسے چھین کر آدھے دورے میں نہایت دوری پر لے جاتی ہے۔ یہاں آکر پھر بھول جاتی ہے۔ اور وہی انچھر چاند کے کان میں پھونکتی ہے۔ ایسی پاگل زمین ہیأتِ جدیدہ میں ہوتی ہوگی۔ غرض دنیا بھر کے عاقلوں کے نزدیک علت کے ساتھ معلول ہوتا ہے۔ اور وہ فنا ہو کر علت خلاف پیدا ہو تو فوراً اخلاف ہو جاتا ہے۔ لیکن ہیأتِ جدیدہ کے نزدیک علت کو فنا ہوئے مدتیں گزریں۔ اور خلاف کی علتیں برابر روزانہ ترقی پر ہیں مگر معلول ابھی مردہ علت کا جاگ رہا ہے۔ اور ان زندہ علتوں کا معلول فنا ہے۔ یعنی اُدھر تو علت معدوم اور معلول قائم۔ اِدھر علتیں موجود و مترقی اور معلول معدوم۔ وتوفیق الاھتداء الی الحق من الملک الحی القیوم۔

خامساً۔ طرفہ یہ کہ اس بے چارے صغیر الجثہ چاند کو صرف شمس ہی نہیں اس کے ساتھ زہرہ و عطارد بھی جانب شمس کھینچتے ہیں اور ادھر سے ارض اپنی طرف گھسیٹتی ہے۔ خصوصاً ان تینوں کا ایک درجے سے بھی کم فاصلے میں ہزاروں بار قران ہو چکا ہے۔ نہ ان تینوں کی مجموعی کشش جذبِ زمین پر غالب آتی ہے۔ نہ اس (مقناطیسی لہروں کی) ستم کشاکش میں قمر کو کوئی زخم پہنچتا ہے نہ وہ ہسپتال جاتا ہے نہ سول سرجن کا معائنہ ہوتا ہے۔ آفتاب چھ کروڑ چاند سے بھی لاکھوں حصے بڑا ہے کہ چھ کروڑ چوالیس لاکھ اُناسی ہزار چھ سو ستر سٹھ قمر کے برابر ہے۔ قمر بے چارے کی کیا ہستی یہ تو اس کھینچ تان میں پرزے پرزے ہو جانا تھا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اس پر حرف آنا درکنار اس کی منضبط چال میں اصلاً فرق نہیں آتا۔ تو سائنس کے اوہام و خرافات اور جاذبیت

کے تخیلات و مزخرافات سب باطل ہیں

سادساً:۔ ظاہر ہے کہ نفرت جذب سے ہے اور جذب جمیع جہاتِ شمس سے یکساں اور جتنا جذب اتنی ہی نفرت۔ تو واجب کہ ہر طرف نافریت یکساں ہو اور جتنی نافریت اتنا ہی بُعد۔ تو لازم کہ سب طرف شمس سے یکساں ہو۔ آفتاب عینِ مرکزِ مدار پر ہو۔ لیکن وہ مرکز سے اکتیس لاکھ میل فاصلے پر فوکز اسفل میں ہے تو نافریت باطل ہے کہ وہ ایسی چیز چاہتی ہے جو امرِ واقع و ثابت کے خلاف ہے۔

فائدہ:۔ اسی دلیل سے بیضیت رد ہو سکتی ہے کہ جب ہر طرف بعد برابر تو ضرور مدار دائرۂ تامہ ہوگا۔ نہ بیضی۔ لیکن نہ وہ بیضیت سے انکار کر سکتے ہیں نہ کوئی عاقل شمس کو عین مرکز پر مان سکتا ہے کہ مشاہدہ ہر سال سے باطل ہے۔ لاجرم نافریت و حرکتِ زمین کو رخصت کرنا لازم۔

سابعاً:۔ یہاں بُعد کی کمی بیشی ایک ہی چیز تو نہیں بلکہ مرکز سے نطاقِ اول میں کم ہوتا گیا۔ دوم میں زیادہ۔ سوم میں پھر کم۔ چہارم میں پھر زیادہ اور شمس سے نصفِ حضیضی میں کم ہوتا گیا۔ نصف اوجی میں زیادہ۔ کیا وجہ ہے کہ نافریت یہ مختلف ثمرے لاتی ہے۔ وہ قوت شاعرہ نہیں کہ تم سے مشورے لے کر جس نطاق میں جیسا تم کہو ویسا مختلف کام کرے۔ اور اپنے اثر بدلتی رہے۔ اگر کہئے کہ نطاقِ اول سوم میں نافریت ضعیف ہو جاتی ہے[1]۔ اس کا عمل بڑھتا جاتا ہے۔

اقول:۔ یہ محض ہوس ہے۔ اوّل یہ کہ اس کے اس اختلافِ ضعف و قوت کا سبب کیا ہے۔ دوسرے یہ کہ انھیں نطاقوں پر اس کا تعین کیوں منتظم و مرتب ہے۔ تیسرے یہ کہ نطاقِ دوم میں مرکز سے بُعد بڑھتا ہے اور شمس سے قرب۔ کیا وہی نافریت مرکز کے حق میں قوی ہوتی ہے[2] جو تمہارے طور پر دلیل قوت نافریت ہے۔ چوتھے یہ کہ نطاق

[1] اس کا اثر کہ بعید کرنا تھا گھٹتا جاتا ہے۔ نطاق دوم و چہارم میں قوی ہوتی جاتی ہے

[2] اور شمس کے حق میں ضعیف ہوتی جاتی ہے حالانکہ ہم دیکھتے ہیں کہ چال برابر بڑھ رہی ہے

سوم میں مرکز سے قرب بڑھتا ہے۔ اور شمس سے بُعد۔ کیا وہی نافریت اب یہاں الٹی کو مرکز کے حق میں کمزور پڑتی اور شمس کے لئے تیز ہوتی جاتی ہے۔ حالانکہ ہم دیکھتے ہیں کہ چال برابر سست پڑتی جاتی ہے۔ جو دلیل ضعف نافریت ہے مگر یہ کہئے کہ نافریت ایک ذی شعور اور سخت احمق ہے اسے مرکز و شمس دونوں سے نفرت ہے لیکن وہ اپنی حماقت سے دشمن کے گھر میں سوتی رہتی ہے۔ اور جب سر پر آلگی[1] تو دوسری آنکھ سے اس وقت بھی سوتی رہتی ہے۔ یوں آپ کا نظام انتظام پائے گا۔

نقطہ ا یعنی اوج پر نافریت[2] اپنا کام کررہی ہے۔ زمین کو چپکے چپکے مرکز و شمس دونوں سے قریب لارہی ہے۔ سیدھا یوں نہیں کھینچتی کہ نافریت جاگ اٹھے گی۔ لہٰذا بچتی کتراتی میر بحری بچاتی لارہی ہے۔ یہاں تک کہ نقطہ س یعنی ایک کنارۂ قطر اقصر پر لے آئی۔ جہاں مرکز سے غایت قرب ہے۔ اب نافریت کی وہ آنکھ جو مرکز کی طرف ہے کھلی کہ اسی طرف سے زد آئی تھی۔ زمین کو قرب مرکز سے لے کر بھاگی۔ اور دور کرنا شروع کیا مگر شمس کی طرف والی آنکھ سے اب بھی سورہی ہے اسے خبر نہیں کہ ایک دشمن سے دور کرتی ہوں دوسرے سے تو قریب کررہی ہوں۔ اسے تو یہ مدار چھوڑ کر سیدھا جنگل کو بھاگنا تھا۔ کہ دونوں سے بچتی۔ جاذبیت کسی وقت غافل نہیں وہ اب بھی اپنا کام کررہی ہے۔ یہاں تک کہ زمین کو کھینچ کر نقطۂ ب پر لائی۔ جہاں شمس سے غایت قرب ہے۔ اب ادھر کی آنکھ کھلی۔ اور آفتاب سے دور لے کر بھاگی۔ مگر ساتھ ہی دوسری طرف کی آنکھ سے سوگئی۔ اسے خبر نہیں کہ شمس

---

[1] آلگی ہے اس وقت جاگتی ہے مگر پھر بھی غالباً ایک اسی آنکھ سے جس طرف کی زد سر پہ۔

[2] دونوں آنکھوں سے سوتی پڑی غافل خراٹے لے رہی ہے اور اس کی دشمن جاذبیت۔

سے دُور کرتی تو مرکز سے تو قریب لا رہی ہوں۔ یہاں تک کہ نقطۂ ہ پر دوبارہ مرکز سے غایت قرب میں آئی۔ البتہ اب اس کی دونوں آنکھیں کھلیں اور زمین کو دونوں سے دور لے کر بھاگی۔ یہاں تک کہ پھر نقطۂ ا پر پہنچی۔ کھینچ تان کی محنت بہت اٹھائی تھی۔ سال پورا دوڑتے دوڑتے ہوگیا۔ یہاں آکر چاروں شانے چت۔ دونوں آنکھوں سے ایک ساتھ سو گئی۔ اور پھر وہی دورہ شروع ہوگیا۔ یہ فسانۂ عجائب یا بوستانِ خیال تم تسلیم کرو۔ کوئی عاقل تو بے دلیل تو اسے مان نہیں سکتا۔ ان دلائل کی تکمیل اور ان کے علاوہ کثیر ادلّہ جلائل کی تفصیل اور ہیئاتِ جدیدہ کے غوائل کا ردّ جلیل اسی کتاب مبارک فوزِ مبین میں ملاحظہ ہو۔ یہ مختصر نمونہ ہے۔ سائنس کی حقیقت کا جس پر ایمان لاکر پیر نیچر و مولوی شبلی و مولوی حالی صاحبان وغیرہم مکلبین نیچریت نے آسمانوں کے وجود کا انکار کیا۔ آیاتِ الٰہیہ کی تکذیب کی۔ مسائلِ ضروریہ دینیہ کی تحریف کی۔ یہ نیوٹن کے وہی یقینی مسائل ہیں جن پر مسلمانوں کو ایمان لانے کا حکم کیا جا رہا ہے۔ یہ کپلر کی ہی نکتہ آفرینیاں ہیں جن کو ماننے کا اور نیا دین قبول کرنے کا لیکچر دیا جا رہا ہے۔ یہی سائنس کی وہ ترقیاں ہیں جن کو دیکھ کر مولوی حالی صاحب کے منہ میں پانی بھرا چلا آرہا ہے۔ یہی سائنس کی وہ ایجادات تو ہیں جن کی بنا پر مرتد اعظم عنایت اللہ مشرقی تمام مسلمانوں کو کافر مشرک اور یورپ کے انگریزوں جرمنوں وغیرہم سائنس داں کافروں کو ایمان دار اور خدا کا پیارا بتا رہا ہے۔ سائنس کے یہی وہ ہیات کاذبہ اور خرافاتِ باطلہ ہیں جن کا پتہ ڈاکٹر اقبال جیسا ترجمانِ حقیقت جب حضراتِ علمائے اہلسنّت کی درس گاہوں میں نہیں پاتا ہے تو وہ بھی آٹھ آٹھ آنسو رو رو کر "بالِ جبریل" کے صفحہ ۱۷ پر یہ مرثیہ گاتا ہے۔

شیر مردوں سے ہوا بیشۂ تحقیق تہی   رہ گئے صوفی و مُلّا کے غلام اے ساقی

بالجملہ :۔ جو شخص سائنس کے وسوسات کاذبہ و ہوسات عاطلہ پر آنکھ بند کرکے ایمان لے آئے اور ان پر بھروسہ کرکے ارشاداتِ الٰہیہ کو جھٹلائے وہ بحکم شریعت مُطہرہ یقیناً بے ایمان و بے دین ہے۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم
مسٹر حالی کے اس مسدس میں بیسیوں کفریات کے انبار ہیں۔ اور ہزاروں ضلالت کے طومار وفیھا ذکرنا کفایۃ لاولی الالباب والانظار والعیاذ باللہ الواحد القہار۔

اسی طرح فلسفی نیچریت ڈاکٹر اقبال[1] صاحب نے اپنی فارسی اور اردو نظموں میں دہریت اور الحاد کا زبردست پروپیگنڈہ کیا ہے۔ کہیں اللہ عزوجل پر اعتراضات کی بھرمار ہے کہیں علمائے شریعت وائمۂ طریقت پر حملوں کی بوچھار ہے۔ کہیں سیّدنا جبریل امین و سیّدنا موسیٰ کلیم اللہ و سیدنا عیسیٰ مسیح علیہم الصلاۃ والسلام کی تنقیصوں توہینوں کا انبار ہے۔ کہیں شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا وآلہ الصلاۃ والتحیہ واحکام مذہبیہ وعقائد اسلامیہ پر تمسخر واستہزا وانکار ہے کہیں اپنی زندیقیت و بے دینی کا فخر ومباہات کے ساتھ کھلا ہوا اقرار ہے۔ عوام اہلِ اسلام کی آسانی فہم کے لئے ہم اس وقت ڈاکٹر صاحب کے اردو کلام کے چند نمونے پیش کرتے ہیں۔ اپنی کتاب "بالِ جبریل" کے صفحہ ۶ پر لکھتے ہیں۔ ؎

تیرے شیشے میں مے باقی نہیں ہے   بتا کیا تو مرا ساقی نہیں ہے!!
سمندر سے ملے پیاسے کو شبنم!   بخیلی ہے یہ رزاقی نہیں ہے!

اللہ اکبر! حضرت ربّ العزت جوادِ کریم ذوالفضل العظیم جل جلالہٗ کو بخیل بتایا جائے اس کے رزاق نہ ہونے کا گیت گایا جائے اور اسی گستاخی و بے باکی کو کمال شاعری

---

[1] ڈاکٹر اقبال سے متعلق شرعی حکم عرض ناشر کے ص ۵-۶ پر ملاحظہ کریں

ٹھہرایا جائے۔ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ پھر صفحہ ۷ پر فرماتے ہیں۔ ؎

اگر ہنگامہائے شوق سے ہے لامکاں خالی
خطا کس کی ہے یارب! لامکاں تیرا ہے یا میرا

ڈاکٹر صاحبؒ اس شعر میں حضرت احد صمد جل جلالہٗ سے کہہ رہے ہیں کہ اے رب! اگر لامکاں شوق کے ہنگاموں سے خالی ہوتا تو بے شک میری خطا ہوتی مگر لامکاں تو تیرا ہی ہے تو یہ تیری ہی خطا تو ہے۔ العظمۃ للہ!

حضرت قدوس سبوح جل جلالہٗ کو خطا کار کہا جائے اور پھر اسی کو حقیقت کی ترجمانی کہا جائے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ پھر اسی صفحہ پر کہتے ہیں۔

اسے صبح ازل انکار کی جرأت ہوئی کیوں کر!
مجھے معلوم کیا وہ رازداں تیرا ہے یا میرا۔

اس شعر میں ڈاکٹر صاحب اللہ تبارک وتعالیٰ سے کہہ رہے ہیں کہ ابلیس کو تیرے حکم پر عمل کرنے سے انکار کرنے کی جرأت کیوں کر ہوئی۔ یہ مجھے کیا معلوم! آخر وہ تیرا ہی تو رازدار ہے۔ میرا رازدار تو ہے نہیں میں کیا جانوں کہ ابلیس کو تیرا کون سا ایسا راز معلوم ہو گیا جس کی بناء پر وہ تیرا حکم بجا لانے سے انکار کی جرأت کر بیٹھا۔

ڈاکٹر صاحب کا یہ اندازِ گفتگو ایسا ہی ہے جیسے کسی کے خفیہ عیب در پردہ بیان کئے جاتے ہیں جس طرح غالب خود اپنی ذات کو مخاطب کر کے کہتے ہیں ؎

بے خودی بے سبب نہیں غالبؔ۔ کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے،

اسی طرح ڈاکٹر صاحب پردے پردے میں اللہ تبارک وتعالیٰ کو کھری کھری

۱؎ ہے تو یہ خطا کس کی ہے اگر لامکاں میرا ہوتا اور پھر شوق کے ہنگاموں سے خالی ہوتا۔

سُنا رہے ہیں کہ تو ہی نے ابلیس کو اپنے ایسے راز بتا دیئے جن کی بنا پر اسے یہ جرأت وجسارت ہوگئی یعنی ابلیس کی اس جرأت اور ہٹ دھرمی کا سبب اس کی خباثت وملعونیت نہیں بلکہ خود اللہ عزوجل کا راز دار ہونا اس کا سبب ہے۔ نہ تو اسے اپنے خفیہ راز بتاتا نہ ابلیس ایسی جرأت کر سکتا۔ آہ! آہ! آہ! اللہ عزوجل کی بارگاہِ بے نیاز میں ایسی بدگوئی ودشنام بازی مسلمانو! للہ! انصاف یہ ترجمانی حقیقت ہے یا ترجمانی ابلیسیت۔ پھر اسی صفحہ پر فرماتے ہیں۔ ؎

اسی کوکب کی تابانی سے ہے تیرا جہاں روشن
زوالِ آدمِ خاکی زیاں تیرا ہے یا میرا

ڈاکٹر صاحب اس شعر میں اللہ تعالیٰ سے کہہ رہے ہیں کہ یہی خاک کا پتلا انسان وہ ستارہ ہے کہ اسی کی چمک دمک سے تیرا جہان روشن ہے۔ پھر اگر تو اس مٹی سے بنے ہوئے انسان کو مٹا دے گا تو میرا کیا حرج ہے تیرا ہی نقصان ہوگا اللہ اللہ! اس غنی عن العلمین جل جلالہٗ کو نقصان سے پاک ومنزہ رہنے میں وجودِ انسانی کا محتاج ٹھہرایا جائے اور واحد قہار جل جلالہٗ کے ساتھ اس گستاخانہ طرز گفتگو کو اپنی شاعری کا گل سرسبد بنایا جائے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

پھر صفحہ ۳۲ پر فرماتے ہیں۔

یہی آدم ہے سلطاں بحر وبر کا — کہوں کیا ماجرا اس بے بصر کا
نہ خود بیں نے خدا بیں نے جہاں بیں — یہی شہ کار ہے تیرے ہنر کا

ڈاکٹر صاحب ان شعروں میں اللہ تعالیٰ کی قدرت صنعت پر تنقید کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ کیا یہی انسان خشکی وتری کا بادشاہ ہے۔ اس اندھے کا کیا

حال بیان کروں۔ اسے نہ خود اپنی ہستی سُجھائی دیتی ہے نہ اسے خدا نظر آتا ہے۔ نہ اسے جہان دِکھائی دیتا ہے! کیا یہی تیری صنعت و قدرت کا کامل نمونہ ہے۔ اعوذ باللہ۔ انسان کو اللہ عزّوجل کی قدرت و صنعت کا شاہکار بتانا پھر اسی کے عیوب و نقائص بیان کر کے صنع الٰہی و قدرتِ خداوندی پر اعتراض جمانا اور مسلمانوں کے سامنے ترجمان حقیقت بن کر آنا یہ ہے شاعر مشرق کا کمال والعیاذ باللہ ذی العزۃ والجلال۔

پھر اسی صفحہ کے ۳۳ و ۳۴ و ۳۵ پر اللہ تعالیٰ کی جناب میں ایک معترضانہ کلام لکھا جس میں لکھتے ہیں۔ ؎

حاضر ہیں کلیسا میں کباب و مے گلگوں
مسجد میں دھرا کیا ہے بجز موعظہ و پند
احکام تیرے حق ہیں مگر اپنے مفسّر
تاویل سے قرآں کو بنا سکتے ہیں پاژند!
فردوس جو تیرا ہے کسی نے نہیں دیکھا
افرنگ کا ہر قریہ ہے فردوس کی مانند
کہتا ہوں وہی بات سمجھتا ہوں جسے حق
نے ابلہ مسجد ہوں نہ تہذیب کا فرزند!
چپ رہ نہ سکا حضرت یزداں میں بھی اقبالؔ
کرتا کوئی اس بندۂ گستاخ کا منہ بند

ان شعروں میں اللہ عزّوجل کو ڈاکٹر صاحب بے نقط سُنا رہے ہیں کہتے ہیں کہ گرجا میں تو شراب و کباب حاضر ہیں۔ مسجد میں وعظ و نصیحت کے سوا کیا

دھرا ہے۔ اے اللہ تیرے احکام تو حق ہیں لیکن ہمارے مفسرین نے قرآن عظیم کی
تاویلیں کرکر کے اس کو پاژند یعنی پارسیوں کی مذہبی تفسیر بتادیا ہے۔ تیرے فردوس
کو تو کسی نے دیکھا ہی نہیں لیکن یورپ کا ہر ایک گاؤں فردوس ہی کی مانند ہے
میں وہی بات کہتا ہوں جسے حق سمجھتا ہوں۔ نہ تو میں مسجد کا بے وقوف ملّا ہوں
نہ تہذیب کا فرزند ہوں۔ یہ اعتراضات ہیں جو ڈاکٹر صاحب نے حضرت حق سبحنہٗ
وتعالیٰ کی بارگاہ بے نیاز پر جڑے ہیں۔ یہ استہزاءات و تمسخرات ہیں جو اقبال صاحب
نے اللہ رب العزت جل جلالہ سے کئے ہیں مقطع میں اس امر کا کھلم کھلا اقرار بھی
کرلیا کہ شاعر مشرق صاحب اللہ عزّ وجلّ کی جناب میں گستاخیاں ضرور کرتے ہیں
کاش یہ گستاخی کا اقرار ندامت و شرمندگی کے ساتھ اور آئندہ اس گستاخی سے
رجوع کے قطعی ارادے کے ساتھ ہوتا تو یہی اقرار توبہ ہوسکتا تھا۔ مگر ترجمان حقیقت
صاحب اپنی ان گستاخیوں اور دریدہ دہنیوں پر فخر فرمارہے ہیں۔ ان کو اپنی
جرات و بہادری و حق گوئی و سخن سنجی کا کمال بتارہے ہیں۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیہِ رَاجِعُون
پھر اسی کے صفحہ ۱۵۹ پر لکھتے ہیں۔ ؎

میں بھی حاضر تھا وہاں ضبط سخن کر نہ سکا!
حق سے جب حضرت ملا کو ملا حکم بہشت
عرض کی میں نے الٰہی مری تقصیر معاف
خوش نہ آئیں گے اسے حور و شراب و لب کشت
نہیں فردوس مقام جدل و قال و اقول
بحث و تکرار اس اللہ کے بندے کی سرشت
ہے بد آموزیٔ اقوام و ملل کام اس کا!

اور جنت میں نہ مسجد نہ کلیسا نہ کنشت

اس نظم میں ڈاکٹر صاحب نے علمائے شریعت پر پھبتیاں اڑائی ہیں۔ اگرچہ مسلمانوں کو ڈاکٹر صاحب سے اس کی شکایت نہ ہونی چاہیئے۔ کہ جب وہ خود اللہ عزّوجل کی بارگاہ میں بکمالِ جرأت وجسارت گستاخیاں بے ادبیاں کرتے رہتے ہیں تو حضرت مُلّا بے چارے کس شمار و قطار میں ہیں۔ مگر کہنا تو یہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے علمائے شریعت کے تین عیوب گنائے۔ بحث مجادلہ[1] قال واقول[2] قوموں اور ملتوں کے درمیان دوستی ومحبت نہ ہونے دینا۔ اب مسلمانانِ اہلسنّت قرآنِ عظیم کی روشنی میں ان باتوں کے احکام دیکھیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے ادع الی سبیل ربك بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ وجادلھم بالتی ھی احسن ان ربك ھو اعلم بمن ضل عن سبیلہ وھو اعلم بالمھتدین ۝ یعنی اپنے رب کی طرف بلاؤ پکی تدبیر اور اچھی نصیحت سے اور ان سے اس طریقے پر بحث کرو جو سب سے بہتر ہو بے شک تمہارا رب خوب جانتا ہے۔ جو اس کی راہ سے بہکا اور وہ خوب جانتا ہے راہ والوں کو۔ (ترجمہ رضویہ)

اور اللہ عزّوجلّ فرماتا ہے۔ یاایھا الذین اٰمنوا لاتتخذوا اٰباءکم واخوانکم اولیاء ان استحبوا الکفر علی الایمان ومن یتولھم منکم فاولٰئك ھم الظٰلمون ۝ یعنی اے ایمان والو اپنے باپ اور بھائیوں کو دوست نہ سمجھو اگر وہ ایمان پر کفر کو پسند کریں اور تم میں جو کوئی ان سے دوستی کرے گا تو وہی ظالموں میں ہے۔ (ترجمہ رضویہ)

اور اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے۔ یاایھا الذین اٰمنوا لاتتخذوا الذین اتخذوا دینکم ھزوا ولعبا من الذین اوتوا الکتٰب من قبلکم والکفار

اولیاء واتقوا اللہ ان کنتم مؤمنین ؕ یعنی اے ایمان والو جنھوں نے تمہارے دین کو ہنسی کھیل بنالیا ہے وہ جو تم سے پہلے کتاب دیئے گئے اور کافر ان میں کسی کو اپنا دوست نہ بناؤ اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ اگر ایمان رکھتے ہو۔ (ترجمۂ رضویہ) اور اللہ سبحٰنہ وتعالیٰ فرماتا ہے۔ یاایھا الذین اٰمنوا لاتتخذوا الیھود والنصٰریٰ اولیاء بعضھم اولیاء بعض ومن یتولھم منکم فانہ منھم ان اللہ لایھدی القوم الظلمین ؕ یعنی اے ایمان والو یہود ونصاریٰ کو دوست نہ بناؤ وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ اور تم میں جو کوئی ان سے دوستی رکھے گا تو بے شک وہ انھیں میں سے ہے۔ بے شک اللہ بے انصافوں کو راہ نہیں دیتا۔ (ترجمۂ رضویہ)

اسی طرح قال اقول: یعنی کافروں مشرکوں مرتدوں منافقوں کے اقوالِ کفر و ضلال نقل کرکے ان پر رد وطرد انکار ازہاق وابطال فرمانا بھی سُنتِ الٰہیہ ہے۔ ہر وہ مسلمان جو قرآن پاک کا ترجمہ پڑھ سکتا ہو: دیکھ رہا ہے کہ اللہ عزّ وجلّ نے قرآن عظیم میں سیکڑوں مقامات پر یہودیوں نصرانیوں مشرکوں دہریوں وغیرہم کافروں مرتدوں اور مسلمان کہلاکر کفر بکنے والے منافقوں کے اقوالِ کفریہ نقل فرماکر ان کا ردّ وابطال وازہاق اور عقائدِ حقہ ومسائل حقہ کا اثبات واحقاق فرمایا ہے تو علمائے شریعت رحمہم اللہ تعالیٰ جو بدمذہبوں لامذہبوں بددینوں بےدینوں سے مباحثہ ومجادلہ اور ان کے اقوال کفر وضلال پر ردّ وابطال فرمایا ہے۔ سنّی مسلمانوں کو تمام کافروں مشرکوں مرتدوں منافقوں کی دوستی ومحبّت ووداد ومحبت واتحاد سے بچاتے ہیں۔ درحقیقت اللہ عزّ وجلّ ہی کے احکام مبارکہ کو بجالاتے ہیں۔ لیکن ڈاکٹر صاحب کے نزدیک یہ تینوں باتیں ایسے عیوب ونقائص ہیں کہ ڈاکٹر صاحب ایسا کرنیوالے جنت کا

مستحق ہی نہیں سمجھتے۔ تو اگرچہ ڈاکٹر صاحب کے یہ اعتراضات بظاہر تو حضرت مُلّا پر ہیں لیکن درحقیقت خود حضرتِ اللہ پر ہیں جل جلالہ۔ ہم اپنے رسالہ مسمّٰی بنامِ تاریخی قھر القادر علی الکفار اللیاڈر میں بیان کر چکے کہ نیچری لیڈر نیچری مسٹر نیچری ریفارمر نیچری اسپیکر نیچری ایڈیٹر اگرچہ اللہ تعالیٰ ہی پر بے پردہ حملے کرنا چاہتے ہیں لیکن دیندار مسلمانانِ اہلسنت کے یکلخت متنفر و مخالف و بیزار ہو جانے کا خیال ان کو لرزا دیتا ہے کپکپا دیتا ہے۔ اس لئے وہ بے چارے مُلّا کو سُنا لیتے ہیں۔ اور اسی طرح غیظ و غضب کی آگ بجھا لیتے ہیں۔ اس نظم میں ڈاکٹر صاحب نے بھی یہی وتیرہ اختیار کیا ہے۔ فالیٰ اللہ المشتکیٰ۔

ڈاکٹر صاحب کے قلب میں ابلیس کی بھی بہت عزت و عظمت معلوم ہوتی ہے جس کا جابجا اظہار ہو رہا ہے۔ اسی "بالِ جبریل" کے صفحہ ۱۹۲ سے صفحہ ۱۹۴ تک حضرت جبریل امین علیہ الصلاۃ والسلام کا ابلیس ملعون سے ایک مکالمہ گڑھا جس میں ابلیس کو ایسے راز سے سرمست بتایا جس سے جبریل علیہ الصلاۃ والسلام بھی واقف نہیں۔ چنانچہ ابلیس کی زبان سے فرماتے ہیں ؎

آہ اے جبریل تو اس راز سے واقف نہیں!
کر گیا سرمست مجھ کو توڑ کر میرا سبو

پھر ابلیس ہی کی زبان سے ابلیسی جرأت اور ابلیسی بہادری کے خطبے پڑھے۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔

خضر بھی بے دست و پا الیاس بھی بے دست و پا
میرے طوفاں یم بہ یم دریا بہ دریا جو بہ جو!

یعنی ڈاکٹر صاحب کی زبان پر ابلیس بول رہا ہے کہ ہر ہر سمندر ہر ہر دریا ہر ہر نہر

۱؎ آڑ بنا کر جس قدر گالیاں بدگویاں اللہ عزوجل کو سنانا چاہتے ہیں غریب مُلّا کو

میں میرے ایسے زبردست طوفان ہیں جن کے مقابلے میں اللہ عزوجل کے عظمت والے رسول الیاس اور خضر علیہما الصلاۃ والسلام بھی بے دست وپا یعنی عاجز و مجبور ہیں۔
آخر میں ترجمان حقیقت صاحب اس طرح ابلیس کی ترجمانی فرماتے ہیں۔ ؎

میں کھٹکتا ہوں دلِ یزداں میں کانٹے کی طرح
تو فقط اللہ ہو اللہ ہو اللہ ہو !!

یعنی اے جبریل تو فقط اللہ ہو اللہ ہو کرتا رہتا ہے مگر میری جرات و بہادری کا تو یہ عالم ہے کہ خود اللہ تعالیٰ کے دل میں کانٹے کی طرح کھٹک رہا ہوں۔ الکبریائُ للہ۔ اللہ عزوجل قدوس و سبوح کے لیے دل اور پھر اس میں کانٹے کی طرح ابلیس کا کھٹکتا رہنا یہ ہے ڈاکٹر صاحب کی ترجمانی حقیقت۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ
یہ تو چند نمونے ڈاکٹر صاحب کی مایۂ ناز کتاب "بالِ جبریل" سے پیش کئے ہیں۔
اب ذرا ڈاکٹر صاحب کی "بانگ درا" سے بھی مختصراً سن لیجئے۔ ڈاکٹر صاحب اپنی کتاب "بانگ درا" مطبوعہ کریمی پریس لاہور کے صفحہ ۸۲ پر لکھتے ہیں ؎

سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا
ہم بلبلیں ہیں اس کے یہ گلستاں ہمارا

مسلمان عظمتِ الٰہی کا فدائی مسلمان عزت مصطفائی کا شیدائی مسلمان تو حرمین طیبین مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کو سارے جہان سے اچھا کہے گا۔ لیکن ڈاکٹر صاحب اپنے ہندوستان ہی کو سارے جہان سے اچھا بتا رہے ہیں۔ پھر اسی صفحہ پر لکھتے ہیں ؎

مذہب نہیں سکھاتا آپس میں بیر رکھنا
ہندی ہیں ہم وطن ہے ہندوستاں ہمارا

ڈاکٹر صاحب کا مذہب تو ہندوستان کے رہنے والوں کو آپس میں بیر رکھنا
یں سکھاتا۔ لیکن اللہ عزّوجل کا نازل فرمایا ہوا حضور اقدس سیّدنا محمد رسول
ند صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم کا لایا ہوا مقدس دین اسلام مسلمانوں کو ہر
ے کافر و مشرک و مرتد و منافق سے خواہ وہ ان کے کیسے ہی آپس کا ہو ضرور
ی و مذہبی بیر رکھنے کا حکم دیتا ہے۔ تین آیاتِ کریمہ ہم ابھی تلاوت کر چکے۔ ایک
ر آیتِ مبارکہ میں اللہ واحد قہار جل جلالہٗ فرماتا ہے۔ قد کانت لکم اسوۃ
سنۃ فی ابراھیم والذین معہ اذ قالوا لقومھم انا برءٰؤا منکم
مما تعبدون من دون اللہ کفرنا بکم و بدا بیننا و بینکم العداوۃ
البغضاء ابدا حتی تؤمنوا باللہ وحدہٗ۔ یعنی بے شک تمہارے لئے
ا پیروی تھی ابراہیم اور اس کے ساتھ والوں میں۔ جب انھوں نے اپنی قوم سے
بے شک ہم بیزار ہیں تم سے اور ان سے جنھیں اللہ کے سوا پوجتے ہو ہم تمہارے
ر ہوئے اور ہم میں اور تم میں دشمنی اور عداوت ظاہر ہو چکی ہمیشہ کے لیے جب
ک تم ایک اللہ پر ایمان نہ لاؤ (ترجمۂ رضویہ)

ڈاکٹر صاحب کا مذہب تو آپس میں بیر رکھنے سے منع کرتا ہے لیکن خدا
سول جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم کا پیارا دینِ اسلام تو باپ بھائی
بیٹے بیوی رشتہ دار سے بھی جب کہ وہ کافر یا مشرک یا مرتد یا منافق ہو مسلمان کو
ا ایمانی بیر رکھنے کا حکم دے رہا ہے۔ مسلمانانِ اہلسنّت خود ہی انصاف کر لیں
کٹر صاحب کے مذہب کو سچے دینِ اسلام کے ساتھ کیا تعلق ہے۔ پھر اسی
ت درا کے صفحہ ۱۷۷ سے صفحہ ۱۸۷ تک اللہ عزّوجل کی بارگاہِ بے نیاز میں شکوہ
جس میں جا بجا اللہ تعالیٰ پر مسلمانوں کے احسان جتائے۔ اللہ عزّوجل پر اعتراضات

بھی کئے اسے ہرجائی بھی کہا۔ یہ بھی کہہ دیا کہ ہم وفادار نہیں تو بھی تو دلدار نہیں۔ یہ بھی کہہ دیا کہ ؎

خندہ زن کفر ہے احساس تجھے ہے کہ نہیں
اپنی توحید کا کچھ پاس تجھے ہے کہ نہیں
آئے عشاق گئے وعدۂ فردا لے کر
اب انہیں ڈھونڈھ چراغ رُخِ زیبا لے کر
آج کیوں سینے ہمارے شرر آباد نہیں
ہم وہی سوختہ ساماں ہیں تجھے یاد نہیں!

اسی شکوے میں صفحہ ۱۸۲ پر لکھا ؎

قہر تو یہ ہے کہ کافر کو ملیں حور و قصور
اور بے چارے مسلماں کو فقط وعدۂ حور

یعنی اے اللہ! یہ کیا غضب ہے کہ کافر کو تو حورِ جنت اور قصورِ جنت سب کچھ ملتے ہیں۔ اور مسلمان بے چارے کو حوروں کا صرف وعدہ ہی دیا جاتا ہے۔ پھر صفحہ ۲۲۰ سے صفحہ ۲۳۲ تک جوابِ شکوہ گڑھا۔ یعنی ڈاکٹر صاحب کے شکوے کا اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ جواب دیا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ پھر اسی صفحہ ۲۲۴ پر اللہ عزّ و جل کی طرف سے اس اعتراض کا بھی جواب گڑھا ہے۔ ؎

کیا کہا بہرِ مسلماں ہے فقط وعدۂ حور!
شکوہ بے جا بھی کرے کوئی تو لازم ہے شعور
عدل ہے فاطرِ ہستی کا ازل سے دستور!!
مسلم آئین ہوا کافر تو ملے حور و قصور

تم میں حوروں کا کوئی چاہنے والا ہی نہیں
جلوۂ طور تو موجود ہے موسیٰ ہی نہیں!

اس بند میں ڈاکٹر صاحب نے صاف صاف کہہ دیا کہ مسلمان کو حور دیئے جانے کا وعدہ ضرور دیا گیا تھا لیکن حوروں کے نہ ملنے کی بے جا شکایت نادانی پر مبنی ہے۔ عدل و انصاف ہمیشہ سے خالق کائنات جل جلالہ کا قانون ہے۔ مسلمانوں کے آئین و قوانین کو کافروں نے اختیار کر لیا تو انھیں حور و قصور مل گئے۔ مسلمانوں کو یہ حور و قصور کیوں کر ملیں۔ ان میں کوئی حوروں کا چاہنے والا ہی نہیں یعنی یہ یورپین لیڈیاں پارسی میں یہودیوں کی لڑکیاں. عیسائی اینڈین جن سے میل ملاقات کر کے آج کل کے نوجوان آزادی پسند لوگ عیش و عشرت کے گلچھرے اڑاتے ہیں یہی وہ حورانِ جنّت ہیں جن کا وعدہ مسلمانوں سے کیا گیا تھا۔ اور آج کل کی یہ بلڈنگیں کوٹھیاں یہ ہوٹل اور بنگلے جن میں یورپ والے راحت و آرام کرتے ہیں یہی وہ جنت کے محل اور فردوس کے قصور ہیں. جن کا وعدہ مسلمانوں کو دیا گیا تھا۔ کافر لوگ چونکہ آئین اسلامی پر عامل ہیں اس لئے انھوں نے اِن حوروں قصور کو حاصل کر لیا اور مسلمان چونکہ سب کے سب کافر ہیں اسی لیے وہ ان حور و قصور سے محروم ہیں۔ آہ آہ اے سنی مسلمانو! سنی مسلمان بھائیو! بنگاہِ ایمان و بنظرِ انصاف ملاحظہ فرمائیے یہ وہی کفری ملعون مضمون ہے جو مرتد اعظم عنایت اللہ مشرقی کی ناپاک کتاب کفر مآب " تذکرہ" ملعون کا موضوع ہے۔ مرتد مشرقی بھی اس دنیا کے عیش و آرام کو جو آج کفار و مشرکین و دہریین کو حاصل ہے جنت بتاتا ہے اور مسلمان جن دنیوی تکلیفوں میں مبتلا ہیں ان کو عذاب جہنم ٹھہراتا ہے اور اسی لئے وہ یورپ کے کافروں ہندوستان

کے مشرکوں کے مسلمان ہونے کا نجس گیت گاتا ہے۔ دنیا بھر کے سب مسلمانوں کو کافر بے دین بناتا ہے۔ چنانچہ اپنے تذکرۂ ملعونہ کے افتتاحیہ عربیہ کے صفحہ ۱۰۸ و ۱۰۹ پر لکھتا ہے۔ واما قولہ زوجنھم بحور عین فی الایات فما عنی اللّٰہ بھذا اشیئًا الا ازواجا مطھرۃ حسناء الوجہ بیضاء الجلد التی زوج المسلمون من بعد تمکینھم فی الارض۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے جو آیتوں میں یہ فرمایا کہ ہم نے جنتیوں کو حورِ عین سے بیاہ دیا۔ اس سے اللہ تعالیٰ نے ان صاف ستھری عورتوں کے سوا کچھ اور مراد نہیں لیا۔ جو خوبصورت چہرے سفید جلد والی تھیں۔ جن سے مسلمانوں نے زمین پر قبضہ کر لینے کے بعد بیاہ کر لیا۔ بہرحال جن حورِ فردوس و قصورِ جنت کا اللہ عزّوجل نے اپنے ایمان والے بندوں سے وعدہ فرمایا ہے ان سے صرف یہی دنیوی نازنینیں اور بلڈنگیں مراد لینا ضروریات دین کا کھلا ہوا انکار ہے اور صریح کفر آشکار۔ والعیاذ باللہ العزیز الغفار۔

ہماری اس مختصر تقریر سے واضح ہو گیا کہ ڈاکٹر صاحب کے فلسفے کی حقیقت صوفی و ملا پر پھبتیاں اڑانا اللہ عزوجل کو کھری کھری بے نقط سنانا حورِ فردوس و قصورِ جنت کے معانی ضروریۂ دینیہ سے انکار کر کے یورپ کی لیڈیاں یورپین طرز کی کوٹھیاں ان کی مراد بتانا ابلیس کی عظمت کے گیت اور ؎

گو فکرِ خداداد سے روشن ہے زمانہ
آزادیٔ افکار ہے ابلیس کی ایجاد

کے ترانے گانا غرض کھل کر زندیق ہو جانا ہے۔ اب ہم یہ بھی بتا دیں کہ ڈاکٹر اقبال صاحب کو یہ فلسفہ کس کی شاگردی کی بدولت حاصل ہوا۔ چنانچہ ان کے رفیقِ یورپ شیخ عبدالقادر صاحب بیرسٹر ایٹ لا سابق مدیر مخزن ان کی

کتاب "بانگ درا"، کے دیباچے کے صفحہ ح پر لکھتے ہیں۔

بی اے کے لئے شیخ محمد اقبال کو لاہور آنا پڑا۔ انھیں علم فلسفہ کے تحصیل کا شوق تھا۔ اور انھیں لاہور کے اساتذہ میں ایک نہایت شفیق استاد ملا جس نے فلسفے کے ساتھ ان کی مناسبت دیکھ کر انھیں خاص توجہ سے پڑھانا شروع کیا۔ پروفیسر آرنلڈ صاحب جو اب سر ٹامس آرنلڈ ہو گئے ہیں اور انگلستان میں مقیم ہیں۔ غیر معمولی قابلیت کے شخص ہیں۔ قوت تحریر ان کی بہت اچھی ہے۔ اور وہ علمی جستجو اور تلاش کے طرز جدید سے خوب واقف ہیں۔ انھوں نے چاہا کہ اپنے شاگرد کو اپنے مذاق اور طرز عمل سے حصہ دیں اور وہ اس میں بہت کچھ کامیاب ہوئے۔ پہلے انھوں نے علی گڑھ کالج کی پروفیسری کے زمانے میں اپنے دوست مولانا شبلی مرحوم کے مذاق علمی کے پختہ کرنے میں کامیابی حاصل کی تھی۔ اب انھیں یہاں ایک در جوہر قابل نظر آیا جس کے چمکانے کی آرزو ان کے دل میں پیدا ہوئی۔ اور جو دوستی اور محبت استاد اور شاگرد میں پہلے دن سے پیدا ہوئی وہ آخر شاگرد کو استاد کے پیچھے پیچھے انگلستان لے گئی۔ اور وہاں یہ رشتہ اور بھی مضبوط ہو گیا۔ اور آج تک قائم ہے۔ آرنلڈ خوش ہے کہ میری محنت ٹھکانے لگی اور میرا شاگرد علمی دنیا میں میرے لئے بھی باعث شہرت افزائی ہوا۔ اور اقبال معترف ہے کہ جس مذاق کی بنیاد سید میر حسن نے ڈالی تھی اور جسے درمیان میں داغ کے غائبانہ تعارف نے بڑھایا تھا اس کے آخری مرحلے آرنلڈ کی شفیقانہ رہبری سے طے ہوئے۔

اس عبارت میں بیرسٹر صاحب نے صاف صاف بتا دیا کہ فلسفۂ نیچریت حاصل کرنے میں شبلی اعظم گڈھی صاحب اور ڈاکٹر اقبال صاحب

دونوں ایک انگریز پروفیسر آرنلڈ کے شاگرد
ہے کہ مذہبوں اور دینوں کے اختلاف نے قومو
لئے ضروری ہے کہ تمام اقوام عالم کے درمیان اتفا
کے لئے سب مذہبوں سارے دینوں کو ایک کردیا
درا کے صفحہ ۳۸ پر ڈاکٹر صاحب آفتاب سے دعا کرتے

آنکھ میری اور کے غم میں سرشک آباد ہو
امتیازِ ملت و آئیں سے دل آزاد ہو !!

پھر اسی بانگِ درا کے صفحہ ۳۷ پر لکھتے ہیں۔ ؎

اجاڑا ہے تمیزِ ملت آئیں نے قوموں کو !
مرے اہلِ وطن کے دل میں کچھ فکرِ وطن بھی ہے

مسلمانانِ اہلسنت اس پر متعجب نہ ہوں کہ ڈاکٹر صاحب نے آفتا
سے دعا کیوں کر مانگی ؟ بات یہ ہے کہ جب ادیان و مذاہب کے باہمی امتیاز
ہی کو فلسفۂ نیچریت باطل ٹھہرا چکا۔ تو بت پرستی، تثلیث پرستی، شجر پرستی،
ستارہ پرستی، آفتاب پرستی بھی معاذ اللہ حق و درست ہو گئی۔ چنانچہ ڈاکٹر
صاحب اسی بانگِ درا کے صفحہ ۳۰ و صفحہ ۳۱ پر ہندو دھرم کے مشہور
گائیتری کے منتر کا ترجمہ کرتے ہوئے آفتاب کے لئے صفاتِ خدائی ثابت
کرکے سورج کی خدمت میں عرض کرتے ہیں۔ ؎

ہے محفلِ وجود کا ساماں طراز تو !
یزدانِ ساکنانِ نشیب و فراز تو !
ہر چیز کی حیات کا پروردگار تو !

زائیدگانِ نور کا ہے تاجدار تو۔

ملاحظہ ہو ڈاکٹر صاحب نے ان شعروں میں آفتاب کو تمام جہان کی ہستی کا سامان کرنے والا اور پستی و بلندی کے سب رہنے والوں کا معبود اور ہر چیز کی زندگی کا پرورد گار بنا دیا گیا اس سے بڑھ کر بھی کسی اور شئے کا نام آفتاب پرستی ہے؟ وَلاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

اس فلسفۂ نیچریت نے ڈاکٹر صاحب پر کیا اثر ڈالا اس کا بیان خود ڈاکٹر صاحب کی زبانی سُنئے۔ اسی بانگِ دَرا کے صفحہ ۵۰ و ۵۱ و ۵۲ پر خود اپنے متعلق ایک مولوی صَاحب کا مقولہ خود اپنے لفظوں میں یوں لکھا ہے

سُنتا ہوں کہ کافر نہیں ہندو کو سمجھتا
ہے ایسا عقیدہ اثر فلسفہ دانی !
ہے اس کی طبیعت میں تشیع بھی ذرا سا
تفضیلِ علی ہم نے سنی اس کی زبانی
سمجھا ہے کہ ہے راگ عبادات میں داخل
مقصود ہے مذہب کی مگر خاک اڑانی

ان شعروں میں صَاف لکھا کہ ڈاکٹر صاحب ہندؤں کو بھی کافر نہیں سمجھتے۔ ڈاکٹر صَاحب میں تھوڑی سی رافضیت بھی ہے۔ کہ حضرت مولیٰ علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو تمام صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو سے افضل بتاتے ہیں۔ گانے کو عبادت سمجھتے ہیں۔ ڈاکٹر صَاحب کا مقصود مذہب کی خاک اڑانا ہے۔ اور یہ سب باتیں اسی فلسفے کے اثرات ہیں۔ پھر ڈاکٹر صَاحب اپنے متعلق مولوی صَاحب کا مقولہ خود اپنے لفظوں میں یوں لکھتے ہیں۔

اس شخص کی ہم پر تو حقیقت نہیں کھلتی!
ہوگا یہ کسی اور ہی اسلام کا بانی!

یعنی ہم نہیں سمجھتے کہ ڈاکٹر صاحب ایسے عقائد رکھتے ہوئے کیسے مسلمان ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کے اسلام کی حقیقت ہماری سمجھ میں نہیں آتی۔ اگر ان سے اعتقادات کے باوجود بھی ڈاکٹر صاحب مسلمان ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے کوئی اور اسلام گڑھ لیا ہے اور وہ اپنے اسے گڑھے ہوئے اسلام کی بنا، پر مسلمان ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے مولوی صاحب کے ان شرعی الزاموں سے قطعًا اپنی برأت نہ کی بلکہ ان سب کا جواب صرف اسی قدر دیا ہے

گر آپ کو معلوم نہیں میری حقیقت
پیدا نہیں کچھ اس سے قصور ہمہ دانی!
میں خود بھی نہیں اپنی حقیقت کا شناسا
گہرا ہے مرے بحرِ خیالات کا پانی!
مجھ کو بھی تمنا ہے کہ اقبال کو دیکھوں
کہ اس کی جدائی میں بہت اشک فشانی
اقبال بھی اقبال سے آگاہ نہیں ہے
کچھ اس میں تمسخر نہیں واللہ نہیں ہے

ان شعروں میں ڈاکٹر صاحب نے صاف صاف بتا دیا کہ مولوی صاحب کے جملہ الزامات تو درست و صحیح ہیں لیکن ڈاکٹر صاحب کے خیالات و عقائد کا سمندر اس قدر گہرا ہے کہ ڈاکٹر صاحب خود بھی نہیں بتا سکتے کہ ان کے اسلام و ایمان کی حقیقت کیا ہے اور وہ کس قسم کے مسلمان ہیں۔ یہ ہیں ڈاکٹر صاحب

پر اثرات فلسفہ دانی اور وہ بھی خود انھیں کی زبانی۔ اسی فلسفے کو سکھانے کے احسان کا اعتراف ڈاکٹر صاحب اسی بانگِ درا کے صفحہ ۴ ، ۵ ، پر آرنلڈ کی یاد میں نالۂ فراق لکھ کر کرتے ہیں جس میں ایک مصرع یہ بھی ہے۔ ؎

تو کہاں ہے اے کلیم ذروۂ سینا ء علم

العظمۃ للہ!! اس فلسفۂ نیچریت کو طور سینا سے تشبیہ دے کر ایک انگریز ڈاکٹر کو حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلاۃ والسلام سے تشبیہ دے ڈالی۔ والعیاذ باللہ المتکبر المتعالی۔ ڈاکٹر صاحب نے کمالِ صاف گوئی کے ساتھ اس امر کا بھی اظہار کر دیا ہے کہ ان کو یہ نیچریت و دہریت و زندیقیت یورپ کے فرنگیوں نے سکھائی۔ چنانچہ اپنی کتاب بالِ جبریل کے صفحہ ۱۳ پر لکھتے ہیں۔ ؎

مجھ کو تو سکھادی ہے افرنگ نے زندیقی !

اس دور کے ملّا ہیں کیوں ننگ مسلمانی !

لیکن ڈاکٹر صاحب کو معلوم نہیں؟ کہ جس طرح یورپ کے فرنگیوں نے ان کو زندیق بنا دیا۔ اسی طرح اس دور کے بدمذہب و بے دین ملاؤں کو ابلیس ملعون نے گمراہی و بے دینی کا پیالہ پلا دیا۔ والعیاذ باللہ تبارک و تعالیٰ۔

یہ ہیں ترجمانِ حقیقت جناب ڈاکٹر اقبال صاحب جن کے نام پر اقبال ڈے منائے جاتے ہیں۔ اقبال ہوٹل کھولے جاتے ہیں۔ اقبال اخبار جاری کئے جاتے ہیں۔ بیرسٹر عبدالقادر نے اپنے اسی دیباچہ بانگ درا کے صفحہ ل اور صفحہ م پر یہ واقعہ بھی لکھا ہے کہ زمانۂ قیام یورپ میں ڈاکٹر اقبال صاحب نے ایک مرتبہ ارادہ کیا وہ شاعری کو یقیناً چھوڑ دیں۔ لیکن آرنلڈ صاحب نے مجھ سے اتفاق رائے کیا اور فیصلہ یہی ہوا کہ اقبال کے لئے شاعری کو چھوڑنا جائز نہیں۔ اور جو وقت وہ اِس

شغل میں نذر کرتے ہیں وہ ان کے لئے بھی مفید ہے۔ اور انکے ملک و قوم کے لئے بھی مفید ہے۔ مسلمانانِ اہلسنّت انصاف فرمائیں کہ ڈاکٹر صاحب کی یہ بولی اسلامی بولی ہے یا ان کے منہ میں ڈاکٹر آرنلڈ کی زبان بول رہی ہے؟ اور ڈاکٹر صاحب ترجمان حقیقت ہیں یا ترجمانِ نیچریت؟ انھیں غالی صلح کلیوں میں آج کل کے ناول نویس ہیں جو جھوٹی کہانیاں فرضی قصے گڑھ گڑھ کر لکھتے ہیں۔ اور حسن و عشق کے افسانے سنا کر نوجوانوں کے شہوانی جذبات کو مشتعل کرتے ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ کہیں شرعی اسلامی پردے پر اعتراضات جماتے ہیں۔ کہیں وہابیت و نیچریت کا زہر ملاتے ہیں۔ کہیں علمائے اہلسنّت پر قہقہے اڑاتے ہیں۔ کہیں بدمذہبوں بے دینوں سے اتحاد و وداد ان پر اعتماد، کافر سلطنتوں کے ساتھ دائمی مصلحتیں اور دوستانہ معاہدے، سلاطین اسلام پر جہاد و قتال جو محض اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے فرض ہے اسے چھوڑ کر سستی و کاہلی و عیش پرستی اختیار کر لینا، ابوالہوسیوں شہوت رانیوں میں مبتلا ہو کر احکام شریعت مطہرہ کی خلاف ورزی کرنا جو زوالِ خلافت و فنائے سلطنت اسلامیہ کے اصلی اسباب تھے ان کو چھپاتے ہیں اور حُبُّ للہ و بغض للہ کو ہی مسلمانوں کی تباہی و بربادی کا سبب بتاتے ہیں۔ اسی طرح آج کل کے ماہانہ رسالے ہفتہ وار پرچے برابر صلح کلیت ہی کے پروپیگنڈے کرتے رہتے ہیں۔ ان صلح کلی لیڈروں اسپیکروں ریفارمروں ایڈیٹروں کو آیات کریمہ و احادیث مبارکہ سُنانا کیا مفید ہو سکتا ہے؟ لیکن حضرت مجدّد الف ثانی امام ربانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ عقیدت و محبت و ارادت رکھنے کا تو تمام نیچری و صلح کلی بھی دعویٰ کرتے ہیں۔ چنانچہ خود ڈاکٹر اقبال صاحب اپنی کتاب

بالِ جبریل کے صفحہ ۲۱۱ پر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی منقبت خوانی میں مسلمانوں کو اپنا یہ قصیدہ سُناتے ہیں۔ ؎

حاضر ہوا میں شیخ مجدّد کی لحد پر !!
وہ خاک کہ ہے زیرِ فلک مطلعِ انوار
اس خاک کے ذرّوں سے ہیں شرمندہ ستارے
اس خاک میں پوشیدہ ہے وہ صاحبِ اسرار
گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے !
جس کے نفسِ گرم سے ہے گرمیٔ احرار !
وہ ہند میں سرمایۂ ملّت کا نگہبان
اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

ہم نے اپنے اس فتوے میں تقریباً ایک مسئلے پر خود حضرت شیخ مجدّد الف ثانی قدس سرہٗ الصمدانی ہی کے نصوص قاہرہ پیش کئے ہیں۔ واللہ وَلی الھدایۃ

صلح کلی فرقے کے وہ لوگ جو مسلمانوں کے مولوی بن گئے ہیں جو حقیقۃً جاہل ہیں یا پڑھ لکھ کر بحکم اضلہ اللہ علیٰ علم جاہل بن گئے ہیں وہ اپنے وعظوں میں مسلمانوں کو یوں بہلاتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو کافروں پر بھی مہربان تھے حضور علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام نے تو اپنے کسی دشمن کو بھی برا نہیں کہا پھر ہم کیوں کسی کو برا کہیں۔ قرآن نے تو فرمایا ہے کہ کافروں سے کہہ دو ولکم دینکم ولی دین یعنی تمہارے لئے تمہارا دین اور میرے لئے میرا دین اور یہ کہ لا اکراہ فی الدین یعنی دین کے معاملے میں کوئی زبردستی نہیں پھر ہم کسی کا رد کر کے کسی کو کافر بدمذہب کہہ کر دین کے بارے میں خواہ مخواہ اس سے کیوں جھگڑا کریں کسی کے ساتھ

۱؎ کبھی کافر کو بھی کافر نہیں کہا اور بھائی بات بھی یہی ہے کہ کافر کو کافر نہیں کہنا چاہئے شاید وہ کسی وقت مسلمان ہو جائے۔ حضور علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا

بول کریں گے تو خود بھی بدمذہب
بت وضلالت پر ردّ وطرد کرنے سے
کرنا ان کی قدرت واستطاعت[۱] میں
م انکم اذا مثلھم قیامت کے دن
گے اور اگر ان کے جلسوں میں ان کے عق
تعال ہوگا۔ لڑائی جھگڑے کے واقعے مارپیٹ
ثے رونما ہوں گے تو دین وایمان کی حفاظت
ات فتنہ وفساد کا انسداد اسی میں منحصر کہ بحکم حد
تمام بدمذہبوں بددینوں لامذہبوں بے دینوں
ان کی صحبت ومحبت سے بالکلیہ پرہیز کریں۔ واللہ
ش واعظوں سے کون کہے کہ آیت کریمہ ادع الی سبیر
لحسنۃ وجادلھم بالتی ھی احسن میں ہرگز ایسی
سی کا مفہوم قلب وزبان کا باہم اختلاف اور مکروفریب
ہیں۔ آیت کریمہ کا ترجمہ تو یہ ہے کہ اپنے رب کی راہ کی
ت سے اور ان سے اس طریقے پر بحث کرو جو سب سے
کم مراد ہے جو حق کو واضح اور شبہات کو زائل کردے
ہیات مراد ہیں۔ بہتر طریقے سے مراد یہ ہے کہ اللہ
سے بلائیں۔ مضبوط دلیلیں جو حق کو واضح اور

جانے سے پرہیز کرنا تو ان کی قدرت واستطاعت

یا مرتد ہو جائیں گے۔ اور اگر قبول
خاموش رہیں گے تو اگرچہ ان
تھا۔ لہٰذا بحکم حدیث ملعون
انھیں کے ساتھ ایک
ائد کفر وضلال پر ردّو
گالی گلوج گرفتاری
امن وامان
بث کریم و
سے قطعاً
فق
موالمو

خواہ وہ کیسا ہی ہو۔ غلظت و شدت کرنا خلق عظیم کے خلاف اور بد خلقی ہے۔ ان صلح کلی واعظوں میں جو سب سے ہلکے ہیں وہ یوں کہتے ہیں کہ قرآن نے تو فرمایا ہے۔ ادع الیٰ سبیل ربك بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ وجادلھم بالتی ھی احسن۔ یعنی اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ بلاؤ اور ان سے اس طریقے پر مجادلہ کرو جو بہترین ہو۔

کسی فرقے کے عقائد کفریہ کا کھلم کھلا ردّ و ابطال کرنے سے لوگ مشتعل ہو جاتے ہیں ان کو نرمی و آشتی کے ساتھ سمجھا بجھا کر سچائی کی طرف پالیسی کے ساتھ لانا چاہیئے۔ اب اِن شیاطینِ خرس سے کوئی اتنا کہنے والا نہیں کہ گالیاں بکنا، اشتعال انگیزی کرنا کسی مہذب اور شریف انسان کا کام نہیں۔ پھر ایک سُنّی عالمِ دین نیابت رسُول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مسند پر بیٹھ کر کیوں کر گالیاں بکے گا۔ کس طرح مسلمانوں میں اشتعال انگیزی کرے گا۔ ان ھذا البہتان عظیم یہ تو کھلا ہوا بہتانِ عظیم ہی ہے۔ حق گو حضراتِ علمائے اہلسنّت کا صرف اتنا کام ہوتا ہے کہ وہ مرتدوں ملحدوں کے ناپاک اقوالِ کفریہ کی شناعت و خباثت خوب اچھی طرح اصولِ شریعت مطہرہ کی روشنی میں دکھا دیتے ہیں اور ان قائلین پر حکم شرعی صاف صاف سُنا دیتے ہیں اور طبیب کا فرضِ منصبی ہی یہ ہے کہ وہ مریض کو اس کا اصلِ مرض صاف صاف بتا دے تاکہ وہ اپنے مرض کے علاج کی طرف پورے طور پر متوجہ ہو جائے۔ بد قسمتی اس بیمار کی جو اپنے شفیق و مہربان معالج کی تشخیص و تجویز کا شکریہ ادا کرنے کے بدلے الٹا اس پر مشتعل ہو جائے۔ وللہ الحجۃ البالغۃ

عوامِ اہلسنّت اگر بد مذہبوں لامذہبوں بد دینوں بے دینوں کی صحبتوں میں بیٹھیں گے ان کے جلسوں میں شریک ہوں گے ان کی تقریریں سنیں گے۔ تو اگر معاذ اللہ

بے دینوں کے شبہات کو زائل کر دیں۔ بدمذہبی و بے دینی سے توبہ کر لینے پر رحمتِ الٰہیہ اور جنت کی نعمتوں کی خوشخبری سُنانا اور کفر و ضلالت سے توبہ نہ کرنے پر قہرِ الٰہی اور عذابِ دوزخ سے ڈرانا یا اللہ تعالیٰ کی طرف اس کی نشانیوں اور دلائل کو پیش کر کے بلانا اس کو پالیسی یا کفار و مرتدین کے ساتھ لینت اور مداہنت سے کیا علاقہ؟ اس آیت کریمہ کا خلاصۂ ارشاد تو یہ ہوا کہ روشن و مضبوط دلائل و براہین کے ساتھ کھلّم کھلّا احقاقِ حق و ابطالِ باطل کرو اور اگر بالفرض کسی تفسیر کی بناء پر اس آیت کریمہ سے کفار و مشرکین و مرتدین کے ساتھ لینت و نرمی نکلتی بھی ہو تو اس تفسیر پر یہ آیت کریمہ آیاتِ سیف و غلظت سے منسوخ ہو گئی کما صرح بہ ائمۃ التفسیر۔

ان گونگے شیطانوں کو کون سمجھائے کہ مسلمانوں کو کافروں سے لکم دینکم ولی دین ۝ کہنے کا حکم آیاتِ قتال و شدت سے منسوخ ہو چکا اور انھیں آیات مبارکہ نے بتا دیا کہ لآ اکراہ فی الدین کا ارشاد جس مدت کے لئے تھا اور مدت بھی مقتضی ہو گئی اور منسوخ پر عمل کرنا جائز نہیں۔ اسی طرح حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے رب جل جلالہ کے عطا فرمائے ہوئے علم محیط ما کان و ما یکون سے جانتے تھے کہ فلاں کافر سے یہ نرمی کی جائے گی تو وہ مسلمان ہو جائے گا۔ فلاں کافر کے ساتھ لینت برتی جائے گی تو وہ اسلام لے آئے گا۔ تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے علم اقدس کے مطابق بحکم الٰہی انھیں کافروں کے ساتھ لینت و رفق و ملاطفت برتتے جو اس طرح مشرف بہ اسلام ہو جانے والے ہوتے۔ عامۂ علمائے اہلسنت کو تو یہ علم غیب نہیں ان کے لئے یہی حکم شرعی ہے کہ جن کو دیکھیں کہ شبہات میں معاذ اللہ مبتلا ہیں ان کے شبہات رفق و نرمی کے ساتھ زائل کرنے کی سعی کریں جن لوگوں کو غلط فہمی یا نافہمی یا ناواقفی کے سبب مذہبِ اہلسنت سے بھٹکتا ہوا دیکھیں ان کو

مہربانی وآشتی کے ساتھ سمجھائیں۔ ان کی غلط فہمی ونافہمی وناواقفی دور کرنے کی کوشش کریں۔ اور جن بدمذہبوں بے دینوں کو معاندا ورہٹ دھرم پائیں ان کے کفر وضلال پر حسب وسعت وبقدر قدرت پوری طرح شدت وغلظت کے ساتھ ردّ وطرد فرمائیں۔ ان کے بدمذہب بے دین گمراہ کافر ہونے ان کے ساتھ میل جول نشست وبرخاست کھانے پینے بیاہ شادی ان کے پیچھے نماز پڑھنے، ان کے جنازے پر نماز پڑھنے کو حرام وگناہ وناجائز ہونے کے احکام شرعیہ صاف صاف کھلے الفاظ میں لوگوں کو سنائیں تاکہ توفیق الٰہی جن کی مساعدت فرمائے وہ ان کی صحبتوں میں بیٹھنے ان کے جلسوں میں جانے سے باز آئیں اور یوں اپنے پیارے دین اسلام اپنے سچے مذہب اہلسنت کو بدمذہبی وبے دینی کے پھندوں میں پھنسنے سے بچائیں۔ عام طور پر یہ کہنا بھی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر افترا ہے کہ حضور علیہ وعلی آلہ وسلم نے کبھی اپنے کسی دشمن کو برا نہیں کہا۔ احادیث شریفہ کی تلاوت کرنے والے بخوبی جانتے ہیں کہ حضور آقائے دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بارہا اپنے دشمنوں کے ہلاک وخراب وبرباد ہونے کی پاک مبارک دعائیں اپنے چاہنے والے اپنے ناز اٹھانے والے ربّ بے نیاز جل جلالہٗ کی بارگاہ میں عرض کی ہیں اور دیکھنے والوں نے ان کے مستجاب ہونے کی ظاہر تجلیاں اپنی آنکھوں سے دیکھی ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی امام ربانی قدس سرہٗ الرحمانی اپنے مکتوبات جلد اول کے مکتوب نمبر ۱۹۳ میں صفحہ نمبر ۱۹۳ پر فرماتے ہیں۔ آں سرور دین ودنیا علیہ وعلی آلہ الصّلاۃ والسّلام در بعضے ادعیہ خود اہلِ شرک را بایں عبارت نفریں فرمودہ اند۔ اللھم شتت شملھم وفرق جمعھم وخرب بنیانھم واخذھم

اخذ عزیز مقتدر یعنی حضور سرورِ دارین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی بعض دعاؤں میں مشرکوں پر ان الفاظ سے نفرین فرمائی ہے کہ اے اللہ ان کے جتھے کو توڑ دے ان کی جماعت کو منتشر کر دے ان کی بنیاد کو ویران کر دے۔ اور ان کو عزت و قدرت والے کی پکڑ میں گرفتار فرمالے۔

اور اگر بالفرض ایسا ہی ہوا ہو تو ہمیں قرآن عظیم بتاتا ہے کہ اے اللہ واحد قہار جل جلالہ اپنے محبوب جمیل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دشمنوں کو برا کہنے سے ہرگز خاموش نہ رہا۔ کہیں اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والے کو ابتر کہا ان شانئك هو الابتر کہیں اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تکذیب کرنے والوں کو ہر وقت ہانپنے والے کتے کے ساتھ تشبیہ دی فمثلہ کمثل الکلب ان تحمل علیہ یلھث او تترکہ یلھث کہیں اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جھٹلانے والوں کی تمثیل کتابیں لادنے والے گدھے کے ساتھ بیان فرمائی کمثل الحمار یحمل اسفارا۔ کہیں اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معاذ اللہ تبا للك سائرا لیوم کہنے والے کی مذمت و فضیحت بیان فرمانے کے لئے پوری سورت مبارکہ تبت یدا ابی لھب نازل فرمایا۔ کہیں اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معاذ اللہ مجنون کہنے والے کے دس قبائح و فضائح بیان فرما دیئے منجملہ ان کے اس کو ولد الزنا بھی فرما دیا۔ اس کو سوئر بھی بتا دیا۔ بعد ذٰلك زنیم۔ اور سنسمہ علی الخرطوم ۔ کہیں اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کے مخالفوں کو چمار بھنگی الو گدھے کتے سوئر سے غرض دنیا بھر کے ہر ایک ذلیل

ور ذیل سے بھی ذلیل تر و رذیل تر بتایا۔ ان الذین یحادون اللہ ورسولہ اولئك فی الاذلین ۰ کہیں اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت و عظمت پر ایمان نہ لانے والوں کو کنکر پتھر پیشاب اور لید اور گوبر سے بلکہ دنیا بھر کی ہر ایک چیز سے بھی بدتر فرمایا۔ اولئك ھم شر البریۃ تو صلح کلی واعظوں کے کہنے کے مطابق سنت نبویہ تو یہ ٹھہری کہ اپنے کسی دشمن کو بھی برا نہ کہیں لیکن قرآن عظیم نے سُنّتِ الٰہیّہ یہ بتائی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دشمن کی مذمت اس کی برائی بیان کرنے سے ہرگز خاموش نہ رہا جائے۔ تو اب واعظوں مولویوں پر لازم ہوا کہ جو کسی دنیوی مخالفت یا ذاتی مخاصمت کی بنا پر جو ان کے دشمن ہوں ان کو کبھی ہرگز برا نہ کہیں لیکن جن خبثا کو حضور آقائے اکرم مولائے اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا دشمن پائیں ان کی برائیاں بیان کرنے سے حتی الوسع ہرگز دریغ نہ کریں۔ وللہ الحجۃ القاھرۃ۔

ان صلح کلی واعظوں کو کون سمجھائے کہ یہ کہنا تو معاذ اللہ کفر تک پہنچتا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی کافر کو بھی کافر نہ کہا۔ ہر مسلمان کا ایمان ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہی فرماتے ہیں جو ان کے رب جل جلالہٗ کی جانب سے ان کو وحی کی جاتی ہے اور خود قرآن عظیم فرماتا ہے۔ قل یا ایھا الکفرون ۰ لا اعبد ما تعبدون ۰ ولا انتم عبدون ما اعبد ۰ اے محبوب تم فرما دو کہ اے کافرو تمہارے معبودوں کی پوجا میں نہیں کرتا۔ اور نہ تم میرے معبود کی پوجا کرتے ہو۔ یہاں اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو حکم دے رہا ہے کہ کافروں کو یہ کہہ کر پکارو کہ اے کافرو! یعنی کافروں کو کافر کہہ کر مخاطب کر کے ان کو یہ بات سناؤ۔ بعض ایسے لوگوں نے جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے کلمہ پڑھتے تھے صرف اتنا کہا تھا کہ

یحدثنا محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) ان ناقۃ فلان بواد کذا وکذا مایدریہ بالغیب یعنی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم سے یوں کہتے ہیں کہ اونٹنی فلاں جنگل میں ہے ان کو غیب کی کیا خبر؟ اس پر اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ ولئن سألتھم لیقولن انما کنا نخوض ونلعب قل اباللہ وآیاتہ ورسولہ کنتم تستھزؤن o لاتعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم یعنی اے محبوب اگر تم ان سے پوچھو گے تو وہ ضرور کہیں گے کہ ہم تو یوں ہی ہنسی کھیل کر رہے تھے۔ اے محبوب تم فرمادو کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے تم ٹھٹھا کرتے تھے۔ بہانے مت بناؤ بے شک تم اپنے ایمان لانے کے بعد کافر ہوگئے۔

یہاں اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حکم دے رہا ہے کہ جو مسلمان کہلانے والے تمہارے علم غیب سے مطلقاً منکر ہیں ان پر یہ فتویٰ دے دو کہ تم مسلمان ہونے کے بعد کافر ہو چکے۔ تو صلح کلی واعظوں کے اس ناپاک مقولے کا یہ مطلب ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ کافروں کو کافر کہو جو مسلمان کہلانے والے تمہارے علم غیب سے مطلقاً منکر ہوں ان پر کافر ہو جانے کا فتویٰ دو۔ مگر حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے معاذاللہ حکم الٰہی پر عمل نہ کیا اور کسی کافر کو کافر بھی نہ کہا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

حق کے ان دشمنوں باطل کے ان دوستوں کو کون دکھائے کہ یہ کہنا کہ کافر کو کافر مت کہو۔ شاید وہ کبھی مسلمان ہو جائے شرعاً ایسا بدیہی البطلان ہے جس کا بطلان ہر مسلمان پر واضح وعیاں ہے۔ کافر کو بحکم شرع اسی وقت تک کافر کہا جائے گا جب تک وہ کافر ہے اور جب بتوفیق اللہ تعالیٰ وہ مسلمان ہو جائے گا اس وقت اس کو مسلمان ہی کہا جائے گا۔ مسلمان کو اسی وقت تک مسلمان کہیں گے جب تک وہ مسلمان

ہے۔ اور جس وقت کوئی مسلمان معاذ اللہ کافر ہو جائے گا اس وقت اس کو کافر مرتد کہیں گے۔ ان صلح کلی واعظوں کی اس نجس قول کا مطلب تو یہ ٹھہرا کہ مسلمان کو مسلمان مت کہو شاید وہ کبھی معاذ اللہ کافر ہو جائے۔ شربت انگور کو شربت انگور نہ کہو شاید کبھی مسکر ہو کر شراب بن جائے۔ شراب کو شراب نہ کہو شاید کسی وقت سرکہ ہو جائے۔ سوئر کو سوئر مت کہو شاید کسی وقت کانِ نمک میں جاکر نمک بن جائے۔ حتیٰ کہ بیوی کو بیوی مت کہو شاید کسی وقت طلاق دے بیٹھو اور وہ تمہارے لئے بالکل اجنبیہ ہو جائے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

احقاقِ حق و ابطالِ باطل کرنا، جھگڑا کرنا نہیں۔ بلکہ حکم الٰہی کی تعمیل ہے۔ فرماتا ہے رب کریم جل جلالہ۔ فاصدع بما تؤمر واعرض عن المشرکین ﴿﴾ یعنی جس کا تمہیں حکم دیا جاتا ہے اسے کھلم کھلا دو ٹوک سناؤ۔ اور مشرکین سے منہ پھیر لو۔ صلح کلی واعظوں کے اس ناپاک جملے کا یہ مطلب ٹھہرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو معاذ اللہ جھگڑا کرنے کا حکم دیا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

حضور اقدس صاحب الخلق الجمیل والخلق العظیم علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلاۃ والتسلیم فرماتے ہیں ادبنی ربی فاحسن تادیبی وعلمنی ربی فاحسن تعلیمی یعنی مجھ کو میرے رب نے آداب سکھائے تو اچھی طرح آداب سکھائے اور میرے رب نے مجھ کو علوم تعلیم فرمائے تو اچھی طرح مجھ کو علوم تعلیم فرمائے۔ حضرت ام المومنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کان خلقہ القرآن یعنی حضور محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا خلق قرآن عظیم تھا۔ اور قرآن عظیم نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو کفار و منافقین کے ساتھ اس خلق کا حکم دیا کہ یا ایھا النبی جاھد الکفار والمنفقین واغلظ علیھم

یعنی اے غیب کی خبر دینے والے نبی کافروں اور منافقوں پر جہاد کیجئے اور ان پر سختی فرمائیے۔ کیا صلح کلی واعظ اس آیت کو سن کر کہے گا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خلق عظیم کے خلاف تعلیم دی۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کے صحابۂ کرام علیہ وعلیہم وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل میں ارشاد فرماتا ہے۔ اشداء علی الکفار رحماء بینھم یعنی وہ کافروں پر بہت سخت اور آپس میں بہت مہربان ہیں۔ کیا صلح کلی واعظ اس آیت کو سن کر معاذ اللہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بد خلق بتائے گا؟ اللہ عزوجل اپنے محبین محبوبین کی مدح وثنا فرماتا ہے۔ اذلۃ علی المؤمنین اعزۃ علی الکفرین ط یعنی وہ ایمان والوں پر نرم کافروں پر سخت ہیں۔ کیا صلح کلی واعظ اس آیت کو سن کر کہے گا کہ اللہ تعالیٰ کے محبین ومحبوبین معاذ اللہ بد خلق ہوتے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے یا ایھا الذین اٰمنوا قاتلوا الذین یلونکم من الکفار ولیجدوا فیکم غلظۃ۔ یعنی اے ایمان والو! جو کفار تم سے نزدیک ہیں ان پر جہاد کرو۔ اور چاہیے کہ وہ تم میں سختی پائیں۔ جہاد وقتال کے احکام تو اصحاب فوج وارباب سطوت سلاطین اسلام ہی کے ساتھ مخصوص ہیں کہ اسی کی استطاعت صرف انھیں کو ہے مگر اللہ ورسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دشمنوں پر غلظت وشدت کرنا تو ہر مسلمان پر بقدر قدرت وحسب استطاعت فرض ہے۔ اس کا مفصل بیان استاذی المعظم مظہر اعلیٰ حضرت شیر بیشۂ سنت ناصر الاسلام حضرت مولانا مولوی حافظ قاری مفتی شاہ ابو الفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خاں صاحب قبلہ قادری رضوی مجددی لکھنوی ادام اللہ تعالیٰ فیوضہم وبرکاتہم علینا وعلیٰ سائر المسلمین قائمۃ کے رسالہ مبارکہ مسمّٰی بنام تاریخی رازت سیر کمیٹی ۱۳۵۸ھ

میں ملاحظہ ہو۔ کیا صلح کلی واعظ اس آیت کو بھی سن کر یہی کہے گا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ایمان والوں کو بد خلقی کا حکم دیا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

خدا و رسول جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے دشمنوں کے ساتھ محبت و دوستی کا برتاؤ کرنے والے سنی نما صلح کلی واعظوں کو کون بتائے کہ کفار و منافقین و مرتدین و مبتدعین کے ساتھ (علیٰ حسب مراتبھم فی الکفر والضلال) شدت و غلظت کا برتاؤ کرنا ہی خلق محمدی ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم۔ یہی خلق عظیم ہے۔ اسی کی اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قرآن عظیم میں تعلیم ہے جس طرح ایمان والوں کا آپس میں مہربان نہ ہونا خلق عظیم کے خلاف ہے۔ اسی طرح مسلمانوں کا اللہ و رسول جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے دشمنوں پر بقدرِ قدرت و حسب استطاعت و وسعت غلظت و شدت سے برتاؤ نہ کرنا بھی خلق عظیم کے خلاف ہے۔ اس مسئلے کی تفصیل جلیل حضرت اسد السنۃ ضرغام الملۃ حامی سنیت ماحیٔ لامذہبیت مولانا مولوی حافظ قاری مفتی شاہ وصاف الحبیب ابوالظفر محب الرضا محمد محبوب علی خاں صاحب قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی دامت برکاتہم خطیب جامع مسجد و مفتیٔ اعظم ریاست پٹیالہ (پنجاب) کے رسالہ مبارکہ مسمّٰی بنام تاریخی اربعین شدت میں ملاحظہ ہو۔ خود حضرت مجدد الف ثانی امام ربانی شیخ احمد فاروقی سرہندی[۱۳] رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے مکتوبات جلد اول کے مکتوب ۱۲۳ کے صفحہ ۱۶۵ پر اپنے خلیفہ و متوسل سید شیخ فرید علیہ الرحمۃ کو تحریر فرماتے ہیں۔

حق سبحانہٗ و تعالیٰ حبیب خود را علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام می فرماید۔ یاایھا النبی جاھد الکفار والمنفقین واغلظ علیھم پس پیغمبر خود را

کہ موصوف بخلق عظیم ست بجہاد کفار و غلظت بایشاں امر فرمود۔ معلوم شد کہ غلظت بایشاں داخل خلق عظیم ست۔ پس عزت اسلام در خواری کفر و اہلِ کفر ست کسے کہ اہل کفر را عزیز داشت اہل اسلام را خوار ساخت۔ عزیز داشتن عبارت ازاں نیست کہ البتہ ایشاں را تعظیم کنند و بالا نشانند در مجلس خود جائے دادن و با ایشاں مصاحبت نمودن و میزبانی کردنِ ایشاں داخل اعزاز ست۔ در رنگِ سگانِ ایشاں را دور باید داشت و اگر غرضے از اغراض دنیوی با ایشاں مربوط باشد و بے ایشاں میسر نہ شود شیوۂ بے اعتباری را مرعیٰ داشتہ بقدرِ ضرورت با ایشاں باید پرداخت۔ یعنی اللہ سبحانہ و تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو فرماتا ہے کہ اے غیب کی خبریں دینے والے نبی کافروں اور منافقوں پر جہاد کیجئے اور ان پر شدت فرمائیے۔ تو اس نے اپنے پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو جو خلق عظیم کے ساتھ موصوف ہیں کافروں پر جہاد اور ان پر غلظت فرمانے کا حکم دیا۔ معلوم ہوا کہ اللہ عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دشمنوں کے ساتھ غلظت برتنا خلق عظیم میں داخل ہے۔ تو اسلام کی عزت کفار کی رسوائی میں ہے۔ جس نے اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دشمنوں کو عزت دی۔ اس نے اہلِ اسلام کو ذلیل کیا۔ عزت دینے کے معنیٰ صرف یہی نہیں کہ ان کی تعظیم ضرور ہی کریں اور ان کو اونچی جگہ پر بٹھائیں۔ بلکہ اپنی مجلسوں میں ان کو جگہ دینا ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا ان کی مہمانی کرنا بھی عزت دینے ہی میں داخل ہے۔ اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دشمنوں کو کتوں کی طرح دور رکھنا چاہئے۔ اور اگر دنیوی غرضوں میں سے کوئی غرض ان سے متعلق ہو اور بغیر ان کے

حاصل نہ ہو تو ان پر اعتبار و اعتماد قطعاً نہ کرتے ہوئے بقدرِ ضرورت ان سے برتاؤ کریں۔ یہی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ اپنے انھیں خلیفہ سید شیخ فرید الدین علیہ الرحمۃ کے نام اپنے مکتوب ۵۴ مکتوبات جلد اوّل میں صفحہ ۵ پر فرماتے ہیں۔

اجتناب از صحبت مبتدع لازم است و ضرر صحبت مبتدع فوقِ ضررِ صحبت کافر ست۔ یعنی مسلمان کہلانے والے بد مذہب کی صحبت سے پرہیز کرنا لازم ہے اور جو بد مذہب مسلمان کہلاتا ہو اس کی صحبت کا ضرر کھلے ہوئے کافر کی صحبت ضرر سے بڑھ کر ہے۔ یہی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ الربانی اپنے انھیں خلیفہ سید شیخ فرید علیہ الرحمۃ کے نام مکتوبات جلد اوّل کے مکتوب ۱۹۳ میں صفحہ ۱۹۳ پر فرماتے ہیں۔

ہر قدر کہ اہل کفر را عزت باشد ذلت اسلام ہماں قدر است۔ ایں سررشتہ را نیک باید نگاہ داشت داکثر مردم ایں سررشتہ را گم کردہ اند و از شومی آں دیں را بر باد دادہ قال اللہ تعالیٰ سبحانہٗ و تعالیٰ یا ایھا النبی جاھد الکفار والمنفقین واغلظ علیھم جہاد با کفار و غلظت برایشاں از ضروریات دین ست۔ یعنی اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دشمنوں کی جس قدر عزت کی جائے گی اسی قدر اسلام کی ذلت ہے۔ جس سررشتے کو خوب محفوظ رکھنا چاہیئے۔ اکثر لوگوں نے اس سررشتہ کو گم کر دیا ہے اور اسی کو گم کر دینے کی نحوست کے سبب دین کو برباد کر دیا ہے۔ اللہ سبحنہ و تعالیٰ فرماتا ہے اے غیب کی خبریں دینے والے نبی کافروں اور منافقوں پر جہاد اور ان پر سختی کیجئے (اصحاب فوج و سطوت سلاطین اسلام) کو کفار کے مقابلے جہاد کرنا اور مسلمانوں کو ان پر سختی کرنا ضروریات دین میں سے ہے۔ یہی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ

اپنے مکتوبات جلد اول کے مکتوب نمبر ۲۶۹ میں جو اپنے متوسل و مرید مرتضیٰ خاں کو
تحریر فرمایا۔ صفحہ ۳۳۹ پر ارشاد فرماتے ہیں۔

ہر کسے را در دل تمنائے امرے ست از امور و تمنائے ایں فقیر شدت
نمودن ست بدشمنان خدا جل و علا و دشمنان پیغمبر او علیہ و علیٰ آلہ الصلوات
والتسلیمات و اہانت رسانیدن ست باین بے دولتان و خوار دانستن ایشاں
را و للہ باطلہ ایشاں را و یقین می دانند کہ ہیچ عملے نزد حق جل جلالہ از یں عمل مرضی
تر نیست۔ یعنی ہر ایک شخص کے دل میں کسی نہ کسی بات کی آرزو ہے اور میرے دل کی
آرزو یہ ہے کہ اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے دشمنوں پر سختی
و شدت کی جائے اور ان بدنصیبوں کو ذلت پہنچائی جائے اور ان کو اور ان کے
جھوٹے معبودوں کو رسوا کیا جائے۔ آپ یقین جانیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے
نزدیک اس عمل سے زیادہ پسندیدہ کوئی اور عمل نہیں ہے۔ یہی حضرت مجدد
الف ثانی قدس سرہ الرحمانی اپنے مکتوبات جلد اول کے اسی مکتوب ۱۶۳ میں
صفحہ ۱۶۶ پر فرماتے ہیں۔

حق سبحانہ در کلام مجید خود اہل کفر را دشمن پیغمبر خود فرمودہ است پس
اختلاط و مؤانست باایں دشمنان خدا و رسول او از اعظم جنایات ست اقل ضرر
در مصاحبت و موانست ایں دشمناں آنست کہ قدرت اجرائے احکام شرعی
و رفع رسوم کفری زبون میگردد و حیائے مؤانست مانع آں می آید و ایں ضرر بسیار
عظیم ست و دوستی و الفت با دشمنان خدا و با دشمنان پیغمبر او منجر بدشمنی خدائے
عز و جل و بدشمنی پیغمبر او علیہ و علیٰ آلہ الصلاۃ والسلام می شود۔ شخصے گمان می کند
کہ او از اہل اسلام ست و تصدیق و ایمان باللہ و رسولہ جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم دارد امانمی داند کہ ایں قسم اعمالِ شنیعہ اسلام او را پاک وصاف می برد۔ یعنی اللہ سبحٰنہٗ وتعالیٰ نے اپنے کلام مجید میں کفر کرنے والوں کو اپنے پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا دشمن فرمایا ہے۔ تو اللہ ورسول جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے ان دشمنوں کے ساتھ میل جول اور گھال میل سب سے بدتر گناہوں میں سے ہے۔ ان کی صحبتوں بیٹھنے، ان کے ساتھ گھال میل رکھنے کا کم سے کم ضرور یہ ہے کہ شریعت مطہرہ کے حکموں کو جاری اور کفر کے رسموں کو زائل کرنے کی قدرت کمزور ہو جاتی ہے۔ اور میل جول کی شرم اس سے مانع ہوتی ہے اور یہ بہت بڑا ضرور ہے۔ خدا ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے دشمنوں کے ساتھ الفت ودوستی خود اللہ ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی عداوت ودشمنی تک پہنچ جاتی ہے۔ ایک شخص گمان کرتا ہے کہ وہ مسلمان ہے اور خدا ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر سچائی کے ساتھ ایمان رکھتا ہے لیکن اسے خبر نہیں کہ اس کے اس قسم کے بڑے کام (یعنی اللہ ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے دشمنوں کے ساتھ برادرانے یارانے دوستانے) اس کے اسلام کو بالکل تباہ وبرباد کر دیتے ہیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

یہی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے مکتوبات جلد اول کے مکتوب ۲۶۶ میں صفحہ ۳۲۳ پر جو خواجہ عبد اللہ وخواجہ عبید اللہ علیہما الرحمۃ کے نام لکھا۔ فرماتے ہیں۔

مجرد تلفوہ بکلمۂ شہادت در اسلام کافی نیست تصدیق جمیع ما

علم مجیبہ من الدین ضرورۃً باید وتبری از کفر وکافری نیز ورکارست تا اسلام صورت بندو دونہ خرط القتاد یعنی زبان سے خالی کلمۂ شہادت پڑھ لینا مسلمان ہونے کے لئے کافی نہیں ہے۔ تمام مسائل ضروریہ دینیہ کی تصدیق ضروری ہے۔ اور کفر وکفار سے بیزاری بھی لازم ہے تو اسلام حاصل ہوگا۔ بغیر اس کے آدمی ہرگز مسلمان نہ ہوگا۔ یہی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ الربانی اپنے اسی مکتوب میں صفحہ ۳۲۵ میں فرماتے ہیں۔

ایمان عبارت از تصدیق قلبی است بآنچہ از دین بطریق ضرورت وتواتر بمارسیدہ است واقرار لسان نیز رکن ایمان گفتہ اند کہ احتمال سقوط دارد، علامت ایں تصدیق تبری ست از کفر وبیزاری از کافری وآنچہ در کافری ست از خصائص ولوازم آں ہمچناں بستن زنار ومثل آں۔ واگر عیاذاً باللہ سبحنہٗ بادعوائے ایں تصدیق تبرا از کفر نہ نماید مصدق دبین ست کہ بداغ ارتداد متسم ست وفی الحقیقۃ حکم او حکم منافق است لا الی ھؤلاء ولا الی ھؤلاء پس در تحقیق ایمان از تبری کفر چارہ نبود۔ یعنی ایمان ان تمام دینی باتوں کو دل سے سچا ماننے کا نام ہے۔ جو ضرورت اور تواتر کے ساتھ ہم تک پہنچی ہیں اور زبان سے ان کی سچائی کے اقرار کو بھی علماء نے ایمان کا رکن بتایا ہے۔ جو بوقت اکراہ شرعی ساقط ہو جاتا ہے۔ اس تصدیق کی علامت یہ ہے کہ کفر وکفار سے اور کفری باتوں سے تبری وبیزاری کرے اور جو کچھ کافروں کے دین ومذہب کی چیزیں ہیں ان سب سے بیزار ہو جیسے زنار باندھنا اور اس کے سوا اور شعائر کفر۔ اور اگر معاذ اللہ اس تصدیق کے دعوے کے ساتھ کوئی شخص کفر کی باتوں سے تبری نہ کرے تو اس بات کا سچائی کے ساتھ کھلا ہوا ثبوت دے رہا ہے

کہ وہ ارتداد کے داغوں سے داغ دار ہے اور در حقیقت اس کا حکم منافق کا حکم ہے. کہ نہ مسلمانوں میں داخل ہے نہ کھلے طور پر کافروں میں شامل ہے. تو ایمان حاصل کرنے اور مسلمان ہونے کے لیے کفر کی باتوں سے تبری و بیزاری لازم ہے. یہی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ النورانی اپنے اسی مکتوب میں ص۳۲۵ پر فرماتے ہیں.

محبت خدائے عزوجل و محبت رسول او علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والتحیات بے دشمنی دشمنان او صورت نہ بندد. ع

تولا بے تبرا نیست ممکن. ایں جا صادق ست

یعنی خدا اور رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کی محبت ان کے دشمنوں کی دشمنی کے بغیر حاصل ہی نہیں ہو سکتی ہیں. پر یہ مصرع صادق ہے. کہ ع

تولا بے تبرا نیست ممکن

یعنی کسی کے دشمنوں سے بیزاری کے بغیر اس سے محبت ممکن ہی نہیں. ولِلّٰہِ الحجۃ الظاہرۃ.

الحمد للہ تعالیٰ کہ آفتاب نصف النہار کی طرح ظاہر و باہر ہو گیا کہ حق گو حضرات علمائے اہلسنّت دامت برکاتہم کا احقاقِ حق و ابطالِ باطل فرمانا در حقیقت حضور اقدس سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم ہی کے خلق عظیم کا جلوہ اور اسی کا پرتو ہے. اور ان صلح کلی واعظوں کا مطلب خدا اور رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کی توہین و تکذیب کرنے والوں کے کفر و ارتداد پر پردے ڈالنا یا مومنین و منافقین مسلمین و مرتدین اہلسنّت و مبتدعین سب کو راضی رکھ کر ان سب سے نذرانے وصول کرنا اور اپنے شکم کے دوزخ کو بھرنا ہے. والعیاذ باللہ تعالیٰ.

انھیں صلح کلی واعظین میں سے چند ملاؤں نے خصوصاً پرانے سیانے نیچریوں نے

گانٹھ لئے ہیں۔ ان پھندتیوں کا پھانسا کہیں چھوٹتا ہے۔ جُبّے کا جال، دستار کا پیچ بدبلا ہے۔ یہ عمامے بھڑکا کر چنے پھڑکا کر مقدس ریش و سر ہلا کر کشادہ پیشانی پر سجدے کے گھٹے دکھا کر کچھ آیتیں حدیثیں سُنا کر ان کے ساتھ مثنوی شریف کے اشعار گا کر ہمدردی انسانی محبت و وداد اتفاق و اتحاد کی ہانک پکارتے ہیں۔ یہ تینوں صورت حرام لفظ خواہی نخواہی دلکش و دل آویز ہیں۔ اور عوام کے بہکانے بھلانے کو بظاہر قرآن وحدیث کے دفاتر ان کی مدح سے لبریز انما المؤمنون اخوۃ سناتے ہیں اور کونوا عباد اللہ اخوانا پڑھاتے ہیں کہ تمام مومن بحکم قرآن کریم آپس میں بھائی ہیں اور اللہ کے سب بندوں کو حدیث شریف نے باہم بھائی بھائی بن جانے کا حکم دیا ہے۔ کبھی یوں کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے واعتصموا بحبل اللہ جمیعًا ولا تفرقوا۔ یعنی اے ایمان والو سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑ لو۔ اور جدا جُدا نہ ہو۔ کبھی یوں کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ولا تنازعوا فتفشلوا وتذھب ریحکم یعنی اور آپس میں جھگڑا نہ کرو کہ تم کمزور ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔ کبھی یوں وعظ فرماتے ہیں کہ بدمذہبوں سے جدائی میں عداوت و مخالفت چمکتی رہے گی۔ اس صورت میں ہدایت کی امید کیسی اور جب ایک جگہ ہم کو بددینوں بدمذہبوں کے ساتھ نشست و برخاست کا موقع حاصل ہوگا تو رفتہ رفتہ یہ باتیں دفع ہو کر انہیں راہ راست پر لے آئیں گے۔ ؎

بہم دشمن بھی اک جا ہوں تو الفت ہو ہی جاتی ہے
یہ ہے مل بیٹھنا وہ شئے محبت ہو ہی جاتی ہے

کبھی یوں کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ واذا رأیت الذین یخوضون فی اٰیٰتنا فاعرض عنھم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہٖ اور فرمایا ہے۔

اذا سمعتم ایت اللہ یکفر بہا و یستہزأ بہا فلا تقعد وا معہم حتی یخوضوا[1]
فی حدیث غیرہ انکم اذا مثلہم۔ ان آیتوں میں کافروں کے پاس بیٹھنے
کو خاص اس وقت منع فرمایا ہے جس وقت وہ اپنے جلسے میں اظہارِ کفر کر رہے ہیں۔
اس تخصیص سے ثابت ہوا کہ جب ان کی مجلس اس برائی سے خالی ہو اس وقت ان کے
پاس بیٹھنا منع نہیں ہے۔ حدیث میں ہے اذا اتاکم کریم قوم فاکرموہ جب
تمہارے پاس کسی قوم کا عزت والا آئے تو اس کی عزت کرو۔ اور نزلوا الناس منازلھم
لوگوں کے ساتھ ان کے مرتبوں کے مطابق برتاؤ کرو۔ شرح شرعۃ الاسلام میں ایک
حدیث منقول ہے۔ مَدَارَۃُ النَّاسِ صَدَقَۃ یعنی لوگوں کے ساتھ مدارات کرنا بھی
صدقہ ہے۔ دیکھو عبداللہ بن ابی منافق کو ایک مرتبہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم
نے اپنے پاس بلاکر مشورے میں شریک کیا۔ یہ کیا اپنی مجلس کا منافق کو رُکن اس کو ایسا
معزز نہیں بنانا کہ عام صحابۂ کرام بھی ان مشوروں میں شریک نہ ہو سکتے تھے
لہٰذا جس مجلس میں بدمذہب لوگ بھی رکن ہوں اس میں اہلسنّت کا شریک ہونا
حضور کا اتباع ہے۔ اس پر اعتراض کرنا کوتاہ نظری اور نفس کی پیروی نہیں تو اور کیا
ہے۔ یہی سردارِ منافقین عبداللہ بن ابی ایک غزوے میں مع اپنی جماعت کے چلا
اور حضور نے منع نہیں فرمایا کہ ہم مشرکین سے لڑنے کے لئے مشرکین سے مدد نہیں چاہتے
بہت سے حدیث کی روایت کرنے والے بدمذہب اور فاسد العقیدہ تھے۔ اور جن
محدثین نے بدمذہبوں سے حدیثیں روایت کیں انھوں نے ان کو صدوق ثقہ کہہ کر
ان کی منقبت خوانی کی۔ اِن کے اوصاف جلیلہ کا اظہار کیا تو کیا وہ محدثین بھی بدمذہب

ہو گئے۔ یہ سنّی مولوی جس قدر اپنے مخالفین پر رد کرنے میں سختی کرتے ہیں اس قدر ان مخالفوں کا تشدد بڑھ گیا ہے۔ نہ یہ ان پر اس قدر سختی کرتے نہ وہ اس قدر سخت ہوتے۔ باقی اس رد سے نہ وہابیوں کا زور گھٹا نہ نیچری قادیانی وغیرہ نیست ونابود ہو سکے ہر ایک گروہ کے سردار کی تعظیم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کی اور امت کو کرنے کا حکم دیا۔ وہ حدیثیں جن سے بد مذہبوں کے ساتھ میل جول کی مطلقاً ممانعت سمجھی جاتی ہے ان سے مقصود فقط ان کی تادیب و ترہیب ہے۔ اس زمانے میں بد مذہب سے قطع تعلق کر لینا وقت ملاقات ترشروئی سے پیش آنا تادیب نہیں گمراہی میں ڈالنا ہے بلکہ اوروں کے گمراہ ہونے کا گمان غالب ہے کسی عام مصلحت اور عمومی فوائد کے لئے سب کلمہ گویانِ اسلام بل کر کوشش کریں تو کیا یہ کہہ سکتے ہیں کہ دائرہ سُنّت سے خارج ہو گئے۔ ہرگز نہیں اور جو دعویٰ کرے ثابت بھی کر دے۔ اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صلح حدیبیہ کو بھی پیش نظر رکھے۔ اور مدینہ منورہ میں آکر غزوات و مصاف غزاۃ میں منافقوں کی شرکت کو بھی نظر کے آگے رکھے۔ باوجودیکہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم و کبارِ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو معلوم تھا کہ فلاں منافق ہے۔ یہ سنّی علماء تو خواب غفلت میں پڑے سوتے ہیں۔ رسالہ بازی کیا کرتے ہیں۔

عرصہ گزرا کہ ایک عیسائی نے اشتہار دیا تھا کہ میں مسلمان ہونا چاہتا ہوں۔ سب مسلمان متفق ہو کر بتائیں کہ مسلمانوں کے تہتّر مذہب میں مجھے کون سا مذہب اختیار کرنا چاہیئے جس میں سب مسلمانوں کے نزدیک حقانی مسلمان سمجھا جاؤں۔ مجھے وہ اسلام پسند نہیں کہ اسلام کے جس مذہب کو اختیار کروں میں فقط اسی ایک مذہب والے مجھے حقانی مسلمان سمجھیں اور بہتّر فرقوں کے مسلمان حقانی بالائے طاق

مسلمان بھی نہ سمجھیں بلکہ کافر کہیں اور کم از کم اپنے مذہب والوں سے بُرا تو ضرور ہی سمجھیں کیونکہ اگر مجھے ایک ہی مذہب والوں کے خیال پر اعتبار کر لینا کافی ہو تو وہ مجھے اس کفر پر بھی حاصل ہے یعنی میرے ہم مذہب اب بھی مجھے حق پر سمجھتے ہیں۔ اگر مجھے اس کا ٹھیک جواب نہ ملا تو مسلمانو! یاد رکھو میرے کفر کا وبال قیامت میں تمام جہان کے مسلمانوں پر ہوگا۔ میں مسلمان ہونے کو تیار ہوں۔ جواب کا انتظار ہے

یہ آپس میں لڑنے والے علما بتائیں کہ وہ سنی ہو یا رافضی یا خارجی یا وہابی کون سا مذہب اختیار کرے۔ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مسلمانوں کو کس نے تباہ کیا اور کون کون سے اسباب مسلمانوں کی تباہی کا باعث ہوئے۔ نہایت افسوس و حسرت سے یہ جواب دیا جاتا ہے کہ مسلمانوں کو مسلمانوں نے تباہ کیا اور یہی باہمی نااتفاقی ان کی تباہی کا باعث ہوئی۔ وہ دن قریب آنے والا ہے کہ نہ صرف ہندوستان بلکہ کل اسلامی دنیا میں تمام فرقوں کا اتحاد اور سب مذہبوں کا اتفاق پھیل جائے گا اور آپس میں ان لڑنے والے مولویوں کا بھی پتہ نہ رہے گا۔ اسلام کی ضروری چیزوں میں سے اتحاد ایک وہ چیز ہے جس کے بغیر دنیوی و دینی برکات کا کچھ بھی حصہ نہیں مل سکتا۔ آج ہندو، آریہ، پارسی غرض ہر ایک قوم دنیا میں ترقی کی راہ پر دوڑی چلی جا رہی ہے مگر مسلمان سب سے پیچھے ہیں۔

اقول وبحول اللہ وقوتہ احول وعلیہ ثم علی حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اعتمد واعول۔ یہ سب وہی مزخرفات وخزعبلات ہیں جو طائفہ ندویہ آج سے تقریباً پچاس برس پہلے سنا چکا اور جبھی حضرات علمائے اہلسنت نائبین سرکار رسالت علیہ وعلیٰ آلہٖ وعلیہم الصلاۃ والتحیۃ کا مقدس گروہ اپنے رسائل مبارکہ وکتب متبرکہ میں ان کی دھجیاں اڑا چکا۔ امتداد زمانہ کے باعث آج

ان تصنیفات مقدسہ کی عام اشاعت نہ رہنے کے سبب ان صلح کلیوں کو پھر انھیں تلبیسات کاذبہ کے پیش نظر کا موقع مل گیا۔ ہم انھیں کتب ردندوہ سے ان اباطیل صلح کلیہ کا ردّ وابطال اپنے برادران اہلسنّت کے سامنے پیش کرتے ہیں

اوّلاً۔ آیتِ کریمہ انما المومنون اخوۃ کا ترجمہ یہ ہے کہ مسلمان مسلمان بھائی ہیں (ترجمۂ رضویہ) صلح کلیوں نے اپنے مدعائے باطل پر یہ آیتِ کریمہ تو پیش کردی مگر سنّی مسلمانوں کو یہ نہ بتایا کہ محاوراتِ قرآنیہ میں مومنین سے کیا مراد ہے۔ بات یہ ہے کہ حضرات خلفائے ثلٰثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانہ تک اسلام کی کامل ترقی دنیا کی وسیع آبادی میں اپنی برکتیں پھیلایا۔ کہ اس وقت تک تنزیلِ قرآن پر قتال ہوتا۔ معاملہ اسلام وکفر کا انفصال ہوتا۔ مومنین اہل حق اور کفار اہلِ باطل تھے۔ جب مؤمنین کہتے اہلِ حق ہی اس کے مصداق ہوتے۔ اسی محاورے پر قرآن اترا۔ حدیثیں آئیں تو جس قدر آیات مبارکہ واحادیث کریمہ میں مومنین ومسلمین کو آپس میں اتحاد واتفاق کے ساتھ بھائی بھائی رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ان سب کا یہی مفاد ہے کہ تمام اہل حق آپس میں متحد ومتفق رہیں۔ کوئی باطل راہ اختیار نہ کریں۔ اس وقت تک کان اس ناگوار صدا سے آشنا ہی نہ تھے کہ مدعیان ایمان بھی مہتدی وضال اور اہلِ حق واہلِ باطل کی طرف منقسم ہیں۔ مگر امیر المومنین خاتم الخلفا، علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنیٰ کی نسبت ارشاد ہوچکا تھا کہ تم جس طرح تنزیلِ قرآن پر قتال کروگے یوں ہی تاویلِ قرآن پر مدعیان ایمان بالقرآن کو قتل وپامال کروگے۔ ان متفرق فرقوں کے نام بھی سنادیئے۔ پتے بھی بتادیئے۔ چنانچہ حسب وعدۂ صادقہ وہ دن سامنے آیا۔ آخر خلافت خاتم الخلفا رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ظہور بدمذہبان نے منہ دکھایا۔ خارجی نکلے، رافضی نکلے، رافضیوں سے متعدد

فرقے اچھلے یہ سب کلمہ خواں تھے۔ مدعیٔ ایمان تھے۔ ہمارے کلمے کا دم بھرتے۔ ہمارے قبلے کو سجدہ کرتے۔ مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ ان میں سے بہتوں کو کافر بھی نہ جانتے۔ گمراہ بددین وخاسر مانتے۔ مگر بایں ہمہ نہ ہمدردی سمجھی نہ اتفاق واتحاد کی ترنگ سوجھی۔ نہ انما المومنون اخوۃ کا ان کو مصداق جانا۔ نہ کونوا عباد اللہ اخوانا کا یہ محل مانا۔ بلکہ انھوں نے اور تمام صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ان کے قتل وقتال وعذاب ونکال پر اجماع فرمایا۔ دست وزبان وسنان ولسان وبیان وبنان سے ان کا فتنہ مٹایا۔ اور کیوں نہ ہوتا کہ پہلے ہی حضور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے یہی احکام فرما دیئے تھے۔ سب راستے بتا دیئے تھے۔ ان کے بعد جو جو آتش فتنۂ بد مذہبان زیادہ بھڑکتی گئی ان کے رد میں ائمۂ دین واولیائے معتمدین وعلماء ومجتہدین کی کوشش چمکتی گئی۔ مجالس وعظ ومحافل درس ان کے رد وتفضیح وطعن وتقبیح سے گونجتی رہیں۔ ہزاروں کتابیں ان کے توہین عقائد وتبیین مکائد میں تالیف ہوئیں[1]۔ جب زمانے نے دوسری طرف کروٹ بدلی امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح اہل حق حمایت مذہب حق میں اہل باطل کے ہاتھوں قید ہوئے تازیانے سہے مگر کبھی بھائی چارا نہ بھایا۔ اتفاق واتحاد کا گیت نہ گایا۔ سلفاً خلفاً ہر قرن وطبقہ میں صحابہ وتابعین وتبع تابعین وائمۂ دین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے لے کر حضرت مولانا بحر العلوم ملک العلماء عبد العلی لکھنوی وشاہ عبد العزیز صاحب دہلوی اور ان کے بعد مولانا رشید الدین خاں صاحب دہلوی مولانا شاہ احمد سعید صاحب نقشبندی مجددی دہلوی مولانا فضل رسول صاحب بدایونی مولانا مولوی فضل حق خیرآبادی غرض ۱۳۱۱ھ تک علماء کا یہی داب رہا۔ ہمیشہ علمائے سنت نے بد مذہبی وبد مذہبان کے

---

[1] جب سیف دست سنت ہیں ہوئی جعدین درہم کی طرح بد مذہب کلمہ گو ذبح ہوتے رہے

ردو تفضیح کو اہم مقاصد سمجھا۔ اور واقعی اگر یہ مقدس گروہ ایسا نہ کرتا تو آج آزادی پسندوں کی طرح ہر شخص بجائے خود فرعون بے سامان ہو جاتا۔ ان کی انھیں مقبول کوششوں کی وجہ سے تو ان کی دواتوں کی روشنائی خونِ شہیداں پر غالب آئی۔ ان کی انھیں مقدس سعیوں نے تو ہمیں صراط مستقیم دکھائی۔ ۱۳۱۲ھ میں طائفہ ندویہ نے اپنا سر نکالا اور ان آیات مبارکہ و احادیث کریمہ کو تحریف معنوی کر کے بدمذہبوں لامذہبوں بددینوں بے دینوں کے ساتھ دوستی و مواخاۃ و اتحاد و موالات پر ڈھالا۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ تبارک وتعالیٰ۔ ہمارے سنی مسلمان بھائی اتنا ہی سمجھ لیں اور ان صلح کلیوں کے فریب دیکھ کر پرکھیں کہ ان کا یہ مدعائے باطل اگر معاذ اللہ صحیح ہو تو وہ سیکڑوں آیات مبارکہ اور ہزاروں ہزار قاہر احادیث و نصوص صریحۂ ائمہ قدیم و حدیث کہ بدمذہبوں سے اتحاد حرام اختلاط گناہ جو ان سے دوستی رکھے خود بدمذہب و گمراہ انھیں سلام نہ کرو[1]۔ ان کے ساتھ کھانا نہ کھاؤ پانی نہ پیو پاس نہ بیٹھو، ارتباط نہ کرو۔ وہ بیمار ہوں تو عیادت کو نہ جاؤ مریں تو ان کے جنازے کی نماز نہ پڑھو۔ ان سے دور بھاگو کہ کہیں تم خود گمراہ نہ ہو وغیرہ وغیرہ۔ ارشادات کثیرۂ جلیلہ سب کے سب عیاذاً باللہ تعالیٰ غلط و باطل ٹھہریں ولا یقول بہ مسلم ولامن یقول بہ مسلم والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

ثانیاً۔ حدیث شریف کونوا عباد اللہ اخوانا کا مطلب بھی اسی تقریر سے واضح ہو گیا کہ تمام اہلسنت اتحاد و اتفاق کے ساتھ آپس میں بھائی بھائی رہیں۔ بلاوجہ باہم نزاع و نااتفاقی سے بچیں۔ ہر قسم کی بدمذہبی و گمراہی سے جو سبب نزاع ہے کامل پرہیز رکھیں۔

ثالثاً۔ آیت کریمہ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا یعنی اور اللہ کی رسی مضبوط تھام لو سب مل کر آپس میں پھٹ نہ جانا۔ (ترجمہ رضویہ)

---

[1] کلام نہ کرو

بالکل حق ہے۔ مطلب یہی کہ سب راہِ حق پر ثابت قدم رہو۔ رافضی وخارجی غیر مقلد دیوبندی نیچری قادیانی صلح کلی ہو کر پھوٹ نہ ڈالو۔ یہ مطلب ہرگز نہیں کہ معاذ اللہ فرقے چاہے سو ہوں سب ایک ہی بنے رہیں۔ جو صلح کلیوں کا ایمان ہے۔

رابعًا:۔ یوں ہی اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے۔ واطیعوا اللّٰہ ورسولہ ولا تنازعوا فتفشلوا وتذھب ریحکم واصبروا ان اللّٰہ مع الصابرین ۝ اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو اور آپس میں جھگڑو نہیں کہ پھر بزدلی کروگے۔ اور تمہاری بندھی ہوا جاتی رہے گی۔ اور صبر کرو بیشک اللہ صبر والوں کے ساتھ ہے۔ (ترجمہ رضویہ) بالکل درست اور صحیح ہے۔ مسلمانانِ اہلسنّت کا اس پر بھی ایمان ہے اور ان آیاتِ قرآنیہ پر بھی ایمان ہے۔ کہ ولیجدوا فیکم غلظۃ اور لا تاخذکم بھما رافۃ فی دین اللّٰہ ولا تقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظلمین ۝ اور لا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار۔ جن میں صاف ارشاد ہے۔ کہ کفار تم میں سختی پائیں اور تمہیں خدا کے دین میں ان پر محبت نہ آئے۔ ظالموں کے پاس نہ بیٹھو۔ ظالموں کی طرف ذرا بھی جھکے اور جہنم میں پہنچے۔ ہمارے سنّی مسلمان بھائی خوب یاد رکھیں کہ یہ لا تنازعوا فتفشلوا وغیرہ آیات واحادیث سب بدمذہبی سے منع فرما رہی ہیں کہ اسباب منازعت نہ پیدا کرو یا باہم اہلسنت میں (کہ زمانۂ رسالت میں مومنین انھیں میں منحصر تھے) بلا وجہ نزاع اور نااتفاقی سے ممانعت فرما رہی ہیں۔ ان کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ رافضی خارجی غیر مقلد دیوبندی نیچری خاکساری بابی بہائی، قادیانی چکڑالوی سب نکلتے آئیں۔ تمہارے پیشواؤں کو مغلظات سنائیں۔ طرح طرح سے تمہارا دین مٹائیں۔ مگر سنیو! خبردار تم ان سے شیر و شکر ہی رہو۔ اچھا جانے دو یوں ہی سہی کہ یہ احکام عام ہیں۔ تو اہلسنت کیا ان

سے خارج ہیں۔ ان سے نزاع ان سے عناد انہیں برا کہنا ان سے رسالہ بازی کرنا کیوں کر صلح کلی لیڈروں صلح کلی ایڈیٹروں صلح کلی واعظوں کا دھرم ہوگیا مگر یہ کہئے کہ آیات و احادیث میں جتنی تاکیدیں اتفاق و اتحاد کے متعلق ہیں سب سے مراد یہی روافض خوارج، دیابنہ، نیاچمہ، قادیانیہ، خاکساریہ، چکڑالویہ وغیرہم مرتدین و مبتدعین ہی ہیں۔ سنی تو ہر طرح عداوت و بغض و تبرا کے مستحق ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ط

خامساً۔ بدمذہبوں گمراہوں کے ساتھ مجالست و مخالفت و مصاحبت میں اگر ان کے ہدایت پاجانے کا ایک احتمال ہو تو دوسرا پہلو یہ بھی تو ہے کہ ان کی صحبتیں ان کی ملاقاتیں۔ ان بھولے بھالے سنی مسلمانوں میں وہی ڈھنگ پیدا کریں۔ وہی گھاتیں یہ بھی معاذ اللہ وہی رنگ لے آئیں وہی باتیں جیسا کہ ندوے کا واقعہ گاندھی کی آندھی کا تجربہ اور ہمارے زمانے کی نام نہاد مسلم لیگ کا اتحاد و مخالطہ اس پر شاہد عدل ہے اور فرمان الٰہی انکم اذا مثلهم کہ بیشک اس وقت تم بھی انہیں جیسے ہو جاؤ گے۔ اس امر پر قول فیصل ہے۔ پھر بحکم عقل و نقل ایسے اندیشۂ مفاسد سے احتراز فرض۔ بلکہ زمانے کی حالت فتنے کی کثرت پر نظر کرکے تو ان صلح کلیوں کے اس مرکوز خاطر کو جو فقط برائے گفتن ہے مضمون بعید بلکہ ابعد اور اس گزارش کو قریب تر خیال کرنا ضروری ہے۔ بیشک بدمذہبوں کی محبت بدمذہب بنا کر رہتی ہے۔ رباعی

از ہمنفسان ناموافق بگریز!	از دوست نمایانِ منافق بگریز
چوں شب سیاست ظاہر و باطن شان	از ظلمت شب چو صبح صادق بگریز

اب یہ بھی دیکھ لیجئے کہ اس پہلودار معاملے میں شریعت مطہرہ نے کس پہلو پر

نظر فرمائی کسے نظر انداز کیا۔ ہمارے بہی خواہ ہمارے رؤف و رحیم ہم پر ہم سے زیادہ مہربان ہمارے رسول کریم علیہ وعلیٰ آلہٖ افضل الصلاۃ واکرام التسلیم نے یہی فرمایا کہ لا تجالسوھم ان کے پاس نہ بیٹھو۔ ایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم ان سے دور بھاگو انھیں اپنے سے دور رکھو کہیں وہ تمہیں بہکا نہ دیں کہیں وہ تمہیں فتنے میں نہ ڈال دیں۔ معاذ اللہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے مقدس خیال میں یہ بات نہ آئی کہ ہمارے میل جول سے بدمذہب ہدایت پائیں گے راہِ راست پر آئیں گے۔ نہیں منع فرمانا اس قبیل سے تھا کہ جس طرح شفیق باپ اپنی پیاری اولاد کو آوارہ مزاجوں بدمعاشوں کی صحبت سے روکے۔ پھر جس نے اپنے مہربان باپ کی نصیحت پر کاربندی کی دوجہان میں نفع پایا اور زمانے نے بھی اسے سعادت مند وخلف کہہ کر یاد کیا۔ جس نے خلاف کیا دارین میں نقصان اٹھایا۔ ناخلف آوارہ واہی ناکارہ کہلایا۔ سب جانے دو فرض کیا کہ صلح کلیوں کا یہ عذر معمولی قابل مقبول ہے مگر اس عذر نے کیا یہ بھی جائز کر دیا تھا کہ بدمذہبوں کو مسند وعظ پر بٹھایا جائے۔ ان سے لیکچر کہلوایا جائے ان کے مدح وستائش دین کا گیت گایا جائے۔ ان کی تعظیم عظیم سے رب عظیم کا عرش ہلایا جائے۔ وہ صریح کفریات وضلالت علانیہ بکیں۔ انھیں شربت کے سے گھونٹ بنا کر نوش جاں فرمایا جائے۔ شیر مادر ٹھہرایا جائے اور جو غربائے اہلسنت بحکم شریعت ان کلمات کفر وضلالت پر اعتراض کریں تو انھیں ترقی قوم وآزادی وطن کا مخالف ودشمن بنایا جائے۔ ملک میں ان حامیان دین وملت کے خلاف اخباروں کے کالموں پنڈالوں کے پلیٹ فارموں پر پروپیگنڈوں کا طوفان بے تمیزی اٹھایا جائے یہ کون سی دیانت ہے۔ یہ کس قسم کی صلح کلیت ہے للہ للہ ذرا تو کلمۂ اسلام کا پاس کرو۔ کچھ تو خدا ورسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ

علیہ وعلی آلہ وسلم سے ڈرو۔ واللہ ھو الموفق بالخیر۔

سادسًا۔ ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح میں فرماتے ہیں۔ لا تجالسوا اھل القدر ای لا تواد وھم ولا تحابوھم فان المجالسۃ ونحوھا من المماشاۃ من علامات المحبۃ وامارات المودۃ فالمعنی لا تجالسوھم مجالسۃ تانیس وتعظیم لھم لانھم اما ان یدعوکم الی بدعتھم بما زینہ لھم شیطانھم من الحجج المموھۃ والادلۃ المزخرفۃ التی تجلب من لم یتمکن فی العلوم والمعارف الیھم بباد الرائی واما ان یعود الیکم من نقصھم وسوء عملھم ما یوثر فی قلوبکم واعمالکم اذ مجالسۃ الاغیار تجر الی غایۃ البوار ونھایۃ الخسار ولا ینافی اطلاق الحدیث تقیید الایۃ فی المنافقین حیث قال اللہ تعالیٰ فلا تقعدوا معھم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ فلم ینہ عن مجالستھم مطلقًا والایۃ تحمل علی من امن فلا حرج علیہ فی مجالستہ لھم لغیر التانیس والتعظیم مالم یکونوا فی کفر وبدعۃ وکذا اذا خاضوا وقصد الرد علیھم وتسفیہ ادلتھم ومع ذلک فالبعد عنھم اولیٰ والاجتناب عنھم احری۔ یعنی حدیث شریف میں جو یہ ارشاد ہوا کہ قدریوں وغیرہم بدمذہبوں کے ساتھ نہ بیٹھو۔ اس سے مراد یہی ہے کہ ان سے محبت ومودّت نہ رکھو۔ اس لئے کہ ایک جگہ اٹھنا بیٹھنا چلنا پھرنا دوستی کی نشانی اور محبت کی دلیل ہے۔ تو حدیث کے یہ معنیٰ ہوئے کہ اس طرح ان کے پاس نہ بیٹھو جس سے تم کو ان سے موانست ہو جائے یا ان کی تعظیم کرنا پڑے اس لئے کہ جب تم ان کے پاس اس طرح بیٹھو اٹھو گے تو وہ تم کو اپنے مذہب کی دعوت

دیں گے اوران کے شیطان نے جو مزخرفات ان کو سکھا دیئے ہیں وہم میں ڈالنے والے دلائل پڑھادیئے ہیں وہ تمہارے سامنے پیش کریں گے اور جن کو علوم ومعارف میں کامل دستگاہ نہیں ہوتی ہے وہ ان کے مذہب کی طرف میلان کرجاتے ہیں۔ اوریا یہ اثر ہوتا ہے کہ ان کی برائی تمہارے دلوں میں سرایت کرجائے گی۔ اس لئے کہ غیروں کے پاس اٹھنا بیٹھنا آخری مرتبے کی ہلاکت اور انتہائی درجے کی بربادی تک پہنچا دیتا ہے۔ اور حدیث شریف میں بدمذہبوں کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے کی حرمت کے لئے ارشاد فرمائی کہ ان کے ساتھ نہ بیٹھو یہاں تک کہ وہ اور باتوں میں مشغول ہوجائیں تو ان کے ساتھ نشست وبرخاست کو علی الاطلاق منع نہ فرمایا۔ اس لئے کہ حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ جس کو علوم ومعارف میں کامل دستگاہ نہ ہوگی وہ بدمذہبوں کی مجالست سے ان کا ہم خیال ہوجائے گا۔ اور اس کو مطلقاً ان کے پاس بیٹھنا ممنوع وناجائز ہے۔ اور آیت کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص علوم ومعارف میں کامل دستگاہ رکھتا ہو وہ اگر بدمذہبوں کے پاس بیٹھ جائے تو قباحت نہیں۔ مگر اسی شرط سے کہ ان کی تعظیم نہ ہو ان سے موانست نہ کی جائے اور وہ کوئی کلمۂ کفر وبدمذہبی کا بھی نہ کہتے ہوں یا ان کا رد کرنے اور ان کے دلائل کی خرابیاں معلوم کرنے کی غرض سے ان کی مجلس میں شریک ہوں اور اگر خاص علمائے کاملین عوام سے الگ مبتدعین وکفار کو اپنی مجلسوں میں آنے سے نہ روکیں اور بدمذہبوں مرتدوں کی تعظیم وتانیس سے بھی وہ مجالست خالی ہو تو ایسی مجالست خاص ان کے حق میں اگرچہ

---

[۱] سے مطلقاً منع فرمانا آیت کی اس قید کے منافی نہیں جو ان کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے

مطلقاً ممنوع نہ ہوگی مگر پھر بھی بہتر اور سزاوار تر یہی ہے کہ ان سے دور اور مجتنب ونفور رہیں۔ ہمارے سنی بھائی غور فرمائیں کہ علمائے علوم و معارف میں کامل دستگاہ رکھنے والے جن لوگوں کے لئے بدمذہبوں کی مجالست کو لاحرج کہا ان کے واسطے بھی لغیر التانیس والتعظیم کی قید لگادی کہ بدمذہبوں سے موانست نہ کی جائے ان کی تعظیم نہ کرنی پڑے۔ پھر کیا یہ صلح کلی واعظین گانگریس واحرار ولیگ وخاکسار و نیاچری، کفار و رفاضِ بداطوار وخوارج نابکار وغیرہم مرتدین اشرار و مبتدعین ناہنجار کے جن جلسوں کانفرنسوں میں شرکت کو جائز بتا رہے ہیں ان میں مرتدوں بدمذہبوں کی قولی وفعلی تعظیم و تانیس نہیں کی جاتی ہے۔ کیا اگر کوئی شخص ان کانفرنسوں میں ان کے مبتدعین و مرتدین صدر و ناظمین وارا کین کی تعظیم و تانیس سے قولاً و فعلاً ہر طرح اجتناب کرے اس کو ان سیولائزڈ غیر مہذب وحشی کہہ کر شور نہیں مچایا جاتا ہے علمائے مالم یکونوا فی کفر وبدعۃ کی قید لگائی یعنی اس مجالست میں وہ مبتدعین کسی قسم کی بدمذہبی یا بے دینی کا کلمہ بکنے سے قطعاً احتراز رکھیں۔ پھر کیا ان لیکچروں اسپیچوں میں کفریات و ضلالات نہیں بکے جاتے۔ کیا سنی کہلانے والے صلح کلی حضرات ان پر سکوتِ محض وخاموشی مطلق کی نہیں ٹھہراتے۔ معہٰذا تفسیر مظہری میں ہے۔ حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ ای غیر الاستہزاء فحینئذ لاباس بمجالستہم لضرورۃ دعت ومن غیر ضرورۃ یکرہ مجالستہم مطلقا وقال المحسن لایجوز مجالستہم وان خاضوا فی حدیث غیرہ۔ یعنی جب وہ اپنے کلمات کفریہ کے سوا اور باتوں میں مشغول ہوں تو اس وقت بھی بضرورت ان کے پاس بیٹھنے میں مضائقہ نہیں۔ اور بلاضرورت ان کے پاس بیٹھنا

مطلقاً مکروہ ہے۔ امام حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ ان کے پاس بیٹھنا کسی طرح جائز نہیں اگرچہ وہ کفریات کے سوا اور باتوں میں مشغول ہوں۔ وللہ الحجۃ السامیۃ۔

سابعاً وثامناً ۔ اذا اتاکم کریم قوم فاکرموہ اور انزلوا الناس منازلھم کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ بدمذہبوں مرتدوں سے کہہ دیا جائے کہ ہم تم کو مذہبی حیثیت سے برا نہیں سمجھتے تکفیر درکنار بلکہ تضلیل بلکہ تفسیق بلکہ تمہاری اہانت بھی جائز نہیں۔ تمہارے اوہام فاسدہ کا دفع کرنا اسلام کی دشمن قوم سے غداری ملک کی بدخواہی ہے۔ ان کا مفاد تو صرف اسی قدر ہے کہ اگر کسی فرقے کا کوئی شخص خود تمہارے پاس آئے تو اس سے مدارات کرو۔ پھر علمائے اہلسنت یہ کب فرماتے ہیں کہ اگر کوئی رافضی وہابی نیچری خود ہی تمہارے پاس چلا آئے تو تم اس بات سے نہ کرو منہ نہ دیکھو۔ مدارات نہ کرو۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ ان کو اصرار کرکے نہ بلاؤ۔ ان کو دینی پیشوا ٹھہرا کر ان کو وعظ و بیان کی اجازت نہ دو۔ مداہنت نہ کرو۔ اپنے پیارے دوست مذہب اہلسنت کے دشمن نہ بنو۔ اس کو اور جھوٹے مذہبوں کو یکساں نہ سمجھو۔ ہم ہرگز یہ نہیں کہتے کہ اگر تمہارے جلسے میں کوئی بدمذہب چلا آئے تو اس کو دھکے دے کر نکال دو۔ یا اس کو ہدایت نہ کرو۔ افسوس تو یہ ہے کہ یہ صلح کلی واعظین حسن خلق و مدارات اور دہن و مداہنت میں فرق نہیں ٹھہراتے۔ اگر ہمارے پاس بدمذہب چلے آئیں تو ہم پر یہ ضروری نہیں کہ انہیں دھکے دے کر نکال دیں لیکن یہ کیوں کر جائز ہو سکتا ہے کہ با صرار تمام بلا کر اپنی دینی مجلس کا ان کو رکن قرار دیا جائے۔ مسند رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر بٹھا کر ان

سے وعظ کہلوایا جائے وہ اس میں جو اپنی مذہبی خباثتیں ظاہر خلط کریں ان پر خاموشی کی جائے۔ خاموشی کیسی اجازت دی جائے۔ اجازت کہاں کی خود اشاعت کی جائے۔ مذہبی پیشوا رکن اسلام قائد ملت وغیرہ القاب سے ان کا ذکر کیا جائے اس بیان کے ساتھ مرقاۃ کے باب الحذر الثانی الامور میں حدیث شریف والتودد الی الناس کے متعلق ملا قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ بیان بھی ملاحظہ ہو کہ فرماتے ہیں ای التحبب الی المؤمنین الصالحین یعنی حدیث میں جو فرمایا کہ لوگوں سے وہ برتاؤ کرنا جس سے ان کے دل میں اپنی محبت پیدا ہو۔ اس میں لوگوں سے مراد مومنین صالحین ہیں۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اس شرح کی روشنی میں انزلوا الناس منازلھم اور اذا اتاکم کریم قوم فاکرموہ کا مطلب تو بالکل ہی صلح کلیت کا منافی ومنافی ہے کہ کسی قوم کے بھی مومنین صالحین کا کوئی عزت والا تمہارے پاس آئے تو اس کی عزت کرو اور مومنین صالحین کا کوئی عزت والا تمہارے پاس آئے تو اس کی عزت کرو اور مومنین صالحین میں سے ہر شخص جس رتبے جس منزلت کا ہو اسی کے موافق اس کے ساتھ برتاؤ کرو۔ مگر دقت تو یہی ہے کہ بے چارے مومنین صالحین کے بھلے کی تو ان صلح کلیوں کو کوئی سوجھتی ہی نہیں۔ جہاں تک فائدہ پہنچ سکے وہ ان کے وہابی رافضی نیچری بھائیوں کو اور ان کے مذہب کو پہنچے وبس۔

تاسعًا۔ حضرات علمائے اہلسنت شکر اللہ تعالیٰ سعیہم اپنی تصانیف مقبولہ در رد ندوۂ مخذولہ میں مدارات کے معنی اور مدارات ومداہنت کا فرق طائفۂ ندویہ کو بار بار سمجھا چکے ہیں۔ مگر صلح کلی واعظین عوام مسلمین کو مغالطے

وگمراہی میں گرفتار کرنے کے لئے یہی مسئلہ پیش کردیتے ہیں۔ حالاں کہ اہلسنت کو حسن خلق و مدرات سے ہرگز انکار نہیں۔ مگر یہ حضرات صلح کلیہ اپنے تقیہ صریحہ وضلالات قبیحہ کو مدارات کے پردے میں جائز بتانے اور عامۂ مسلمین کو بہکانے کے لئے احادیث اقوال وافعال سلف بیان کردیتے ہیں۔ جن میں حسن خلق و مدارات کا ارشاد ہے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تفسیر عزیزی سورۂ بقرہ صفحہ ۴۳۷، و ۴۳۸ پر فرماتے ہیں۔

اکثر مردم را درمیان مدارات وحسن خلق و درمیان مداہنت فرق واضح نہ شدہ۔ مدارات وحسن خلق با ہر مسلمان وکافر در شرع محمود ست و مداہنت و خوشامد معیوب و مردود یکے را از دیگرے امتیاز نمی کنند و در مقام حسن خلق از تکاب مداہنت می نمایند و تنقیح فرق درمیان ایں ہر دو آنست کہ مدارات وحسن خلق عبارات از مسامحت در حق خود ست و بہ نفسانیت کار نکردن و خود را واجب التعظیم نہ دیدن واز تقصیرے کہ در حق خود رود درگزشتن و مداہنت عبارت از مسامحت در امر دین است و باوجود دیدن وشنیدن امور نامشروعہ واقوال نامرضیہ تعصب نہ کردن و دین خود را سبک داشتن واز حق واجب شرع و دین درگزشتن مثلاً اگر شخصے ایں کس را سخت گفت یا ترک تعظیم نمود در غضب نیامدن و باوے درپے انتقام نشدن بلکہ سلوک نیک کردن از قبیل حسن خلق و مدارات است و اگر شخصے حرکتے مخالف شرع کرد یا ترک تعظیم دین نمود باوے موافقت نمودن و اظہار ناخوشی نہ کردن وسخن او را رد نہ کردن از باب مداہنت وخوشامد است۔ یعنی بہت سے لوگوں کو حسن خلق و مدارات اور دہن و مداہنت کے درمیان فرق واضح نہیں ہوا ہے۔ مدارات اور حسن خلق تو ہر مسلمان اور

کافر کے ساتھ شریعت مطہرہ میں پسندیدہ ہے۔ اور مداہنت و چاپلوسی عیب اور مردود ہے۔ لوگ ایک کا دوسرے سے امتیاز نہیں کرتے ہیں۔ اور حسن خلق کے ضمن میں مداہنت کر گزرتے ہیں۔ اور دونوں کے درمیان فرق کا خلاصہ یہ ہے کہ مدارات و حسن خلق کے معنے تو یہ ہیں کہ اپنے حق میں سہل انکاری برتیں اور نفسیات کی بنا پر کام نہ کریں اور اپنی تعظیم کو ضروری نہ سمجھیں اور اپنے حق میں کسی سے جو قصور ہو جائے اسے معاف کر دیں۔ اور مداہنت کے معنیٰ یہ ہیں کہ دینی معاملے میں چشم پوشی کریں اور جو باتیں شرعاً ناجائز و ناپسند ہیں ان کو دیکھتے سنتے ہوئے بھی تعصب نہ کریں اور اپنے دین کو ہلکا ٹھہرائیں اور دین و شریعت کا جو حق واجب ہے اس سے درگزر کریں۔ مثلاً اگر کوئی شخص خود اس کو سخت و سست کہے یا اس کی تعظیم نہ کرے تو غصے میں نہ آنا اور اس سے انتقام لینے کے پیچھے نہ پڑنا بلکہ اچھا سلوک کرنا یہ تو حسن خلق و مدارات کی اقسام میں سے ہے۔ اور کوئی اگر شریعت کے خلاف کوئی حرکت کرے یا دین کی بے تعظیمی کرے تو اس کے ساتھ موافقت کرنا اور ناراضی ظاہر نہ کرنا اور اس کی بات کا رد نہ کرنا یہ مداہنت کی اقسام میں سے ہے۔ اس عبارت سے واضح ہو گیا کہ مدارات تو مسلمانوں بلکہ فاسقوں بلکہ کافروں کے ساتھ بھی بہتر ہے۔ مگر مداہنت حرام و ناجائز ہے۔ شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے مدارات و مداہنت کے درمیان جو فرق بیان فرمایا اسی سے واضح و روشن کہ آج کل بدمذہبوں بددینوں لامذہبوں بے دینوں کی کمیٹیوں کانفرنسوں میں جو سنّی کہلانے والے صلح کلی حضرات شریک ہوتے اور عوام اہل اسلام کو اسی شرکت کی دعوت دیتے ہیں۔ اس شرکت میں یقیناً شدید و بعید مداہنتیں ہوتی ہیں مگر یہ واعظین صلح کلیت ان کی پردہ پوشی لفظ مدارات و حسن خلق سے کرنا چاہتے ہیں۔ وللہ الحجۃ البالغۃ۔

عاشرًا :۔ جب عبداللہ بن ابی منافق اپنے آپ کو مسلمان اور رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا دوست ظاہر کرتا تھا۔ پھر اگر بقصدِ تالیف اس کو شریکِ مشورہ کر لیا گیا تو صلح کلی حضرات اس پر کیا خوشی کر سکتے ہیں اور وہ بھی ایسے وقت میں کہ جب تک ممانعت نہ تھی۔ معاذ اللہ الحاد و ضلالت کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا اتباع اور اس کے ابطال کو کوتاہ نظری اور نفس کی پیروی بتانا کیسی کھلی ہوئی نیچریت و ضلالت ہے۔ کیا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے یا کسی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس منافق سے یہ بھی فرمایا تھا کہ تو بھی حق پر ہے۔ راہِ راست پہ ہے۔ تیری اہانت اسلام کی اہانت قوم کے ساتھ غداری ملک کی بدخواہی ہے۔ کیا معاذ اللہ اس مجلس مشاورت میں بھی اس اس نے خلاف شریعت مطہرہ کوئی کلمہ بکا تھا جس پر خاموشی اختیار کی گئی تھی۔ کیا اس سے اقوالِ تانیس کہے گئے تھے۔ کیا اس سے افعالِ تعظیم برتے گئے تھے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ ونعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ پھر منافقین کو دربارِ دُربار حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا رکن اور ایسا مخصوص بتانا کہ صحابہ بھی اس سے محروم ہوں۔ اور دربارِ رسالت میں ان کو معزز ٹھہرانا کسی جاہل بلکہ اجہل مسلمان کا بھی کام نہیں۔ افسوس کہ جب ایسے خیالات والے صلح کلی حضرات واعظین قوم کی کشتی کے ناخدا ہیں۔ پھر بیچ منجدھار میں غرق نہ ہونے کی کیا وجہ۔ جب ایسی اوندھی مت والے قوم کے ہادی ٹھہریں پھر خلقت کیوں گمراہ نہ ہو۔ خیر اس قدر اور بھی سن لیجئے کہ ان کمیٹیوں کانفرنسوں میں سے کسی کمیٹی کسی کانفرنس کے اراکین اگر ظاہری میں یہ اقرار کر لیں کہ ہم سے غلطیاں ہوئی تھیں ہم اب توبہ کرتے ہیں اور روافض و خوارج و وہابیہ و نیاچرہ و مسلم لیگیہ و خاکساریہ و گاندھویہ و احراریہ

دیچکڑالویہ وقادیانیہ وغیرہم مبتدعین و مرتدین جو اس کمیٹی کا نفرنس میں شرکت و رکنیت رکھتے ہیں۔ سب کے سب کہہ دیں کہ ہم اب تائب ہو کر سنی مسلمان ہوتے ہیں۔ تو پھر جب تک اس اقرار کا منافی کوئی قول و فعل ان سے ظاہر نہ ہوگا ہم بھی اس کمیٹی اس کانفرنس کی شرکت و رکنیت وامداد واعانت پر اعتراض نہ کریں گے۔ وباللہ التوفیق

حادی عشر:۔ یہ کون نہیں جانتا کہ ایک وقت میں شراب نوشی جہاں تک نشہ نہ لائے جائز تھی یا قبلہ بیت المقدس تھا۔ بعد کو شراب مطلقاً حرام کر دی گئی۔ کعبۃ اللہ کی طرف نماز پڑھنے کا حکم آگیا۔ اب اگر یہ صلح کلی واعظین شراب نوشی کے جواز کا فتویٰ دیں یا کعبے سے پھر کر پھر بیت المقدس کی طرف نماز پڑھیں اور دلیل میں معمول سابق پیش کریں تو کیا وہ الزام سے بری ہو سکتے ہیں ہر گز نہیں بس یہی حال صلح کلی واعظین کی اس دلیل کا ہے کہ ایک وقت میں منافقین کو بھی اجازت تھی کہ لشکر ظفر پیکر کے ساتھ ساتھ چلیں اور جہاد میں شریک رہیں۔ گو جہاد کا ثواب نہ پائیں بلکہ منافقین کے جنازے کی نماز بھی خود حضور رحمۃ للعلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم پڑھاتے تھے لیکن یہ حالت ایک خاص زمانے تک محدود رہ کر منسوخ ہوگئی۔ جہاد میں ساتھ لے چلنے کی ممانعت کر دی گئی۔ ان کے جنازے کی نماز بھی پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم نے نہ پڑھی۔ چنانچہ خود قرآن مجید میں موجود ہے۔ فقل لن تخرجوا معی ابدا ولن تقاتلوا معی عدوا یعنی اے محبوب تم فرما دو کہ اے منافقو اب تم ہرگز میرے ساتھ سفر نہ کرنا اور ہرگز میرے ساتھ کسی دشمن پر جہاد نہ کرنا۔ اور آیۂ کریمہ ملاحظہ ہو۔ ما کان اللہ لیذر المومنین علی ما انتم علیہ حتی یمیز الخبیث من الطیب یعنی اللہ مسلمانوں کو اس حالت پر ہرگز نہ چھوڑیگا بلکہ گندوں کو ستھروں سے ضرور الگ کرے گا۔ اور آیت کریمہ ملاحظہ ہو ولا تصل

علیٰ احد منهم مات ابدا ولا تقم علیٰ قبرہ یعنی ان منافقوں میں سے جو کوئی مرجائے اس پر نماز جنازہ کبھی نہ پڑھو اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہو انهم کفروا باللہ ورسولہ بے شک انھوں نے اللہ اور اس کے رسول سے کفر کیا۔ تو اس منسوخ شدہ امر کو سند بنا کر پیش کرنا اور قرآن عظیم وحدیث کریم کی نصوص صریحہ سے منہ پھیرنا صلح کلی حضرات واعظین ہی کو مبارک رہے۔ حضرات اہلسنت کثرہم اللہ تعالیٰ ونصرہم دنیوی لالچ اور نفسانی طمع پر ایک جدید شریعت ہرگز قائم نہیں کرسکتے

ثانی عشر:۔ بدمذہب جس کی بدمذہبی حد کفر تک نہ پہنچی ہو اس سے روایت کرنے میں بہت کچھ اختلاف وتفصیل ہے۔ حضرت ملک العلماء بحر العلوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح مسلم الثبوت میں فرماتے ہیں۔ وفی البدعة الجليلة القبول عند الاكثر غير محققی الحنفية وهو المختار عند من تلاهم خلافا للآمدی من الشافعية ومن تبعه والامام مالك ومعظم الحنفية وهو المختار عند هذا العبد۔ جس راوی کی بدمذہبی ظاہر ہو لیکن حد کفر تک پہنچی ہوئی نہ ہو اس کی حدیث کا قبول کیا جانا محققین حنفیہ کے سوا اکثر محدثین کے نزدیک جائز ہے۔ اور ان محدثین کے جو متبعین ہیں ان کے نزدیک یہی مختار ہے۔ لیکن شافعیہ میں سے علامہ آمدی اور امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اکثر حنفیہ اس کی حدیث کو قبول کرنے کے خلاف ہیں۔ ان کے نزدیک جس بدمذہب کی بدمذہبی حد کفر تک نہ پہنچی ہو۔ اس کی حدیث کو قبول کرنا بھی جائز نہیں اور اس بندے (بحر العلوم) کے نزدیک یہی مختار ہے۔ اس مسئلے کے دونوں پہلوؤں کے دلائل اور عدم قبول کے مختار ہونے کی تفصیل فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت للعلامۃ بحر العلوم میں ملاحظہ ہو۔ جب بعض محدثین کے نزدیک یہ امر ثابت ہو لیا کہ بدمذہب

صدوق ہو اور اپنی بد مذہبی کی طرف لوگوں کو دعوت نہ دیتا ہو۔ وغیر ذلک من الشروط تو اس سے حدیث لینا منع نہیں۔ اور اپنے اس خیال کے مطابق (اگرچہ فی الواقع یہ خیال محقق نہیں اور مانعین اس کو تسلیم نہیں کرتے۔ مگر ان بعض محدثین نے تعامل شروع کر دیا تو اگر انھوں نے اس راوی کے صدوق ثقہ ہونے کا اظہار کر دیا تو اس میں بد مذہب کی منقبت خوانی اور اس کے اوصاف جلیلہ کا اظہار ہو گیا۔ اگر وہ اسے صدوق وثقہ نہ سمجھتے تو اس سے حدیث ہی کیوں لیتے۔ روایتِ حدیث میں راویوں کی سچائی اور قابلِ اعتماد ہونے کے بیان کا قیاس رفضہ ونیاچرہ ودیوبندیہ وغیرہم مرتدین ومبتدعین کی منقبت خوانی ومدح سرائی اور ان کے مذاہب باطلہ ومردودہ کی تصحیح وتحسین پر کرنا یہ انھیں صلح کلی ملّاؤں کی خوش فہمی کا نمونہ ہے۔

ثالث عشر:۔ وہابی نیچریوں قادیانیوں وغیرہم گمراہوں مرتدوں کا زور گھٹا یا نہیں۔ اس کے جواب میں یہ صلح کلی حضرات تو یہی کہیں گے کہ ہرگز نہیں گھٹا۔ لیکن اس کی سچی کیفیت کسی انصاف شعار واقف کار سے پوچھنا چاہئے کہ عبد الوہاب نجدی کی ذریت پر جو سختی کی گئی اس کا کیا اثر ہوا اور اگر وہ سختی نہ کی جاتی تو کیا ہوتا اگر ترکی سلطان سلیم ثالث اور محمد علی پاشا خدیو مصر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کی طرح تمام موجودہ اسلامی سلطنتیں بھی مل کر نجدیوں کی موجودہ حکومت خبیثہ پر سختی کریں تو کیا شیاطین نجدیہ کے ہاتھوں مآثر متبرکہ کی پامالی اور مزارات مقدسہ کی بے حرمتی ہوتی کیا حرمین طیبین طہرہما اللہ تعالیٰ عن رجس النجدیۃ اہل الشین میں وہابیت ونجدیت کی زبردست تبلیغ کا بے ایمان نجدیوں کو موقع ملتا۔ کیا حضرات علمائے کرام وسادات عظام مجاورین بیت اللہ الحرام ومدینۃ النبی علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام یوں ہی کس مپرسی کے عالم میں شہید اور جلا وطن کئے جا سکتے۔ اور نہ جس وقت

دہلی میں اسمٰعیل دہلوی نے طوفان بے تمیزی پھیلایا اگر اس وقت اس پر کامل سختی نہ کی جاتی تو کیا ایک عالم گمراہی سے محفوظ رہ سکتا۔ اسی سختی کا ایک نتیجہ یہ ظاہر ہوا کہ اس کو دہلی چھوڑ کر بھاگنا پڑا۔ علیٰ ہذا القیاس۔ اس کے بعد پھر جس مذہب نے سر اٹھایا اگر اس پر سختی نہ کی جاتی تو کیا مذہب اہلسنّت کو صریح نقصان نہ پہنچتا۔ اگر سرگروہ غیر مقلدین نذیر حسین دہلوی پر مکہ معظمہ میں سختی نہ کی جاتی قید نہ کئے جاتے تو کیا اس وقت وہاں کے پوشیدہ غیر مقلدین جو ہندوستان سے وہاں جا کر بس گئے تھے مکہ معظمہ چھوڑ سکتے تھے۔ کیا اگر غیر مقلدوں پر سختی کے ساتھ رد نہ کیا جاتا تو عوام اہل اسلام حدیث و قرآن کے نام سے سخت دھوکے میں نہ پڑ جاتے۔ کیا اگر نیاچرہ کے رد میں سختی نہ کی جاتی۔ رسالہ نور الآفاق و رسالہ امداد الآفاق و رسالہ تائید الاسلام وغیرہا کتب و تحریرات کی مرتد اکفر پیر نیچر کے رسالہ تہذیب الاخلاق کے رد میں اشاعت نہ کی جاتی تو ساڑھے تیرہ سو برس سے زائد کا یہ قدیم سچا دین اسلام ہندوستان میں باقی نہ رہ جاتا۔ کیا اگر قادیانیوں کے رد میں سختی نہ کی جاتی تو ہندوستان کے کلمہ گویوں کی اکثریت دجال قادیانی کی جھوٹی نبوت کا کلمہ پڑھتی نظر نہ آتی۔ صلح کلیوں کے نزدیک اگر یہ باتیں پرانی ہو چکی ہیں تو ذرا حضور پرنور اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا شاہ عبد المصطفےٰ محمد احمد رضا خاں صاحب قبلہ قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوانح مقدسہ کو بہ نظر انصاف دیکھیں کہ ایک طرف شش امثالیوں اور ہفت خواتم والوں کا شدید فتنہ اٹھتا ہے۔ دوسری سمت تفضیلیوں پھر توحیدیوں کا فساد عظیم پھیلتا ہے۔ ایک جانب دیوبندیت وہابیت کے طوفان اٹھتے ہیں دوسری جانب ندویت و نیچریت کے سیلاب آتے ہیں ایک سمت سے قادیانیت و چکڑالویت کی کفری گھٹائیں امڈ کر چھاتی ہیں۔ دوسری طرف گاندھی کی آندھیاں زور و شور سے

آتی ہیں۔ فتنوں کی اندھیریاں گھیر لیتی ہیں۔ بدمذہبوں بے دینوں کی تاریکیاں محیط ہوجاتی ہیں۔ پھر جلالِ الٰہی کے مظہر جمالِ مصطفوی کے آئینے سرکار غوثیت کے نائب امام اعظم کے وارث حضور اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا کیا خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم پر بھروسہ کر کے یارسول اللہ کہہ کر لسانی و بیانی جہاد کے اس ہوش رُبا معرکے میں وہ شیر خدا کا شیر دلیر کود پڑا اور اپنے نیزہ کا فر شکار کی قاہر مار سے اسلام و سنیت کے دشمنوں کے دلوں میں غار کر دیئے۔ ان کے قلب و جگر کے زخم وار سے پار کر دیئے کہ ان کے حمایتوں کو چارہ جوئی کے وارثے ہے۔

یہ رضا کے نیزے کی مار ہے کہ عدو کے سینے میں غار ہے

کسے چارہ جوئی کا وار ہے کہ یہ وار وار سے پار ہے!

اعدائے اسلام و دشمنانِ سنیت نے ناپاک اخباروں نجس رسالوں گندی دو ورقیوں گھنونی چو ورقیوں میں ملعون پروپیگنڈے بھی کئے۔ دشنام بازیوں فحاشیوں کے خبیث مظاہرے بھی کئے۔ مقاطعے بھی کئے۔ دھمکیاں بھی سنائیں گیدڑ بھبکیاں بھی دکھائیں۔ مگر دینِ اسلام کے اس مجدد اعظم نے مرعوب ہو کر کسی لالچ میں آکر معاذ اللہ ان خبثاء سے دوستانہ یارانہ برادرانہ نہ منایا ان کی طرف محبت و مودت کا ہاتھ نہ بڑھایا بلکہ اسلام و سنیت کے خورشید درخشاں و بدرِ تاباں کے عالم افروز چہروں سے ظلمت و کفر ضلالت کے بادل ہٹا دیئے دنیائے اسلام کو خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی سچی عزت و عظمت سچی الفت و محبت کے جلوے دکھا دیئے۔ ہر گمراہ بدمذہب ہر مرتد و بے دین کی ضلالات و خباثات کے پرخچے اڑا دیئے۔ ہر باطل پرست کے جھوٹے دمدمے مٹا دیئے۔ مسلمانانِ اہلسنت کو الحب فی اللہ والبغض فی اللہ کی شرابِ طہور کے چھلکتے ساغر پلا دیئے۔

لاکھوں مسلمانوں کو صلح کلیت کے جہنم سے بچا کر اسلام و سنیت کی صراط مستقیم پران کے قدم جما دیئے۔ للہ! انصاف اگر حضور اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان بدمذہبوں بے دینوں کے رد میں قرآن عظیم و حدیث شریف کی بتائی ہوئی شدت پر عمل نہ فرماتے تو آج کیا ہندوستان میں اس ساڑھے تیرہ سو برس سے زائد قدیم سچے دین اسلام و مذہب اہلسنت کے پتے نشان نظر آتے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

غرض وہابیہ نیاچرہ قادیانیہ وغیرہم مبتدعین و مرتدین کا زور اس رد و طرد و شدت و غلظت کے سبب ضرور گھٹا مگر بدمذہبوں کے وجود سے دنیا کو پاک کر دینا یہ اہل سنت کی کوشش کا نتیجہ نہیں اور نہ وہ ایسا خیال کر سکتے ہیں۔ اور اگر اس گئے گزرے زمانے میں بھی سنی کہلانے والے جملہ واعظین تمام علماء جمیع مشائخ خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر بھروسہ کر کے اپنے اپنے مقامات پر اس صلح کلیت سے بیزار ہو کر شریعت مطہرہ کی بتائی ہوئی اصل اصیل الحب فی اللہ والبغض فی اللہ پر اپنی طاقت و استطاعت بھر عامل ہو جائیں تو خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے فضل و کرم سے ابھی کایا پلٹ سکتی ہے۔ بدمذہبی بے دینی کی طاقت گھٹ سکتی ہے۔ لیکن یہ تو حکم تشریعی ہے جس کی اشاعت ہم پر بقدر قدرت اور بشرط استطاعت فرض ہے اور ہوگا وہی جو اس کا حکم تکوینی ہے۔ وکان امر اللہ قدرا مقدورا

سابع عشر:۔ اس دریدہ دہنی کے جواب میں مثنوی شریف کے چند اشعار لکھنا مناسب معلوم ہوتے ہیں۔ حضرت مولانا جلال الملۃ والدین رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

جملہ عالم زیں سبب گمراہ شد — کم کسے ز ابدالِ حق آگاہ شد
اشقیارا دیدۂ بینا نبود — نیک و بد در دیدشاں یکساں نمود
ہمسری با انبیاء برداشتند — اولیاء را ہمچو خود پنداشتند

یعنی تمام جہان میں گمراہی اسی وجہ سے پھیلی کہ اللہ والوں سے لوگ بہت کم واقف ہوئے بدبختوں کو دیکھنے والی آنکھ حاصل نہ تھی. اچھا اور برا ان کی نظر میں ایک سا دکھائی دیتا تھا. انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے ساتھ ہمسری کا انھوں نے دعویٰ کیا. اولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اپنا سا سمجھا. اے صلح کلی ملاؤ! کیا تمہارے نزدیک حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ایسا ہی برتاؤ کرتے تھے. جیسا تم کرتے ہو اور اسی کا امت مرحومہ کو حکم دیا ہے اور اسی پر سلف کا دار و مدار رہا ہے؟ افسوس کہ دنیوی آؤ بھگت اور دینی تعظیم میں تم کو فرق نہیں سوجھتا اور پھر مداہنت کا قیاس مدارات پر اور اپنا حضور سرورِ کائنات علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والتسلیمات پر کرتے ہو تم کو یہ نہیں سوجھائی دیتا کہ مدارات جائز ہے اور مداہنت جس میں صلح کلیوں کو غلو ہے گناہ و ناجائز ہے.

خامس عشر: جن آیاتِ مبارکہ و احادیث کریمہ میں بدمذہبوں کے ساتھ میل جول کو منع فرمایا گیا ہے. ان سے فقط بدمذہبوں کی تادیب و ترہیب ہی مقصود نہیں. بلکہ ان کی ترہیب و تادیب کے ساتھ ساتھ ان کی نحوست صحبت و شرِ مجالست سے سنی مسلمانوں کی حفاظت بھی مقصود ہے اور اس میں یہ حکمت بھی ہے کہ اس برتاؤ سے دوسرے مسلمانوں پر بھی ان گمراہوں کا حال کھل جائے تاکہ اور مسلمانوں کے قلوب بھی ان سے متنفر ہو جائیں. دیکھو صحیح مسلم شریف کی حدیث ایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم کیسی تصریح ہے کہ اس لئے بدمذہبوں سے دور رہو.

اس لئے بدمذہبوں سے دور رہو اس لئے ان سے بچو کہ اگر ان سے گھال میل کروگے
تو وہ تم کو گمراہ کرلیں گے فتنے میں ڈال دیں گے۔ خود ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
کی عبارت دیکھئے۔ مجالسۃ الاغیار تجر الی غایۃ البوار ونہایۃ الخسار یعنی
غیروں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا آخری درجے کی ہلاکت اور انتہائی مرتبے کی بربادی
تک کھینچ لے جاتا ہے۔ بڑا فائدہ مہاجرت کا یہ ہے کہ طبیعت مسارقت پر مجبول ہے
ایک دوسرے کا آئینہ ہے۔ ایک کا عکس دوسرے پر پڑتا ہے۔ اس لئے ہمیشہ سے
تمام عقلا بری صحبت سے بچتے رہے۔ کیا یہ صلح کلی حضرات واعظین بھنگڑ خانے چنڈو
خانے فاحشات کے چکلے وغیرہ وغیرہ مقامات میں جانا بیٹھنا رہنا سہنا صحبتیں گرم کرنا
چکڑیاں جمانا پسند کرسکتے ہیں پھر کیا مشرکین کے بت خانوں ہندوؤں کے مندروں،
پارسیوں کے آتش کدوں، عیسائیوں کے گرجوں نصرانیوں کے مشنوں میں جاکر ان
سے اختلاط کرنا ان کو پسند آسکتا ہے۔ اور جب نہیں ہرگز نہیں تو فسق فی العمل
سے اتنا کیوں بچتے ہیں کیا اسی لئے کہ ان لوگوں کو ان صلح کلی حضرات ملایان و
واعظین کے اس بچنے سے تادیب حاصل ہو؟ نہیں نہیں بلکہ صرف اسی لئے کہ
کہیں ان کا برا اثر نہ پڑ جائے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

مسارقۃ الطبع مما نشاھدہ من اخلاق الناس واعمالھم
فھو داء دفین قلما تتنبہ لہ العقلاء فضلا عن الغافلین فلا یجالس
الانسان فاسقا مدۃ مع کونہ منکرا علیہ فی باطنہ الا ولو قال نفسہ
الی ما قبل مجالستہ ادرک فیھا تفرقۃ فی النفرۃ عن الفساد واذ
یصیر الفساد بکثرۃ المشاھدۃ ھینا فیسقط وقعہ فاذا صار
مستصغرا لطول المشاھدۃ اوشک ان تنحل لہ القوۃ الوازعۃ۔

یعنی طبیعتوں کا باہم ایک دوسرے سے خفیہ طور پر اثر قبول کر لینا ان باتوں میں سے ہے جس کا لوگوں کے اخلاق و اعمال سے ہم مشاہدہ کر رہے ہیں۔ یہ ایک چھپی ہوئی دفن شدہ بیماری ہے جس پر عقل مند لوگ بہت کم متنبہ ہوتے ہیں پھر غافل تو غافل ہی ہیں۔ تو کوئی آدمی کسی فاسق کے ساتھ ایک مدت تک اس کو اپنے دل میں برا سمجھتے ہوئے بھی نشست و برخاست نہیں کرے گا۔ مگر وہ اگر اپنے قلب کا اس فاسق کے ساتھ نشست و برخاست کرنے سے قبل کی حالت سے مقابلہ کرے گا تو ضرور اس کے فسق کی طرف سے نفرت میں فرق پائے گا۔ اور جب فسق بکثرت نظر آنے کے سبب طبیعت پر آسان ہو جائے گا تو اس کی گرانی جاتی رہے گی۔ تو جب بہت زیادہ نظر آنے کے سبب وہ فسق ہلکا ہو جائے گا تو قریب ہے کہ گناہوں سے روکنے والی قوت اس فسق کے لئے کشادہ و آمادہ ہو جائے۔

سادس عشر: یہ کچھ اسی زمانے کے ساتھ خاص نہیں بلکہ مختلف طبائع کا موجود ہونا ہر وقت میں ضرور ہے۔ حضور اقدس سرکار رسالت علیہ و علیٰ آلہ الصلاۃ والسلام کے زمانۂ اقدس میں بعض وہ بھی تھے کہ چہرۂ اقدس دیکھا اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمرۂ مقدسہ میں داخل ہو گئے۔ بعض کو ذرا دیر میں یہ دولت نصیب ہوئی۔ بعض طبائع میں محبت زیادہ تھی۔ بعض میں کم۔ جن کی طبائع مال کی طرف راغب تھیں وہ مولفۃ القلوب تھے۔ پھر جب اسلام کی چمکتی روشنی نے ان کے تاریک دلوں پر اپنا اثر جمایا مخلصین کاملین سے ہو گئے۔ بعض دلوں میں عناد و استکبار نے ایسا گھر کر لیا کہ نہ نکلنا تھا اور نہ نکلا۔ حضور رحمۃ للعلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ہزار نرمی کی مگر جتنی ادھر سے نرمی اس سے دونی ادھر سے گرمی۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے

کیسی کیسی تکلیفیں سہیں مگر وہ سنگدل موم نہ ہوئے۔ اسی طرح ہر وقت میں اور بالخصوص اس وقت میں مختلف الطبائع اشخاص ہیں بعض دلوں میں ابتداءً بدمذہبی کا شبہ ہوتا ہے تو وہ کیوں؟ یا تو بدمذہبوں کی مجالست ومخالطت ومحبت کی وجہ سے جس کی طرف یہ صلح کلی حضرات دعوے دے رہے ہیں۔ یا بدمذہبوں کی مذہبی کتابوں کے دیکھنے کی وجہ سے۔ اور بے شک یہ وہی شخص ہے جس کی نسبت صاحب فتح الباری تحریر فرماتے ہیں۔ عظتہٗ بالحسنیٰ مہما امکنہ ذٰلک بالرفق لایجوز لہ ان یفعلہ بالعنف یعنی ایسے شخص کو خوش اسلوبی کے ساتھ سمجھائیں جہاں تک نرمی سے اس کو سمجھا سکیں وہاں تک اس پر سختی کرنا جائز نہیں لیکن وہ بدمذہب جو علمائے اہلسنت کی تحقیقات کو نظرِ حقارت سے دیکھے اپنی بدمذہبی کی دوسروں کو دعوت دے اس پر ہزار طرح سے حق واقف واضح کر دیا جائے مگر وہ عوام کو گمراہ کرنے سے باز نہ آئے۔ ایسے مرتبے کے بدمذہب سے نرمی کرنا کیا فائدہ دے سکتا ہے بلکہ ایسے بدمذہبوں کے ساتھ اگر نرمی کی جائے گی تو ان کو بآسانی اپنی بدمذہبی کی تبلیغ کا موقع ملے گا۔ وہ خفیہ خفیہ اپنے کام میں کامیاب ہوتے رہیں گے خذلہم اللہ تعالیٰ۔

ایسے بدمذہبوں کو اگرچہ سختی فائدہ نہ دے مگر عوام اہلسنت کے دین ومذہب کی بعونہٖ تعالیٰ وبعون حبیبہٖ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسی قسم کے بدمذہبوں کے متعلق تفسیر عزیزی سورۂ قلم صفحہ ۴۰ پر فرماتے ہیں۔

در حدیث شریف است اذا لقیت الفاجر فالقہ بوجہ حسن ودر

۱؎ حفاظت کرے گی حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حقائق التنزیل مذکور است کہ سہل بن عبداللہ تستری فرمودہ اند من صحح ایمانہ
واخلص توحیدہ فانہ لا یانس الی المبتدع ولا یجالسہ ولا یواکلہ
ولا یشاربہ ویظہر لہ من نفسہ العداوۃ ومن داھن بمبتدع سلبہ
اللہ تعالیٰ حلاوۃ الایمان ومن تحبب الی مبتدع نزع نور الایمان
من قلبہ ۔ یعنی حدیث شریف میں ہے کہ جب تم کسی فاجر سے ملو تو ترش روئی کے ساتھ
ملو اور تفسیر حقائق التنزیل میں مذکور ہے کہ امام سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ تعالیٰ
علیہ نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے اپنے ایمان کو درست اور اپنی توحید کو خالص کرلیا وہ
بدمذہب سے مانوس نہ ہوگا ۔ نہ وہ بدمذہب کے ساتھ بیٹھے گا نہ اس کے پاس
کھائے پیے گا اور اس کے لئے اپنی طرف سے دشمنی ظاہر کرے گا اور جو شخص کسی بدمذہب
کے ساتھ مداہنت (یعنی چاپلوسی وپالیسی) کرے گا اللہ عزوجل اس سے ایمان کی
حلاوت سلب کرلے گا اور جو شخص کسی بدمذہب کا دوست بنے گا اللہ تعالیٰ اس
کے قلب سے ایمان کا نور نکال دے گا ۔ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
احیاء العلوم شریف میں فرماتے ہیں ۔ الدرجۃ الرابعۃ السب والتعنیف
بالقول الغلیظ الخشن وذٰلک یعدل الیہ عند العجز عن المنع باللطف
وظہور مبادی الاصرار والاستہزاء بالوعظ والنصح وذٰلک مثل
قول ابراہیم علیہ السلام اف لکم ولما تعبدون من دون اللہ
لسنا نعنی بالسب الفحش بما فیہ نسبۃ الی الزنا ومقدماتہ بل ان
یخاطبہ بما فیہ مما لا یعد من جملۃ الفحش کقولہ فاسق یا
احمق ۔ یعنی تغییر منکر کا چوتھا درجہ برا کہنا اور سخت ودرشت الفاظ سے شدت

کرنا ہے۔ اس کی طرف اس وقت جانا چاہئے جب نرمی کے ساتھ سمجھانے کی قدرت نہ رہے۔ اور ظاہر ہو کہ اب یہ ہٹ کیا چاہتا ہے اور وعظ و نصیحت کے ساتھ تمسخر کرنے لگے گا۔ جس طرح حضرت سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ تف ہے تم پر اور ان پر جنہیں تم پوجتے ہو خدا کے سوا۔ اور برا کہنے سے مراد ہماری فحش نہیں ہے۔ جس میں زنا اور اس کے مقدمات کی طرف نسبت ہو بلکہ اس سے اس کی ان برائیوں کے ساتھ خطاب کیا جائے جو اس میں واقعی ہیں۔ اور فحش نہیں ہیں جیسے فاسق (بدکار) احمق (گدھا) اب کیا یہ صلح کلی حضرات واعظین کہہ سکیں گے کہ شاہ صاحب و امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما دونوں معاذ اللہ گمراہی میں ڈالنے کی ترغیب دینے والے تھے۔

سابع عشر۔ عام مصلحت اور عمومی فوائد کے لئے جملہ بدمذہبوں بے دینوں کے ساتھ مل کر کوشش کرنے کا حکم شرعی رد ندوہ کی کتب مبارکہ و رسائل متبرکہ میں دلائل شرعیہ سے واضح کیا جاچکا اور خود اس فتوے میں بھی بقدر ضرورت بیان کردیا گیا کہ مسلمان کہلانے والے بدمذہبوں گمراہوں بے دینوں مرتدوں کے ساتھ مجالست و مخالطت میں عوام مسلمین کے دین و مذہب کے لئے فتنہ تو نقد وقت ہے اور وہ عام مصالح قومیہ اور عمومی فوائد ملکیہ معلوم نہیں کب حاصل ہوں اور حاصل بھی ہوں تو کس قدر اور حاصل بھی ہوں یا نہ ہوں۔ پھر مسلمان کا یہ کام نہیں کہ اخروی فوائد ابدیہ و مصالح سرمدیہ کے بدلے میں چند روزہ زندگی فانی کے نام نہاد فوائد و مصالح خریدے۔ ایسے لوگوں کے حق میں اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ اولٰئک الذین اشتروا الحیوٰۃ الدنیا بالاٰخرۃ فلا یخفف عنہم العذاب ولا ہم ینصرون ط۔ یعنی یہ ہیں وہ لوگ جنھوں نے آخرت کے بدلے میں دنیا کی زندگی مول لی تو نہ ان پر سے

عذاب ہلکا ہو اور نہ ان کی مدد کی جائے (ترجمۂ رضویہ) حضرت مولانا سعدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔ ؎

مبادا دل آن فرومایہ شاد ۔ کہ از بہر دنیا دہد دین بباد

یعنی اس کمینے کا دل کبھی خوش نہ ہو جو دنیا کے واسطے دین کو برباد کر دے اور یہ بھی ہم نے ارخائے عنان کے طور پر کہا ہے۔ ورنہ قرآن عظیم پر ایمان رکھنے والا بالیقین جانتا ہے کہ مرتدوں بے دینوں کے ساتھ محبت و مودّت کرنے والا کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اللہ عزّوجل فرماتا ہے۔ الم تر الی الذین تولوا قومًا غضب اللہ علیھم ماھم منکم ولا منھم و یحلفون علی الکذب وھم یعلمون ٥ اعد اللہ لھم عذابًا شدیدًا انھم ساء ما کانوا یعملون ٥ اتخذوا ایمانھم جنۃ فصدوا عن سبیل اللہ فلھم عذاب مھین ٥ لن تغنی عنھم اموالھم ولا اولادھم من اللہ شیئًا اولئک اصحب النار ھم فیھا خلدون ٥ یوم یبعثھم اللہ جمیعًا فیحلفون لہ کما یحلفون لکم ویحسبون انھم علی شیء الا انھم ھم الکذبون ٥ استحوذ علیھم الشیطن فانسھم ذکر اللہ اولئک حزب الشیطن الا ان حزب الشیطن ھم الخسرون ٥ یعنی (اے محبوب) کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جو ایسوں کے دوست ہوئے جن پر اللہ کا غضب ہے وہ نہ تم میں سے نہ ان میں سے وہ دانستہ جھوٹی قسم کھاتے ہیں۔ اللہ نے ان کے لئے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے بے شک وہ بہت ہی برے کام کرتے ہیں۔ انھوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا لیا تو اللہ کی راہ سے روکا تو ان کے لئے خواری کا عذاب ہے۔ ان کے مال اور ان کی اولاد اللہ کے سامنے انھیں کچھ

کام نہ دیں گے وہ دوزخی ہیں انھیں اس میں ہمیشہ رہنا جس دن اللہ ان سب کو اٹھائے گا تو اس کے حضور بھی ایسے ہی قسمیں کھائیں گے جیسے تمہارے سامنے کھاتے ہیں اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ انھوں نے کچھ کیا سنتے ہو بے شک وہی جھوٹے ہیں۔ ان پر شیطان غالب آگیا تو انھیں اللہ کی یاد بھلا دی وہ شیطان کے گروہ ہیں سنتا ہے بیشک شیطان ہی کا گروہ ہار میں ہے۔ (ترجمۂ رضویہ)

اس آیت مبارکہ میں اللہ عزوجل نے صاف صاف ارشاد فرما دیا کہ جن لوگوں پر اللہ کا غضب ہے کفار ہوں یا مشرکین زنادقہ ہوں یا مرتدین ان کے ساتھ دوستی اختیار کرنے والے منافق ہیں۔ وہ اپنے ایمان دار ہونے پر جو قسمیں کھاتے ہیں وہ جھوٹی ہیں ان کا یہ فعل بہت ہی برا ہے۔ وہ قسمیں کھا کھا کر اپنے آپ کو ہمدرد اسلام و خیر خواہ مسلمین بتا کر مسلمانوں کو خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے دشمنوں کی محبت و دوستی کی طرف بلاتے ہیں۔ تو در حقیقت ان کو اللہ عزوجل کی راہ سے روکتے ہیں جس دنیوی مال و دولت اور اولاد کی محبت میں وہ خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے دشمنوں سے دوستی کرتے ہیں ان کی یہ دولت یہ اولاد ان کو خدا تبارک و تعالیٰ کے سامنے کچھ کام نہ آئے گی۔ وہ دوزخی ہیں۔ ان کے لئے رسوائی کا سخت عذاب ہے۔ وہ اگر اپنے اس فعل کو حلال جانیں تو منافق ہیں اور ابدی نارِ جہنم کے مستحق۔ اور اپنے ادعائے ایمان میں جھوٹے۔ ان پر شیطان غالب ہے۔ ان کو شیطان نے خدا کی یاد بھلا دی کہ اب ان کو خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اعتماد نہ رہا بلکہ ان کا بھروسہ خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے دشمنوں پر رہ گیا۔ وہ شیطان والے ہیں۔ شیطان والے کبھی کامیاب نہ ہوں گے بلکہ ہمیشہ ہارے ہی رہیں گے۔

اور اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے۔ لاتجد قوما یومنون باللہ والیوم الاٰخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ ولو کانوا اباءھم او ابناءھم او اخوانھم او عشیرتھم اولئک کتب فی قلوبھم الایمان وایدھم بروح منہ ویدخلھم جنت تجری من تحتھا الانھر خلدین فیھا رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ اولئک حزب اللہ الا ان حزب اللہ ھم المفلحون ہ یعنی (اے محبوب) تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو ایمان رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں ان سے جنھوں نے اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں۔ یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرمادیا۔ اور اپنی طرف کی رُوح سے ان کی مدد فرمائی اور انھیں باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہیں۔ ان میں ہمیشہ رہیں۔ اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی۔ یہ اللہ کی جماعت ہے۔ سُنتا ہے اللہ ہی کی جماعت کامیاب ہے (ترجمۂ رضویہ) اللہ تبارک وتعالیٰ نے شیطان والوں کی صفت بھی بتادی اور رحمٰن والوں کی تعریف بھی بیان فرمادی۔ ناکامی ونامرادی کی راہ بھی بتادی اور کامیابی و بامرادی کی راہ بھی دکھادی۔ اب جس کا جی چاہے شیطان والوں میں شامل ہو جو چاہے رحمٰن والوں کے گروہ میں داخل۔ جو چاہے صلحکلیوں کی بتائی ہوئی راہ کامیابی پر چلے جس کا جی چاہے اللہ تبارک وتعالیٰ کی تعلیم فرمائی ہوئی راہِ کامیابی پر استقامت اختیار کرے۔ وباللہ التوفیق۔

ثامن عشر ۔ صلح حدیبیہ تو کھلے ہوئے کفار ومشرکین کے ساتھ ہوئی تھی جو اپنے آپ کو مسلمان بھی نہ کہتے تھے کلمہ بھی نہیں پڑھتے تھے۔ اس سے استدلال کرنے والے یہ صلح کلی حضرات واعظین اپنی محبت اپنے اتحاد کو صرف مسلمان کہلانے

والے بدمذہبوں مرتدوں ہی کے ساتھ کیوں خاص رکھتے ہیں ان کے اس
استدلال کی رو سے ان پر لازم ہے کہ عیسائیوں کے پادریوں ہندوؤں کے پنڈتوں
آریوں کے پرچارکوں کے ساتھ بھی صلح و محبت و اتحاد کریں جس طرح گاندھی کی
آندھی کے زمانے میں خلافت کمیٹی والے کر چکے ہیں۔ اور اب بھی نام نہاد مجلس احرار
اور وہابیہ کی جمعیتہ العلماء، اسی پر عامل ہے۔ پھر ذرا یہ حضرات واعظین صلح کلیت
یہ تو فرمائیں کہ کیا معاذ اللہ صلح حدیبیہ کر کے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم
وصحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان کافروں مشرکوں کو اپنے یہاں بلا کر ان کو اپنی مجلس
میں لیکچر دینے کی اجازت دیا کرتے تھے اور جو کچھ کفریات وضلالات وہ بکتے تھے ان
کا رد نہیں فرماتے تھے۔ اور کیا ان کے کفر و شرک کا رد کرنے سے باز آگئے تھے کیا
ان کی تعظیم و توقیر مسلمانوں کے دینی پیشواؤں کی سی کرتے تھے کیا ان میں سے کسی کو مہاتما
(روح اعظم) یا امام الاحرار یا قائد ملت کے خطاب سے نوازتے تھے۔ ولاحول ولا قوۃ
الا باللہ العلی العظیم۔

پھر ہم حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ الربانی کا ارشاد پیش کر چکے کہ جو بدمذہب
مسلمان کہلاتا ہو اس کی صحبت کا ضرر کھلے ہوئے کافر کی صحبت کے ضرر سے بڑھ کر ہے

تاسع عشر:۔ منافقین جو اپنے کفر کو پوشیدہ رکھتے تھے اور تمام اعتقادیات
اسلامیہ کا اقرار کرتے تھے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم وصحابہ کرام
رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے سامنے کسی عقیدہ حقہ سے انکار نہیں کرتے تھے اور حضور اکرم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ظاہر پر عمل کرنے کا حکم تھا
اس وقت منافقین سے بظاہر اعتقادیات اسلامیہ کے انکار اور ان کے کفریات
کا ثبوت نہیں ہوتا تھا۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان کے ساتھ بظاہر مسلمانوں کا سا

معاملہ کرتے تھے جس کا ان کو حکم تھا اور آج کل کے یہ روافض و دیوبندیہ ونیچریہ وقادیانیہ وچکڑالویہ وغیرہم اپنے عقائد کفریہ کا اپنے زبان وقلم سے برابر اظہار کررہے ہیں تو آج کل کے ان کلمہ گو مرتدین کو ان منافقوں پر قیاس کرنا ان صلح کلی حضرات واعظین کی شدید فریب دہی ہے۔ دوسرے یہ کہ منافقین کے ساتھ یہ مسامحت ونرمی منسوخ ہوچکی ہے۔ چنانچہ حضرت امام قاضی عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ شفا شریف میں فرماتے ہیں۔ حکی محمد بن مسلمۃ فی المبسوط عن زید ابن اسلم ان قولہ تعالیٰ یا ایھا النبی جاھد الکفار والمنٰفقین واغلظ علیھم نسخت ما کان قبلھا۔ یعنی محمد بن مسلمۃ نے مبسوط میں زید بن اسلم سے جو مدینہ طیبہ کے فقہائے تابعین سے ہیں، روایت کی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے اس فرمان نے کہ اے غیب کی خبریں دینے والے نبی کافروں اور منافقوں پر جہاد کرو اور ان پر سختی کرو ان مسالمتوں مسامحتوں کو منسوخ فرمادیا ہے۔ جو اس حکم سے پیشتر تھیں تو ان صلح کلی واعظوں کا امر منسوخ سے استدلال کرکے بدمذہبوں مرتدوں کے ساتھ محبت ودوستی اختیار کرنے کو جائز بتانا ایسا ہی ہے کہ کوئی بے دین انھیں سے سیکھ کر قماربازی وشراب خوری کو جو پہلے جائز تھیں پھر ان کا جواز منسوخ فرمادیا گیا اختیار کرلے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

عشرین:۔ حضرات علمائے اہلسنت شکر اللہ تعالیٰ سعیھم کا بدمذہبوں بے دینوں کے رد میں تصنیفیں فرمانا درحقیقت مسلمانوں کو خواب غفلت سے بیدار کرنا ہے۔ تغییر منکر کے تین طریقے سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے اپنے غلاموں کو تعلیم فرمائے۔ پہلا درجہ یہ کہ اگر قدرت واستطاعت ہو تو ہاتھ سے خلاف شریعت مطہرہ امر کو مٹائے۔ دوسرا درجہ یہ ہے کہ اگر ہاتھ سے مٹانے کی قدرت نہ

ہو تو زبان سے اس کو مٹانے کی کوشش کرے۔ تیسرا درجہ یہ ہے کہ اگر زبان سے بھی اس کو مٹانے کی کوشش کرنے کی قدرت نہ رہے تو ان مخالفین شریعت سے حتی الامکان قطعاً علیحدہ ہو کر دل سے ان کے خلاف شریعت فعل کو بُرا جانے اور اس کے مٹ جانے کی دعا و تمنا کرے۔ قلم بھی ایک زبان ہی ہے۔ اس حکم شرعی تغییر منکر پر ہر قرن ہر زمانے میں غلامان سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلیہم اجمعین برابر اپنی اپنی طاقت و استطاعت کے مطابق عمل پیرا رہے۔ حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے وقت سے روافض و خوارج وغیرہم بدمذہب فرقے پیدا ہونے شروع ہو گئے۔ پھر دو تین صدیوں میں صدہا مختلف فرقے پھیل گئے اور ایسا کچھ زور و شور ہو گیا کیا جن صحابۂ کرام و تابعین و تبع تابعین و ائمۂ دین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اپنی اپنی استطاعت کے مطابق منکرات شرعیہ کی تغییر بالید والسنان و البیان والبنان والقلم واللسان فرمائی وہ سب کے سب معاذ اللہ خواب غفلت میں پڑے سو رہے تھے۔ ان صلح کلی واعظین کے رونے سے حضرات علمائے اہلسنت اپنا فرض منصبی ہرگز نہ چھوڑیں گے۔ حضرات علمائے اہلسنت خدائی فوجدار نہیں ہیں کہ درے لگانا شروع کر دیں۔ اب تو ان کا کام صرف زبان و قلم سے حسب استطاعت احقاق حق و ابطال باطل فرمانا ہے۔ اگر انصاف کیا جائے تو حضرات علمائے اہلسنت کی یہی تصنیف و تالیف و وعظ و بیان ہی باعث ہدایت ہے۔ کہ آج یہاں سلطنت اسلامی نہیں کہ تغییر منکر بالید والبنان والسنان کی جا سکے۔ بالجملہ بدمذہبوں بے دینوں کا رد و قدح تو صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانے سے ہے۔ ہاں اس وقت کسی فن میں تصنیف نہ ہوئی تھی۔ جب سے اسلام میں تصنیف کتب شروع ہوئی۔ یہ رسالہ بازی

بھی ہونے لگی۔ اگر یہ خواب غفلت میں پڑے سونا ہے تو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے آج تک سب اسی میں مبتلا تھے۔ اب حضرات نیچریہ کے چھینٹے پڑنے پر تو خیر کمسن صلح کلیت چونکی اور آنکھیں ملتی اٹھی تو سامنے وہی لال ٹوپیوں کی صورت نظر پڑی لاجرم انھیں کی ہانک بولنے لگی مگر کیا خاک بولی اپنی حمایت اور سنیت کی مخالفت میں تو یہ صلح کلی واعظین مصلحین برابر بازاروں اخباروں میں رسالہ بازی مضمون نگاری کرتے ہی رہتے ہیں۔ پلیٹ فارموں اسٹیجوں پر حضرات علمائے اہلسنت کی توہین وتحقیر میں پیہم لیکچر زاور اسپیچیں دیتے ہی رہتے ہیں۔ تو مطلب یہی ہے کہ اللہ ورسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم واسلام وقرآن کی پاک مبارک شانوں میں توہین وتکذیب وتمسخر کے کلمات بکنا صحابہ کرام واہلبیت عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم العزیز العلام کو گالیاں دینا ان صلحکلیوں کے نزدیک معمولی فرعی ہلکی آسان باتیں ہیں ان کے رد میں رسالہ بازی حرام ہے۔ اور اللہ ورسول جل جلالہ وصلی اللہ المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی توہین وتکذیب کرنے والے رافضیوں دیوبندیوں نیچریوں قادیانیوں بابیوں بہائیوں نجدیوں چکڑالویوں آغاخانیوں گاندھویوں احراریوں لیگیوں خاکساریوں جٹادھاریوں صلحکلیوں کی شان میں بلکہ ان کے عقائد کفریہ خبیثہ کے رد میں آدھا حرف کہنا صلح کلی دھرم پر منافی ایمان ہے۔ لہٰذا ان مرتدین وزنادقہ کی حمایت میں رسالہ بازی لیکچر بازی آرٹیکل بازی پروپیگنڈا بازی اخبار بازی سب کچھ فرض بلکہ عین اسلام ہے۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ۔

حادی وعشرین: ایسے موقع پر اس ہٹ دھرم عیسائی کا اشتہار پیش کرنے سے صاف صاف کھل گیا کہ یہ حضرات صلحکلیہ اس سے قائل ہو کر ایسے مذہب کی تعلیم دینا چاہتے ہیں جیسا وہ عیسائی چاہتا ہے کہ جس کو سب اچھا سمجھیں

اس لئے ضرور ہوا کہ اصول ہیں سب مذہب ایک قرار دے دیئے جائیں اور جو اصول ایسے ہیں کہ ایک فرقہ ان کو مانتا ہے اور دوسرا نہیں مانتا وہ اصول ہی فضول اور غیر قطعی الثبوت مانے جائیں خواہ اہلسنت کے ہوں یا کسی بدمذہب فرقے کے وہ اختلافات فرعی جزئی بلکے معمولی ناقابل توجہ قرار دیئے جائیں صرف وہ اصل جس سے کسی کو انکار نہ ہو اصول ہیں باقی رہے۔ باقی سب ظنی اور خیالی ڈھکوسلے ٹھہرا دیئے جائیں۔ لہٰذا ٹھہر گئی کہ کلمہ طیبہ پڑھ لینا اپنے آپ کو مسلمان کہلوانا گورنمنٹی مردم شماری میں اپنے آپ کو مسلمان لکھوانا بس یہی تین ایسے اصول ایمان ہیں جن پر سب فرقوں کا اتفاق ہے۔ باقی عقائد کسی مذہب کے ہوں سب بے اصل اور ایسے بے اصل کہ ان میں ردو کد کی بھی اصلاً ضرورت نہیں۔ ہر شخص اپنی سمجھ پر مکلف ہے جس کا جو دل چاہے سمجھے جو دل چاہے کرے اگر اس پر کوئی سنی بھائی اعتراض کرے کہ یہ مذہب تو ایسا نکلا جیسے ہر مذہب والا برا جانے گا۔ اور اس عیسائی کا مقصد پھر بھی حاصل نہ ہوا تو صلحکلیوں کی طرف سے اس کا جواب واضح ہے کہ اجی حضرت! آپ کچھ بھی نہ سمجھے یہی تو چاہا جاتا ہے کہ سب اس ڈھنگ کے ہو جاؤ جس سے اپنے اپنے مذہب پر قائم رہنے کا نام بھی رہے اور پھر کسی مذہب کو برا بھی نہ جانو یہی فریمیشن کی کوٹھی تو بنائی جا رہی ہے۔ اس عیسائی کا یہ سوال سب سے پہلے سید عبداللہ آبادی کے نام سے اخبار نور افشاں پرچہ ۳۱ر اگست ۱۸۷۶ء میں شائع کیا گیا جس کا پیر نیچر سر سید احمد خاں بانی علی گڈھ کالج نے "تہذیب الاخلاق جلد دوم صفحہ ۳۹۲ پر یہ جواب دیا۔

یہ مسئلہ اسلام کا نہیں ہے کہ مذہب اسلام میں تہتّر فرقے ہیں اور ناجی ان میں سے ایک ہی ہے۔ یہ تو ایک موضوع روایت ہے جس کو اس زمانے کے

لوگوں نے جب کہ مسلمانوں میں باہم مسائل فروعی میں اختلاف پڑا اپنی تائید کے لئے بنالی ہے۔ اس روایت کا موضوع ہونا روایۃً و درایۃً محققین کے نزدیک ثابت ہے۔ سچا مسئلہ صرف اسلام کا یہ ہے من قال لا الٰہ الا اللہ فدخل الجنۃ محمد رسول اللہ اس کے ساتھ لازم و ملزوم ہے۔ پس اسلام اسی قدر ہے۔ اور اسی کی تعلیم اور اسی پر یقین نجات کے لئے کافی ہے۔ عن معاذ بن جبل قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مفاتیح الجنۃ شہادۃ ان لا الٰہ الا اللہ رواہ احمد۔

پیر نیچر نے اس آیت ملعونہ میں صاف صاف بک دیا کہ تہتر فرقوں میں سے ایک ہی ناجی اور بہتر فرقوں کے ناری ہونے کی حدیث معاذ اللہ جھوٹی اور گڑھی ہوئی ہے۔ حالاں کہ اہلسنت کے سوا جتنے فرقے ہیں بیشک سب گمراہ فاسق بدمذہب ناری ہیں۔ تمام اہل حق صحابۂ عظام و ائمۂ کرام و علمائے اعلام رضی اللہ الملک العلام سے آج تک اسی عقیدے پر گزرے ہیں اور ہمارے آقا اللہ عز و جل کے چنے ہوئے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے متعدد مشہور حدیثوں میں صاف فرمادیا کہ تفترق امتی علی ثلث وسبعین ملۃ کلھم فی النار الا ملۃ واحدۃ ما انا علیہ واصحابی یعنی میری امت تہتر فرقے ہو جائے گی وہ سب دوزخی ہیں سوا ایک کے جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں۔ ابن ماجہ حضرت انس اور امام احمد و طبرانی حضرت امیر معاویہ اور عبد بن حمید حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کلھا فی النار الا واحدۃ وھی الجماعۃ یعنی وہ سب فرقے جہنمی ہیں سوا ایک کے کہ وہ جماعت

ہے۔ پھر پیر نیچر نے صاف صاف بک دیا کہ اسلام کا صرف ایک یہی مسئلہ سچا ہے کہ جو شخص لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہہ لے وہ جنتی ہے یعنی صرف ایک اس مسئلے کے سوا باقی تمام مسائل ضروریہ دینیہ جو دین اسلام میں ہیں سب جھوٹے ہیں اور صرف اسی کلمۂ طیبہ کو پڑھ لینے کا نام اسلام ہے اور جو شخص تمام ضروریاتِ دین اسلام کا منکر ہو بس زبان سے صرف کلمہ پڑھتا ہو وہ جنتی اور ناجی ہے۔ مسلمانو! پیر نیچر کی بے ایمانی دیکھو حدیث شریف میں تو یہ ارشاد ہوا ما من عبد قال لا الٰہ الا اللہ ثم مات علیٰ ذالک الا دخل الجنۃ۔ یعنی کوئی بندہ ایسا نہیں کہ لا الٰہ الا اللہ کہے پھر اسی پر مرے مگر یہ کہ وہ جنت میں داخل ہوگا اس کے الفاظ میں تو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی بھی تصریح نہیں بلکہ یہ بھی اس میں صراحۃً مذکور نہیں کہ لا الٰہ الا اللہ زبان سے پڑھ لینے کے ساتھ ساتھ دل سے اس کی تصدیق کرنا اس پر یقین رکھنا بھی ضروری ہے۔ تو پیر نیچر کو اصول نیچریت کی بنا پر لازم تھا کہ صاف صاف کہہ دیتا کہ فقط زبان سے لا الٰہ الا اللہ پڑھ لینے سے آدمی مسلمان اور جنتی ہو جاتا ہے نہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اسے ایمان لانے کی ضرورت نہ لا الٰہ الا اللہ پر دل سے اعتقاد رکھنے کی حاجت۔ لیکن پیر نیچر اگر اپنے نیچری دھرم کا اس طرح کھلم کھلا پرچار کرتا تو اسے ڈر تھا کہ عوام اہلِ اسلام یکلخت اس سے فرنٹ ہو جائیں گے۔ انھیں کے خوف سے کلیجہ بانسوں اچھل رہا تھا۔ لہٰذا اس نے اس ملعون نیچری دھرم پر پردہ ڈالنے کے لئے اتنا بڑھا دیا کہ محمد رسول اللہ اس کے ساتھ لازم ملزوم ہے۔ اب کون اس پیر نیچر سے پوچھے کہ کیوں لازم و ملزوم ہے۔ اس لازمیت و ملزومیت پر کیا دلیل ہے۔ اسی طرح اس نے مسلمانوں کے ڈر سے لفظ یقین کا

بھی اضافہ کر دیا۔ اب کون اس مرتد اکفر سے کہے کہ حدیث میں تو قال ہے۔ تو نے اس کا ترجمہ "یقین رکھے" کیسے گڑھ لیا۔ تیرے دھرم پر تو صرف زبان سے لَا اِلٰہ الا اللہ پڑھ لینے ہی کا نام اسلام ہونا حدیث کے الفاظ کا مقتضیٰ ہے۔ اگرچہ دل سے اس کلمۂ توحید کو معاذ اللہ جھوٹا ہی سمجھے۔ پھر تو نے کلمۂ رسالت محمد رسول اللہ کو کلمۂ توحید لا الٰہ الا اللہ کے لئے لازم و ملزوم بتا کر اور زبانی کلمہ گوئی کے بدلے اس پر یقین رکھنے کو مدار نجات و اسلام ٹھہرا کر دائرۂ اسلام کو کیوں تنگ کرالیا۔ پیر نیچر تو اپنے مقر کو پہنچا۔ اس کی طرف سے اس کا کوئی چیلا بھی قیامت تک اس کا جواب نہیں دے سکتا۔ لیکن اصل بات تو یہ ہے کہ حدیث شریف کا مطلب امام حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ بیان فرمایا کہ۔ معناہ من قال الکلمۃ وادّی حقھا و فریضتھا یعنی کلمۂ توحید پڑھنے سے مراد یہ ہے کہ کلمے کا حق ادا کرے۔ اور کلمہ پڑھنے سے انسان کے جو فرائض عائد ہو جاتے ہیں ان کو بجا لائے اور تمام محدثین کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کے نزدیک حدیث شریف کی یہی مراد حق و صحیح ہے۔ تو لا الٰہ الا اللہ کے ساتھ فقط کلمۂ رسالت محمد رسول اللہ ہی پر ایمان لانا لازم نہیں۔ بلکہ دین اسلام کے ہر ایک مسئلۂ ضروریہ پر ایمان لانا ضروری و لازم ہے۔ اسی لئے اگرچہ احادیث کریمہ میں کہیں قال لَا اِلٰہ الا اللہ ہے کہیں اس کے ساتھ ان محمد رسول اللہ بھی ہے۔ کہیں مستیقنا بھا قلبہ کی قید مذکور ہے کہ اس کے دل کو اس پر یقین بھی ہو۔ کہیں اس شہادت میں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عبد اللہ و رسول اللہ و ابن امۃ اللہ و کلمۃ اللہ و روح اللہ ہونے اور جنت و نار کے حق ہونے کو بھی شامل فرمایا گیا ہے[1]۔ کہیں شہادت توحید و رسالت و اقامت صلاۃ و ایتائے زکاۃ و حج و صوم رمضان پر اسلام کی بنا فرمائی گئی۔ کہیں مسلمانوں کی

---

[1] کہیں حب للہ و بغض للہ کو بھی لوازم ایمان میں داخل فرمایا گیا ہے۔

سی نماز پڑھنے مسلمانوں کے قبلے کی طرف نماز میں منہ کرنے مسلمانوں کا ذبیحہ کھانے والے
کو مسلمان فرمایا گیا مگر جب حدیث کریم کے معنی سمجھ میں آگئے کہ تمام مسائل ضروریہ دینیہ
کو دل سے سچا ماننے کا نام ایمان ہے۔ اور زبان سے اس کا اقرار کرنا جب کہ اس کا موقع
پائے شرط ہے۔ تو ایمان والوں کے نزدیک ان احادیث مبارکہ میں باہم کسی قسم کا بھی
تعارض و تخالف نہیں۔ سب میں اسی ایمان کا بیان ہے۔ کسی میں اجمال ہے کسی میں
تفصیل ہے کسی میں علاماتِ ایمان کا بیان ہے کسی میں لوازمِ ایمان کا بیان ہے
اور حقیقت یہ ہے کہ اللہ عزوجل کے بھیجے ہوئے دین کی کسی ضروری بات پر ایمان
نہ رکھنے والا اللہ عزوجل کی معبودیت و وحدانیت پر ہرگز ایمان ہی نہیں رکھتا۔
اس مسئلے کی تفصیل جلیل حضور پر نور آقائے نعمت دریائے رحمت امام اہلسنت اعلیحضرت
عظیم البرکۃ مجدد اعظم مولانا شاہ عبد المصطفیٰ محمد احمد رضا خاں صاحب قبلہ قادری
بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رسالہ مبارکہ مسمّیٰ بنام تاریخی باب العقائد والکلام
میں پھر حضرت استاذی المعظم ناصر الاسلام شیر بیشۂ اہلسنت مولانا ابوالفتح عبید الرضا
محمد حشمت علی خاں صاحب قبلہ قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی دامظلہم العالی
کی کتاب مسمّیٰ بنام تاریخی رازِ بستیر لکیٹی میں ملاحظہ ہو۔ اس مسئلے کے متعلق یہاں بھی
ایک جملہ مختصرہ لکھنا مناسب۔ فاقول والتوفیق من اللہ العزیز الوہاب۔ بالبداہۃ
ظاہر ہے کہ جس کے بھیجے ہوئے دین میں کوئی جھوٹی بات ہو وہ ہرگز سچا نہیں کہ وہ
لوگوں کو جھوٹی بات باور کرانا چاہتا ہے اور دین اسلام میں جس قدر مسائل ضروریہ
ہیں ان سب کا مسائل دین اسلام ہونا قطعی یقینی طور پر ثابت ہے کہ ان سب
مسائل کو رب العزت جل جلالہ نے اپنے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم
کے واسطے سے اپنے بندوں کے پاس بھیجا۔ تو جو شخص کسی مسئلہ ضروریہ دینیہ کو

جھٹلاتا ہے وہ مقدس دین اسلام ہی کو جھوٹا بتاتا ہے اور دین اسلام کو جھوٹا بتانے والا خود حضرت رب العزت جل جلالہ کو معاذ اللہ جھوٹا ٹھہراتا ہے۔ اور اللہ عزوجل کو جھوٹا ٹھہرانے والا یقیناً اس کے معبود حق ہونے کو غلط و باطل مانتا ہے۔ تو صاف واضح طور پر روشن ہوا کہ کسی ایک مسئلہ ضروریہ دینیہ کو جھٹلانے والا اللہ عزوجل کو سرے سے معبودِ حق ہی نہیں مانتا وللہ الحجۃ البالغۃ۔

اسی طرح پیر نیچر نے مسلمانوں کو دھوکے دینے کے لئے یہ حدیث شریف پیش کی کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت کی کنجیاں اس بات کی شہادت دینا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ مگر اسی مشکوٰۃ شریف کے اسی باب میں بلکہ اسی فصل میں اس حدیث کی شرح ایک اور حدیث موجود تھی اس کو پیر نیچر ہضم کر گیا کہ عن وھب بن منبہ قیل لہ الیس لا الٰہ الا اللہ مفاتیح الجنۃ قال بلیٰ ولکن لیس مفتاح الا ولہ انسان فان جئت بمفتاح لہ اسنان فتح لک والا لم یفتح لک، رواہ البخاری۔ یعنی وہب بن منبہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے جو اجلۂ تابعین سے اور حضرت جابر بن عبد اللہ و حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے شاگرد ہیں۔ مروی ہے کہ ان سے پوچھا گیا لَا اِلٰہَ اِلاَّ اللہ جنت کی کنجی نہیں کیوں نہیں لیکن کوئی کنجی ایسی نہیں جس کے دندانے نہ ہوں اگر تو ایسی کنجی لائے گا جس کے دندانے ہوں تو تیرے لئے دروازہ کھل جائے گا اور اگر ایسی کنجی لائے گا جس کے دندانے نہ ہوں تو تیرے لئے دروازہ نہ کھلے گا۔ اس حدیث شریف نے بتایا کہ لا الٰہ الا اللہ جنت کی کنجی ضروری ہے۔ مگر جس طرح کنجی کے لئے دندانے ضروری ہیں اسی طرح

لَا الٰہ الا اللہ کی شہادت کے لئے تمام مسائل ضروریہ دینیہ کی تصدیق شرعًا
لازم ہے۔ بہرحال احادیث کریمہ کے مطلقًا منکر پیر نیچر نے محض مکاری و فریبکاری
کی بنا پر دو حدیثوں کے ظاہری اجمال کو اپنے مدعائے باطل کے مطابق دکھا کر اس
سے استدلال کر کے جن حدیثوں میں اس اجمال کی روشن تفصیل فرمائی گئی ہے ان
سے دُم چرا کر جان بچا کر صرف زبانی کلمہ پڑھ لینے ہی کا نام اسلام ٹھہرا دیا۔ اور تمام
عقائد ضروریہ دینیہ کو یکسر اڑا دیا۔ پھر پیر نیچر نے سیکھ کر ندوۂ مخذولہ کے لائق و فائق
واعظ ابراہیم آروی غیر مقلد نے اپنے ناپاک رسالہ "اتفاق" میں یہی سوال سراسر
مکر و ضلال پیش کیا اور اس پر اتنا اور اضافہ کیا کہ۔

سبحن اللہ ایک اسلام صحابہ و سلف و صالحین کا اسلام تھا کہ ان
میں نہ اختلاف تھے اور نہ وہاں یہ سوال پیدا ہو سکتا تھا نہ اس کے جواب میں دقت
تھی۔ مگر یہ ندوے کا فریب صریح و مکر قبیح ہے۔ نیچریوں ندویوں صلحکلیوں کی
اوندھی سمجھ کے مطابق یہ سوال سراپا ہمال وہاں بھی ضرور پیدا ہو سکتا تھا۔ کیا حضرت
امیر المومنین علی مرتضی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے عہد مبارک میں خوارج نہ تھے۔ کیا ان
کے عہد مبارک میں شیعہ مخلصین یعنی اکابر اہلسنت نہ تھے۔ کیا روافض تفضیلہ نہ
تھے۔ کیا ان کے عہد میں روافض تبرائیہ نہ تھے کیا ان کے عہد میں روافض غالیہ
نہ تھے؟ ضرور تھے۔ حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سب کو ایک
نظر نہ دیکھا۔ ان سب کلمہ گویان اسلام سے برادرانہ یارانہ دوستانہ ہرگز نہ
منانا۔ شیعہ مخلصین (یعنی مقتدایان اہلسنت وجماعت) کی مدح فرمائی ان کو اہلِ
حق ناجی فرمایا۔ باقی سب فرقوں کو گمراہ بتایا کسی کو آگ میں جلایا کسی کو تلوار سے
جہنم پہنچایا کسی کو تعزیر کا مستحق ٹھہرایا۔ یہ حال تو زمانہ خلافت راشدہ کا بالاجمال

بیان کیا گیا اور بعد اس کے بقیہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم و تابعین و سلف صالحین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کے زمانے میں قدریہ و مرجیہ و معتزلہ وغیرہم بھی پیدا ہو چکے تھے۔ یہ سراپا اہمال سوال جو باعث اضلال جہال ہے۔ زیادہ تر پیدا ہو سکتا تھا کہ بہت اختلافات شائع ہوئے تھے۔ ہاں صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم و سلف صالحین رحمہم اللہ تعالیٰ کی برکت اور ان کے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے سبب جواب آسان تھا اور اب بھی اگر ان کی پیروی کی جائے تو ان کے اتباع میں یوں ہی جواب باصواب کافی ووافی و شافی ہے۔ ہاں جس کو خدا تعالیٰ گمراہ کرے اس کا کون ہادی ہے۔ پھر ندویوں سے سیکھ کر اب صلح کلی واعظین یہی مہمل سوال سراپا اضلال عوام اہلسنت کو سنا سنا کر اس کا وہی کفری جواب بتاتے ہیں۔ جو آج لیگی لیڈران امت لیگیہ کو سناتے ہیں۔ چنانچہ بمبئی کے لیگی ہفتہ وار اخبار "نوجوان" کے پرچہ نمبر ۵ جلد ۲، مورخہ ۲۱ جولائی ۱۹۳۹ء کے صفحہ ۵ پر اس کے ایڈیٹر محمد امین آزاد جو لیگ کے ایک پرجوش اور آزاد لیڈر ہیں۔ بکمالِ آزادی و بے قیدی فرماتے ہیں۔

ہندوستان کے موجودہ ماحول کا اقتضا یہ ہے کہ ہم صرف مسلمان کی حیثیت سے زندہ رہیں۔ ایک خدا ایک قرآن ایک نبی کے ماننے والوں کی تعداد بڑھائیں۔ فروعات سے چشم پوشی کرتے ہوئے ہماری جدوجہد اور سرگرمیوں کو صرف ان باتوں کے معاملے میں ڈال دیں جو ہم بحیثیت شیعہ سنی لہابی وہابی نہیں بلکہ بحیثیت مسلمان قوم تسلیم کرنے کے لئے تیار ہیں مسلم لیگ اور اس کے فوائد بحث کرتے ہوئے عوام الناس کو لیگ کی شمولیت کے لئے تیار کریں۔

اس عبارت میں لیگ کے آزاد لیڈر نے لیگیوں کے دلوں کے اندر کی کھول کر

رکھ دی اور صاف صاف کہہ دیا کہ وہابی رافضی وغیرہ جتنے فرقے مسلمان کہلاتے ہیں وہ سب کے سب مسلمان ہیں۔ اور یہ کہ اس وقت مولویوں کو یہی چاہئے کہ بس لیگ کا پروپیگنڈہ کریں اور جن مسائل میں وہابی نجدی دیوبندی رافضی قادیانی چکڑالوی نیچری خاکساری احراری جٹادھاری آغاخانی بابی اور بہائی لیگی اور صلح کلی وغیرہ کسی مسلمان کہلانے والے فرقے کو اختلاف ہے ان کو بیان نہ کریں۔ اس وقت ان مسائل کو تسلیم کرنے کی ان پر ایمان لانے کی کوئی ضرورت نہیں اور ہندوستان میں ہم اس وقت جس ماحول سے گزر رہے ہیں اس کی وجہ سے ہم اس قسم کے کسی مسئلے پر ایمان لانے کے لئے ہرگز تیار بھی نہیں۔ سنی مسلمانوں کا ان مسلمان کہلانے والے فرقوں سے جتنے مسائل میں اختلاف ہے وہ سب نہایت ہلکے معمولی فرعیات ہیں۔ اس وقت ان تمام مسائل کی طرف سے آنکھیں بند کرکے مسلمانوں کو یکسر ان کا انکار کر دینا چاہئے۔ ہر سنی مسلمان بہ نگاہ انصاف و ایمان دیکھ رہا ہے کہ کانگریس اگر کھلم کھلا مسلمانوں کو معاذ اللہ مٹانا چاہتی ہے تو نام نہاد مسلم لیگ اپنی اس تصریحات کی بنا پر ہمدردی اسلام و خیر خواہی مسلمین کے پردے میں اسلام و ایمان و مذہب کو فنا کرانا مسلمانوں کو صرف نام کا مسلمان اور حقیقۃً ملحد و بے دین بنانا چاہتی ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم مگر افسوس کہ اس عیسائی کے اس سوال سراپا اہمال کا تحقیقی جواب تھا کہ جب اس عیسائی پر دین اسلام کی حقانیت آشکارا ہو چکی ہے تو پھر اس کو لازم ہے کہ وہ عقائد میں سنی اور اعمال میں مذاہب حقہ اربعہ اہلسنت حنفی شافعی مالکی حنبلی کسی ایک مذہب کا مقلد ہو جائے اس کو نجات حاصل ہو جائے گی۔ اور روافض و نیچریہ و غیر مقلدین وغیرہم بد مذہبوں بے دینوں کے برا کہنے کی پرواہ

نہ کرے کہ مذہب اہلسنت کی حقیقت اور اس کے مخالف کا بطلان قرآن عظیم سے ثابت اور پھر یہ مطلب تحقیقاً اس کے ذہن نشین کرا دیا جاتا۔ یہ سچا جواب مظہر صواب کاشف حجاب نہ تو پیر نیچر نے دیا نہ ندوے کے آری صاحب نے نہ کسی صلح کلی واعظ نے نہ کسی لیگی لیڈر نے۔ اسی طرح اس کا ایک الزامی جواب بھی تھا کہ او عیسائی! جب تو دین حق اور مذہب حق بھی قبول کرنا چاہتا ہے اور پھر یہ بھی چاہتا ہے کہ اہل باطل بھی تجھے برا نہ کہیں اور باوجود اس کے کہ دین اسلام کی حقیقت تجھ پر منکشف ہو چکی ہے پھر بھی محض اختلاف باطل کی وجہ سے اگرچہ وہ بے دلیل محض ہے قبول اسلام میں تجھ کو تامل ہوتا ہے تو ملت عیسائی پر بھی جبکہ اس کا بطلان بھی تجھ پر واضح ہو چکا ہے کیوں کر قائم رہنا چاہتا ہے اس میں بھی تو مذاہب مختلفہ ہیں تو اپنی اس گڑھی ہوئی اصل باطل کی رو سے تو عیسائی بھی نہیں رہ سکتا۔ ہاں اگر تو لامذہب نیچری دہری ہو جائے تو تجھ کو اختیار ہے اور اہل عقل کے پاس اس کا کوئی علاج نہیں نہ بحث کی ضرورت مگر پھر بھی جس قدر اہل مذاہب ہیں تیرے لامذہب ہو جانے پر بھی سب کے سب تجھ کو برا ہی سمجھیں گے تو لامذہب و بے دین ہو جانے کی صورت میں بھی تجھ کو تیری اس تراشیدہ مصیبت سے نجات نہیں۔ پھر مفر کدھر۔ یہ الزامی جواب مسکت اہل ارتیاب بھی۔ نہ تو نیچر نے دیا نہ ندوے کے لائق فائق واعظ آری صاحب نے نہ صلح کلی واعظ نے نہ کسی لیگی لیڈر نے۔ کیوں کہ ان جوابوں سے ان کی مراد سراپا فساد حاصل نہ ہوتی بھی۔ مسلمان ہونے کے لئے تمام ضروریات دین پر ایمان لانے کی شرط زائل نہ ہوتی بھی لہٰذا ان سے نظر بچا کر نگاہ چرا کر وہ کفری جواب گڑھا کہ صرف زبان سے کلمہ پڑھنے اپنے آپ کو مسلمان کہنے ہی کا نام اسلام ہے

والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

نیچریو! نجدیو! لیگیو! صلحکلیو! تم تو تبلیغ اسلام کا جھوٹا بہانہ پیش کرتے ہو حضرت امام ربّانی مجدّد الف ثانی قدس سرہٗ النورانی کا نصب العین تو حقیقی و واقعی طور پر تبلیغ اسلام ہی تھا۔ پھر بھی سارے کلمہ گو بدمذہبوں سے اتحاد ہرگز نہ منایا ان کو حق پر نہیں بتایا ان پر ردّ و طرد سے سکوت نہ فرمایا۔ بلکہ اپنے مکتوبات جلدٗ اوّل کے مکتوب شصت و نہم صفحہ ۸۶ پر ساف صاف یہ سُنیت افروز بدمذہبی سوز ارشاد سنایا۔ طریق النجاۃ متابعۃ اھل السنۃ والجماعۃ کثر ھم اللہ سبحنہ فی الاقوال والافعال وفی الاصول وفی الفروع فانھم الفرقۃ الناجیۃ وما سواھم من الفرق فھم فی معرض الزوال ومشرف الھلاک علمھم الیوم احد اولم یعلما ما فی الغد فیعلمہ کل احد ولا ینفع اللھم نبھنا قبل ان ینبھا الموت۔ یعنی نجات آخرت حاصل کرنے کا طریقہ صرف یہی ہے کہ جملہ اقوال و افعال میں اور تمام اصول و فروع میں اہلسنت وجماعت کثرہم اللہ تعالیٰ ہی کی پیروی کی جائے۔ کیوں کہ صرف ایک ہی گروہ نجات پانے والا ہے اور ان کے سوا تمام فرقے برباد اور ہلاک ہونے والے ہیں۔ اس مسئلے کا آج کوئی یقین کرے یا نہ کرے لیکن کل تو ہر ایک شخص کو اس کا یقین ہو جائے گا۔ اس وقت اس پر یقین کرنا کچھ مفید نہ ہوگا۔ اے اللہ تو ہم کو ہوشیار و خبردار کر دے اس سے پہلے کہ موت ہم کو خبردار و ہوشیار کرے۔ آمین۔

ثانی عشرین:۔ صلح کلی واعظو! تک بندی شاعری نامہ نگاری ناول نویسی اور شئے ہے۔ اسلام و اہلِ اسلام کے متعلق کوئی سچی رائے قائم کرنا

دوسری چیز ہے۔ ہر کسے را بہر کارِ ساختند۔ لکل فن رجال۔ جب اس باغ کی آپ کو ہوا ہی نہ لگی۔ آپ لوگ جانتے ہی نہیں کہ اس کی دلکش بہار کا کیا عالم ہے۔ پھر اس مفت کی کائیں کائیں سے کیا حاصل۔ صلح کلیو! جب بات چھیڑی ہے تو اصل داستان بھی سن لو۔ مدعیان اسلام کی نااتفاقی مسلمان کہلانے والوں کی اسلام کو ضرر رسانی تو کوئی غیر متوقع خیال ٹھہر ہی نہیں سکتا۔ حضور مخبر صادق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی خبر بھی بھلا کیوں کر معاذ اللہ جھوٹ ہو سکتی تھی۔ جو فرما دیا وہی ہوا اور رہتا ہے اور رہے گا جس کا واقع نہ ہونا محالات شرعیہ میں سے ہے۔ ہاں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا ارشاد واجب الانقیاد ہے۔ اذا ظھرت البدع (او قال الفتن) وسب اصحابی فلیظھر العالم علمہ ومن لم یظھر علمہ فعلیہ لعنۃ اللہ والملٰئکۃ والناس اجمعین ۵ لا یقبل اللہ منہ صرفًا ولا عدلًا۔ یعنی جب بد مذہبیاں ظاہر ہوں اور فتنے پھیلیں اور میرے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو برا کہا جائے تو عالم پر فرض ہے کہ اپنا علم ظاہر کرے اور جو عالم اپنا علم ظاہر نہ کرے اس پر اللہ کی اور تمام فرشتوں اور سب آدمیوں کی لعنت اللہ نہ اس کا فرض قبول فرمائے نہ نفل۔ اور فرمان واجب الاذعان ہے کہ الساکت عن الحق شیطان اخرس یعنی حق گوئی سے بلاوجہ شرعی خاموش رہنے والا گونگا شیطان ہے۔ اس بنا پر ائمۂ دین اولی الامر نے بزور سیف وسنان اور دوسرے علمائے اسلام نے بذریعۂ لسان وبیان احقاقِ حق وابطال باطل میں ہمیشہ بلیغ کوشش فرمائی۔ ان حضرات میں بہت سے ایسے تھے کہ فتحیابی اور غلبہ ان کو نصیب ہوا اور بہت ان میں شہادت فی سبیل

اللہ سے کامیاب ہوئے۔ یہ ہمارا محض دعویٰ ہی نہیں جس کی دلیل ہمارے پاس نہ ہو۔ دیکھئے کہ حضرت افضل العارفین والواصلین امیر المومنین سیدنا ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہدِ خلافت میں ایک فرقہ جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا تھا کلمے کا قائل تھا صرف انکارِ بقائے فرضیت زکوٰۃ کی بنا پر اور دوسرا فرقہ جو مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتا تھا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی نبوت و رسالت پر بھی ایمان رکھنے کا مدعی تھا صرف انکارِ ختمِ نبوت کی بنا پر مرتد و کافر ٹھہرا کر قتل کیا گیا۔ اسی طرح حضرت خاتم الخلفاء امیر المومنین سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے زمانۂ خلافت میں خوارج پیدا ہوئے حضرت مولیٰ علی مشکل کشا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور سرکارِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی پیش گوئی وارشادِ مبارک کے مطابق ان کو گمراہ و بدمذہب جان کر قتل کیا ان کے نمازی اور کلمہ گو ہونے پر ان کو شتر بے مہار بنا کر نہ چھوڑ دیا۔ بلکہ نوبت بایں جا رسید کہ حضور مخبر صادق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی خبر کے مطابق انھیں اشرارِ نابکار کے ہاتھ سے شہادت پائی۔ تو یہ امر ہرگز قوتِ اسلامیہ کے زوال کا سبب اور مسلمانوں کی تباہی کا باعث نہ ہوا۔ البتہ جس بری گھڑی سے احکامِ مسلمین واہلِ علم نے گمراہ فرقوں کے مفاسد و مکائد کے دفع کرنے میں ذہن و سستی اور ان کی مجالست و مخالطت ان پر اعتماد سے اجتناب کرنے میں کوتاہی اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر میں سہل انکاری اختیار کی۔ اہلِ اسلام کو تباہی و بربادی نے گھیر لیا۔ مگر پھر بھی یہ بات غنیمت تھی کہ علمائے اہلسنت شکر اللہ تعالیٰ سعیہم تمام گمراہ و بدمذہب فرقوں کی گمراہی کا اعلان اور ان کے مفاسد و مکائد کے دفع

کرنے میں حتی الامکان کوشش کئے چلے جاتے تھے۔ اب نیچریوں ندویوں لیگیوں صلح کلیوں
کے سر میں یہ خیال سمایا کہ احقاق حق و ابطالِ باطل اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر ہی
مسلمانوں کی تباہی و بربادی کا باعث ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

ثالث عشرین:۔ صلح کلی واعظو! خوب یقین کرلو کہ اسلامی دنیا پر نیچریت وندویت
ولیگیت و صلحکلیت کی یہ نحوست ہرگز اپنا اثر پیدا نہیں کر سکتی۔ البتہ نیچری اسلام والے
ضرور اس کو اپنے حق میں بابرکت سمجھ کر نیچری دنیا میں پھیلائیں گے۔ نہایت خوشی کے
ساتھ اس کا خیر مقدم اس کی مہمانی کریں گے۔ صلحکلیو! ہمارا یہ دعویٰ نہیں کہ ہم ساری
دنیا سے کل باطل مذہبوں کا نام و نشان مٹا سکتے ہیں یا ساری دنیا کو اپنا ہم خیال سُنی
مقلد سلف بنالیں گے۔ یا خاص نیچریوں ندویوں، صلحکلیوں کی کائنات کو دنیا سے ناپید
کردینا ہمارے بس کی بات ہے۔ یہ خیال تو کسی وقت میں کسی نے بھی نہیں کیا۔ آیاتِ
بینہ و معجزاتِ جلیہ، دیکھنے پر بھی کل کفار مسلمان نہ ہوئے۔ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ
عنہ و دیگر ائمہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی کوشش کا یہ نتیجہ مرتب نہیں ہوا کہ روافض
و خوارج کا وجود دنیا کے پردے پر نہ رہا ہوتا۔ کس قدر تہدید نہ کی گئی۔ کون سی
ذلت نہ دی گئی کس طرح نہ سمجھایا گیا، ڈرایا، دھمکایا، تعزیر دی، جلایا، قتل فرمایا۔
مگر روافض و خوارج آج تک موجود ہیں[1]۔ بات یہی ہے کہ ہمارا کام احکام شرعیہ

---

[1] خود لکھنؤ میں خارجیت کی تبلیغ کا ٹھیکیدار کرناصبیت کا منادی وہابیت کا مبلغ دیوبندیت کا پرچارک
ناپاک اخبار النجم کا ایڈیٹر مرتد عبدالشکور کاکوری موجود ہے جو رد روافض کے پردے میں حضراتِ
اہلبیت طہارت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو تبرے اور گالیاں سناتا ہے۔ سنیت کی آڑ میں وہابیت
دیوبندیت پھیلاتا ہے۔ "مدح صحابہ" کے خوشنما حلوے میں توہین اہلبیت کا زہر ملاتا ہے۔
محبت صحابہ کے خوش ذائقہ شربت میں دشمنی اہلبیت کا سم قاتل ملا کر اپنے دام افتادہ جاہلوں
بے وقوفوں کو پلاتا ہے۔ مدح رسولِ کریم علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والتسلیم یعنی مجلس میلادِ اقدس کو تو حرام

کی تعمیل ہے۔ اس کے احکام تکوینیہ کی مخفی حکمتوں میں چون وچرا کرنے کے ہم مجاز نہیں۔ یہ حضرات صرف اس پر محکوم تھے کہ امرِ حق کا اظہار اور باطل کا ردّ وانکار کئے جائیں۔ قدرت واستطاعت ہوتے ہوئے چھوڑ بیٹھنے چپ چاپ ہو جانے کی اجازت نہیں اور مرنے کو تو کون نہیں مرا اور کون نہ مرے گا۔ یہ دن تو سب کے لئے مقرر ہے۔ حی وقیوم جل جلالہٗ ہم کو بھی اپنے حبیب حی وقیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سچی غلامی پر خاتمہ عطا فرمائے۔ اور اسی پر ہمارا حشر فرمائے۔ آمین۔

مگر مذہب اہلسنت کے مددگار اور اس کی تائید فرمانے والے جب تک اس کا وعدہ ہے انشاء اللہ تعالیٰ ہر وقت میں احیائے دین متین بعون اللہ الملک الحق المبین کرتے ہی رہیں گے۔

رابع وعشرین:۔ اتحاد سے اگر یہ مقصود ہے کہ حقیقۃً دل سے سب حق وباطل فرقوں کے ساتھ محبت فرض ہے اور بغض وحرام وموجب خللِ اسلام جیسا کہ

وبدعت سیئہ وضلالت بتاتا ہے۔ تداعی وتعیین واہتمام والتزام وزینت وغیرہا امور جائزہ مباحہ کو ٹھہراتا اور اسی ناپاک حیلے سے محفل میلاد شریف کو بھی حرام کراتا ہے۔ لیکن اپنے پیٹ کی خاطر اور وہابیت وخارجیت پھیلانے کے لئے نام نہاد جلوس مدح صحابہ کے ضروری وواجب ہونے پر زور لگواتا ہے۔ حالاں کہ تداعی وتعیین واہتمام والتزام وزینت یقیناً اس میں بھی موجود ہیں تو خود اپنے ہی فتوے کی بنا پر لکھنؤ کے لوگوں سے برابر ہر سال کھلم کھلا یہ سب حرام کام کرواتا ہے۔ عوام کو اشتعال دلا کر جذبات کو بھڑکا کر پولیس سے لڑواتا ہے۔ اور خود کہیں ہیں چنگاری ڈال کر الگ کھڑا تماشا دیکھتا نظر آتا ہے۔ اسی کے اشتعال دلانے پر مجمع تو پولیس پر اینٹیں برساتا ہے اور پھر پولیس کی گولیاں کھاتا ہے۔ اور خواہ مرتد کاکوروی کبھی چکنڈی میں کبھی پاٹے نالے ہی میں اپنے آپ کو چھپاتا ہے۔ کبھی کلکتے یا شملے یا کاکوری کو بھاگ جاتا ہے اور اس طرح اپنی جان بچاتا ہے۔ مسلمانو! ایسے دشمنانِ اسلام ومسلمین سے بچو۔ مرتد کاکوری کی تبلیغ خارجیت کے ناپاک کفری ملعون نتیجے انجمن تبلیغ صداقت بمبئی کے شائع کردہ رسالہ

نیچریوں اور عام ندویوں صلحکلیوں کا مذہب ہے۔ تو یہ محض عناد و شقاق ہے۔ اور ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الھدیٰ ویتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما تولیٰ ونصلہ جھنم وساءت مصیراً ۱ھ کا مصداق ہے۔
اور اگر وہ مقصود ہے جو لیگیوں صلحکلیوں کے بعض طرفدار تاویلاً مراد لیتے ہیں یعنی رافضیوں نیچریوں غیر مقلدوں دیوبندیوں وغیرہم گمراہوں مرتدوں کے ساتھ بظاہر تو اظہار حجت کرنا زبان سے ان کو گمراہ بے دین نہ کہنا ان پر رد و انکار نہ کرنا ان سے ملے جلے رہنا شیر و شکر رہنا مگر دل میں ان کو خدا اور رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا دشمن اور گمراہ جان کر بغض رکھنا تو ایسا اتحاد و اتفاق ہرگز دینی برکتیں تو در کنار دنیوی برکتوں کا مفید و منتج نہیں ہو سکتا کہ اہلسنت کے نزدیک ایسا اتحاد و اتفاق داخل شقاق و نفاق ہے۔
خامس وعشرین۔ صلح کلی واعظو! یہی تو نیچریوں کی تقلید میں آپ حضرات کا منتہائے ہمت و مبلغ علم ہے۔ دنیا کی ٹیم ٹام ظاہری دھوم دھام پر مٹے پھرتے ہو۔ اسی کو مسلمانوں کی ترقی اسلام کی برکت اسلام کی بہبود جانتے ہو۔ اسی میں کافروں کی پیشی و بیشی دیکھ کر ہائے تنزل وائے تنزل کے مرثیے گاتے ہو۔ اسی میں ان سے بڑھنا چڑھنا اور نہ بن پڑے تو برابر ہی پڑنا چاہتے ہو۔ قالوا یا موسیٰ اجعل لنا الٰھا کما لھم اٰلھۃ۔ مگر حاشا نہ یہ اسلام کی خوبی نہ مسلمانوں کی ترقی مسلمانوں ان

دیوبندیہ و وہابیہ کی خارجیت میں اور اس کی غیر مقلدیت کے کرشمے حضرت مولانا مولوی حکیم سید محمد مہدی صاحب ساکن کالپی شریف دامت برکاتہم کے رسالہ مبارکہ مسمیٰ بنام تاریخی اجلی نجوم رجم بدایڈیٹر النجم میں ملاحظہ ہوں۔ ۱۲ عطاء الرضا غفرلہٗ

باتوں میں ہمیشہ کفار سے کم رہے ہیں۔ اور کم رہیں گے مسلمانوں کا خدا عزّوجل صاف فرما چکا۔ ولا تمدن عینیك الیٰ ما متعنا بہٖ ازواجا منھم زھرۃ الحیوٰۃ الدنیا لنفتنھم فیہ ورزق ربك خیر وابقی ۵ یعنی ہرگز آنکھ اٹھا کر نہ دیکھ اس چیز کو جو ہم نے کافروں کے گروہوں کو برتنے کے لئے دی۔ دنیا میں جیتے تک کی رونق انھیں فتنے میں ڈالنے کو، اور تیرے رب کا رزق بہتر اور زیادہ باقی رہنے والا ہے۔ کفار اور دنیا دونوں عدو اللہ ہیں۔ کفار اور دنیا دونوں ملعون ہیں۔ عدو عدو کو اور ملعون ملعون ہی کو لائق ہے۔ الخبیثٰت للخبیثین والخبیثون للخبیثٰت اس تھوڑے سے تمتع دنیوی پر جو کافروں کو ملا آپ حضرات کا یہ حال ہے اگر منا سبت عداوت ولعنت اپنا پورا عمل کرتی تو سب میں پہلے اسلام کو سلام کرنے والے ایسے ہی دنیوی زرق برق پسند کرنے والے حضرات ہوتے۔ رب جل جلالہٗ خود فرماتا ہے ولولا ان یکون الناس امۃ واحدۃ لجعلنا لمن یکفر بالرحمٰن لبیوتھم سقفا من فضۃ ومعارج علیھا یظھرون ۵ ولبیوتھم ابوابا وسررا علیھا یتکؤن ۵ وزخرفا وان کل ذٰلك لما متاع الحیوٰۃ الدنیا والاٰخرۃ عند ربك للمتقین ۵ یعنی اور اگر یہ نہ ہوتا کہ لوگ سب ایک دین باطل پر ہوجائیں گے تو ہم بنا دیتے انھیں جو خدا کے منکر ہیں۔ ان کے گھروں[1] کو دروازے اور تخت جن پر تکیہ لگائیں اور انھیں بہت کچھ آرائش دیتے اور سب کچھ کیا ہے یہی دنیا کے جیتے جی کا برتنا اور پچھلا گھر تیرے رب کے یہاں انھیں کو ہے جو پرہیزگاری کریں۔ ایمان سے کہنا اگر رب العزۃ عز جلالہٗ ایسا ہی کرتا کہ دنیا میں ہر کافر کے مکان سونے چاندی کے ہوتے۔ چاندی کی چھتیں چاندی کی سیڑھیاں سونے کے دروازے سونے کے تخت ہزار گونہ آرائش وتجمل سے

---

[1] کی چھتیں چاندی کی اور سیڑھیاں جن پر چڑھیں اور ان کے گھروں

ہر ہفت۔ تو اس وقت حضرات نیچریہ وندویہ ولیگیہ اور آپ حضرات واعظین صلحکلیہ اگر بالفرض مسلمان رہتے بھی تو کیا کچھ ہائے ذلت وائے پستی آہ تنزل واہ بدبختی کہہ کہہ کر چلاتے اور کس کس قدر اسلام و مسلمین کی تذلیل و تحقیر کے مسدس و قصائد اور ترانے اور شکوے گاتے۔ اللہ اللہ اسلام کی قوت مسلمین کی شوکت جس امر میں تھی یعنی دین پر ثبات حق پر استقامت گمراہوں پر سختی بدمذہبوں سے نفرت معروف کی تاکید منکر پر شدت وہ سب تو یوں گنوا بیٹھے کہ سب مسلمان بھائی ہیں۔ سب سے میل جول الفت و محبت اتفاق واتحاد کرنا فرض ہے کسی کے عقائد کفر و ضلال پر رد کرنا اسلام کی بدخواہی قوم کے ساتھ غداری وطن کی بربادی ہے۔ مناظرہ حرام و خودکشی ہے۔ مسائل نزاعیہ کا جواب سکوت وخاموشی ہے اور جس امر کو ترقی اسلام و رفعت مسلمین سے نام کو علاقہ نہیں بلکہ اس میں بڑا حصہ کفار ہی کا ہے اسے یوں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھئے اور اس میں برابری پر مریئے۔ حضرات اسی کو تو دنیا کوشی و دین فراموشی بلکہ دنیا خری و دین فروشی کہتے ہیں

من آنچہ شرط بلاغ ست با تو می گویم
تو خواہ از سخنم پند گیر و خواہ ملال!

امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور پر نور تاجدار رسالت علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلاۃ والتحیۃ کو دیکھا کہ چٹائی پہ لیٹے ہیں اس کے نشان بدن اقدس پر بن گئے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔ امیر المؤمنین کو بے اختیار رونا آیا عرض کی۔ یا رسول اللہ قیصر و کسریٰ کافران مجوس و نصاریٰ اس ناز و نعمت میں اور حضور اللہ کے رسول اس تکلیف و محنت میں۔ فرمایا اے عمر کیا تو راضی نہیں کہ ان کے لئے دنیا ہو اور ہمارے لئے آخرت۔ خود امیر المومنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ باوصف ان فتوحات عظیمہ کے جب بیت المقدس تشریف لے گئے ہیں

وہاں کے پادریوں نے حضور کو دیکھنے کے لئے بلایا تھا۔ دشمنوں کے سامنے اس حالت سے جلوہ فرما ہوئے کہ اونٹ پر غلام سوار اور اپنے ہاتھ میں مہار۔ بدن مبارک میں چمڑے کا کرتا جس میں سترہ پیوند۔ اللہ اللہ اگر آج کل کے یہ تنزل اور پستی کے مرثیے گانے والے لوگ ان حضرات صحابہ کرام سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وعلیہم وسلم کو دیکھتے تو کیسا کیسا ہنستے احمق سمجھتے۔ اور دل میں تو اب بھی کہتے ہوں گے کہ وہ ریگستانی جفاکش ناز و نعمت کے مزے کیا جانیں۔ یہ لطف عجیب و نظم و ترتیب و آراستگی و تہذیب تو کچھ دانایانِ یورپ ہی کو نصیب۔ ع

خضر کیا جانیں غریب اگلے زمانے والے۔

سچ فرمایا علمائے باطن نے کہ اگر تم صحابہ کو دیکھتے تو انہیں مجنون کہتے اور وہ تمہیں دیکھتے تو کافر سمجھتے۔ نسأل اللہ العفو والعافیۃ فی الدین والدنیا والآخرۃ ایسے ہی دین فروش و دنیا خر ملاؤں کے متعلق حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ الرحمانی اپنے مکتوبات شریف جلد اول کے مکتوب ۳۳ میں صفحہ ۴۷ پر فرماتے ہیں۔

علمائے کہ بایں بلا مبتلا اند و بمحبت ایں دنیہ گرفتار از علمائے دنیا اندیشانند علمائے سوء و شرارِ مردم و نصوصِ دین و حال آنکہ ایشاں خود را مقتدائے دین می انند و بہترین خلائق می انگارند و یحسبون انہم علیٰ شئ الا انہم ہم الکذبون ۵ استحوذ علیہم الشیطن فانسٰہم ذکر اللہ اولئک حزب الشیطن الا ان حزب الشیطن ہم الخسرون ۵ عزیزے شیطان لعین را دید کہ فارغ نشستہ است و از تضلیل و اغوا خاطر جمع ساختہ آں عزیز سرِ آں را پرسید لعین گفت کہ علمائے سوا ایں وقت دریں کار باامن مدد عظیم کردند و مرا ازیں مہم فارغ ساختند والحق دریں زمان ہر سستی و بدآئینی کہ در امورِ شرعیہ واقع شدہ و ہر فتورے کہ در ترویج ملت و دین ظاہر گشتہ است ہمہ از

شومئ علمائے سوء است وفسادِ نیت ایشاں یعنی جو علماء دنیوی عزت اور سرداری کی محبت اور مال اور سربلندی کی خواہش میں مبتلا ہیں اور اس کمینی دنیا کی محبت میں گرفتار ہیں (وہ علمائے دین نہیں بلکہ) علمائے دنیا ہیں۔ اور اس کمینی دنیا نے اور تمام انسانوں میں سب سے بدتر اور دین کے چور ہیں۔ حالاں کہ وہ اپنے آپ کو دین کا پیشوا اور تمام مخلوقات میں سب سے بہتر سمجھتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ انھوں نے کچھ کیا۔ سنتے ہو؟ بیشک وہی جھوٹے ہیں ان پر شیطان غالب آگیا تو انھیں اللہ کی یاد بھلادی وہ شیطان کے گروہ ہیں۔ سنتا ہے؟ بیشک شیطان ہی کا گروہ ہارمیں ہے۔ میرے ایک دوست نے شیطان ملعون کو دیکھا کہ بیکار بیٹھا ہے اور گمراہ کرنے اور بہکانے کی طرف سے بے فکر ہوگیا ہے۔ میرے اس دوست نے اس کا راز پوچھا۔ ملعون بولا کہ اس وقت کے بُرے مُلّاؤں نے اس کام میں میری بہت بڑی مدد کی ہے اور مجھ کو اس کام سے انھوں نے فارغ کردیا ہے اور حق بھی یہ ہے کہ اس زمانے میں شریعت کی باتوں کے اندر جو کچھ کمزوریاں خرابیاں واقع ہوئی ہیں۔ اور سنّیت و اسلام کی اشاعت میں جو کچھ فتور پڑ گئے ہیں سب انھیں بُرے مُلّاؤں دین فروش و دنیا خر مولویوں ہی کی نحوست اور انھیں کی خرابیٔ نیت کے سبب سے ہے۔

قالت الصلحکلیۃ:۔ چونکہ درحقیقت تبلیغ و وعظ و نصیحت انبیائے کرام کا منصب تھا اور ان کی وراثت میں علمائے امت محمدیہ کو حاصل ہوا ہے۔ اس واسطے ہم کو دیکھنا چاہئے کہ انبیائے کرام کا کیا طریقہ تھا۔

اقول:۔ کیا حضرات انبیاء کرام علیہم الصّلاۃ والسّلام معاذ اللہ دشمنانِ خدا کی

محبت کو عین ایمان بتاتے تھے کیا ان سے دوستی وداد و اتفاق و اتحاد مناتے تھے کیا ان کے کفریات و شرکیات کے ردّ و ابطال سے سکوت فرماتے تھے۔ وغیر ذلک نہیں ہرگز نہیں۔ جن حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصّلاۃ والسّلام نے اذھبا الی فرعون انه طغیٰ فقولا له قولا لینا لعله یتذکر او یخشیٰ ۰ کی تعمیل فرمائی۔ کہ تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ بیشک اس نے سر اٹھایا تو اس سے نرم بات کہنا اس امید پر کہ وہ دھیان کرے یا کچھ ڈرے۔ (ترجمۂ رضویہ)

انہیں حضرت موسیٰ علیہ الصّلاۃ والسّلام نے اسی فرعون سے انی لاظنك یفرعون مثبورا۔ بھی فرمایا۔ (یعنی میرے گمان میں تو اے فرعون تو ضرور ہلاک ہونے والا ہے۔ (ترجمۂ رضویہ) ہمارے آقا و مولیٰ سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت جس طرح لوکنت فظا غلیظ القلب لا نفضوا من حولك ارشاد ہوا کہ (اے محبوب) اگر تم تند خو سخت دل ہوتے تو وہ ضرور تمہارے گرد سے پریشان ہو جاتے۔ (ترجمۂ رضویہ) اسی طرح ہمارے مالک و آقا سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو یہ حکم بھی ملا یا ایها النبی جاهد الکفار والمنفقین واغلظ علیهم۔ (یعنی اے غیب کی خبریں دینے والے جہاد فرماؤ کافروں اور منافقین پر اور ان پر سختی کرو۔ (ترجمۂ رضویہ) جن حضرات ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصّلاۃ والسّلام نے بطریق حسن جدال فرمایا انہیں حضرت ابراہیم علیہ الصّلاۃ والسّلام نے اُفٍ لکم ولما تعبدون من دون اللہ بھی ارشاد فرمایا یعنی تف ہے تم پر اور ان بتوں پر جن کو اللہ کے سوا پوجتے ہو۔ (ترجمۂ رضویہ) اور اگر زیادہ توضیح منظور ہو تو حضرت شیخ مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ والرضوان اپنے مکتوبات شریف جلد اوّل صفحہ ۳۲۶ مکتوب ۶۲۶ میں ارشاد فرماتے ہیں۔

حضرت ابراہیم خلیل الرحمٰن علیٰ نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام ایں ہمہ بزرگی کہ یافت و شجرۂ انبیاء گشت بواسطہ تبرا از دشمنانِ او تعالیٰ بودہ قال اللہ تعالیٰ قد کانت لکم اسوۃ حسنۃ فی ابراھیم والذین معہٗ اذ قالوا لقومھم انا برؤا منکم ومما تعبدون من دون اللہ کفرنا بکم وبدا بیننا وبینکم العداوۃ والبغضاء ابدا حتی تومنوا باللہ وحدہٗ۔ وہیچ عملے در نظر ایں فقیر از برائے حصولِ رضائے حق جل جلالہٗ برابر ایں تبری نیست۔ یعنی رحمٰن جل جلالہٗ کے دوست حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام نے جو کچھ یہ بزرگی پائی اور شجرۂ انبیاء ہوگئے یہ سب اسی واسطے تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے بری و بیزار تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بیشک تمہارے لئے اچھی پیروی تھی۔ ابراہیم اور اس کے ساتھ والوں میں جب انھوں نے اپنی قوم سے کہا بیشک ہم بیزار ہیں تم سے اور ان سے جنھیں اللہ کے سوا پوجتے ہو ہم تمہارے منکر ہوئے اور ہم میں اور تم میں دشمنی و عداوت ظاہر ہوگئی۔ ہمیشہ کے لئے جب تک تم ایک اللہ پر ایمان نہ لاؤ۔ اور اس فقیر (یعنی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ المنیر) کی نظر میں اللہ عزوجل کی رضا حاصل کرنے کے لئے خدا اور رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے دشمنوں سے نفرت و بیزاری و عداوت و دشمنی رکھنے کے برابر کوئی کام نہیں ہے۔

قالت الصلحکلیۃ :۔ ہمارا مقصد صرف اس قدر کہ سب کلمہ گویانِ اسلام ایک جگہ جمع ہوکر اسلامی شوکت ظاہر کریں جس سے غیر قوموں پر اثر پڑے؟

اقول :۔ آپ تو اسلامی شوکت کے لئے پھرتے ہیں۔ یہاں تخمیناً چھ کروڑ غربا

عوام اہلسنت کے مذہبی حقوق غصب ہوئے جاتے ہیں۔ جب بدمذہبی ہلکی چیز ثابت ہوگئی اوپر سے بدمذہبوں بددینوں لامذہبوں بے دینوں کے ساتھ رات دن کا اختلاط میل جول محبت والفت ہونے پر مذہب کی چٹنی نہ ہوگی تو اور کیا متصور ہے۔ سب مذہبوں کی کھچڑی نہ پکے گی تو کیا ہوگا۔ ذرا سی ہوم دنیوی شوکت پر سب بدمذہبوں بددینوں گمراہوں کو برحق اور راہ راست پر کہہ دینا ان کے رد وطرد سے ہاتھ اٹھالینا ان کو اپنا دینی بھائی بنالینا وغیرہ وغیرہ یہ سب صلحکلیوں ہی کا کام ہے خدا ہدایت دے۔ آمین۔

قالت الصلحکلیۃ:۔ ہم اپنی باہمی متنازعتوں کی وجہ سے گورنمنٹ کی نظروں میں ذلیل ہوگئے ہیں۔

اقول:۔ جس طرح مسلم لیگ وخاکسار وکانگریس اور احرار وستیر کمیٹی وغیرہ بدمذہبوں کی کمیٹیاں پارٹیاں کہہ رہی ہیں۔ اسی طرح مذہبی منازعات اٹھا کر خدا ورسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی نگاہوں میں مبغوض ومغضوض ومردود ومطرود ہو جاؤ گے۔ قیامت کی سختیاں جھیلنی پڑیں گی۔ اگر بفرض محال دنیا میں چند روزہ عیش بھی کیا تو کیا۔ بدمذہبوں کے ساتھ حشر ہوگا۔ المرء مع من احب کا جلوہ ظہور فرمائے گا۔ لعنت اس دنیا پر جو دین بیچ کر ملے۔ لابارک اللہ فی الدنیا بلا دین۔

مبادا دل آں فرومایہ شاد
کہ از بہر دنیا دہد دیں بباد

قالت الصلحکلیۃ:۔ جب تک مسلمان کہلانے والوں میں یہ باہمی جھگڑے اور خصومتیں ہیں کبھی گورنمنٹ ہماری طرف توجہ نہیں کر سکتی۔ وہ توجہ ہمارے درد

مکتوب نمبر ۲۶۶ صفحہ ۳۲۶ پر فرماتے ہیں۔

بنصِ قطعی محبت اہلِ قرابت آں سرور علیہ وعلیہم الصلوات والتسلیمات ثابت شدہ است واجرت دعوت را محبتِ ایشاں ساختہ کما قال اللہ تعالیٰ قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ۔ یعنی حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اہلِ قرابت کی محبت نصِ قطعی سے ثابت ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی دعوت وتبلیغ کی اُجرت کو اہلبیت طہارت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی محبت قرار دیا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ (کہ اے محبوب) تم فرماؤ میں اس (تبلیغ رسالت وارشاد وہدایت) پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا مگر قرابت کی محبت (یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا امت محمدیہ علیٰ صاحبہا وآلہ الصلاۃ والتحیۃ پر کمالِ کرم ہے کہ اگرچہ اس کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی تبلیغ رسالت وارشاد وہدایت کی اُجرت کا سنکھواں بلکہ مہا سنکھواں حصہ بھی تمام جہان کی ساری مخلوقات مل کر بھی ادا نہیں کر سکتی۔ لیکن اس نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے غلاموں پر اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اہلبیتِ طاہرین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی محبت ومودت کو فرض فرمایا۔ اور اسی مودت اہلبیت کا فرضِ الٰہی ادا کرنے کو اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے بندگانِ بارگاہ کی طرف سے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تبلیغ رسالت وارشاد وہدایت کی اجرت ٹھہرایا۔ جل وعلیٰ وصلی وبارک وسلم علیٰ حبیبہٖ ھذا المصطفیٰ وآلہٖ واھلِ بیتہٖ ذوی الصدق والصفا وصحبہٖ وحزبہٖ اولی الاصطفاء والوفاء۔

کی دوا نہیں ہو سکتی۔

اقول:۔ اگر ہم خود بعون اللہ تعالیٰ و بعون رسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم اپنی دنیوی حالت سنبھالنا چاہیں اور شریعت غرا کے احکام پر قائم ہو جائیں اور ہر امر میں اپنے آقا و مولیٰ سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کا اتباع پیش نظر رکھیں تو کسی بات کی حاجت نہ رہے۔ سچ تو یہ ہے کہ ؎

دواءك فيك ولا تشعر ۔ دواءك منك ولا تبصر

یعنی تیرا علاج خود تیرے ہی اندر ہے لیکن تو سمجھتا نہیں اور تیری بیماری خود تیری ہی وجہ سے ہے لیکن تو دیکھتا نہیں۔ اگر اپنی قدر ہم آپ سمجھیں تو پھر کسی کی خوشامد کی ہم کو حاجت نہیں۔

قالت الصلحکلیۃ:۔ خوب سمجھ لو کہ ہم سب ایک ناؤ میں سوار ہیں۔ جب یہ ڈوبے گی نہ غیر مقلد بچے گا نہ مقلد، نہ وہابی نہ بدعتی، نہ شیعہ نہ سنی، نہ نیچری نہ قادیانی ایک بھی نہ بچے گا۔

اقول:۔ اے صلحکلی ملاؤ! آپ حضرات کس کو سمجھاتے ہیں اور کیا سمجھاتے ہیں۔ ہم اہلسنت کو ہمارا مہربان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ساڑھے تیرہ سو برس پہلے ہی سب کچھ سمجھا چکا۔ آپ صاحبوں کے سمجھانے کا محتاج نہیں رکھا ہے۔ ہم کو بخوبی سمجھا دیا گیا اور ہم یقینی طور پر سمجھ گئے۔ خدا نہ کرے کہ ہم کبھی بھول کر بھی اس ٹوٹی پھوٹی ناؤ میں سوار ہونے کے لئے قدم دھریں جس پر اجل رسیدہ پنج کلیان رافضیہ و نیچریہ و وہابیہ و قادیانیہ وغیرہم مرتدین سوار ہیں۔ ہم نہایت وثوق کے ساتھ کہتے ہیں اور یہی ہمارا ایمان ہے کہ ہم وہی ہیں جن کا سفینہ بفضل اللہ تعالیٰ و بکرم حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سفینۂ نجات ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔ حضور اقدس

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں؛ اصحابی کالنجوم فبایھم اقتدیتم اھتدیتم۔ یعنی میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں ان میں سے جس کی بھی پیروی کرلوگے ہدایت پاجاؤگے۔ رواہ رزین عن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ دوسری حدیث شریف میں ہے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کعبۂ معظمہ کا دروازہ پکڑے ہوئے فرمایا۔ کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو فرماتے سنا۔ الا ان مثل اھل بیتی فیکم مثل سفینۃ نوح من رکبھا نجا ومن تخلف منھا ھلک۔ یعنی خبردار ہو بیشک تم میں میرے اہل بیت کی مثال نوح علیہ الصلاۃ والسلام کی کشتی کی طرح ہے کہ جو اس پر سوار ہوا نجات پاگیا اور جو اس سے علیحدہ رہا ہلاک ہوگیا۔ رواہ الامام احمد۔

ہر سنی مسلمان پر ٹھیک دوپہر کے آفتاب سے بھی زیادہ روشن طور پر مذہب اہلسنت کا یہ عقیدہ ضروریہ واضح ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ستارگان آسمان ہدایت ہیں اور اہلبیت عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سفینۂ نجات ہیں۔ جو شخص صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا دامن کرم چھوڑے وہ دوزخی رافضی ہے اور جو شخص اہلبیت عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی غلامی سے منہ موڑے وہ جہنمی ناصبی اور ناری خارجی ہے۔ یہ دونوں فرقے اپنے اپنے عقائد ضلال کے سبب بحکم شریعت مطہرہ گمراہ بدمذہب بددین مستحق نار ہیں۔ ہدایت ونجات حضرات صحابۂ کرام وحضرات اہل بیت طہارت رضی اللہ تعالیٰ عنہم دونوں کے اتباع دونوں کی غلامی پر منحصر ہے۔ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے متعلق حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشاد پیش کیا جاچکا۔ یہی حضرت مجدد الف ثانی امام ربانی قدس سرہ الصمدانی اپنے مکتوبات شریف جلد اول

حضور پر نور امام اہلسنت اعلیٰحضرت عظیم البرکت مجدد اعظم فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ؎

اہلسنت کا ہے بیڑا پار اصحابِ حضور!
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی (صلی اللہ علیہ وسلم)

بہرحال ہم ہی وہ ہیں جن کی کشتی کا ناخدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے اصحاب کرام و اہل بیت عظام ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ ہم ہی وہ ہیں جو ساحل مراد کے نیک نشان پر جارہے ہیں۔ ہم ہی وہ ہیں جن کے لئے اللہ قادر مطلق جل جلالہ نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے صدقے میں فلاح و نجات اور دیگر بے شمار نعمتیں امانت رکھی ہیں۔ اور یہ بھی یقینیات سے ہے کہ روافض و نیاچرہ و وہابیہ و قادیانیہ وغیرہم ایسی کشتی ہلاکت میں سوار ہیں جس کے ملاح آنکھوں پر پٹی باندھ کر گرداب بلاء و ورطہ فنا میں کشتی کو لئے جارہے ہیں اور اس کا بیچ منجدھار میں تباہ و برباد ہونا مسلم ہے۔ فانتظروا انا منتظرون ۵۔

قالت الصلحکلیۃ :۔ تصلب فی الدین کا سبق پڑھانے والے اجتناب عن المرتدین کا فرض یاد دلانے والے تجانب عن المبتدعین کا حکم شرعی سنانے والے تو آج گنتی ہی کے چند علماء ہیں۔ باقی آج سیکڑوں علماء وہ ہیں جو ندوہ یا مسلم لیگ یا سیرت کمیٹی یا تحریک خاکسار یا مجلس احرار وغیرہا کمیٹیوں میں شامل ہیں اور ان سب کمیٹیوں کا مقصد یہی ہے کہ سب کلمہ گویان اسلام آپس میں ایک دوسرے کے دوست اور باہم متفق و متحد ہو جائیں۔ اگر بدمذہبوں کے ساتھ اتفاق و اتحاد ناجائز ہوتا تو علماء کیوں ان

کمیٹیوں میں شریک ہوتے۔ کیاان سیکڑوں علما، کو یہ گنتی کے چند مولوی سبق دیں گے جب جماعتِ علما، صلحکلیت کو اپنے عمل سے جائز ٹھہرا رہی ہے۔ توان چند گنتی کے مولویوں کا جماعت سے اختلاف ناجائز ہے۔

اقول: اول تو سیکڑوں عالموں کی گنتی ہونے کا حال دلوں میں خوب جانتے ہو۔ بڑے بڑے پگڑ بندھا کر گھر دار جبے پہنا کر درجنوں کوڑیوں سیکڑوں عالم گڑھے گئے۔ اور فرض بھی کیجئے کہ سیکڑوں ہی مولوی لوگ ان پارٹیوں میں شریک ہیں۔ تو اب ذرا اتنا ارشاد ہوجائے کہ یہ علمائے اہلسنت ہیں یا غیر اہلسنت۔ اگر غیر اہلسنت ہیں تو بدمذہبوں کے جمگھٹے سے کیا سند لائی جاسکتی ہے۔ یوں تو کربلا وایران کے جلسوں میں علماء ومجتہدین روافض کے ہجوم اور اپنی دیوار تلے کانفرنس نیا چرہ میں بڑے بڑے ریفارمر فلاسفر پیشوایانِ نیچر کی دھوم دھام دیکھئے اور امیر المومنین مولیٰ علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے خلاف پر کئی ہزار خارجیوں نے لام باندھا تھا۔ وہ سب قراء وعلماء ہی تھے۔ کیا جماعت سے مراد گمراہوں کا جتھا ہے؟ اور اگر علمائے اہلسنت ہیں تو وہ ندوہ ومسلم لیگ وسیرت کمیٹی ومجلس احرار وتحریک خاکسار کی باطل وملعون ابلیسی کفری کارروائیوں مذہب حق کے حق میں ان کی میٹھی چھریوں تلخ کج ادائیوں پر مطلع ہیں یا نہیں؟ اگر مطلع نہیں تو حالتِ جہل وبے خبری سے سند لانا کیونکر درست ہوسکتا ہے۔ وہ جب تک ناواقف وبے خبر ہیں یہی کہہ کر بچ جائیں گے کہ ماشھدنا الابما علمنا وما کنا للغیب حفظین ۰ اور اگر وہ مطلع ہیں تو وہ ندوہ ومسلم لیگ وسیرت کمیٹی وتحریکِ خاکسار ومجلس احرار کے ان کفریات وضلالات کو حق وصحیح مانتے ہیں یا واقعی کفر وضلالات اور منافی اسلام ومخالفِ مذہب اہلسنت جانتے ہیں۔ اگر دوسری صورت ہے تو وہ صریح تمہارے مخالف اور ندویوں لیگیوں بدسیرتوں احراریوں خاکساریوں

کی گمراہی و بے دینی کے معترف ہوئے اگرچہ کسی مروت محبت یا دنیوی منفعت یا دینی مداہنت کے باعث مرتکب شرکت ہوئے کہ عالم کے لئے معصوم ہونا ضروری نہیں۔ آخر ان کے بڑے بڑے سربرآوردہ حضرات میں وہ بھی تو ہیں جو اعلانیہ خلاف ما انزل اللہ حکم کرنے کی نوکری پاتے یا بیگاری طور پہ آنریری بن کر کرسی گرماتے ہیں۔ کیا ان کے ارتکاب سے یہ محرمات قطعیہ حلال ہو جائیں گے۔ اور اگر وہ ندوہ و مسلم لیگ و سیرت کمیٹی و تحریک خاکسار و مجلس احرار کے ان حرکات و کلمات کفر و ضلال کو معاذ اللہ حق و صحیح مانتے ہیں۔ تو جو کفر کو حق مانے وہ خود کافر ہے۔ جو ضلالت کو حق جانے وہ خود گمراہ ہے۔ کلام سنی علماء میں تھا۔ یہ چھٹا بد مذہب بد دین ٹھہرا۔ وللہ الحجۃ القاہرۃ۔

قالت الصلحکلیۃ:۔ ان تصلب فی الدین برتنے والوں سے بہت سے وہ لوگ جو پہلے ان سے ملے ہوئے تھے علیحدہ ہو گئے ہیں اور بہتیرے علیحدہ ہوتے جارہے ہیں۔

اقول:۔ بحمد اللہ تعالیٰ متصلبین علمائے اہلسنت حق پر ہیں اور حق اپنے متبعین سے جدا نہیں ہوتا پھر ان کو اوران کی جدائی کی کیا پرواہ۔ صلح کلی صاحبو! آپ حضرات نے حدیث شریف سنی ہو گی کہ حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں۔ رحم اللہ عمر ترکہ الحق ماله من صدیق۔ اللہ عمر پر رحم کرے کہ اسے حق نے اس حال پر چھوڑا کہ اس کا کوئی یار نہیں۔ طلب الحق غربۃ۔ یہ ہمدردان دین و ملت حامیان اسلام و سنیت متصلبین علمائے اہلسنت تو فرماتے ہیں کہ ع

ما در دو جہاں غیر خدا یار نداریم۔ ؎

مخالف چھوڑ دیں مجھ کو کہ ہے مجھ پر کرم بے حد ، خدا کا رحمۃ للعلمین کا غوث اعظم کا

جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ورضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ہم نے بتوفیق اللہ تعالیٰ وبکرم حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اتباع حق کیا اور مسلمان بھائیوں کو باطل سے اجتناب کا سبق دیا۔ اگر اس جرم کی بنا پر کوئی صاحب ہم غربا اہلسنت خادمان اسلام وسنیت سے علیحدہ ہو جائیں گے تو اس کا افسوس تو ضرور ہو گا کہ وہ حق سے کیوں جدا ہوئے لیکن اس کا افسوس ہر گز نہ ہو گا کہ ہم غربائے اہلسنت سے وہ کیوں خفا ہوئے۔ کیا حمایت سنیت سے علمائے اہلسنت علیحدہ ہو جائیں گے۔ یہ تو آپ جیسے صلحکلیوں کا خیال ہے۔ بلکہ علمائے اہلسنت جب تک علمائے اہلسنت ہیں حمایت سنیت میں ہمدردان اسلام وسنیت کا انہیں بالید یا باللسان یا بالجنان ساتھ دینا ضروری اور علیحدہ ہونا محال ہے۔ اور جو لوگ سنی نہیں ان کی جدائی سے کیا ڈرائیے۔ انہیں کی نسبت تو عرض کیا جا رہا ہے کہ انہیں دور ہٹائیے۔ ان سے الگ ہو جائیے۔ کیا حضور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے نہ فرمایا۔ ایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم۔

صلح کلی صاحبو! آپ حضرات بھی اپنے آپ کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا امتی بتاتے ہیں۔ بولئے جلد بولئے کہ آپ لوگ حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس حکم احکم کی ترک تعمیل وترک بجا آوری میں کیا عذر رکھتے ہیں۔ الٰہی توفیق یار ورفیق باد۔ بحرمۃ محمد سید الانبیاء وآلہ وصحبہ الہداۃ الامجاد علیہ وعلیہم صلوات اللہ الجواد۔ آمین۔

قال کبیر الصلحکلیۃ :۔ ہم نے یہ تمام باتیں بسبب ضرورت اختیار کی ہیں۔ اس اتفاق سے ہماری مراد پادریوں کے منادیوں آریوں کے پرچارکوں کا دفع کرنا ہے غیر ممکن ہے کہ آپ باہمی نزاعات کو قائم رکھ کر دشمنان دین کے حملوں کو روک سکیں۔ اس قسم کے نزاعات سے مخالفین دین کو مضحکے کا موقع ملتا ہے۔ ہمارے علماء اللہ معززین

اہلِ اسلام کی ہتک ہوتی ہے۔ کیا کسی عالم یا علمائے دین کو چھوڑ کر نصاریٰ اور ہنود کے اجلاس میں دینی مسائل کو پیش کرنا اور خدائے پاک اور رسولِ برحق کے کلام کو کفار کے پیروں میں رکھنا دین ہے۔ نعوذ باللہ منہ۔

اقول :۔ یہ سب کھوٹی ڈھوکہ بازی ہے۔ اور خراب و تباہ فریب سازی نصاریٰ و آریہ کے مناویوں کو دفع کرنا ردِّ بدمذہباں کے ترک پر موقوف و محصور، نہ بحمد اللہ تعالےٰ اہلِ سُنّت کو ردِّ کفار میں ان گمراہوں کی مددلینی ضرور، بلکہ ہنوز بعنایتِ الٰہی علمائے اہلسنت میں کثرت وافی ہے، جو کفر و بدمذہبی دونوں کے رد کو کافی ہے اور ہمیشہ اس اُمّت سے ایک گروہ حق کے ساتھ غالب رہے گا۔ انھیں کچھ نقصان نہ دے گا جو انھیں چھوڑے گا یا ان کا خلاف کرے گا، یہاں تک کہ حکمِ الٰہی آئے گا اور وہ اسی غلبہ و شوکت پر ہوں گے جیسا کہ سچے نبی سچّے مانے ہوئے نے خبر دی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ وابنہٖ وحزبہٖ وبارک وسلم، تو ردِّ کفار اور ردِّ بدمذہباں دونوں ضرور ہیں دونوں فرضِ دیں۔ اور ان میں ایک دوسرے کی ضد نہیں، کہ باہم جمع نہ ہو سکیں اہلسُنّت بہ زمانۂ دراز میں جگ گزرے، کہ ان میں منجانب اللہ تعالیٰ کافروں اور بدمذہبوں کے دونوں گروہوں کے رد پر موفّق رہے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے سچّے وعدے سے انھیں یوں ہی توفیق دیتا رہے گا یہاں تک کہ فتنہ نام کو نہ رہے اور سارا دین اللہ ہی کے لئے ہو جائے۔ تو کیوں کر کسی کو حلال ہو سکتا ہے کہ ایک فرض کے لئے دوسرا فرض چھوڑے جو آپس میں ضد نہیں۔ آخر یہ ایسا ہی ہوگا کہ کوئی روزوں کے لئے نماز چھوڑے یا بعذرِ قیام زکوٰۃ دینے سے منہ موڑے۔ علاوہ بریں جو زیادہ مہم اور زیادہ موکد ہے وہ اِن بدمذہبوں ہی کے مکلبوں کا رد ہے جو اسلام کے پردے میں آیتیں حدیثیں سناتے ہیں اور معنیٰ بدل کر اپنی خبیث

تاویلوں سے چھل کر عوام کو بہکاتے ہیں، مسلمانوں پر ان کا ضرر کافروں سے کہیں بڑھ کر، کہ مسلمان اگرچہ کتنا ہی حد بھر کا جاہل ہے، اتنا پہچانتا ہے کہ کافر کا دین صریح باطل ہے، تو اس بات پر کان نہ دھرے گا اور اس کے بکنے کی پرواہ نہ کرے گا۔ اور بدمذہب کا فساد تو کھجلی کی طرح اڑ کر لگتا ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ارشاد ہوا ہے۔ اس وقت اسے دیکھو جب وہ بڑا خدا ترس بن کر آئے اور دکھاوے بناو کے رنگ جمائے اور داڑھی پھٹکارے، اور ڈھیلا جبہ سنوارے، اور عمامے کا گھیر بڑا کرے۔ کہ لوگوں کو امامت کا وہم گزرے۔ عوام کے آگے علماء کا روپ بھرے اور آیتیں روایتیں ذکر کرے، پھر ان کے دلوں میں وسوسہ ڈالے کہ جو اس نے کہا ہے وہی قرآن و حدیث سے ثابت ہوا ہے۔ تو یہ وہ مرض ہے جس کے علاج میں عاجز آئیں اور وہ مکر ہے۔ جس سے پہاڑ ٹل جائیں۔ بس ہر مہم سے بڑھ کر مہم یہی ہے کہ اس کا کام بگاڑا جائے۔ بعنایت الٰہی اس کا مکر اسی کے گلے پر الٹا جائے۔ اس کی بری باتوں کی تغییر کریں۔ اس کی کھلی ڈھکی خرابیاں تشہیر کریں۔ وہ بات ہے جس کو ابن ابی الدنیا نے کتاب ذم الغیبۃ میں اور حکیم ترمذی اور حاکم نے کتاب الکنٰی اور شیرازی نے انقلاب میں اور ابن عدی اور طبرانی نے کبیر میں اور بیہقی اور خطیب نے نہر بن حکیم سے انھوں نے اپنے باپ انھوں نے ان کے دادا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اترعون عن ذکر الفاجر ة متی یعرفه الناس اذکروا الفاجر بما فیه یحذره الناس یعنی کیا فاجر کو برا کہنے سے پرہیز کرتے ہو۔ لوگ اسے کب پہچانیں گے۔ فاجر کے عیب بیان کرو کہ لوگ اس سے ڈریں۔ اور وہ جو صلحکلیوں کا بڑا بوڑھا عذر کناں، کہ نزاع کا انداز چنین و چناں، اس کا منشا تو وہی ہے جو بعض عوام سے وقوع میں آتا ہے کہ حمایت مذہب میں گالی گلوج

مار پیٹ بڑا جھگڑا دخل پاتا ہے، جس کے سبب مقدمہ نصاریٰ اور ان کے حاکموں کے یہاں جاتا ہے۔ کہ آج ہمارے شہروں پر انھیں کا قبضہ ہے۔ اس کا علاج یہ تھا کہ عوام کی یورش گھٹائی جائے، اور غصّے میں خفت عقل سے وہ جو کر بیٹھے ہیں اس کی برائی بتائی جائے، اگر وہ مان لیتے تو بہت اچھا، ورنہ خدا ایک گناہ دوسرے پر نہیں رکھتا۔ اور خدا کی پناہ کہ روشن شریعت کسی ناگوار بات کے بند کرنے کو اس چیز کا حکم فرمائے جو اس سے بھی زیادہ بری اور بیہودہ ہو کہ مار، گالی، بیڑیاں، جیل خانہ جرمانہ ان کا دین نہ لے جائے گا۔ بخلاف اس محبت و اتفاق و اتحاد کے جس کی طرف تم بلاتے ہو کہ یہ انھیں بد دین بنا دے گا۔ تو اب غور کر اے وہ جس نے اپنے بھائی کو بادل کے چھینٹے سے بچانے کا ارادہ کیا اور خود بھی پرنالے کے نیچے کھڑا ہو گیا، اور اس بھائی کو بھی وہیں کھڑا کر لیا اور اگر ہم مان لیں کہ دونوں باتوں کی برائی یکساں ہے، تو یہ تیرے لئے کس نے جائز کیا کہ ایک حرام مٹانے کو دوسرا حرام کرے کیا یہ شریعت ہے یا حکم نفس و شیطان ہے۔ بلکہ اگر برابر ہوتے تو نہ برابر ہوتے کہ تو نے وہ حرام جو تیرے بعض بھائیوں نے کیا یوں مٹایا کہ دوسرے حرام کا تو خود بھی مرتکب ہوا اور اس بھائی کو بھی اس کی طرف بلایا، تو پہلے فقط اسی کا پاؤں پھسلا۔ اور اب تو اور وہ دونوں گمراہی میں مبتلا، جانے دے ہم تیرے لئے ان سب سے درگزرے۔ تجھے اتنا بس تھا کہ نزاع فساد خیز چھوڑنے کی طرف بلاتا تو قوم کو اس محبت و اتحاد کی دعوت دینے پر تجھے کس نے ابھارا، کیا تو نے اس سے شرع مبین کی مخالفت نہ کی۔ کیا تو نے اس سے عام مسلمین کی خیانت نہ کی۔ اور تجھے صلح کلیوں کے بڑے بوڑھے! ہم دیکھتے ہیں کہ اس پر بھی تو نہ رکا بلکہ اترا کر اڑ چلا اور مذہب سے انتہا درجے کی ضد باندھنے پر تلا۔ کیا ہم نہیں دیکھتے جو تیری

تحریروں میں ہے۔ تیرے لکچراروں اسپیکروں کی تقریروں میں ہے، سُنیت کی توہین منانا، بدمذہبی کو آسان بتانا، حق کی مذمت، باطل کی مدحت ائمہ اسلام کی سخت اہانت، کمینے گمراہوں کے نغمے، بلکہ یقیناً کفروالحاد کے کلمے، کیا یہ دین ہے، کیا یہ شرع ہے، کیا یہ اسلام؛ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العزیز العلام۔ اب اپنے عذروں سے سوجھ جو تیرے کبیرہ گناہوں سے بھی زیادہ بے لطف تھے۔ کدھر تتر بتر گئے۔ کیا تیرے مکر سے تیرے دل کی گھٹن جانے والی ہے اور اللہ اپنے دین کا نگہبان ووالی ہے۔ اور سب خوبیاں خدا کو جس نے ساری مخلوق پالی ہے۔ صلحکلیوں کے اسی مکر ملعون کے رد میں رسالہ مبارکہ مسمّٰی بنام تاریخی سوالات حقائق نما برؤس ندوۃ العلماء کے آخر میں حضور پرنور آقائے نعمت دریائے رحمت امام اہلسنت مجدد اعظم فاضل بریلوی اعلیٰ حضرت قبلہ مولانا شاہ عبدالمصطفیٰ محمد احمد رضا خاں صاحب قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک مبارک مضمون ہدایت مشحون ہے جس کو اپنے سنی بھائیوں کی ہدایت و رہنمائی کے لئے ہم یہاں نقل کرتے ہیں۔ وھوذا۔

مسئلۂ حب و بغض پر بعض ضروری کلام

اے شجر بشر کی بے شمار شاخو! آخر تم ایک اصل ایک زمین ایک پانی ایک ہوا سے ہو۔ ایک باپ کے بیٹے ایک ماں کی اولاد آپس میں حقیقی بھائی۔ ع

کہ دراصلِ خلقت زیک جوہرید۔

تم سب میں وہی وداد و اتحاد کار تھا جو سگے بھائیوں میں ہوتا پھر تم میں خلاف و شقاق نے کدھر سے راہ پائی۔ مجانین تو بحث سے خارج ہیں۔ جن کی الفت یا نفرت کسی کے لئے سبب درکار نہیں۔ میں تم عقلاء سے پوچھتا ہوں کہ جب

تم میں ایسا عظیم رشتۂ یکجہتی قائم ہے تو تمہارا باہم بلاوجہ خلاف یعنی چہ ہاں وجوہ ضرور
ہیں۔ اور زر و زمین و مال و ملک وجاہ و غرض و دم وغیرہ بہت کثیر و موفور ہیں مگر
ان سب میں نازک تر سب سے سخت تر تخالف مذہبی کہ چیز جتنی زیادہ عزیز اسی
قدر اس کے باعث نزاع قوی۔ ہر پابند مذہب کو اگرچہ کیسا ہی باطل پر ہو مذہب
سے زیادہ کوئی شئے پیاری نہیں۔ ہم دیکھتے ہیں بہت لوگ مال وجاہ میں
درگزر کر جاتے ہیں چھوڑ بیٹھتے ہیں۔ صلح پر آتے ہیں۔ مگر اہل مذہب مذہب کا کوئی
حصہ نہیں چھوڑ سکتے۔ ترک درکنار بعض پر مصالحے کی گنجائش نہیں رکھتے تو مخالفت
مذہب اعلیٰ ذریعہ بغض و منافرت ہے جس کا مٹا دینا اٹھا دینا خارج از طوق بشریت
ہے تو ایسے امر میں کوشش فضول علت تخالف جب تک باقی تخلف معلول کیونکر
معقول خصوصاً جبکہ کچھ بندگان خدا کی نہایت تعظیم غایت تکریم کہ مذہبی حکم سے جس کے
وہ اہل ہیں ایک فریق کی جان ایقان ہو اور انہیں بندگان خدا کی کمال توہین،
تحقیر مبین مذہبی ہی مسئلے سے دوسرے فریق کا جزء ایمان ہو۔ (جیسے روافض
وخوارج و نواصب ووہابیہ دیوبندیہ و نجدیہ وغیر مقلدین و مرزائیہ و چکڑالویہ وغیرہم
کہ ان سب کا مدار مذہب معظمین مذہب اہلسنت اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم وانبیائے کرام علیٰ سیدہم وعلیہم وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام و صحابۂ
عظام واہل بیت فخام واولیائے عالی مقام وائمۂ اعلام رضی اللہ عنہم العزیز العلام کی
بدگوئی واہانت ہے۔ جن کا مختصر بیان خود اسی فتوے میں مثبت ہے۔) کوئی نزاع
مٹا کر فریقین میں سچا اتحاد قائم کرنے کی تین صورتیں ہیں۔ ایک فریق دوسرے کا قول
تسلیم کرلے یا دونوں اپنے بعض قول سے گزر کر کسی متوسط حد پر راضی ہو جائیں۔ یا با
بہ النزاع سے غرض ہی نہ رہے کہ وجہ تنافس و باعث تدابر و تہاجر ہو اور جب فریقین

متنازع فیہ سے غرض بھی نہ چھوڑیں۔ اور اپنے دعویٰ سے تنزل بھی نہ کریں تو ارتفاع
نزاع وقطعِ انقطاع ہرگز معقول نہیں۔ دنیوی نزاعوں میں یہ سب صورتیں متیسّر
ایک زمین پر زید وعمر کا تنازع ہے ان میں ایک مان لے کہ واقعی یہ دوسرے کی
ہے یا نصف نصف پر تصفیہ کر لیں یا ایک یا دونوں چھوڑ کر چلتے ہوں کہ بلا سے
کوئی لے ہم باز آئے۔ مذہبی نزاع میں ان میں سے کون سی صورت (صلحکلی)
حضرات کے عالی خیالات میں ہے۔ کیا سنّی معاذ اللہ مذہبِ حق چھوڑ کر رافضی
خارجی ناصبی وہابی دیوبندی نجدی غیر مقلد مرزائی چکڑالوی نیچری ہو جائیں۔ یا
یہ امید کہ باقی فرقے سب اپنے اپنے باطل مذہبوں سے توبہ کر کے مذہب حق پر ایمان
لے آئیں۔ یا یہ کہ کچھ حصہ مذہب سنّی چھوڑ دیں کچھ پارہ مذہب سے وہ فرقے مُنہ
موڑیں۔ آدھوں آدھ پر فیصلے کی ٹھہرائیں۔ یا یہ کہ جھگڑے کے گھر بکھیڑے کے
مکان خلاف کی جڑ نزاع کی کان یعنی دین و مذہب کو آگ لگائیں۔ خاص دنیا کے بنیئے
پورے آزاد بے لگام و ممنونِ مہارِ الحاد ہو کر یک رنگی واتحاد کے رنگ رچائیں یعنی

ع وہ سر ہی ہم نہیں رکھتے جسے سودا ہو ساماں کا۔

یار رقیباں جدل فزوں می شد یار را کشتہ از جدل رستیم

ء یعنی تھی رقیبوں سے لڑائی روز کا جھگڑا افساد
مار ڈالا یار کو طے ہم نے قصہ کر دیا!

یعنی اگلی تین صورتیں تو ہونے سے رہیں اور ندوہ (دسیرت کمیٹی و مسلم لیگ
ومجلس احرار و جمعیت خاکسار) کے خود اقرارات (اور ان خود صلح کل مولویوں کے
اعلانات وبیانات) ہیں کہ وہ مقصود نہیں۔ ہاں مشکل اخیر منظور ہو تو کوشش ٹھیک
ہے۔ حالِ وقت سے قریب و نزدیک ہے (مولوی حالی صاحب اپنے مسدس

میں شریعتِ صلحکلیہ کا فتویٰ سُنا چکے کہ ؎

سدا ایک ہی رُخ نہیں ناؤ چلتی۔ چلو تم ادھر کو ہوا ہو جدھر کی۔

مولوی شبلی نعمانی صاحب مذہب صلحکلیت کا حکم روشن و واضح طور پر بیان فرما چکے کہ ؎

سمجھو تو ذرا وقت کیا ہے کس سمت زمانہ چل رہا ہے
نیرنگیوں پر بھی کچھ نظر کی! دیکھو تو ہوا ہے اب کدھر کی

آزادی و اتحاد کی ہوا چل رہی ہے، قومی ہمدردی ہزاروں درد کے پہلو بدل رہی ہے۔ اُمراء سے چل کر غربا تک آئی جہلا سے ابل کر علماء پر چڑھائی دین پر قیام آگ پر صبر ہے۔ قائم علی الدین کالقابض علی الجمر ہے یصبح مومنا و یمسی کافرا ملحداً باطناً و مومن ظاہراً۔ خلط ملط اتفاق و اتحاد کے لئے اس وقت سے بہتر کون سا وقت پاؤ گے۔ گھل مل جاؤ۔ سب ایک ہو جاؤ۔ ہوا دار سڑکوں پہ (عورتوں کو پہلو میں بے پردہ بٹھائے) بگھیاں اڑاؤ گوشۂ عافیت میں گھٹ کر رہ جاؤ گے۔ اور اگر یہ بھی منظور نہیں تو جان برادر! یہ کیوں کر بنے مختلف گروہ مذہب نہ چھوڑیں۔ پھر مذہبی حیثیت سے ایک ہو جائیں۔ یہ ناشدنی مذہبی حیثیت عقائد کی مخالفت جب تک باقی تنافر باقی۔ تنافر باقی تو وہی ناچاقی۔ یہ ظاہری وفاق باطنی شقاق کھلا نفاق اور نام اتفاق کچھ چلا بھی۔ تو اس گھال میل کے نتائج دیکھئے وہ شرمناک واقعے ہولناک حادثے جنھیں مٹانے کے بہانے یہ اتفاق کے ولولے اتحاد کے وسوسے آخر کیوں ہیں؟ تخالف مذہب سے جب مذہب باقی تو الگ رہنے پر ایک ہوتے ہیں۔ مختلط ہونے پر دشمنی رکھتے ہیں۔ آخر تحریراتِ ندوہ میں خود اقرار ہے کہ طبائع سے اس کا زوال نہ ہوگا۔ تو آگ بارود میں جدائی ہی

بہتر کہ دور رہنے پر اشتعال نہ ہوگا۔ دیکھئے دو مختلف مذہبوں کے رسمی میلے
جب ایک زمانے میں آتے ہیں اپنا پرایا حاکم رعایا سب پر وہ دن فکر میں جاتے
ہیں۔ شریف بیچارے گردش کے مارے اپنی عزت کی خیر مناتے ہیں۔ زید نے آگ
سلگائی بارود بنائی ہر ایک کی جگہ جدا ٹھہرائی۔ عاقل تو سمجھے کہ سبب کیا ہے؟
غافل حیران کہ یہ عجب کیا ہے اے آگ! اے بارود! تم دونوں کا خدا ایک نبی
ایک کہ ہر شے حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے دائرۂ رسالت میں
آئی ہے۔ مالک ایک مکان ایک کہ زید کے گھر زید کے ہاتھ پر خالق جل جلالہٗ سے
نعمت وجود پائی ہے۔ پھر تم دونوں میں شتّٰی اختلاف طبع ہو مگر جب اتنا اتحاد
ہے کہ ایک ہی رہو۔ اب عقلاء سے دادِ انصاف طلب کہ وہ جدائی جس کی تاکید
حدیث میں آئی جیسے دین میں نافع تھی کہ صحبت خلافت سے تاثر نہ ہو یوں ہی
دنیا میں نافع کہ اشتعال بے محل سے تفرر نہ ہو بخلاف اس دعوائے اتفاق کے
دین و دنیا دونوں کا زیاں وہاں مذہب پر اندیشہ یہاں امن و اماں کا دشمنِ
جاں اور واقعی مخالفت شرع سے شر ہی پیدا شرع سے بڑھ کر کون مصلحت کا
دانا۔ اس اتفاق و اتحاد میں بھلائی ہوتی تو شرع میں کیوں تاکید جدائی ہوتی
ہاں یہ اتفاق دین میں مضل دنیا میں امن و عافیت کا مخل۔ اور وہ بغض شرعی بر
وجہ شرعی دین کا راعی امن کا داعی اصلاح و فلاح دارین میں ساعی۔ مولیٰ
تبارک و تعالیٰ شرع مطہر پر استقامت بخشے۔ عافیت دے سلامت بخشے۔
خلط بدع و ہوا سے بچائے۔ فتن و محن کی ہوا سے بچائے حق پر دنیا سے اٹھائے
دولت دیدار عطا فرمائے نصیب احبا فیروزی کرے شفاعت مصطفےٰ روزی
کرے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم وعلیٰ آلہٖ وصحبہ وابنہٖ وحزبہٖ وبارک وکرم آمین

آمین یا ارحم الراحمین والحمد للہ رب العلمین۔ انتھی

قالت الصلحکلیۃ:۔ ہمارا یہ مطلب نہیں کہ موقع پر احقاق حق ترک کیا جائے نہیں ہرگز نہیں بلکہ مقصد صرف اس قدر ہے کہ دوسرے فرقے والوں کو مخاطب نہ کیا جائے ان کے اقوال وکلمات نقل کرکے ان کا رد نہ کیا جائے۔ بس فقط۔ اپنے عقائد ومسائل بیان کردیئے جائیں۔ اہلسنّت کے عقائد ومسائل کا بیان کردینا ہر مخالف کا رد ہے۔ اس طریقے پر عمل کرتے سے کسی فرقے کی دل آزاری بھی نہ ہوگی کسی فرقے کو مخاطب کرکے اس کے اقوال نقل کرتے ہوئے ان کا رد کرنا یہ نہایت برا طریقہ ہے مصلحت کے خلاف ہے۔ ایسا کرنے سے اس فرقے کو شہرت حاصل ہوتی ہے ان کو ضد بڑھ جاتی ہے اور وہ شدت کے ساتھ اپنے عقیدوں کا اعلان کرنے لگتے ہیں نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اگر ان کو مخاطب نہ بنادیا جاتا اور ان کے رد وطرد کا اعلان نہ ہوتا تو دس بیس ان کے ہم خیال ہوجاتے مگر ایسا کرنے سے ہزاروں لاکھوں انکے ہم عقیدہ بننے چلے جاتے ہیں۔

اقول:۔ بدمذہبوں گمراہوں کے اقوال کفر وضلال کا ابطال وازہاق اور مذہب حق کا اثبات واحقاق صلحکلیوں کی مصلحت کے خلاف ہو مگر سنۃ اللہ وسنۃ الرسول وسنت صحابہ وسنت ائمہ وسنت علماء کے مطابق ہے۔ جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم۔ قرآن وحدیث واقوال ائمہ وعلمائے قدیم وحدیث میں آج تک بدمذہبوں گمراہوں کا رد وطرد ہی معمول رہا۔ قرآن عظیم سے تحفہ اثنا عشریہ وغیرہا تک گمراہوں کو مخاطب ہی بنا کر ان کا رد ہوا ہے اور جادلھم کا صیغہ خود اس کا حکم دے رہا ہے نہ وہ جو صلح کلیہ کہتے ہیں کہ مخاطب نہ بنایا جائے۔ رد کا اعلان نہ ہو۔ اگر بدمذہبوں بددینوں کو مخاطب بنا کر ان کے اقوال کفر و

ضلال کے رد و ابطال کا اعلان نہ ہوتا تو وہ چھپی آگ کی طرح چپکے ہی چپکے پھونکتے رہتے۔

صلحکلیو! تم کیا جانو کہ بدمذہبوں میں دعوت باطلہ و تکلیف جہلہ کا کس قدر پرجوش داعیہ ہوتا ہے جسے کسی اشتعال کی حاجت نہیں۔ صلحکلیو! اچھی کہی کہ ان کو مخاطب نہ بنایا جاتا اور ان کے رد کا اعلان نہ ہوتا۔ یعنی وہ اپنا کام کرتے رہتے اور اہلسنت چپکے دیکھا کرتے موذی کو کوئی نہ مارے تو دلی تک مارتا چلا جائے۔ ع

نیش عقرب نہ از پے کین است ۔ مقتضائے طبیعتش ایں است

صلحکلیو مولویو! تمہارے نزدیک دس بیس سنیوں کا گمراہ ہو جانا کچھ بات نہیں مگر اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے نزدیک بہت سخت ہے۔ تحسبونہ هینًا وهو عند اللہ عظیم۔ علماء پر کوشش واجب اور رد و سد لازم آگے تقدیر ہو چکا ہے۔ ولو شاء اللہ لجمعهم علی الهدیٰ فلا تکونن من الجٰهلین ۔ صلحکلی مولویو! صدہا مسائل وہ نکلیں گے کہ ان میں مخاطب کے قول کو بغیر نقل کئے ہوئے کوئی طریقہ احقاق حق میسر ہی نہیں اور جہاں ہو بھی تو بے تصریح صریح نہ فہم عوام اسے جواب ٹھہرائے نہ وہ گمراہ اپنی لن ترانیوں سے باز آئے۔ اس کا حاصل یہی ہوگا کہ وہ کہتا رہے میرے مقابلے سے سب عاجز ہوئے۔ میرے جواب میں سب ساکت رہے۔ ادھر عوام جہلا بھی یہی سمجھیں جو قانع تھے۔ مذبذب ہو جائیں۔ جو مذبذب تھے بدمذہب ہو جائیں۔ مثلاً روافض حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اکبر و حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شان اقدس میں اپنے خبث باطن سے جو مطاعن خاصہ

بچتے ہیں صلحکلی مولوی صاحبان نہ ان کے اقوال کو نقل کریں نہ ان کے رد کو شہرت دیں بلکہ حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے فضائل و مناقب بطور خود کسی رسالے میں لکھیں اسے نہ کوئی جواب سمجھے گا نہ عوام کو تسکین دے گا نہ ان غوغائیوں کی دہن بندی کرے گا۔ وہ برابر کہتے رہیں گے کہ سنیوں کو جواب نہ ملا۔ ملتا تو کچھ پیش نہ کرتے۔ پھر یہ طریقہ عوام کے نزدیک بھی بلاشبہ سکوت محض کی مد میں رہے گا اور اس کا جو اثر بد پڑے گا اگرچہ صلحکلیۂ غالیہ کے نزدیک بد نہ ہو کہ ان کے خیال میں کلمہ گویوں کے سب فرقے حق و ہدایت پر ہیں۔ مگر مذہب اہلسنت کا خون کر دے گا۔ اگر یہ طریقۂ سخیفہ کافی ہوتا تو ایسی کتب روافض کے مقابل صحیح بخاری شریف بلکہ قرآن عظیم ہی کے ترجمے کا طبع کر دینا کفایت کرتا کہ جا بجا صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مناقب جلیلہ سے مالامال ہے۔ وللہ الحمد! احادیث صریحہ کثیرہ خاص اسی طریقۂ انیقہ رد کے حکم میں آئیں اور خود بکثرت وافرہ اسے عمل میں لائیں جسے صلح کلی مولوی مضر و شنیع و موجب شیوع ضلال فظیع بتا رہے ہیں اور آپ لوگوں کو متنبہ کروں اس سے بہتر کسی حافظ سے کلام اللہ شریف کی تلاوت کر کے سنئے دیکھئے از اول تا آخر کس قدر رد گمراہاں فرمایا اور جا بجا محل رد میں اللہ عزوجل اور اس کے انبیائے کرام علیٰ سیدہم و علیہم و علیٰ آلہ الصلاۃ والسلام نے انہیں مخاطب بنایا۔ پھر عجب ہے کہ مولویان صلحکلیت خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بھی زیادہ مصلحت جاننے کے مدعی ہوں غرض یہ وہ طریقۂ جدیدہ مخترعہ صلحکلیہ ہے کہ خدا و انبیاء و صحابہ و ائمہ و اولیا و علماء جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے لے کر حضرت مجدد الف ثانی و شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما سب کے خلاف پھر اسے عاقبت اندیشی

ومصلحت بینی و طریقۂ صحیحہ ٹھہرانا کیسا مقتضائے دین وانصاف۔

قالت الصلحکلیۃ :۔ زمانۂ سابق میں حکومت اسلامیہ کا رعب تھا مسلمانوں کے قلوب میں خوف خدا تھا اس وقت کی سختی تادیب وترہیب کا فائدہ دیتی تھی۔ علماء اور اہل اللہ کی ترچھی نگاہ دیکھ کر دل ہل جاتے تھے۔ اب وہ زمانہ نہیں۔

اقول :۔ حضرت امام احمد بن حنبل ہی کا زمانہ دیکھو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ خود بدمذہبوں کی حکومت تھی۔ بدمذہبی کا ڈنکا اس زور شور سے بجتا تھا کہ خدا کی پناہ اگرچہ قرونِ مشہود بہا بالخیر میں سے تھا مگر مذہب اعتزال کا رنگ جم رہا تھا ایسے وقت میں انھوں نے تقیہ نہ کیا (جیسا کہ اب شریعت صلحکلیہ میں فرض ہے) جان دے دی مگر قرآن پاک کے مخلوق ہونے کا اقرار نہ کیا۔ ہم کہاں تک بیان کریں۔ اگر حق طلبی منظور ہو تو حضرت سید الشہداء شاہزادہ گلگوں قبا بیکس دشتِ جفا دافع کرب وبلا خامس آلِ عبا امام حسین شہید کربلا علی جدہ وعلیہ الصلاۃ والسلام والثناء کا واقعہ صلحکلی مولویوں کی کج فہمی کو بخوبی دور کرسکتا ہے۔ حضرت سیدی و مرشدی وارث الاکابر الاسیاد بالاستحقاق والانفراد تاج العلماء سراج العرفاء حامی السنن ماحی الفتن مولانا مولوی حافظ مفتی سید شاہ اولادِ رسول محمد میاں صاحب قبلہ قادری برکاتی قاسمی مارہروی دامت برکاتہم القدسیہ سجادہ نشین سرکار کلاں مارہرہ مطہرہ ضلع ایٹہ کا فتویٰ مبارکہ مسمّٰی بنام تاریخی غلبۂ فئۃ قلیلۃ الٰہیہ ملاحظہ ہو۔ اللہ عزوجل ہدایت بخشے۔
۱۳۵۸ھ
آمین۔

قالت الصلحکلیۃ :۔ اس وقت سنیوں کے سوا جتنے فرقے ہیں وہ سب

اتفاق و اتحاد پکار رہے ہیں۔ ان کے مقررین و واعظین ہر جگہ ہر فرقے کے مسلمانوں کے ساتھ محبت و مؤاخات مودت و موالات کے لیکچر دیتے رہتے ہیں لیکن تصلب کا سبق دینے والے یہ چند سنی مولوی ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ مسلمانانِ اہلسنت صرف اپنے آپس ہی میں میل جول اتفاق و اتحاد رکھیں۔ اور اہلسنت کے سوا ہر ایک فرقے سے بالکل علیحدہ و بیزار رہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ یہ بہت ہی تنگ دل اور وہ لوگ بہت ہی وسیع الخیال و وسیع الاخلاق ہیں۔

اقول :۔ وہابیۂ دیوبندیہ، وہابیۂ نجدیہ، وہابیۂ غیر مقلدین و مرزائیۂ قادیانیہ و نیچریہ و چکڑالویہ و رافضیہ و احراریہ و لیگیہ و خاکساریہ و آغاخانیہ و چادوہاتیہ و بابیہ بہائیہ و صلحکلیہ وغیرہم بدمذہبوں، لامذہبوں بد دینوں بے دینوں کے جس قدر فرقے ہیں یہ سب عوامِ اہلسنت ہی کو بہکا کر بہلا پھسلا کر اپنے اپنے فرقے میں داخل کر رہے ہیں۔ اِن سب فرقوں کے افراد کی اگر تحقیقات کی جائے تو ان میں فیصدی ایک وہ لوگ ملیں گے جو مجوس و ہنود و نصاریٰ و یہود وغیرہم کھلے ہوئے کفارِ عنود میں سے نکل کر ان فرقوں میں داخل ہوئے ہیں ورنہ فیصدی ننانوے وہی لوگ ملیں گے جو پہلے سنی مسلمان تھے اور اپنی بے علمی و ناواقفی و نافہمی و کم فہمی کی شامت یا کسی دنیوی باؤ یا لالچ کے سبب ان خبثا کی صحبت و محبت کی نحوست میں مبتلا ہو کر مذہب اہلسنت چھوڑ کر معاذ اللہ ان کفری مذہبوں میں سے کسی فرقے میں داخل ہو گئے ہیں اور اب بھی ان ناپاک فرقوں کے مبلغین و مکلبین اکثر و بیشتر عوامِ اہلسنت ہی کو بہکا کر اپنے کفری مذہب میں داخل کرانے کی

ناپاک کوششیں کرتے رہتے ہیں۔ تو یہ سب فرقے وہ ناپاک شکاری ہیں جو مسلمانانِ اہلسنّت کے دین و ایمان کا شکار کرنا چاہتا ہے۔ وہ اس سے متنفر ہو کر بھاگ جائیں بلکہ چڑی مار تو ان کو پھانسنے کے لئے ان کے آگے وہی دانہ ڈالتا ہے جو ان چڑیوں کو مرغوب و محبوب ہوتا ہے۔ جال کو چھپا دیتا ہے کہ چڑیاں بھڑک نہ جائیں۔ ایک ٹٹی سے اپنے کو چھپا لیتا ہے اس ٹٹی پر سیم کریلے کدو کی ہری ہری بیلیں چڑھی ہوتی ہیں۔ سبز سبز گھاس جمی ہوتی ہے کیوں کہ پرندوں کو جنگلوں میں لہلہاتا ہوا سبزہ بہت ہی پسند ہوتا ہے۔ پھر اس ٹٹی کی آڑ میں چھپ کر انہیں چڑیوں کی بولی بولتا ہے کہ وہ چڑیاں اپنی مرغوب پسندیدہ غذا اور خوشنما فرحت بخش سبزہ دیکھ کر اپنے ہم قوم کی بولی سن کر دھوکا کھائیں۔ اور شکاری کے جال میں آکر پھنس جائیں آخر یہ سب انتظامات کیوں ہیں؟ اسی لئے تو کہ جن چڑیوں کا پھانسنا اس چڑی مار کو منظور ہے وہ بھڑک کر اڑ نہ جائیں۔ اسی طرح یہ ناپاک فرقے اگر سنیوں سے بائیکاٹ کریں عوام اہلسنّت سے میل جول قطعاً چھوڑ دیں تو پھر ان سنیوں کو کیوں کر اپنے اپنے فرقہ میں داخل کر اسکیں گے کسی سنی مسلمان کو کس طرح بدمذہب بنا سکیں گے۔ البتہ دین و مذہب کا درد رکھنے والے متصلبین علمائے اہلسنّت جو ان بلبلانِ گلزار اسلام و طوطیانِ چمن سنیت کے محافظ و نگہبان بنائے گئے ہیں ان کا فرض منصبی یہی ہے کہ وہ مرغ زارِ مذہب اہلسنّت کی ان بھولی بھالی چڑیوں کو ہوشیار کرتے رہیں کہ ان سب فرقوں سے دور بھاگو یہ تم کو شکار کرنا چاہتے ہیں۔ ان فرقوں کا تمہیں خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعریف و توصیف سنانا در حقیقت شکاری کا چڑیوں کے آگے مرغوب دانہ ڈالنا ہے۔ وہ خوب جانتے ہیں

ے کرلیے ہیں شکاری کب ایسا برتاؤ کرے گا کہ جن بھولی بھالی چڑیوں کو وہ شکار

کہ سنی مسلمانوں کو خدا اور رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی حمد و نعت ہی پسند ہے۔ اس لئے ان کو حمد و نعت ہی کے گیت سنا کر پھانسا جاتا ہے ان کا اپنے آپ کو مسلمان مسلمانوں کا لیڈر مسلمانوں کا مولوی مسلمانوں کا پیر کہنا وہی شکار کی ٹٹی ہے۔ اگر نام اسلام کی ٹٹی اپنے اوپر سے ہٹا دیں تو کون سا سنی مسلمان ان کے جال میں پھنسے۔ ان کا اتفاق و اتحاد کے رنگ رچانا محبت و مودت کے ڈھونگ جمانا وہی اپنی بد مذہبی و بد دینی کے جال کو اس پردے میں چھپانا ہے۔ یہ ان فرقوں کی وسیع الاخلاقی نہیں بلکہ فن صیادی کی بدترین مشاقی ہے اور ہر بد مذہبی و بد عقیدگی سے اپنی پناہ میں لینے والا اللہ حی باقی ہے۔ جل و علا والصلوٰۃ والسلام علیٰ حبیبہ المجتبیٰ وآلہ وصحبہ وابنہ الغوث الاعظم وحزبہ ذوی المجد والعلا۔ اسی مضمون کو دوسرے الفاظ میں یوں سمجھئے کہ چور کبھی چلاتا یا شور مچاتا ہوا نہیں آتا وہ تو چوری کرنے کے لئے نہایت احتیاط کے ساتھ دبے پاؤں آتا ہے۔ کہ لوگ سوتے ہی رہیں اور وہ اپنا کام کر جائے۔ شور مچانا تو پہرہ داروں اور پاسبانوں کا فرض ہے۔ کہ وہ سونے والوں کو بیدار غافلوں کو ہوشیار کرتے رہیں تاکہ چوروں کی چوری سے لوگوں کی دولت محفوظ رہے۔ یہ سب بد مذہب بے دین فرقے تو مسلمانان اہلسنت کی متاع ایمان اور دولت دین و مذہب کو چرا رہے ہیں۔ اسی لئے یہ چاہتے ہیں کہ مسلمانان اہلسنت اتفاق و اتحاد محبت و وداد کی گہری نیند میں غافل پڑے سوتے رہیں۔ دین کے لٹیروں مذہب کے چوروں سے ہوشیار نہ ہونے پائیں۔ یہ ان کی ایمانی دولت کو چرا کر ان کو اپنا سا بد مذہب بنا دیں۔ لیکن حضرات متصلبین علمائے اہلسنت دامت برکاتہم وہ پاسبانان مذہب و ملت اور

نگاہبانانِ اسلام وسنیت ہیں جو بتوفیق اللہ تعالیٰ وبکرم حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پاسبانیٔ دین ومذہب کے اس فرضِ اہم کو جو ان پر سرکار ابد قرار شاہنشاہِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے مقرر فرمایا ہے۔ اس نازک زمانۂ پرفتن میں بھی بقدرِ قدرت وحسب استطاعت ادا کر رہے ہیں۔ اور تحریرًا وتقریرًا باآوازِ بلند اعلان فرما رہے ہیں۔ اتفاق واتحاد کی نیند میں سونے والے بھولے بھالے سنی مسلمانوں کو جگا رہے ہیں کہ ان سب بدمذہب فرقوں ان کے مولویوں ان کے لیڈروں سے ہوشیار رہو۔ یہ تمہارے دین ومذہب کے رکھوالے بن کر تمہارے اسلام تمہاری سنیت کو چرانے کی فکر میں ہیں۔ دیکھو سیاسی ترقی کے لالچ کی نیند اور اتفاق واتحاد کے خواب میں غافل نہ ہو جانا کہ معاذ اللہ دولتِ دین ومذہب سے ہاتھ دھو بیٹھو۔ ؎

سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے !
سونے والو جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے !
سونا پاس ہے سونا بن ہے سونا زہر ہے اٹھ پیارے !
تو کہتا ہے میٹھی نیند ہے تیری مت ہی نرالی ہے !
آنکھ سے کاجل صاف چرالیں یاں وہ چور بلا کے ہیں
تیری گٹھری تاکی ہے اور تو نے نیند نکالی ہے

حضور پرنور امامِ اہلسنت پاسبانِ مذہب وملت مجدد اعظم سیدنا اعلیحضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان اشعارِ مبارکہ میں اسلام وسنیت کی بے بہا دولت کو سونا اور دین ومذہب کی پونجی کو گٹھری اور بدمذہبوں بے دینوں کے

ساتھ اتفاق واتحاد و دوستی و وداد کو نیند اور سو جانا اور ان سے بحکم شریعت مطہرہ دور ونفور رہنے کو جاگ اٹھنا اور بیدار ہو جانا اور چشم بصیرت کو آنکھ اور ایمان کو کاجل فرمایا ہے کہ ایمان ہی چشم بصیرت کا وہ کاجل ہے جس کے بغیر دل کی آنکھ قطعًا اندھی ہے۔ چور اگر لوگوں کو جگاتا ہوا آئے تو چوری ہی نہ کر سکے۔ یہ بدمذہب و بے دین فرقے اگر اتفاق و اتحاد محبت و وداد کی گہری اور میٹھی نیند سے مسلمانانِ اہلسنت کو جگا دیں تو یہ بھی کسی سُنی مسلمان کے دین و مذہب پر کسی طرح کا کوئی حملہ ہی نہ کر سکیں۔ اس لئے ایمان و دین کے ان چوروں کو اسلام و سُنیت کی چوری میں کامیاب ہونے کے لئے ضروری ہے کہ باہمی محبت و وداد کے پنکھے جھل جھل کر دوستی و انقیاد کی ٹھنڈی ہوا دے دے کر سنی مسلمانوں کو اتفاق و اتحاد کی میٹھی نیند میں سُلائیں اور یہ اطمینان کے ساتھ ان کی متاعِ دین و مذہب کو چرائیں۔ چور ہمیشہ پہرہ داروں اور پاسبانوں کے دشمن ہوا کرتے ہیں۔ یوں ہی ایمان و دین کے یہ چور سب سے زیادہ انھیں پاسبانانِ اسلام و سُنیت حضرات علمائے اہلسنت ہی کے دشمن ہیں۔ اخباروں اشتہاروں میں ناولوں افسانوں میں کتابوں رسالوں میں تقریروں لیکچروں میں برابر پروپیگنڈے کرتے رہتے ہیں کہ یہ مولوی اتفاق و اتحاد کے دشمن ہیں۔ محبت و دوستی کے مخالف ہیں۔ وطن کے بدخواہ قوم کے غدار ہیں۔ سیاسی و اقتصادی ترقیاں مولویوں کو نہیں بھاتیں۔ ان سب بدگوئیوں کے بہتان پردازیوں کا مطلب صرف یہی ہے کہ یا تو یہ نگاہبانانِ اسلام سُنیت پاسبانانِ ملت و مذہب کو ڈرا دھمکا کر خاموش کر دیں تاکہ کوئی سوتوں کو جگانے والا ہی نہ رہے۔ اور دین و ایمان

کے چوروں کی بن پڑے۔ یا مسلمانانِ اہلسنّت اپنے دین و ایمان کے ان پہرداروں کی طرف سے بدظن اور اپنے اسلام اپنی سُنّیت کے اِن پاسبانوں کے دشمن ہو جائیں۔ ان کے جگانے کو خیال میں بھی نہ لائیں۔ اور اتفاق واتحاد کی میٹھی نیند میں پڑے خرّاٹے لیتے رہیں اور لصوصِ دین و سارقین ایمان برابر اپنا کام کرتے رہیں۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

اور پاسبان جو لوگوں کو چوروں سے ہوشیار کرتا پھرتا ہے۔ اس پر دل آزاری و اشتعال انگیزی و امن شکنی و منافرت انگیزی کے الزامات قطعاً نہیں لگائے جا سکتے تھے۔ کوئی نہیں کہہ سکتا ہے کہ یہ پہرہ دار لوگ ان چوروں کی دل آزاری کرتے ہیں۔ ان لوگوں کے جذبات کو چوروں کے خلاف بھڑکاتے ہیں۔ اگر یہ چپ رہا کریں تو امن وامان کے لئے ساتھ چوریاں ہو جایا کریں لیکن یہ چلا چلا کر لوگوں کو ہوشیار کر دیتے ہیں جو چوروں سے مقابلہ بھی ہو جاتے ہیں۔ مار پیٹ لڑائی جھگڑے کے واقعات بھی پیش آجاتے ہیں۔ گھر والوں اور چوروں کے درمیان منافرتیں بھی پھیل جانے اور بڑھ جانے کے حادثات رونما ہوتے ہیں۔ ان سب فسادات کی ذمہ داری انھیں پہرداروں پاسبانوں کے سروں پر ہے۔ کیا جو ایسا کہے دنیا اسے شفاخانۂ حیوانات میں بھیجے جانے کے قابل نہ ٹھہرائے گی۔ ہمارے اس بیان سے واضح وروشن کہ مذہبوں بے دینوں کے رد میں حضرات متصلبین علمائے اہلسنّت کے فتاویٰ کا مقصد ان کی تقریروں تحریروں کا منشا ہرگز یہ نہیں کہ امن و امان میں خلل پڑے یا طبقات و افراد میں باہم عناد و منافرت پھیلے۔ یا بڑھے۔ یا کسی کی دل آزاری کی جائے۔ یا کسی کے خلاف لوگوں کے جذبات

کو مشتغل کیا جائے بلکہ ان کا واحد مقصد اور خود ہمارے اس فتوے کا مقصود صرف یہ ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی طرف سے نگہبانی اسلام و سنیت اور پاسبانی مذہب وملت کا جو فرض خادمان دین و مذہب پاسبان اسلام و سنیت پر مقرر فرمایا گیا ہے۔ اس کو اپنی قدرت کے مطابق اپنی استطاعت کے موافق بتوفیق اللہ تعالیٰ وبفضل حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم بجالاتے رہیں۔ وحسبنا اللہ ونعم الوکیل ونعم المولیٰ ونعم النصیر۔ لوجہہ الکریم الحمد والصلوٰۃ المضیئۃ والسلام المنیر علیٰ حبیبہ الشاھد المبشر النذیر۔ والسراج المنیر الداعی باذن ربہ الی اللہ القدیر۔ وعلیٰ آلہ وصحبہ وابنہ وحزبہ بالتبجیل والتو قیر۔

اس خبیث صلحکلی فرقے کے کچھ افراد وہ ہیں جو مسلمانوں کے پیر بن گئے ہیں اور وہ اپنی مسند مشیخیت پر بیٹھ کر خرقۂ مکر پہنے ہوئے زور و فریب کے موٹے موٹے دانوں کی تسبیح کھٹا کھٹ گھماتے ہوئے اس طرح بھولے بھالے سنی مسلمانوں کو پھسلاتے ہیں کہ میاں یہ مولویوں کے جھگڑے ہیں۔ کہ فلاں کافر فلاں بدمذہب فلاں گمراہ ہے۔ ہم تو پیر فقیر لوگ ہیں۔ ہم کو اللہ اللہ کرنے سے فرصت کہاں کہ ان جھگڑوں میں پڑیں۔ پیر فقیر ہمیشہ ایسے جھگڑوں سے علیحدہ ہی رہتے ہیں۔ اور ان میں کے بعض جو مکارانہ تواضع اور فریب کارانہ انکسار کے لباس سے آراستہ ہوتے ہیں وہ یوں کہتے ہیں کہ اجی ہم تو فقیر ہیں۔ ہم تو اپنے آپ ہی کو سب سے برا سمجھتے ہیں۔ پھر ہم کیوں کسی کو برا کہیں۔ اور ان میں کے بعض مکار و عیار اپنے مریدوں کو یوں تلقین کرتے ہیں کہ

آسائشِ دو گیتی تفصیلِ ایں دو حرف است
و با دوستاں تلطف با دشمناں مدارا

دوستوں کے ساتھ مہربانی اور دشمنوں کے ساتھ مدارات رکھو تم کو دو جہان کا آرام مل جائے گا۔ بس جی اللہ اللہ کرو اور اس شعر پر عمل کرو۔ اور مولویوں کے جھگڑوں سے دور رہو۔ کوئی صوفی نما ملحد اپنے چیلوں کو یوں بہکاتا ہے کہ میاں ہمارا مذہب تو یہ ہے۔ ؎

حافظا گر وصل خواہی صلح کن با خاص و عام
و با مسلماں اللہ اللہ با برہمن رام رام

میاں جب اتنے بڑے ولی اللہ حافظ شیرازی علیہ الرحمۃ یوں فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کے ساتھ اللہ اللہ اور ہندوؤں کے ساتھ رام رام کیا کرو۔ تو ان مولویوں کے جھگڑوں میں پڑ کر کیوں کسی سے دشمنی مول لو۔ کوئی پردۂ درویشی میں چھپا ہوا زندیق اپنے دام افتادوں کو یوں سُناتا ہے کہ اجی سن لو! ہمارا مذہب تو عشق ہے اور مذہب عشق کا مسئلہ یہ ہے۔ ؎

مباش در پے آزار و ہر چہ خواہی کن
کہ در شریعتِ ما غیر ازیں گناہے نیست

تو ہم کیوں کر کسی کو کافر بے دین کہہ کر اس کا دل دکھائیں۔ ہمارے مذہب عشق میں تو کسی کا دل دکھانے کے سوا کوئی بات گناہ نہیں اور جو زندقہ و الحاد ہی تک کھل کر معاذ اللہ پہنچ گئے ہیں وہ تو معاذ اللہ یہاں تک بکتے ہیں کہ سب وہی تو ہے اس کے سوا ہے کون۔ کافر بھی وہی مسلمان بھی وہی وہابی بھی وہی سنی بھی وہی۔ کفر بھی وہی ظلمت بھی وہی نور بھی وہی عبد بھی وہی معبود بھی

وہی مخلوق بھی وہی خالق بھی وہی تو پھر ہم کس کو کافر کہیں کس کو مسلمان سمجھیں اب اِن آدم رو ابلیسیوں سے کون کہے کہ بے دینو! توحید ایمان ہے، وحدت حق ہے، اتحاد کفر ہے۔ وحدت تو اکابر اولیائے کرام و اعاظم عرفائے اعلام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا حصہ ہے اور انھیں حضرات صوفیہ نفعنا اللہ تعالیٰ فی الدارین ببرکاتہم القدسیہ کا اجماع و اتفاق و اتحاد ہے کہ یہ مسئلہ سراسر حال ہے۔ قال میں نہیں آسکتا[1] جو اگرچہ اس کے مفہوم کو کما حقہ ادا نہیں کر سکتا لیکن مسئلہ وحدت کی ایک گونہ تقریب الی الفہم کرتا ہے صرف یہ ہے کہ وجود واحد موجود واحد باقی جو کچھ ہے سب اسی کے مجالی و مرایا و مظاہر و ظلال ہیں کہ اپنی حد ذات میں اصلاً وجود و ہستی سے بہرہ نہیں رکھتے۔ کل شیٔ ھالك الا وجھہ وحدۃ الوجود کا روشن واضح بیان حضور پر نور امام اہلسنت مجدد اعظم فاضل بریلوی سید اعلیٰحضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رسالہ مبارکہ مسمّٰی بنام تاریخی اللطف بجواب مسائل التصوف و رسالہ مبارکہ مسمّٰی بنام تاریخی کشف حقائق و اسرار دقائق میں ملاحظہ ہو۔ وحدت تو وحدت ہی ہے بے ایمانو! تم تو توحید سے بھی محروم ہو۔ توحید کے معنیٰ ہیں معبود اور واجب الوجود ہونے میں اللہ عزوجل کو وحدہٗ لاشریک لہٗ ماننا اور تمہارا یہ ناپاک مسلک تو اتحاد ہے جو خالص کفر و الحاد ہے۔ اس کا مطلب تو یہ ہے کہ تمہارے دھرم میں تمہاری جورو اور ماں دونوں ایک، تمہارا باپ اور بیٹا دونوں ایک گوبر اور حلوہ دونوں ایک فرنی اور پاخانہ دونوں ایک تمہارا منہ اور پاخانہ پھرنے کی جگہ دونوں ایک، تمہاری بہنوں بیٹیوں کے سب اعضاء اور غیر مردوں کے بدن دونوں ایک، حلال و حرام دونوں ایک، زنا اور نکاح دونوں ایک، اپنی بیوی کے حقوق زوجیت ادا

---

[1] اس کا جس قدر خلاصہ الفاظ میں آسکتا ہے

کرنا اور کسی مرد سے منہ کالا کروانا دونوں ایک، ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم
تو یہ مسئلہ تمہارے لئے دھرم میں صرف اسی لئے ہے کہ شریعت مطہرہ کے احکام کی پابندی
سے بے قیدی اور اپنی نفسانی کا سیاہ کاریوں کے لئے آزادی اور اللہ و رسول
جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دشمنوں کی تکفیر شرعی سے چھٹکارا
حاصل کرلو یا ہر موقع و ہر محل میں اپنے اس ناپاک مسلک پر عمل کرنے کے لئے
تیار ہو۔ ؟ اگر پہلی صورت ہے تو تمہاری ابلیس پرستی و دہریت و بے دینی ظاہری
ہے اور اگر دوسری صورت کا اقرار ہے تو اس پر کھلم کھلا عمل پیرا ہونے سے کیوں
انکار ہے۔ کسی میدان کسی تاریخ کسی وقت کا اشتہار دے کر مجمع عام میں اپنی
اس ابلیسی چمر توحید کے تماشے دکھاؤ۔ حلوے کے بدلے پاخانہ کھاؤ، شربت کے
بدلے پیشاب نوش فرماؤ۔ اپنی ماں بہن بیٹی جورو کے ماتھوں پر جلی قلم سے
الوقف فی سبیل الشیطان کے بلّے لگوا کر سارے میدان کا چکر لگاؤ۔ اور ہر
قسم کے شیطانی کاموں کے لئے خود بھی وقف ہو جاؤ اور اپنی ماں بہن بیٹی جورو
کو اپنی چمر توحید کی تبلیغ کے لئے وقف کراؤ۔ آخر بابیوں کی "قرۃ العین" نے بھی تو
برقع اٹھا کر مردوں عورتوں کو بابیت کی تبلیغ کی تھی اور امت لیگیہ کے سیاسی پیغمبر
مسٹر جناح نے بھی اپنی لیگی امتیوں کو حکم دیا ہے کہ عوام کے بے حد دلچسپی لینے کے
لئے اپنی عورتوں کو میدان میں لائیں۔ تمہارے دھرم میں سب وہی تو ہے
پھر اپنی چمر توحید کی اس تبلیغ عام سے گریز کی کیوں ٹھہراؤ۔ اور تمہارے دھرم میں
ابلیس و شیطان بھی تو وہی ہے تو اس کے نام پر بھی ہرگز مت گھبراؤ اور تمہارے
اس ناپاک مسلک پر میدان اور میدان کے سارے تماشائی بھی تو سب وہی
ہیں تو مجمع عام میں برسر میدان اپنی چمر توحید کے یہ انوکھے نرالے تماشے دکھانے

سے بھی ہر گز مت شرماؤ۔ اپنی ناپاک چمر توحید کی اور سب ولربا ادائیں تو شاید بکمالِ بے حیائی دکھانے کے لئے کوئی مفت خوار نو گرفتار بہزار افتخار تیار بھی ہو جائے لیکن اپنے کھانے کا منہ اور پاخانہ پھرنے کی جگہ دونوں کے ایک ہونے کا ثبوت کیوں کر دے سکے گا۔ کذلك العذاب ولعذاب الاخرة اکبر لو کانوا یعلمون ط۔

پیارے سنی مسلمانو! بنظرِ انصاف ملاحظہ فرماؤ یہ ہے اِن مکّار صوفی نما شیطانوں کی چمر توحید جس کے پردے میں یہ اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہٖ وسلم کے دشمنوں کے کفر و ارتداد کو چھپاتے ہیں والعیاذ باللہ تعالیٰ۔
اس ابلیسی چمر توحید کا لاجواب مفصّل ردّ قاہر شیر بیشۂ سُنّت ناصر الاسلام مظہرِ اعلیٰ حضرت حضرت مولوی مولانا حافظ قاری مفتی شاہ ابو الفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خاں صاحب قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی متع اللہ المسلمین بطول بقائہم القدسی کے رسالہ مبارکہ مسمّٰی بنامِ تاریخی "بدایونی سکوت عجز گریز مبہوت" میں ملاحظہ ہو۔
۱۳ ۵ ۲۹

پیارے سنّی مسلمانو! ان انسان صورت شیطانوں کی اس ابلیسی چمر توحید کو پیر نیچر کی تکذیب القرآن صفحہ ۲۹ والی عبارت ملعونہ سے جو دیباچہ میں گزر چکی ملا کر دیکھو۔ الحاد و بے دینی و زندقہ و دہریت کا کھلا ہوا نتیجہ دینے کے لحاظ سے دونوں عبارتوں میں کچھ بھی فرق ہے؟ جب معاذ اللہ سب وہی وہ ہے تو پھر کیسا اسلام کہاں کی دہریت کہاں کا ایمان۔ والعیاذ باللہ العزیز المستعان بہ الثقۃ و علیہ التکلان۔ یہ شعر کہ ؎

مباش درپئے آزار و ہرچہ خواہی کن :: کہ در شریعتِ ما غیر ازیں گناہے نیست :

ہرگز حافظ شیرازی علیہ الرحمۃ یا کسی اور ولی اللہ کا کلام نہیں۔ یقیناً کسی زندیق کا افتراو الحاق ہے۔ ایسی کھلی ہوئی دہریت جو اس سے آشکار ہے دلی اللہ تو ولی اللہ کوئی مسلمان بھی نہیں کہہ سکتا کہ دل آزاری کے سوا کوئی اور گناہ ہی نہیں۔ اور اگر بالفرض حضرت حافظ علیہ الرحمۃ ہی کا یہ شعر ہو تو اس کے ظاہری معنیٰ اس سے ہرگز مراد نہیں ہو سکتے بلکہ آزار سے مراد ناراض کرنا ہوگا۔ اور کفر و شرک سے لے کر مکروہِ تحریمی تک درجہ بدرجہ ہر فعل ایسا ہے جو اللہ و رسول جل جلالہٗ وَ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی ناراضی کا سبب ہے۔ تو اب اس معنیٰ پر یہ شعر جملہ منہیات شرعیہ کو حاوی ہو گیا کہ اللہ و رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی ناراضی کے مقابلے میں غیر کی ناراضی ناقابل اعتناء اور کالعدم ہے۔ شعر کا مطلب یہ ہو گیا ہے کہ اللہ و رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ناراض کرنے کے سوا کسی اور چیز کا نام ہماری شریعتِ مطہرہ میں گناہ ہے ہی نہیں۔ اب یہ شعر اس معنیٰ میں یقیناً کیسا حق ہے اور اللہ و رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین و تکذیب کرنے والوں کے اقوال کفریہ پر مطلع ہونے کے بعد بھی ان کو مسلمان کہنا ان کو کافر کہنے سے زبان روکنا ان پر شرعی فتوے کفر دینے کو ان کی ناحق دل آزاری بتانا یقیناً اللہ و رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ناراضی کا قطعی سبب اور خود کفر و ارتداد ہے۔ جو تمام گناہوں میں سب سے بدترین گناہ ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ اسی طرح یہ شعر بھی کہ ؎

آسائشِ دو گیتی تفصیلِ ایں دو حرف است
با دوستاں تلف با دشمناں مدارا!

صرف مسلمان دوستوں اور ایماندار دشمنوں ہی کے ساتھ خاص ہے۔ ہرگز

کفار و مشرکین و مرتدین کو عام نہیں۔ مطلب صرف اس قدر ہے کہ اپنے مسلمان بھائیوں میں جو لوگ تمہارے ساتھ دوستی کریں ان کے ساتھ مہربانی کرو۔ اور جو مسلمان بھائی کسی دنیوی منازعت یا ذاتی مخاصمت کے سبب تمہارے دشمن ہو گئے ہوں ان کی مدارات کرو۔ تو تم کو اس حب فی اللہ کے طفیل دونوں جہان کا آرام عطا فرمائے گا۔ اور اگر اس شعر کو کفار و مشرکین و مرتدین کے لئے بھی عام رکھا جائے تو خالص کفر و بے دینی ہوگا۔ پھر قرآن پاک و حدیث شریف کے روشن و واضح نصوص جلیلہ کے مقابلے میں کسی جاہل مجہول شعر گو کا بیباکانہ جاہلانہ افترائی الحاقی شعر مسلمان کے لئے کیا قابل قبول ہو سکتا ہے۔ اول تو حضرت حافظ علیہ الرحمتہ کے اس شعر کے معنی ہرگز وہ نہیں۔ جو پیر و مرشد و صوفی کہلانے والے صلحکلی نے گڑھے بلکہ یقیناً صرف مسلمانوں ہی کے حق میں مخصوص ہے۔ کما بینا۔ اور اگر بالفرض وہ عام معنی ہی اس شعر کی مراد ہوں تو یقیناً یہ شعر کسی جاہل بے باک کا الحاق ناپاک ہے۔ اسی طرح یہ ناپاک شعر بھی۔ ؎

حافظا گر وصل خواہی صلح کن با خاص و عام
با مسلماں اللہ اللہ با برہمن رام رام!

ہرگز ہرگز حضرت حافظ شیرازی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا نہیں۔ ان کے سارے دیوان میں اس نجس شعر کا ہرگز پتہ نہیں۔ حافظ شیرازی تو ولی اللہ و عارف باللہ ہیں۔ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ۔ کوئی جاہل سا جاہل مسلمان بھی ہرگز ایسا کفر نہیں بک سکتا کہ مسلمانوں کے ساتھ اللہ اللہ اور بت پرستوں کے ساتھ بتوں کی پوجا کرو۔ تو معاذ اللہ وصل الٰہی نصیب ہوگا۔ البتہ ایک مرتبہ حضرت سید الطائفہ سیدنا جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی گئی کہ کچھ لوگ ایسے

ہیں جو پیری فقیری کا دعویٰ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ شریعت کے معنیٰ تو ہیں راستہ اور راستے کی اسے ضرورت ہوتی ہے جو منزلِ مقصود کی طرف چل رہا ہے مگر جو اپنے منزلِ مقصود تک پہنچ گیا اس کو اب راستے کی ضرورت کیا رہی۔ ہم تو پہنچ چکے۔ اب ہم کو شریعت کی حاجت نہیں۔ سیّدنا جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا صدقوا لقد وصلوا ولکن الی این الی سقر یعنی انھوں نے سچ کہا خدا کی قسم بے شک وہ پہنچ گئے لیکن کہاں تک پہنچے؟ جہنم تک۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

تو اگر وصل کے وہی معنیٰ اس شعر میں بھی مراد لئے جائیں تو کسی جاہل بے قید کے اس جاہلانہ شعر کے معنیٰ بھی صحیح ہو سکتے ہیں کہ اے حافظ اگر جہنم کا وصل تو چاہتا ہے تو ہر ایک خاص و عام کے ساتھ صلح کر لے۔ مسلمانوں کے ساتھ اللہ اللہ اور ہندوؤں کے ساتھ رام رام کیا کرو۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

اپنے آپ کو سب سے بدتر سمجھنے کے الفاظ جو بعض عرفاء کے کلام میں وارد ہوئے ہیں اس کے یہ معنیٰ ہرگز نہیں کہ معاذ اللہ بحیثیت اعتقاد اپنے آپ کو کافروں مشرکوں مرتدوں سے بدتر سمجھتے ہیں۔ کہ یہ تو اپنے آپ کو کافروں مرتدوں سے بدتر سمجھنا نہ ہوا۔ بلکہ اپنے ایمان و اسلام کو کفار و مشرکین و مرتدین کے کفر و شرک و ارتداد سے بدتر ٹھہرانا ہوا۔

الاعتقاد

لا یمکن ان ینتفوہ بہ ھو من صحیح   وما ھو الا زندقۃ والحاد

فما ظنک بالعرفاء الامجاد   والعیاذ باللہ الملک الجواد

بلکہ حسرت دیدار خدا و رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم میں مشتاقانِ جمال خدا و رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نے اس انداز بیان سے اپنی تڑپ اور بے چینی اور بے قراری کو ظاہر کیا ہے کہ کفار و مشرکین کو دنیا ہی میں ان کے الٰہہ باطلہ کا وصال نصیب ہے جس کو انھوں نے اپنا مقصود سمجھ رکھا ہے۔ ان کو اس بارے میں سکون واطمینان حاصل ہے اور دیدارِ خدا و رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے تمنائی انتظارِ قیامت میں تڑپ رہے ہیں۔ بے چین اور مضطرب ہیں۔ تو قطعِ نظر اس سے کہ کفار و مشرکین کو ان کے اس دنیوی سکون واطمینان کے بدلے ہمیشہ کا عذابِ نار ہوگا۔ اور دیدارِ خدا و رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تمنا میں تڑپ تڑپ کر جان دینے والا ابدی راحتوں اور نعیمِ مقیم کا سزاوار ہوگا۔ صرف اسی دنیوی ظاہری سکون واضطراب کے لحاظ سے دیکھا جائے تو تڑپ تڑپ کر زندگی گزارنے والے گویا اس کا حال بہتر نظر آئے گا جو چین اور اطمینان کے ساتھ زندگی بسر کر رہا ہو۔ یہ قول گویا اس حدیث شریف کا ترجمان ہوا کہ فرمایا گیا الدنیا سجن المؤمن وجنۃ الکافر۔ یعنی دنیا مومن کے لئے قید خانہ اور کافر کے لئے جنت ہے۔ دیکھنے میں بظاہر اس شخص کا حال جو آزادی سے باغ میں رہتا ہو قیدی کے حال سے بہتر ہی نظر آئے گا کہ تڑپ تڑپ کر اپنی قید کے دن گزار رہا ہے۔ اگرچہ درحقیقت یہ اس کے حق میں رحمت و نعمت اور وہ اس کے لئے مہلت و نقمت ہے۔ ان جاہل صوفی نما گمراہ گروہوں سے کون کہے۔ ؎

تو چہ دانی زبانِ مرغاں را
کہ ندیدی گہے سلیماں را

تو اب جو شخص دیدارِ خدا و رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی حسرت و آرزو میں تڑپ تڑپ کر دنیوی زندگی کے دن گزار رہا ہو اور ہر وقت

اسی انتظار میں ہو کہ کب میں بتوفیق اللہ تعالیٰ ایمان کے ساتھ دنیا کے اس جیل خانے سے باہر نکلوں اور میرا زمانۂ فراق ختم ہو جو زبانِ حال سے برابر یوں عرض کر رہا ہو جس طرح حضور پر نور امام اہلسنت مجدد اعظم فاضل بریلوی اعلیحضرت عظیم البرکۃ مولانا مولوی حافظ قاری حاجی مفتی شاہ عبد المصطفےٰ محمد احمد رضا خاں صاحب قبلہ قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا رضی عنا بہ کمال سوز و گداز مالک کونین محبوب رب المشرقین والمغربین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم فی الملوٰکین کی سرکارِ کرم میں عرض کرتے ہیں۔ ؎

جان تو جاتے ہی جائے گی قیامت یہ ہے
کہ یہاں مرنے پہ ٹھہرا ہے نظارہ تیرا

وہ خدا ورسول جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں تنقیص و تکذیب کرنے والوں کے کلمات کفریہ پر مطلع ہونے کے بعد ان کو کافر مرتد کہنے سے ہرگز گریز نہ کرے گا۔ ہرگز ان کے کفر وارتداد پر اپنی صوفیت کا پردہ نہیں ڈالے گا کہ ایسا کرنے والا تو معاذ اللہ کافر مرتد ملوم اور دیدارِ الٰہی سے ہمیشہ کے لئے محروم ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ ؕ یعنی اور بے شک کفار اپنے رب کے دیدار سے اس دن محروم ہوں گے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ

بدمذہبوں بے دینوں مرتدوں کے اقوال کفریہ کا رد کرنا خدا ورسول جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی شانِ عالی میں توہین و تکذیب کرنے والوں کی مذمتیں اور ان کی برائیاں بیان کرنا ان کے اقوالِ خبیثہ کے مطابق ان پر بدمذہب گمراہ، کافر، مرتد بے دین ہونے کے احکام شرعیہ صادر کرنا ہرگز مولویوں کا جھگڑا نہیں بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا پاک کلام قدیم اس کا پیارا قرآنِ عظیم ان

امور سے لبریز ہے۔ توان صلحکلی پیر نما قزاقوں کے اس قول کامطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے کلام مجید میں معاذ اللہ جھگڑے بھرے ہوئے ہیں۔ ان مرشد نما ڈاکوؤں کو اللہ اللہ کرنے سے اتنی فرصت ہی نہیں ملتی کہ قرآنی جھگڑوں کی طرف توجہ بھی کرسکیں۔ والعیاذ باللہ تبارک وتعالیٰ۔

سب پیروں کے پیر اور جملہ میروں کے میر، پیر پیراں، میر میراں حضور پرنور قطب الاقطاب غوث الاغواث سیدنا الشیخ محی الدین ابو محمد عبد القادر الحسنی الحسینی الجیلانی البغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا ورضی عنا بہ سے بڑھ کر کون سا اللہ اللہ کرنے والا پیر فقیر ہوگا جن کا قدم باجماع اولیا، تمام اولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی گردنوں پر ہے۔ خود سرکار غوثیت مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کتاب مستطاب غنیۃ الطالبین شریف تصنیف فرمائی اور مسلمان کہلانے والوں میں جس قدر گمراہ بدمذہب مرتد فرقے اس وقت تک پیدا ہو چکے تھے۔ ان سب کے عقائد کفر وضلال نقل فرما کر ان پر صاف صاف احکام شرعیہ صادر فرما دیئے۔ پھر کیا ان کے اللہ اللہ کرنے میں کچھ کمی آگئی یا ان کے مراتب ولایت میں معاذ اللہ کچھ فرق پڑ گیا۔ حاشا بلکہ ہوا یہ کہ خود ان کے باباجان سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دین پاک نے ان سے آکر فرمایا کہ تم نے مجھ کو زندہ کر دیا تم محی الدین یعنی دین کو زندہ کرنے والے ہو۔ حضرت امام حجۃ الاسلام محمد غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جو اپنی کتاب تصوف احیاء العلوم شریف میں بدمذہبوں بد دینوں پر غلظت وشدت کے احکام شرعیہ بیان فرمائے کیا اس سے ان کی صوفیت میں کچھ نقصان آگیا۔ حاشا بلکہ انہیں علمائے ربانی واولیائے حقانی نے حجۃ الاسلام وحکیم الامۃ المحمدیہ مان لیا۔ اور اگر ان

صلحکلی متشمنین کو اتنی لیاقت نہیں کہ ان عربی کتابوں کو دیکھیں سمجھیں، تو چند اشعار مثنوی شریف کے ہم اس فتوے میں نقل کرتے ہیں۔ ؎

رو اشداء علی الکفار باش ‏ ‏ ‏ ‏ خاک بر دلداری اغیار باش

اسی میں فرماتے ہیں۔ ؎

دور شو از اختلاط یار بد ‏ ‏ ‏ ‏ یار بد تر بود از مار بد

مار بد تنہا ہمیں بر جاں زند ‏ ‏ ‏ ‏ یار بد بر جان و بر ایماں زند

اسی میں فرماتے ہیں ؎

صحبت صالح ترا صالح کند ‏ ‏ ‏ ‏ صحبت طالح ترا طالح کند

یعنی اے راہِ حق پر چلنے والے تو ہمیشہ کافروں پر سخت رہ اور غیروں کی دوستی پر خاک ڈال۔ بدمذہب دوست کے میل جول سے دور رہ کہ بدمذہب دوست تو زہریلے سانپ سے بھی زیادہ برا ہوتا ہے۔ برا سانپ صرف جان پر حملہ کرتا ہے لیکن بدمذہب دوست تو جان و ایمان دونوں پر حملہ کرتا ہے۔ نیک کی صحبت تجھے نیک بنا دے گی۔ بد کی صحبت تجھے بد بنا دے گی۔ کیا یہ تصوف کی تعلیمیں نہیں؟ کیا مولانا رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان اشعار میں اللہ اللہ کرنے سے روک رہے ہیں۔ کیا ان کی ولایت میں اس سے کچھ کمی آگئی۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

ان صوفی صورتوں ابلیس سیرتوں کا اس ضروری دینی مسئلے پر بھی ایمان نہیں کہ اللہ جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے دشمنوں کے اقوال کفریہ پر مطلع ہونے کے بعد جو شخص ان کو مسلمان کہے یا ان پر شرعی حکم کفر سنانے کو جھگڑا بتائے وہ خود بے ایمان ہے مسلمان ہی نہیں اور ایسا شخص اگر عمر بھر اللہ اللہ کرتا رہے تو اس کے سارے اعمال رائیگاں اور اکارت ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

مستقیم ہوجائیں۔ اس دولت کے ساتھ اگر وجد وحال کی دولتیں عطا فرمائیں تو ہم احسان مانیں گے ورنہ صرف اسی دولت سنیت کو کافی جانتے ہیں۔ جب یہ دولت ہے تو سب کچھ ہے۔ وجد وحال کی جو کیفیتیں اس نجات پانے والے فرقۂ اہلسنت کے عقیدوں پر ثبات واستقامت کے بغیر حاصل ہوں۔ ہم اسے استدراج[1] کے سوا کچھ نہیں جانتے ہیں۔ اور اس کو خرابی کے سوا کچھ نہیں سمجھتے ہیں۔ اور اس مستحق نجات فرقے کے اتباع کی دولت کے ساتھ جو کوئی کچھ بھی عطا فرمائیں تو ہم احسان مانتے اور شکر بجالاتے ہیں۔ اور اگر صرف یہی دولت اتباع فرقۂ اہلسنت عطا فرمائیں اور طریقت کا حال تصوف کا وجد وغیرہ کچھ بھی نہ دیں تو ہم کچھ پرواہ نہیں رکھتے ہیں اور اسی پر ہم راضی ہیں۔ پھر اسی مکتوب شریف میں صفحہ ۱۳۴ پر فرماتے ہیں۔

مصداق صحت کشف والہام مطابقت است با علوم علمائے اہلسنت اگر سر موئے مخالفت است از دائرۂ صواب بیروں است ھذا ھو العلم الصحیح والحق الصریح فماذا بعد الحق الا الضلال یعنی اولیائے کرام وصوفیائے عظام نفعنا اللہ تعالیٰ برکاتہم القدسیہ فی الدین والدنیا والآخرۃ کے کشف والہام کے درست وصحیح ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ علمائے اہلسنت دامت برکاتہم کے علوم وعقائد کے مطابق ہو۔ اگر ایک بال برابر بھی ان سے مخالف ہے تو دائرۂ صحت سے باہر ہے۔ یہی علم صحیح اور حق صریح ہے۔ تو حق کے سوا جو کچھ ہے گمراہی کے سوا اور کیا ہے۔ پھر اسی جلد کے مکتوب ۱۵۷ میں صفحہ ۱۵۸ پر فرماتے

---

[1] اللہ عزوجل کی طرف سے اسکے نافرمان بندوں کو جو ڈھیل دی جاتی ہے اسے استدراج کہتے ہیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ

والذین کفروا اعمالھم کسراب بقیعۃ یحسبہ الظمان ماء حتی اذا جاءہ لم یجدہ شیئا ووجد اللہ عندہ فوفٰہ حسابہ واللہ سریع الحساب[1] حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ والرضوان السبحانی اپنے مکتوبات شریف جلد اول کے مکتوب نمبر ۴۳ صفحہ ۵۹ میں فرماتے ہیں۔

استدلال وکشف ہرچند مخالف شریعت ست مردود ست کل حقیقۃ ردتہ الشریعۃ فھو زندقۃ۔ یعنی استدلال اور کشف جو کچھ بھی شریعت مطہر کے خلاف ہو مردود ہے۔ جس حقیقت کو بھی شریعت مقدسہ رد فرمادے تو وہ زندیقیت اور بے دینی ہے۔ پھر اسی جلد اول کے مکتوبات نمبر ۱۱۲ میں صفحہ ۱۲۳ پر فرماتے ہیں۔

کار آنست کہ بر عقائد اہلسنت وجماعت متحقق گردیم باین دولت اگر احوال ومواجید عطا فرمایند منت نہداریم. والا ہمیں دولت را کافی میدانیم چوں این ہست ہمہ ہست۔ پھر پونے تین ۳ سطر بعد فرماتے ہیں۔ احوال ومواجید کہ بے تحقق بحقیقت معتقدات این فرق ناجیہ میسر شود جز استدراج نمیدانیم وجز خرابی ہیچ نمی انگاریم۔ باین دولت اتباع فرقہ ناجیہ ہرچہ بدہند منت میداریم وشکر بجا می آریم واگر ہمیں را بدہند وہیچ از احوال ومواجید ندہند باک نداریم وراضی ایم۔

یعنی اصل کام تو یہی ہے کہ اہلسنت وجماعت کے عقیدوں پر ہم ثابت و

---

[1] یعنی اور وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا ان کے اعمال ایسے ہیں جیسے دھوپ میں چمکتا ریتا کہ پیاسا اسے پانی سمجھے یہاں تک کہ جب اس کے پاس پہنچا تو اسے کچھ نہ پایا اور اللہ کو اپنے پاس پایا تو اس نے اس کا حساب بھرپور دیا اور اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔ ۱۲ منہ

آنچہ بر ما و شما لازم است تصحیح عقائدست بمقتضائے کتاب و سنت بنہجیکہ علمائے اہل حق شکر اللہ تعالیٰ سعیہم از کتاب و سُنت آں اعتقاد را فہمیدہ اند و از آنجا اخذ کردہ ۔ چہ فہمیدن ما و شما از حیز اعتبار ساقط ست ۔ اگر موافق افہام ایں بزرگوار نباشد ۔ زیراکہ ہر مبتدع و ضالِ احکام باطلۂ خود را از کتاب و سُنت می فہمد و از آنجا اخذی نماید و الحال انہ لا یغنی من الحق شیئا ۔ یعنی وہ جو ہم پر اور تم پر لازم ہے عقیدوں کو قرآن کریم و حدیث عظیم کے مُطابق اسی طور پر صحیح کرنا ہے جس طور پر حضرات علمائے اہلسُنت نے اللہ تبارک و تعالیٰ ان کوششوں کو قبول فرمائے) قرآن و حدیث سے ان عقائد کو سمجھا اور ان سے استنباط کیا ہے ۔ کیوں کہ ہمارا تمہارا سمجھنا اگر ان بزرگواروں کی سمجھ کے مُطابق نہ ہو تو درجۂ اعتبار سے ساقط ہے ۔ اس لئے کہ مسلمان کہلانے والے ہر ایک بدمذہب و گمراہ اپنے باطل عقیدوں کو قرآن و حدیث ہی سے سمجھنے کا ادعا کرتا ہے اور اپنے گمان میں انھیں سے استنباط کرتا ہے ۔ حالاں کہ وہ حق کی جگہ کچھ بھی کام نہیں دیتا ۔ پھر فرماتے ہیں

ثانیاً علم باحکام شرعیہ ست از حلال و حرام و واجب ۔ ثالثاً عمل بمقتضائے ایں علم ست رابعاً طریقِ تصفیہ و تزکیہ کہ مخصوص بصوفیۂ کرام است قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم تا تصحیح عقائد نہ نماید علم باحکام شرعیہ فائدہ نمی دہد و تا ایں ہر دو متحقق نشوند عمل نافع نیاید ۔ و تا ایں ہر سہ میسّر نگردند حصول تصفیہ و تزکیہ محال است ۔ یعنی پھر دوسری بات یہ ضروری ہے کہ شریعت مطہرہ کے جو احکام حلال و حرام فرض و واجب وغیرہ ہیں ان کا علم حاصل کیا جائے ۔ تیسری بات یہ ہے کہ اس علم کے مطابق عمل بھی کریں ۔ چوتھی بات یہ ہے کہ تصفیۂ قلب و تزکیہ

روح کا طریقہ جو حضرات صوفیۂ کرام قدسنا اللہ تعالیٰ باسرارہم کے ساتھ خاص ہے اختیار کرے گا اپنے قلب اور اپنی روح کو پاک وصاف کریں۔ جب تک اپنے عقیدے درست نہ کرے گا احکام شریعت کا علم کچھ نفع نہ دے گا اور جب تک یہ دونوں باتیں حاصل نہ ہوں گی عمل کچھ مفید نہ ہوگا اور جب تک یہ تینوں باتیں میسر نہ ہوں گی قلب و روح کا تصفیہ و تزکیہ ناممکن ہے۔ پھر اسی جلد کے مکتوب نمبر ۱۹۳ میں صفحہ ۱۹۲ پر فرماتے ہیں۔

نخستیں ضروریات بر ارباب تکلیف تصحیح عقائد ست بر وفق آرائے علمائے اہلسنت و جماعت شکر اللہ تعالیٰ سعیہم کہ نجات اخروی وابستہ باتباع آرائے صواب نمائے ایں بزرگواران ست و فرقۂ ناجیہ ہم ایشاں و اتباع ایشاں و ایشانند کہ بر طریق آں سرور و اصحاب آں سرور اند صلوات اللہ تعالیٰ و تسلیماتہ علیہ و علیہم و علیٰ آلہ اجمعین و از علومے کہ از کتاب و سنت مستفاد ند ہماں معتبر ند کہ ایں بزرگواراں از کتاب و سنت اخذ کردہ اند و فہمیدہ زیرا کہ ہر مبتدع و ضال عقائد فاسدۂ خود را بزعم فاسد خود از کتاب و سنت اخذ می کند پس ہر معنے از معانی مفہومہ از نیہا معتبر نہ باشد۔ یعنی عاقل بالغ پر جو سب سے پہلا فرض ہے وہ یہ ہے کہ حضرات علمائے اہلسنت و جماعت شکر اللہ تعالیٰ سعیہم کی تحقیقات کے موافق اپنے عقیدوں کو درست کرے کہ نجاتِ اُخروی انھیں کے عقائد صحیحہ کے اتباع سے وابستہ ہے اور نجات پانے والے وہی حضرات اور انھیں بزرگواروں کا اتباع کرنے والے ہیں۔ اور وہی لوگ ہیں جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے طریقے پر ہیں۔ اور قرآن و حدیث سے حاصل کئے اور سمجھے ہیں کیونکہ مسلمان کہلانے والے ہر ایک بدمذہب

ہر ایک گمراہ بھی اپنے گمان فاسد میں اپنے عقائد فاسدہ کو قرآن و سنت سے حاصل کرتا ہے تو قرآن و حدیث سے سمجھ میں آنے والے تمام معانی میں سے ہر ایک معنیٰ کا اعتبار نہ ہوگا۔ پھر اسی صفحے پر فرماتے ہیں۔

از حضرت خواجہ احرار قدس اللہ تعالیٰ سرہٗ منقول ست کہ می فرمودند کہ اگر تمام احوال و مواجید را بما یدہند و حقیقت مارا بعقائد اہلسنت وجماعت متحلی نہ سازند جز خرابی ہیچ نمی دانیم و اگر تمام خرابیہا را بر ما جمع کنند و حقیقت مارا بعقائد اہلسنت و جماعت بنوازند ہیچ باکے نداریم۔ یعنی حضرت عبیداللہ خواجہ احرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر مواجید و حالات و کشوف و الہامات و خوارق عادات سب کچھ ہم کو دیں اور ہماری حقیقت کو اہلسنت و جماعت کے عقائد کے ساتھ آراستہ نہ کریں تو ہمیں خرابی کے سوا کچھ نظر نہ آئے گا۔ اور اگر تمام خرابیوں بربادیوں کو ہم پر اکٹھا کر دیں اور ہماری حقیقت کو سنیوں کے عقیدوں سے نوازیں تو ہمیں کچھ پروا نہ ہوگی۔ پھر اسی جلد کے مکتوب نمبر ۲۰۷ میں صفحہ ۲۰۶ پر فرماتے ہیں۔ آنجا وجد و حال را تا بمیزان شرع نسنجند بہ نیم جیتل نمی خرند و کشوف و الہامات را تا بر محک کتاب و سنت نزنند بہ نیم جوئے نمی پسندند مقصود سلوک طریق صوفیہ حصول از دیاد یقین است بمعتقدات شرعیہ کہ حقیقت ایمان است و نیز حصول یسر ست در ادائے احکام فقہیہ نہ امرے دیگر ورائے آں۔ یعنی مقام طریقت میں وجد و حال کو جب تک شریعت کی ترازو میں تول نہیں لیتے ایک پیسے کے پچیسویں حصے میں بھی نہیں خریدتے۔ اور کشف و الہام کو جب تک قرآن و حدیث کی کسوٹی پر کس نہیں لیتے آدھے جو کے بدلے میں بھی پسند نہیں کرتے۔ صوفیۂ صافیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے

طریقے پر سلوک کا مقصود صرف یہی ہے کہ عقائد شرعیہ پر اور زیادہ یقین حاصل ہو جائے جو ایمان کی حقیقت ہے اور احکام فقہیہ کے ادا کرنے میں آسانی بھی حاصل ہو جائے اس کے سوا کوئی اور بات مقصود نہیں۔ بعینہٖ یہی مضمون اسی جلد کے مکتوب نمبر ۲۱۷ میں صفحہ ۲۲۵ پر ارشاد فرمایا۔ پھر اسی جلد کے مکتوب نمبر ۲۱۳ میں صفحہ ۲۱۸ پر فرماتے ہیں۔

"خلاصۂ مواعظ و زبدۂ نصائح اختلاط و انبساط با اہلِ تدین و اربابِ تشرع ست تدین و تشرع منوط بسلوک طریقۂ حقہ اہلسنت و جماعت ست کہ فرقۂ ناجیہ اند در میانِ سائر فرق اسلامیہ نجات بے متابعت ایں بزرگواراں محال ست و فلاح بے اتباع آرائے اینہا ممتنع۔ دلائل عقلی و نقلی و کشفی بریں معنٰی شاہد است کہ احتمال تخلف ندارد۔ و اگر معلوم شود کہ شخصے برابر خردل از صراط مستقیم ایں بزرگواراں جدا افتادہ است۔ صحبتِ او را سمِ قاتل باید دانست و مجالست او را زہر افعیٰ باید انگاشت۔ طالب علمانِ بے باک از ہر فرقہ کہ باشند لصوص دین اند۔ اجتناب از صحبت اینہا نیز از ضروریات ست و ایں ہمہ فتنہ و فساد کہ در دین پیدا شدہ است از شومی ایں جماعت ست کہ بواسطہ حطام دنیوی آخرتِ خود را برباد دادہ اند اولئك الذين اشتروا الضلالة بالهدىٰ فما ربحت تجارتهم وما كانوا مهتدين ط ابلیس لعین را شخصے دید کہ آسودہ و فارغ البال نشستہ است و دست را از اغوا و اضلال کوتاہ کردہ سرآں را پرسید۔ لعین گفت علمائے سوئے ایں وقت کار مرا کفایت کردہ اند و متکفل اغوا و اضلال گشتہ۔ یعنی سارے وعظوں کا خلاصہ اور تمام نصیحتوں کا عطر یہی ہے کہ دیندار پابند شریعت لوگوں سے میل جول محبت

دکھی جائے۔ دینداری اور پابندیٔ شریعت تو اہلسنت وجماعت کے طریقۂ حقہ پر چلنے ہی کے ساتھ وابستہ ہے کہ مسلمان کہلانے والے تمام فرقوں میں نجات پانے والا یہی فرقہ ہے۔ بغیر ان بزرگواروں کے اتباع کے نجات محال ہے اور بغیر ان کے عقائد کی پیروی کے فلاح ناممکن ہے۔ عقلی و نقلی و کشفی ایسی دلیلیں اس معنی پر شاہد ہیں جن کے غلط ہونے کا احتمال نہیں ہے۔ اور اگر معلوم ہو جائے کہ کوئی شخص ذرا برابر بھی ان بزرگواروں کے سیدھے راستے سے الگ پڑ گیا ہے تو اس کی صحبت کو سم قاتل سمجھنا چاہیئے اور اس کے پاس اٹھنے بیٹھنے کو سانپ کا زہر جاننا چاہیئے۔ بیباک ملاّ نے جس فرقہ کے بھی ہوں دین کے چور ہیں ان کی صحبت سے پرہیز رکھنا ضروری ہے۔ اور یہ جو کچھ فتنہ و فساد دین میں پیدا ہوا ہے انہیں بد مذہب ملاّ کی جماعت کی نحوست کے سبب ہے۔ جنھوں نے دنیا کی تھوڑی سی حقیر پونجی کے واسطے اپنی آخرت کو برباد کر دیا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی خریدی تو ان کا سودا کچھ نفع نہ لایا اور وہ سودے کی راہ نہ جانتے تھے۔ ابلیس ملعون کو ایک شخص نے دیکھا کہ آرام سے بے فکر بیٹھا ہے اور بہکانے اور گمراہ کرنے سے ہاتھ روک لیا ہے۔ اس کا بھید پوچھا۔ تو بولا۔ کہ اس زمانے کے بد مذہب ملاّؤں نے مجھ کو بے فکر کر دیا ہے اور انھوں نے گمراہ کرنے اور بہکانے کا سارا بوجھ اپنے ہی اوپر اٹھا لیا ہے۔ پھر اسی جلد کے مکتوب نمبر ۲۸۹ میں صفحہ نمبر ۳۹۸ پر فرماتے ہیں۔ انما الصالح للحجة والتقليد اقول العلماء من اهل السنة فما وافق اقوالهم من كلام الصوفية يقبل وما خالفهم لا يقبل على انا نقول ان الصوفية المستقيمة الاحوال لم يتجاوزوا الشريعة اصلا لا فى الاحوال ولا فى الاعمال ولا فى الاقوال ولا فى العلوم والمعارف

وتعلمون ان بقیۃ الخلاف مع الشریعۃ ناشئۃ من سمر فی الحال وخلل فیہ ولو صدق الحال ما خلف الشریعۃ الحقیقۃ وبالجملۃ خلاف الشریعۃ دلیل الزندقۃ وعلامۃ للالحاد غایۃ ما فی الباب ان الصوفی لو تکلم بکلام مخالف۔

ناش عن الکشف فی غلبۃ الحال وسکرا لوقت فھو معذور وکشفہ غیر صحیح وغیر صالح للتقلید ینبغی ان یحمل کلامہ ویصرف عن ظاھرہ فان کلام السکری یحمل ویصرف عن ظاھرہ۔ یعنی سند لانے اور اتباع کرنے کے لائق تو صرف علمائے اہلسنت ہی کے اقوال ہیں. تو ان کے اقوال سے صوفیہ کا جو کلام موافق ہوگا قبول کیا جائے گا اور جو ان کے خلاف ہوگا نامقبول ہوگا. علاوہ اس کے ہم تو یہ کہتے ہیں کہ مستقیم حالات والے صوفیہ شریعتِ مطہرہ کی حد سے قطعاً تجاوز ہی نہیں کرتے۔ نہ احوال واعمال میں نہ اقوال وعلوم ومعارف میں۔ اور یہ تم جانتے ہو کہ شریعت کے ساتھ جو کچھ مخالفت باقی رہ جاتی ہے اس کا سبب یہی ہے کہ حالات میں خرابی پیدا ہو جاتی ہے خلل پڑ جاتا ہے. اور اگر حال سچا ہوتا تو شریعت حقہ کے خلاف نہ ہوتا. اور خلاصۂ کلام یہ ہے کہ شریعت کی مخالفت زندیقی کی دلیل اور بے دینی کی علامت ہے. انتہائی بات جو اس بارے میں کہی جا سکتی ہے وہ یہ ہے کہ صوفی اگر کوئی ایسا کلام بولے جو (بظاہر) شریعت کے خلاف ہو اور غلبۂ حال وسکرِ وقت کے کشف سے صادر ہوا ہو تو وہ معذور رہے۔ اور اس کا کشف اپنے ظاہری معنی پر صحیح نہیں. اور جو اس کے ظاہری معنی ہیں وہ قابل اتباع بھی نہیں۔ بلکہ لازم ہے کہ اس کے کلام کے کوئی ایسے معنے لئے

جائیں جو مخالفِ شریعت نہ ہوں اور ظاہری معنیٰ کو اس کی مراد قرار نہ دیا جائے کیوں کہ سکر والوں کے کلام سے اس کے ایسے مخفی معنیٰ مراد لئے جاتے ہیں جو موافق شریعت ہوں اور اس کے خلافِ شریعت ظاہری معنیٰ کو اس کی مراد نہیں ٹھہرایا جاتا ہے۔ پھر اپنے مکتوبات شریف کی جلد دوم کے مکتوب نمبر ۶۷ میں صفحہ ۱۲۵ پر فرماتے ہیں۔

خبثِ اعتقاد کہ مخالفِ معتقداتِ اہلسنت ست سمِ قاتل ست کہ موت ابدی و عقاب سرمدی رساند مداہنت و مساہلت در عمل امید مغفرت دارد اما مداہنتِ اعتقادی گنجائش مغفرت ندارد۔ یعنی جو عقیدہ سنیوں کے عقائد کے مخالف ہے اس کی گندگی زہر قاتل ہے کہ ہمیشہ کی موت اور دوامی عقاب تک پہنچاتی ہے۔ عمل میں سستی اور کاہلی پر تو مغفرت کی امید ہے۔ لیکن اعتقادات میں مداہنت و پالیسی کے بخشے جانے کی امید نہیں ہے۔ پھر اسی جلد دوم کے اسی مکتوب میں صفحہ ۱۳۳ پر فرماتے ہیں۔

پیغمبر فرمودہ علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام بدرستی کہ بنی اسرائیل ہفتاد و یک فرقہ شدہ بودند کہ ہمہ ایشاں در نارند مگر یکے از ایشاں وزود ست کہ امت من بر ہفتاد و سہ فرقہ متفرق شوند کہ ہمہ ایشاں در آتش باشند مگر یک فرقہ پرسیدند کہ آں فرقہ ناجیہ چہ کسانند۔ فرمود علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام آنانند کہ باشند بر مثلِ آنچہ من بر آنم و اصحابِ من بر انند علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام و آں یک فرقۂ ناجیہ اہلسنت و جماعت اند کہ ملتزم متابعتِ آں سرور علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام و متابعتِ اصحابِ آں سرور علیہ وعلیہم الصلوات والتسلیمات اند۔ اللھم ثبتنا علیٰ معتقدات اہل السنۃ والجماعۃ وامتنا فی

زمرتهم واحشرنا معهم ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ هديتنا وهب لنا من لدنك رحمة انك انت الوهاب ۔ یعنی حضور پیغمبر اسلام صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بیشک بنی اسرائیل کے اکہتر فرقے ہو گئے تھے کہ ایک فرقے کے سوا وہ سب جہنمی ہیں اور عنقریب میری امت تہتر۷۳ فرقوں میں ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گی۔ کہ ایک فرقے کے سوا وہ سب ناری ہیں۔ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم نے عرض کی کہ وہ نجات پانے والے کون لوگ ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی آلہٖ وسلم نے فرمایا وہ ایسے لوگ ہیں جو اسی دین و مذہب پہ ہیں جس دین و مذہب پر میں ہوں اور میرے صحابہ ہیں۔ علٰی نبینا الکریم وعلٰی آلہٖ وعلیہم اجمعین۔ اور وہ نجات پانے والا ایک فرقہ یہی اہلسنت وجماعت کا گروہ ہے جنھوں نے حضور علیہ وعلٰی آلہٖ الصلاۃ والسلام کی متابعت کا اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کی پیروی کی کا التزام کیا ہے۔ اے اللہ ہم کو اہلسنت وجماعت ہی کے عقیدوں پر ثابت رکھ اور انھیں کے گروہ میں ہم کو دنیا سے اٹھا۔ اور انھیں کے ساتھ ہمارا حشر فرما۔ اے ہمارے رب! ہمارے دل ٹیڑھے نہ کر بعد اس کے کہ تو نے ہمیں ہدایت دی اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا کر۔ بیشک تو ہی ہے بڑا دینے والا۔ پھر اپنے مکتوبات شریف کی جلد اول کے مکتوب ۱۳۹ میں صفحہ ۱۴۹ پر فرماتے ہیں۔

کفار قریش چوں از کمال بے سعادتی در ہجو کوہش اہل اسلام مبالغہ نموودند۔ حضرت پیغامبر علیہ وعلٰی آلہ الصلاۃ والسلام بہ بعضے از شعرائے اسلامیہ امر فرمودند کہ ہجو کفار نگو نسار نمایند۔ آں شاعر در حضور آں سرور علیہ وعلٰی آلہ من الصلاۃ افضلہا ومن التسلیمات اکملہا بر بالائے منبر می برآمد و اشعار ہجو کفار برملا

می خواندآں سرور علیہ وعلی آلہ الصلاۃ والسلام می فرمودند کہ روح القدس یادست او امیکہ ہجو کفار می کند۔ یعنی کفارِ قریش نے جب کمالِ بدبختی کے سبب مسلمانوں کی بدگوئی اور مذمت میں زیادتی کی تو حضور پیغمبرِ اسلام صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے بعض اسلامی شاعروں کو حکم فرمایا کہ بدنصیب کافروں کی مذمت بیان کریں۔ وہ شاعر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی سرکار میں منبر کے اوپر کھڑے ہوا کرتے تھے اور کافروں کی مذمت کے اشعار برسرِ مجلس پڑھا کرتے تھے۔ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ روح القدس (حضرت جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام) اس کے ساتھ ہے۔ جب تک وہ کافروں کے عیب اور ان کی برائیاں بیان کرتا رہتا ہے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ والرضوان الرحمانی کی اس پچھلی عبارتِ شریفہ میں ان احادیث مبارکہ کا تذکرہ ہے کہ قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم یوم قریظۃ لحسان بن ثابتؓ اھج المشرکین فان جبریل معک وکان رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم یقول لحسان اجب عنی اللھم ایدہ بروح القدس۔ یعنی جنگ بنی قریظہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ مشرکوں کی ہجو ومذمت کر کہ جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام تیرے ساتھ ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ میری طرف سے کافروں کو جواب دے۔ اے اللہ! حسان کی تائید روح القدس سے فرما۔ رواہ البخاری ومسلم عن البراء رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور یہ کہ ان

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم قال اھجوا قریشاً فانہ اشد علیھم من رشق النبل یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ قریشی کافروں کی برائیاں ان کے عیوب بیان کرو کہ بیشک یہ کام تیر مارنے سے بھی زیادہ ان پر سخت ہے۔ رواہ مسلم عن سیدتنا عائشۃ الصدیقۃ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور یہ کہ سمعت رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم یقول لحسان ان روح القدس لایزال یؤیدک ما نافحت عن اللہ ورسولہٖ وقال سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم یقول ھجاھم حسان فشفی واشتفی یعنی میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ الصلاۃ والسلام کو حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرماتے سُنا کہ روح القدس جبریل علیہ الصلاۃ والسلام تیری تائید فرماتے رہتے ہیں جب تک تو اللہ ورسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی جانب سے ان کے دشمنوں کے ساتھ مخاصمت و مدافعت کرتا رہتا ہے اور انھوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو فرماتے سُنا کہ حسان نے کافروں مشرکوں کے عیوب ان کی برائیوں کا بیان کیا۔ تو مسلمانوں کو اس نے شفا دی اور اپنے آپ بھی شفا حاصل کی رواہ مسلم عن ام المومنین الصدیقۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ اور یہ کہ کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم یضع لحسان منبرا فی المسجد یقوم علیہ قائما یفاخر عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم او ینافح ویقول رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم ان اللہ یوید حسان بروح القدس ما نافح

اوفاخرعن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے مسجد میں منبر بچھایا کرتے تھے کہ وہ اس پر کھڑے ہوکر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے کافروں مشرکوں پر مفاخر حسبیہ ونسبیہ کا نظم میں بیان کرتے تھے یا کفار ومشرکین کی ہجو و مذمت میں نظمیں پڑھا کرتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ بیشک اللہ عزوجل روح القدس سے حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تائید فرماتا رہتا ہے جب تک حسان میری طرف سے یہ مفاخرت ومنافحت کرتے رہتے ہیں۔ رواہ البخاری عن سیدتنا عائشۃ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ اور یہ کہ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے عرض کی۔ ان اللہ تعالیٰ قد انزل فی الشعر ما انزل۔ کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے شعر کے بارے میں تو جو نازل فرمایا ہے وہ نازل فرما ہی دیا ہے! اور وہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے۔ والشعراء یتبعھم الغاؤن ۰ الم تر انھم فی کل واد یھیمون ۰ وانھم یقولون ما لا یفعلون ؕ یعنی اور شاعروں کی پیروی گمراہ کرتے ہیں کیا تم نے نہ دیکھا کہ وہ ہر نالے میں سرگرداں پھرتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ جو نہیں کرتے۔ (ترجمۂ رضویہ)

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے شعراء حضرت کعب بن مالک حضرت حسان بن ثابت، حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم تو کفار ومشرکین کو اپنی نظموں میں جنگ وحرب سے خوفناک کیا کرتے تھے۔[1] حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کفار ومشرکین کے نسبی وخاندانی عیوب اپنے قصیدوں میں بیان کرتے

---

[1] تھے حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تھے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے اشعار میں کفار و مشرکین کو ان کے کفر و شرک پر شرم و غیرت اور ننگ و عار دلایا کرتے تھے۔ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس عرض کا مطلب یہ تھا کہ کیا اس قسم کے اشعار کہنا بھی ہمارے لئے ناجائز فرما دیا گیا۔؟ فقال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ان المومنین یجاھد بسیفہ ولسانہ والذی نفسی بیدہ لکانما ترمونہ بہ نضح النبل۔ تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک ایمان والا اپنی تلوار سے بھی جہاد کرتا ہے اور زبان سے بھی جہاد کرتا ہے اس کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے بیشک تم اپنے اشعار کے ذریعے سے کافروں مشرکوں کے دلوں پر تیر برساتے ہو۔ جس طرح تیروں سے ان کو زخمی کرتے ہو۔ رواہ فی شرح السنۃ عن کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ یعنی شعر گوئی صرف ان لوگوں کے لئے منع ہے جو گمراہی کے نالوں میں سرگرداں پھرتے ہیں اور جو کہتے ہیں وہ کرتے نہیں۔ ایمان والے پابند شریعت شعراء تو اس ممانعت سے مستثنیٰ ہیں۔ انھیں آیتوں کے بعد علی الاتصال ارشاد ہوتا ہے۔ الا الذین اٰمنوا وعملوا الصلحٰت وذکروا اللہ کثیرًا وانتصروا من بعد ما ظلموا وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ۝ یعنی مگر وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور بکثرت اللہ کی یاد کی اور بدلہ لیا بعد اس کے کہ ان پر ظلم ہوا۔ اور اب جانا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پلٹا کھائیں گے۔ (ترجمۂ رضویہ)۔

اس حدیث شریف نے ارشاد فرمایا کہ اشعار میں کفار و مشرکین کی مذمت و ہجو کرنا اس لئے کہ مسلمان ان کو سن کر ان کے عقائد کفریہ سے متنفر و بیزار ہو کر اپنے

اسلام اپنی سُنیت کو ان کے دامِ مکر و فریب میں پھنسنے سے بچائیں۔ یہ بھی جہاد باللسان ہے۔ ہم نے یہ پانچوں احادیث مبارکہ بھی اسد السنۃ ضرغام الملۃ وصّاف الحبیب حضرت مولانا حافظ قاری مفتی شاہ ابو الظفر محب الرضا محمد محبوب علی خاں صاحب قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی خطیب جامع مسجد و مفتی اعظم ریاست پٹیالہ (ادامہم اللہ تعالیٰ بالفیض والفضل والاجلال و نصرہم دائماً علی جمیع اہل الکفر والضلالۃ) کے فتویٰ مبارکہ مسمّٰی بنام تاریخی اربعین شدت سے نقل کی ہیں۔ اب بعون اللہ تعالیٰ وبعون حبیبہٖ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرضوان الصمدانی کی ان عبارات کریمہ کے فوائد عظیمہ ملاحظہ ہوں۔

اولاً:۔ پانچویں چھٹی ساتویں عبارتوں میں فرمادیا کہ ہر مسلمان عاقل بالغ پیر صوفی ہو یا کوئی اور سب سے پہلا فرض یہ ہے کہ اپنے عقیدوں کو علمائے اہلسنت وجماعت دامت برکاتہم کی تحقیقات کے مطابق درست کرے۔ بغیر اس کے علم و عمل وسلوک سب باطل و مردود ہے۔

ثانیاً:۔ پانچویں ساتویں عبارتوں میں فرمادیا کہ ائمہ دین وملت و علمائے اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تحقیقات کے خلاف جو شخص اپنی عقل سے قرآن وحدیث کو سمجھنا چاہے گا وہ بدمذہب و گمراہ ہو جائے گا۔ بلکہ کتاب وسنت کے مطالب کو حضرات علمائے اہلسنت ہی کے معتقدات و تحقیقات کے مطابق اخذ کرنا فرض ہے۔

ثالثاً:۔ تیسری ساتویں گیارہویں چودہویں عبارتوں میں نقل فرمادیا کہ مسلمان کہلانے والے تمام فرقوں میں نجات کا مستحق صرف اہلسنت وجماعت کا

مقدس گروہ ہے۔

رابعًا:۔ چودہویں عبارت میں فرمادیا کہ اہلسنت وجماعت کے سوا مسلمان کہلانے والے جو بہتر فرقے ہیں ان سب کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے حدیث شریف میں ناری وجہنمی فرمایا ہے۔

خامسًا:۔ تیرہویں عبارت میں فرمادیا کہ مذہب اہلسنت وجماعت کے خلاف جو عقیدہ ہو اس کی خباثت ہمیشہ کی موت اور ابدی عذاب تک پہنچا دیا کرتی ہے

سادسًا:۔ گیارہویں عبارت میں فرمادیا کہ اگر کوئی شخص مذہب اہلسنت وجماعت سے رائی کے دانے کے برابر بھی جدا نظر آئے اس کی صحبت کو سم قاتل اور اس کے پاس اٹھنے بیٹھنے کو زہر افعی سمجھو۔

سابعًا:۔ اسی عبارت میں فرمادیا کہ ہر ایک بد مذہب فرقے کے ملّانے دین کے چور ہیں۔ دین میں جس قدر فتنے فسادات ہیں سب انھیں کی منحوسیت ہے ان کی صحبتوں سے پرہیز رکھنا ضروری ہے۔

ثامنًا:۔ اسی عبارت میں فرمادیا کہ بد مذہب فرقوں کے ملّانے ابلیس ملعون کے نائب ہیں جنھوں نے شیطان لعین کے کار تضلیل واغوا کا سارا بار خود اپنے اوپر لے کر ابلیس کو آرام وبے فکری کے ساتھ بٹھا دیا ہے۔

تاسعًا:۔ پندرہویں عبارت میں فرمادیا کہ اللہ ورسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے دشمنی رکھنے والوں کے مذہبی ونسبی وحسبی عیوب ونقائص نظم ونثر میں تصنیف کرنا اور مسلمانوں کے مجمع میں منبر پر کھڑے ہو کر پڑھنا اور مسلمانوں کا اپنے مجمعوں بلکہ اپنی مسجدوں میں بیٹھ کر ان کو سننا اس لئے کہ عوام

اہلِ اسلام ان کو سن کر کفار و مشرکین و اعدائے دین کے عقائد کفریہ و افعالِ نامرضیہ سے متنفر و بیزار ہوں اور اپنے دین و مذہب کو ان کے مکر و فریب کے جال میں پھنسنے سے محفوظ رکھیں۔ یہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم و حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی سُنّتِ جمیلہ ہے۔

عاشرًا:۔ دوسری تیسری آٹھویں نویں دسویں عبارتوں میں فرمادیا کہ کشوف و کرامات و مواجید و حالات صرف وہی معتبر ہیں جو عقائد مذہبِ اہلسنت و احکام و مسائلِ شریعت کے مطابق اور موافق ہوں۔ اور جو امور بظاہر کشف و کرامات و مواجید و حالات نظر آتے ہوں لیکن مذہبِ اہلسنت کے خلاف یا شریعت مطہرہ کے مخالف ہوں وہ کشف و کرامات نہیں بلکہ خرابی و بربادی و استدراج ہیں۔

حادی عشر:۔ پہلی چوتھی بارہویں عبارتوں میں صاف فرمادیا کہ جو کشف و الہام شریعتِ مطہرہ کے خلاف ہو وہ مردود ہے۔ گمراہی و بے دینی ہے۔

ثانی عشر:۔ بارہویں عبارت میں فرمادیا کہ سچا صوفی احوال و افعال و اقوال و علوم و معارف میں کبھی شریعتِ مطہرہ کا مخالف ہو ہی نہیں سکتا۔

ثالث عشر:۔ اسی عبارت میں فرمادیا کہ اگر کسی سچے صوفی سے مشاہدہ تجلّی الٰہی میں استغراق کے وقت سُکر و بے خودی کے سبب ایسے کلمات صادر ہو جائیں جو بظاہر شریعتِ مطہرہ مذہب اہلسنت کے خلاف نظر آئیں تو ان کے ظاہری معنٰی مراد لینا حرام و ناجائز ہیں۔ بلکہ جب اس کی سچّی صوفیت ثابت ہے تو اس قسم کے کلمات کے ایسے معنٰی مراد لینا فرض ہیں۔ جو اگرچہ بادی النظر میں ان کلمات سے مفہوم نہ ہوتے ہوں بلکہ بعدِ غور و فکر ان کلمات سے سمجھ میں آتے ہوں۔ لیکن شریعتِ مطہرہ و مذہبِ اہلسنت کے مخالف نہ ہوں۔

رابع عشر:- نویں دسویں عبارتوں میں فرمادیا کہ سلوک طریق صوفیہ کا صرف یہی مقصود ہے کہ عقائد شرعیہ پر اور زائد یقین اور احکام فقہیہ کے بجالانے میں آسانی حاصل ہو جائے۔ اس کے سوا کچھ اور ہرگز مقصود نہیں۔

خامس عشر:- چھٹی عبارت میں فرما دیا کہ صوفی جب تک عقائد میں سچا پکا سنی مسلمان نہ ہوگا۔ علم دین اس کو مفید نہ ہوگا۔ اور جب تک احکام شریعت کا علم اسے حاصل نہ ہوگا عمل اسے نفع نہ دے گا۔ اور جب تک احکام شرعیہ پر عمل نہ کرے گا ریاضتوں مجاہدوں سے اسے تصفیۂ قلب و تزکیۂ روح ہرگز حاصل نہ ہوگا للہ الحمد کہ ان عبارات شریفہ کالشمس فی نصف النہار روا ضح و آشکار ہو گیا کہ پیر کہلانے والا مسلمانوں کے سامنے صوفیت کے لباس میں آنے والا اگر مذہب اہلسنت وجماعت کے خلاف اور شریعت مطہرہ کا مخالف ہو تو وہ ہرگز نہ تو صوفی ہے نہ پیر وہ ولی اللہ نہیں۔ بلکہ ولی الشیطان ہے۔ وہ مرشد مسلمین نہیں نہ ہادیٔ مومنین بلکہ دزد ایمان ہے اور رہزن دین، نائب ابلیس لعین ہے۔ اور مسلمانوں کے دین و ایمان کا عدو مبین۔ والعیاذ باللہ رب العلمین ٥

اس مسئلے کی تفصیل جلیل حضور پر نور آقائے نعمت دریائے رحمت امام اہلسنت اعلیحضرت عظیم البرکۃ مجدد دین وملت فاضل بریلوی مولانا مولوی حافظ قاری مفتی حاجی شاہ عبد المصطفے محمد احمد رضا خاں صاحب قبلہ قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فتوائے مبارکہ بنام تاریخی مقال عرفاء باعزاز شرع وعلماء میں ملاحظہ ہو۔

سادس عشر:- گیارہویں عبارت میں اپنی تمام عمر شریف کے جملہ ذخیروں کا خلاصہ اور اپنی ساری زندگی کی تمام نصیحتوں کا عطریہ ارشاد فرمایا۔ کہ

پابندِ شریعت دیندار لوگوں کے ساتھ میل جول رکھا جائے الفت و محبت رکھی جائے پابندیٔ شریعت اور دینداری صرف مذہب اہلسنت و جماعت کی پیروی ہی پر منحصر و موقوف ہے ۱۰؎ عقلی و نقلی و کشفی دلائل قطعیہ سے یہ ثابت ہے کہ بغیر اتباعِ مذہب اہلسنت کے نجات محال اور کامیابی ناممکن ہے ۱۱؎ جس شخص کے متعلق بھی معلوم ہو جائے کہ وہ ایک رائی کے دانے کے برابر بھی عقائد اہلسنت و جماعت سے مخالفت رکھتا ہے اس کی صحبت کو قتل کر ڈالنے والا زہر سمجھیں۔ اس کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے کو سنتا کا زہر جانیں۔ سنی مسلمانوں کے مذہبی علماء کے سوا ہر ایک فرقے کے ملّانے دین کے چور ہیں ۱۲؎ جملہ دینی فتنے تمام مذہبی فسادات انھیں بد مذہب ملّاؤں کی نحوست کے سبب برپا ہو رہے ہیں۔ انھوں نے دنیا کی حقیر و ناچیز دولت کے لالچ میں بد مذہبی یا صلح کلیّت اختیار کر لی ہے۔ ۱۳؎ وہ لوگ ابلیس ملعون کے نائب ہیں۔ جنھوں نے بہکانے اور گمراہ کرنے کے جملہ ابلیسی کاموں کا بار اپنے اوپر لے کر اپنے پیشوا شیطان لعین کو فارغ البال اور بے فکر کر دیا ہے ۱۴؎ تمام بد مذہب ملّاؤں سے خواہ وہ کسی فرقے کے ہوں دور رہنا ان کی صحبت سے پرہیز رکھنا ضروری ہے۔ یہ تو حضرت امام ربّانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی نقشبندی سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ساری مبارک زندگی کے جملہ وصایا کا خلاصہ تھا اب حضرت امام اہلسنت مجدد اعظم مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب قادری برکاتی بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تمام عمر شریف کے جمیع تحریری و تقریری مواعظ و نصائح کے عطر کی ایمان پرور خوشبوؤں سے بھی اپنے مشام جان و ایمان کو معطر کیجئے۔ رسالہ مبارکہ "وصایا شریف" کے صفحہ ۳، ۴، ۵، ۹ پر ہے۔

پیارے بھائیو! لا ادری ما بقائی فیکم مجھے معلوم نہیں کہ میں کتنے دن

تمہارے اندر ٹھہروں۔ تین ہی وقت ہوتے ہیں۔ بچپن، جوانی، بڑھاپا۔ بچپن گیا۔ جوانی آئی، جوانی گئی بڑھاپا آیا۔ اب کون سا چوتھا وقت آنے والا ہے جس کا انتظار کیا جائے۔ ایک موت ہی باقی ہے۔ اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ ایسی ہزار مجلسیں عطا فرمائے۔ اور آپ سب لوگ ہوں۔ میں ہوں۔ اور میں آپ لوگوں کو سناتا ہوں مگر بظاہر اب اس کی امید نہیں۔ اس وقت میں دو وصیتیں آپ لوگوں کو کرنا چاہتا ہوں۔ ایک تو اللہ و رسول کی (جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) اور دوسری خود میری۔ تم پیارے مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی بھولی بھیڑیں ہو۔ بھیڑیئے تمہارے چاروں طرف ہیں۔ یہ چاہتے ہیں کہ تمہیں بہکادیں۔ تمہیں فتنے میں ڈال دیں۔ تمہیں اپنے ساتھ جہنم میں لے جائیں ان سے بچو۔ اور دور بھاگو۔ دیوبندی ہوئے۔ رافضی ہوئے۔ نیچری ہوئے قادیانی ہوئے چکڑالوی ہوئے۔ غرض کتنے ہی فرقے ہوئے اور اب سب سے نئے گاندھوی ہوئے جنھوں نے ان سب کو اپنے اندر لے لیا۔ یہ سب بھیڑیئے ہیں۔ تمہارے ایمان کی تاک میں ہیں۔ ان کے حملوں سے اپنا ایمان بچاؤ۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم رب العزۃ جل جلالہٗ کے نور ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم روشن ہوئے۔ ان سے تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ روشن ہوئے۔ تابعین سے تبع تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ روشن ہوئے۔ ان سے ائمہ دین روشن ہوئے۔ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم) ان سے ہم روشن ہوئے اب ہم تم سے کہتے ہیں کہ یہ نور ہم سے لو۔ ہمیں اس کی ضرورت ہے کہ تم ہم سے روشن ہو۔ وہ نور یہ ہے کہ اللہ و رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی سچی محبت ان کی تعظیم ان کے دشمنوں کی خدمت اور ان کی تکریم اور ان کے

دشمنوں سے سچی عداوت۔ جس سے اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی شان میں ادنیٰ توہین پاؤ پھر وہ تمہارا کیسا ہی پیارا کیوں نہ ہو فوراً اس سے جدا ہو جاؤ جس کو بارگاہِ رسالت (علیٰ صاحبہا وآلہٖ الصلاۃ والتحیۃ) میں ذرا بھی گستاخ دیکھو پھر وہ تمہارا کیسا ہی بزرگ و معظم کیوں نہ ہو۔ اپنے اندر سے اسے دودھ کی مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو۔ میں پونے چودہ برس کی عمر سے یہی بتاتا رہا اور اس وقت پھر یہی عرض کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ضرور اپنے دین کی حمایت کے لئے کسی بندے کو کھڑا کر دے گا۔ مگر نہیں معلوم میرے بعد جو آئے کیسا ہو۔ اور تمہیں کیا بتائے۔ اس لئے ان باتوں کو خوب سن لو۔ حجۃ اللہ قائم ہو چکی اب میں قبر سے اٹھ کر تمہارے پاس بتانے نہ آؤں گا جس نے اسے سنا اور مانا قیامت کے دن اس کے لئے نور و نجات ہے۔ اور جس نے نہ مانا اس کے لئے ظلمت و ہلاک یہ تو خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وصیت ہے۔ جو یہاں موجود ہیں۔ سنیں اور مانیں۔ اور جو یہاں موجود نہیں تو حاضرین پر فرض ہے کہ غائبین کو اس سے آگاہ کریں۔

اور دوسری میری وصیت یہ ہے کہ آپ حضرات نے کبھی مجھے کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچنے دی۔ میرے کام آپ لوگوں نے خود کئے مجھے نہ کرنے دیئے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب صاحبوں کو جزائے خیر دے۔ مجھے آپ صاحبوں سے امید ہے کہ قبر میں بھی اپنی جانب سے کسی قسم کی تکلیف کے باعث نہ ہوں گے۔ میں نے تمام اہلسنّت سے اپنے حقوق لوجہ اللہ تعالیٰ معاف کر دیئے ہیں۔ آپ لوگوں سے دست بستہ عرض ہے کہ مجھ سے جو کچھ آپ کے حقوق میں فروگزاشت ہوئی ہے وہ سب معاف کر دیں اور حاضرین پر فرض ہے کہ جو حضرات یہاں موجود نہیں ان سے میری معافی

کرلیں۔

یہ مبارک وصیت مقدسہ پچیس محرم الحرام ۱۳۴۰ھ کو اپنی دنیوی حیات شریفہ میں اپنے مرشد برحق خاتم الاکابر حضور پرنور سیدنا الشاہ آل رسول احمدی قادری مارہروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سب سے پچھلے عرس سراپا قدس میں ارشاد فرمائی تھی۔ قبل شریف کے وقت کاشانہ مبارک سے مستورات کو دوسرے مکان میں بھجوا کر لوگوں کو اپنے حضور میں طلب فرمایا۔ یہ وعظ و نصیحت کی آخری صحبت تھی۔ اور رشد و ارشاد کا پچھلا دور جس کے پورے ایک مہینے کے بعد جمعہ مبارکہ ۲۵ صفر المظفر ۱۳۴۰ھ کو دو بج کر اڑتیس منٹ پر امام اہلسنت مجدد اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس دار فانی سے دار بقا کی طرف سفر فرمایا۔ ان مبارک وصایا نے مجمع پر ایسا گہرا اثر ڈالا کہ حاضرین کی روتے روتے ہچکیاں بندھ گئیں۔ لوگ دھاڑیں مار مار کر رو رہے تھے۔ خدا و رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی محبت میں لوگوں کا اس روز بلک بلک کر رونا عمر بھر یاد رہے گا۔ پھر مکتوب وصایا جو وصال شریف سے دو گھنٹہ سترہ منٹ پیشتر قلمبند کرائے اور آخر میں حمد و درود شریف و دستخط خود اپنے دست اقدس سے تحریر فرمائے۔ ان کے آخر میں ارشاد فرماتے ہیں۔ حتی الامکان اتباع شریعت نہ چھوڑو۔ اور میرا دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے۔ اللہ توفیق دے۔ والسلام ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ روز جمعہ مبارکہ ۱۲ بجکر ۲۱ منٹ پر یہ وقتی وصایا قلمبند ہوئے۔ فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ بقلم خود بحالت صحت حواس واللہ شہید و لہ الحمد وصلی اللہ تعالیٰ وبارک وسلم علیٰ شفیع المذنبین۔ وآلہ الطیبین وصحبہ المکرمین وابنہ وحزبہ الیٰ ابد الآبدین الحمد

للہ رب العلمین ہ

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحریرات مبارکہ میں یہ حمد پچھلی حمد اور یہ درود آخری درود اور یہ تحریر بھی آخری تحریر ہے۔ کہ پھر کچھ تحریر نہ فرمایا۔ یہ ہے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ساری مبارک زندگی کے جملہ نصائح کے خلاصے اور حضرت امام اہلسنت مجدد اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تمام حیات مبارکہ کے جمیع وصایا کے ملخص کا باہمی حسن تطابق مشاہدۂ اولین ہی میں محسوس ہوتا ہے کہ گویا حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ وصیت مبارکہ جس مضمون کا اجمال جمیل ہے۔ حضرت امام اہلسنت مجدد اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ وصیت مقدسہ اسی کی مختصر تفصیل جلیل ہے۔ اللہ عزوجل حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی و حضرت امام اہلسنت مجدد اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی انھیں مقدس وصیتوں پر ثابت و مستقیم رہنے کی ہم کو ہمارے بھائیوں پر ہماری بہنوں کو توفیق بخشے اور اس راستے میں کسی کی بھی شہرت علمی و شخصیت ظاہری و نسبت نسبی و وجاہت عمومی وغیرہ کے پاس اور لحاظ کو ہمارے لئے سد راہ نہ ہونے دے اور وہی ہمارا معین و کفیل ہے اور ناصر و وکیل۔ فلہ الحمد وعلیٰ حبیبہ والہ وصحبہ وابنہ وحزبہ ومجددی دینہ ومحی ملتہ واولیاء امتہ وعلماء شریعتہ وعلینا وعلی سائر اہل سنتہ وجماعتہ اتم الصلوٰۃ وادوم التسلیمات بالتعظیم والتبجیل آمین۔ الحمد للہ رب العلمین کہ ٹھیک دوپہر کے آفتاب عالمتاب سے بھی زیادہ روشن طور پر ثابت ہو گیا کہ حق گو حضرات علمائے اہلسنت کثرہم اللہ ونصرہم کا مسلک بالکل حق و درست و صحیح اور صلح کلی پیرنما ٹھگوں کا ہر ایک مغالطہ فضیح و قبیح ہے۔ اور جو لوگ ایسا بکتے ہیں وہ اس شعر کے مصداق

ہیں۔

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست
پس بہر دستے نباید داد دست!

صلحکلیوں کے اور دوسرے مکروں اور غدروں کا مفصل ردّ قاہر حضور پرنور امام اہلسنت مجدد اعظم اعلیحضرت قبلہ فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مبارک کتاب مسمّی بنام تاریخی تمہید ایمان بآیات قرآن ۱۳۲۶ میں ملاحظہ ہو۔ بھولے بھالے سیدھے سادے سنی مسلمانوں پر فرض عین ہے کہ ان سب قسموں کے صلحکلیوں سے دور و نفور رہیں تاکہ بفضلہ تعالیٰ وبکرم حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم ان کے دین و ایمان ان کے حملوں سے بچیں۔ ان ارید الا الاصلاح ما استطعت وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب۔ درحقیقت صلحکلیت ہر بدمذہبی کی جڑ ہے۔ ہر بے دینی کی بنیاد اور ہر فتنے کا دروازہ ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان اپنے ماں باپ اپنے بھائی بہن اپنے بیوی بچوں کے دشمنوں اور ان کو گالیاں دینے والوں سے نفرت و بے زاری رکھے ان سے بغض و عداوت برتے۔ ان کی گالیوں کے بدلے میں گالیاں بکے یہ سب تو جائز ہے مگر اللہ و رسول جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی رضا کے لئے جو شخص ان کے دشمنوں کی شان میں گستاخیاں کرنے والوں سے بحکم شریعت علیحدگی و مجانبت، بیزاری و نفرت ایسوں کے ساتھ شرعی بغض و عداوت رکھے ان کی ملعون گستاخیوں کا رد کرے وہ فتنہ گر ہے جھگڑالو ہے۔ بدگو ہے۔ بے تہذیب ہے۔ ان سیکولائزڈ غیر مہذب اور ترقی نایافتہ ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

کون سے سچے ایمان دار کو ایسی ناپاک ملعون صلحکلیت کے کفر و الحاد

ہونے میں کوئی شبہ رہ سکتا ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

ایمان و قرآن تو یہ بتاتا ہے کہ جو شخص تمہارا دشمن ہو، تمہارے ماں باپ کا عدو ہو، تمہارے کنبے قبیلے کے خون کا پیاسا ہو، تمہاری جان کا خواہاں ہو، تم کو بُرا کہتا ہو تمہیں گالیاں دیتا ہو لیکن اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کا دشمن و مخالف نہ ہو اور ایمان دار سنی مسلمان ہو تو اگرچہ اس کی ناجائز دشمنیوں کا بر وجہ شرعی انتقام لینا جائز ہے پھر بھی اگر صبر کرو اور اس کو بخش دو اس کی عداوت کے بدلے میں تم اس کے ساتھ محبت کرو اس کی گالیوں کے بدلے میں تم اسے دعائیں دو۔ تو یہ عند اللہ بہت بڑا مرتبہ ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص تمہارا کیسا ہی معظم و محترم ہو تمہیں کتنا ہی محبوب و مکرم اگرچہ وہ تمہارا مولوی تمہارا مفتی تمہارا پیر تمہارا واعظ تمہارا استاد کہلاتا ہے۔ اگرچہ وہ تمہارا لیڈر تمہارا اسپیکر تمہارا لیکچرار تمہارا ریفارمر بن کر پلیٹ فارم پر آتا ہو اگرچہ وہ تمہاری کی رضا حاصل ہوگی۔ اسی حکم شرعی پر عمل کرنے والا بحکم قرآنی اللہ والا ہوگا۔ اور جو شخص اس حکم شرعی کو حق نہ مانے اور اس کو جھگڑا اور فساد اور نااتفاقی بتائے وہ بحکم قرآن عظیم انھیں بے ایمانوں کے حکم میں ہے۔ انھیں کی طرح کافر ہے۔ قیامت کے روز انھیں کے ساتھ ایک رسی میں باندھا جائے گا۔ انھیں کے ساتھ ابدی نار میں داخل ہوگا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ اور جو شخص اس حکم شرعی کو حق مانتا ہو مگر دنیوی راحت و آرام و آسائش کی خاطر باوصف قدرت و استطاعت اس پر عمل نہ کرے وہ سخت ترین فاسق شدید ترین گنہگار مستحق غضب جبار لائق دخول نار سزاوار لعنت کردگار ہے۔ والعیاذ باللہ العزیز الغفار۔

فی الحدیث عن النبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلےٰ آلہ وسلم

لا تجالسوھم ولا تواکلوھم ولا تشاربوھم ولا تناکحوھم ولا تصلوا علیھم ولا تصلوا معھم ان لقیتموھم فلا تسلموا علیھم وان مرضوا فلا تعودھم وان ماتوا فلا تشھدوھم وقال تعالیٰ ومن یتولھم منکم فانہ منھم وقال تعالیٰ یاایھا الذین اٰمنوا لا تتخذوا اباءکم واخوانکم اولیاء ان استحبوا الکفر علی الایمان ومن یتولھم منکم فاولئک ھم الظلمون ط وقال تعالیٰ لا تجد قومًا یومنون باللہ والیوم الاٰخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ ولو کانوا اباءھم وابناءھم او اخوانھم او عشیرتھم اولئک کتب فی قلوبھم الایمان وایدھم بروح منہ ویدخلھم جنّٰت تجری من تحتھا الانھر خلدین فیھا رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ اولئک حزب اللہ الا ان حزب اللہ ھم المفلحون ۝

سنی مسلمانوں پر فرض ولازم ہے کہ خدا ورسول جل جلالہ وصلی اللہ

ان مسائل کی تفصیل کتاب مستطاب حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین ورسالہ مبارکہ الصوارم الھندیہ علی مکر الشیاطین الدیوبندیہ ورسالہ مبارکہ رد الرفضۃ اور حضرت بابرکت ضیاء الدین والملۃ حامی سنت ماحی لامذہبیت مولانا المولوی الحاج ابوالمساکین محمد ضیاء الدین صاحب قبلہ دام ظلہم العالی کے رسالہ مبارکہ مسمّٰی بنام تاریخی ضیاء الارشاد میں اور فقیر کے رسالہ قھر القادر علی الکفار اللیاڈر ورسالہ الرد علی المشرق الاکفر اور کتاب کابل النصاب الشفا بتعریف حقوق المصطفٰی علیہ وعلیٰ

آلہ الصلوٰۃ والسلام للامام القاضی عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ارشاد ہوا۔ مذکورہ فرض کی اجمالی تفصیل حضرت سراپا برکت ناصر سنیت کاسر لامذہبیت ہادی شریعت رہبر طریقت مولانا السید شاہ نذیر الحسن صاحب ایرایانی دام ظلہم النورانی کے رسالہ مبارکہ مسمی بنام تاریخی تخریب الاعداء ۱۳۹۱ھ میں ملاحظہ ہو۔ سنی مسلمانوں پر فرض شرعی دینی و مذہبی قرآنی ایمانی قطعی یقینی ہے کہ اس قسم کے تمام مرتدوں اور بے دینوں سے اگرچہ وہ ان کے باپ یا بھائی یا بیٹے ہوں یا ان کے کنبے قبیلے والے ہوں خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی رضا کے لئے قطعاً علیحدہ و بیزار رہیں۔ ان سے نفرت و مجانبت برتیں۔ ان سے مسلمانوں کے سے جملہ تعلقات قطعاً قطع کردیں۔ ان کو اپنی جماعت و برادری سے خارج کردیں۔ اسی میں ان کے لئے ایمان کی سلامتی ہے۔ اسی پر فلاح دین موقوف ہے۔ اسی پر دنیوی کامیابی کا جو خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی مرضی کے مطابق ہو دار و مدار ہے۔ یہی آخرت میں حصول جنت کا مدار ہے۔ اسی سے خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی۔

ظلموا ای منقلب ینقلبون ۝ ولا تحسبن اللہ غافلا عما یعمل الظلمون ط انما یوخرھم لیوم تشخص فیہ الابصار ۝ والعیاذ باللہ الواحد القھار العزیز الغفار۔

گجراتی اخبار "اہلسنت" احمد آباد میں اس کے مدیر حضرت حسام اہلسنت ناصر سنیت کاسر لامذہبیت مولانا مولوی سید عبد القادر صاحب قادری برکاتی قاسمی دامت برکاتہم العالیہ ساکن صوبیدار گلی۔ راندیر ضلع سورت نے اپنے متعدد ایمان افروز مقالے مفصل و مبسوط پے در پے قسط وار شائع

فرمائے ہیں۔ جن میں صلحکلیوں کی تجہیل وتحمیق اور ضروریات دین اسلام وضروریات مذہب اہلسنت ضرور اخیار اہلسنت کے فائل سے فیض وبرکت حاصل کریں۔

صلحکلیہ نابکار، جو اللہ ورسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی کھلی توہینیں صریح تکذیبیں کرنے والوں کے کفر وارتداد کو چھپانے ان کی تکفیر شرعی کو غلط وباطل ٹھہرانے کے لئے اپنی صلحکلیت بگھارتے ہیں۔ یہ سب بحکم شریعت مطہرہ کفار ومرتدین ہیں۔ والعیاذ باللہ الحق المبین۔

جواب سوال پانزدہم

وہابیہ[1] دیوبندیہ وقادیانیہ[2] وروافض[3] ونیاچرہ[4] وخاکساریہ[5] وچکڑالویہ[6] واحراریہ[7] وجٹادھاریہ[8] وآغاخانیہ[9] وبابیہ[10] ووہابیہ غیر مقلدین ووہابیہ نجدیہ ولیگیہ[11] وغالیہ وصلحکلیہ[12] غالیہ اپنے عقائد کفریہ قطعیہ یقینیہ کی بناء پر بحکم شریعت قطعاً یقیناً اسلام سے خارج اور کفار ومرتدین ہیں۔ جو مدعی اسلام ان میں سے کسی کے قطعی یقینی کفریہ یقینی اطلاع رکھتے ہوئے بھی اس کو مسلمان کہے یا اس کے کافر مرتد ہونے میں شک رکھے یا اس کو کافر مرتد کہنے میں توقف کرے وہ بھی یقیناً کافر مرتد ہے اور بے توبہ مرا تو مستحق نار ابد۔ والعیاذ باللہ الملک الصمد۔

کیسی ہی ہمدردی ودل سوزی وامداد واعانت کے گیت گاتا ہو۔ اگرچہ وہ تم پر کیسے ہی اکرام واحسان وانعام کی بارش برساتا ہو۔ اگرچہ وہ دنیوی رشتوں کے لحاظ سے درحقیقت بھی وہ تمہارا رشتہ دار یا بھائی یا بیٹا یا باپ ہی ہو لیکن اللہ ورسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی شان میں توہینیں اور گستاخیاں کرتا ہو۔ قرآن عظیم کی تکذیب احکام اسلامیہ پر تمسخر کرتا ہو اس کے ساتھ بغض بوجہ شرعی رکھنا اس سے متنفر وبیزار رہنا اس کے کفر وارتداد

کا پردہ چاک کرنا اس کے کافر مرتد ہونے کو علی الاعلان مسلمانوں پر پیش کر دینا۔ اس کے احسان و اکرام کو در حقیقت مکر و فریب کا جال سمجھنا۔ اس کی محبت کے بدلے میں اس کے ساتھ شرعی عداوت رکھنا۔ بقدر قدرت و حسب استطاعت تم پر فرض ہے۔ یہی احادیث مصطفویہ علیٰ صاحبہا والہ الصلاۃ والتحیۃ کا ارشاد ہے یہی صدہا آیات قرآنیہ کا صریح و اضح مفاد ہے۔ آہ کہ ان ظالم صلحکلیوں نے اس ضروری دینی قرآنی حکم شرعی کو بالکل لپیٹ دیا۔ ان بے ایمانوں نے یہ گڑھا کہ اپنے دشمنوں سے تو دشمنی و عداوت نفرت و مجانبت ان پر رد ان کی اہانت سب کچھ جائز و صحیح نہ تہذیب کے خلاف نہ اتفاق و اتحاد کا مخالف لیکن خدا اور رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دشمنوں کے ساتھ صلح و اتحاد رکھنا ان سے محبت و الفت برتنا سب کچھ فرض ؛ اور غضب بالائے غضب یہ کہ ان بے دین صلحکلیوں کے مکلبین و مبلغین۔ اسی ناپاک کفر کو جا بجا ناواقف اور جاہل عوام مسلمین کے سامنے حکم اسلامی اور فرض قرآنی بتاتے پھرتے ہیں۔ بئس للظّٰلمین بدلا الا لعنت اللہ علی الظّٰلمین۔ وسیعلم الدین۔ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ان احکام مبارکہ و ارشادات مقدسہ پر صدق دل کے ساتھ توفیقہ تبارک و تعالیٰ عمل پیرا ہوں۔ اور اگر اُخروی فوز و فلاح کے ساتھ دنیوی کامیابی و کامرانی بھی مطابق شریعت مطہرہ حاصل کرنا چاہتے ہوں تو ان چاروں تجاویز مبارکہ کو عمل میں لائیں۔ اپنی اپنی جماعتوں برادریوں میں جاری و رائج فرمائیں جن کا تفصیلی و روشن بیان حضور پر نور اعلیٰ حضرت قبلہ امام اہلسنت مجدد اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رسالہ مبارکہ مسمّٰی بنام تاریخی تدبیر فلاح و نجات و اصلاح میں ہے۔ واللہ الھادی الی سواء الطریق وبیدہٖ ازمۃ التوفیق وعونہ

تعالیٰ ثم عون حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم خیر رفیق۔
جن مدعیانِ اسلام چودہ بدمذہب و مرتد فرقوں کے عقائد کفریہ کا اس فتوے میں ردوابطال ہے ان پر فرض ہے کہ اس فتوے کو بنظرِ انصاف ملاحظہ فرمائیں غصہ وغیظ وغضب کو ہرگز کام میں نہ لائیں بلکہ اس فتوے کو اپنے عقائد کا سچا آئینہ تصور کرتے ہوئے اپنے باطل اور کفری عقیدوں سے بہت جلد توبۂ صحیحہ شرعیہ کرکے سنی مسلمان بن جائیں۔ اپنی کمیٹیوں کانفرنسوں انجمنوں جمعیتوں مجلسوں کو شرعی خرابیوں سے پاک کرکے ان کو مطابق احکام شریعت چلائیں۔ خدا و رسول جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے احکام و فرامین پر سچے دل سے سر جھکائیں۔ دنیا میں کامیابی و کامرانی اور آخرت میں ابدی جنت اور نعیم مقیم پائیں اللہ تعالیٰ توفیق بخشے۔ آمین۔ واللہ ورسولہٗ اعلم جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم۔

کتبہ

الفقیر ابو الطاہر عبید البرکات
محمد طیب القادری
البرکاتی القاسمی الداناپوری

سنی حنفی قادری برکاتی قاسمی
من دوست امان اچھے میاں
ابو الطاہر محمد طیب صدیقی۔

غفر اللہ تعالیٰ ذنبہ المعنوی و الصوری صدر المدرسین مدرسہ قاسم البرکات سرکار کلاں مارہرہ مطہرہ ضلع ایٹہ۔ یوپی۔

تصدیق اقدس حضرت عظیم البرکۃ تاج العلماء سراج العرفاء وارث الاکابر الاسیاد بالاستحقاق والانفراد حامی السنن ماحی الفتن مولانا مولوی حافظ مفتی سید شاہ اولادِ رسول محمد میاں صاحب قبلہ قادری برکاتی قاسمی

مارہروی دامت برکاتہم القدسیہ مسند نشین سجادہ عالیہ قادریہ برکاتیہ سرکار کلاں مارہرہ مطہرہ ضلع ایٹہ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔

فقیر غفرلہ المولی القدیر نے یہ فتویٰ دیکھا۔ بحمد اللہ تعالیٰ اسے بالکل حق و صحیح پایا۔ اللہ عزوجل اس کے مفتی جناب مکرم مولانا المحترم مولوی محمد طیب صاحب قادری برکاتی دانا پوری دام بالمجد والکرم کو جزائے خیر اور اجر جمیل دارین میں کثیر عطا فرمائے۔ انھوں نے بعونہٖ تعالیٰ و بفضل حبیبہ علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام حمایت سنیت ورد کفر و بدعت کا حق ادا فرمایا۔ حق پوشوں باطل کوشوں دین فروشوں کی بے ایمانیوں عیاریوں مکاریوں کیادیوں۔ کے پرزے اڑائے۔ اللہ و رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کو راضی و خوشنود کیا ان کے دشمنوں پر قیامت کبریٰ قائم فرمائی۔ اس مبارک فتوے کے مطالعے سے ایمان داروں کے دل کا سرور اور ایمان میں نور بڑھتا ہے۔ مولیٰ عزوجل اس حقیر گنہگار اور اس کے سب سنی بھائیوں بہنوں کو اس فتویٰ پر سچے اور کامل عمل کی توفیق بخشے۔ آمین بجاہ الحبیب الامین علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ الصلاۃ والسلام۔

محمد میاں قادری برکاتی عفی عنہ ۲۳ جمادی الاخریٰ تا
۱۳۶۰ھ ناظم اعلیٰ جماعت مرکزیہ عالیہ اہلسنت مارہرہ مطہر
ضلع ایٹہ۔ یوپی۔

یعنی بوقت تصنیف ایں رسالہ و فی الحال بوقت تکمیل ایں کتاب صدر المدرسین مدرسہ اہلسنت محلہ بھور خاں پیلی بھیت یوپی۔

تصدیق اطہر حضرت سراپا برکت ناصر سنیت کاسر لامذہبیت طبیب امراض روحانی معالج اسقام جسمانی گل گلشن آل عبا گلبن چمنستان اہل کسا سید العلماء سند الحکماء مولانا مولوی حافظ قاری حکیم سید شاہ آل مصطفےٰ قادری برکاتی قاسمی دامت فیوضہم المبارکہ سرکار کلاں مارہرہ مطہرہ ضلع ایٹہ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط نحمدہ ونصلے علی رسولہ الکریم

اللہ اکبر ایک وہ زمانہ تھا کہ مسلمان کہلانے والا کوئی فرد ایسا نہ تھا جو کم از کم حرارت ایمانی میں اتنا ہو کہ اپنے ایمانیات ومسلمات دینی میں کسی غیر کے دخل کو قبول کر سکے۔ خواہ شامت نفس اور اغوائے شیطان سے بعض اعمال میں اس کا رویہ غیر مشروع ہو مگر عقائد میں بفضلہ تعالیٰ کسی قسم کی خامی کسی قیمت پر بھی گوارا نہ تھی مسلمان اپنے اسلاف کرام کے مبارک ارشادات کو جو درحقیقت خلاصۂ قرآن وحدیث ہوا کرتے تھے۔ دانتوں سے پکڑ کر رکھتا تھا اور باتباع سنت کریمۂ سید الشہداء امام حسین علیٰ جدہ الکریم وعلیہ الصلاۃ والسلام اپنے جان ومال بلکہ عزت وآبرو کو بھی اپنے پیارے دین ومذہب کے مقابلہ میں عزیز نہ رکھتا تھا۔ اس کی دوستی اور دشمنی کی کسوٹی اللہ ورسول جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم) کی دشمنی اور دوستی تھی۔ خدا ورسول کا دوست اس کا دوست اور ان کا دشمن اس کا دشمن تھا۔ مگر آہ صد آہ کہ آج شیطانی نحوستوں اور ابلیسی نکبتوں نے نوبت اس حد تک پہنچا دی ہے کہ کھلے ہوئے دشمنان دین واعدائے بددین مؤہنان رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہمارے دوست نہ صرف دوست بلکہ ولی راز دار بلکہ قائد اعظم بنتے ہوئے۔ آج (معاذ اللہ) دامن مصطفےٰ (علیہ وعلیٰ آلہ وسلم) ہمارے ہاتھوں سے چھوٹ چکا ہے۔ رشتۂ غلامی

مالک تم پر رحم فرمائے گا۔) رواہ ابوداؤد والترمذی عن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ (حدیث شریف لیس منا من دعا الی عصبیۃ لیس منا من قاتل عصبیۃ لیس منا من مات علی عصبیۃ (یعنی جو حق پر نہ ہو اس کی حمایت کرنے والا ہم میں سے نہیں۔ جو ناحق کی طرفداری میں جنگ کرے وہ ہم میں سے نہیں۔ جو ناحق کی حمایت پر مرے وہ ہم میں سے نہیں۔ رواہ داؤد بن جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے صحیح مطالب ومعانی واضح وروشن ہیں کہ اس پڑوسی سے مراد مسلمان یا ذمی پڑوسی ہے۔ ورنہ اہلِ حرب پڑوسیوں سے تو جہاد کرنا سلاطینِ اسلام پر فرض فرمایا۔ اور لوگوں کے لیے ایسی چیز کے پسند کرنے سے جو اپنی ذات کے لیے پسند کرے ان میں اسلام کی تبلیغ اور سنیت کی اشاعت اور ہر قسم کی بدمذہبی ولامذہبی وبددینی وبےدینی سے قطعاً دور ونفور رہنے کی[1] نصیحت مراد ہے۔ کہ ہر مسلمان کو دنیا کی ہر محبوب ترین چیز سے زیادہ انھیں اخروی نعمتوں کی محبت ہے۔ اور جن لوگوں کو بفضلہ تعالیٰ وبکرم حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم یہ عظیم وجلیل نعمتیں حاصل ہو چکیں ان کے لیے دنیوی نعمتوں میں سے بھی وہی پسند کرے جو خود اپنی ذات کے لیے پسند کرے۔ اور زمین والوں پر سب سے بڑا رحم وکرم یہی ہے کہ ان کو مسلمان کر کے ابدی عیش وراحت اور دوامی حقیقی صحیح ومفید واقعی نعمت آزادی کامل سے دارین میں کامیاب اور بہرہ مند بنا دیا جائے اور اگر اغوائے شیطانی اور اپنی بدعقلی سے خود اپنی منفعت کو ٹھکرا دیں تو ایسے کج رووں کی کج روی کا ضرر دوسرے بےقصور فرماں برداروں پر پہنچنے سے روک دینے کے لیے ان پر یہ حکم نافذ کیا جائے کہ

---

[1] موعظت اور اوامر شرعیہ بجا لانے اور نواہی شرعیہ سے بچنے اور باز رہنے کی

محمد رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ٹوٹ چکا ہے۔ آج ہم نے حکومتِ شہنشاہِ کونین علیہ وعلیٰ آلہٖ صلوات رب المشرقین والمغربین اپنی جانوں پر سے اٹھادی۔ ایمان کی کمائی راہِ شیطان میں گنوادی۔ غلاموں نے آقا سے منہ موڑ لیا۔ مالک کے دشمنوں سے رشتۂ مودّت و اخلاص جوڑ لیا۔ پھر بھی دعویٰ غلامی ہے۔ ادعائے محبت ہے۔ خدا کی قسم راہِ محبت اتنی آسان نہیں جو اس طرح بآسانی طے کی جاسکے۔ قدم قدم پر خطرے ہیں۔ گام گام پر آفتیں ہیں۔ راہ پُرخار ہے۔ ایک بحرِ ذخّار ہے۔ آتشِ عشق کا دریا حائل ہے۔ ڈوب کر جانا ہے۔ محبوب کو پانا ہے۔ اپنا سب کچھ دینا ہے۔ رضائے محبوب لینا ہے۔ رہزنوں کی دنیا راہ میں آباد ہے دشمن قدیم سخت مکار و کیاد ہے۔ سنبھل لے غلامِ مصطفےٰ سنبھل۔ قطاع الطریق سے دامن بچا کر نکل۔ ایسا نہ ہو کہ متاعِ ایمان لٹ جائے۔ تیرے مذہب کا گلا خود تیرے ہاتھوں گھٹ جائے۔ ہاں ہاں او بندۂ محمد رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) آج ابلیس کے چیلے تیری تباہی کا بیڑا اٹھا چکے ہیں۔ کفر و طغیان کی مسموم آندھی چلا چکے ہیں۔ بچا بچا اپنی کشتی کو گردابِ ضلالت سے بچا۔ ہٹا ہٹا اپنے دین و ایمان کے راستے سے ان خبیث ڈاکوؤں کو ہٹا۔ مصطفےٰ پیارے کے گلے کی سیدھی سادی بھیڑو ہوشیار! بھیڑیئے بکریوں کے لباس میں تمہارے ساتھ آلے ہیں۔ تاک میں ہیں کہ کب نظریں بچیں کب تمہیں اچک لے جائیں۔ دیکھو دیکھو، سنو سنو! سگانِ کوچۂ حبیب (علیہ وعلیٰ آلہٖ الصلاۃ والسلام) چلا رہے ہیں۔ تم کو خوابِ غفلت سے جگا رہے ہیں۔ جو آج نہ اٹھا پھر کبھی نہ اٹھے گا۔ سدا موت کی نیند سوئے گا۔ سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے کنواریوں سے فرمایا۔ دولہا آنے والا ہے۔ اپنے چراغ تیل سے بھرلو۔ جس جس نے بھر رے۔ دولہا

کے ساتھ تھیں جس کے پاس روشنی نہ تھی۔ دولھانے اسے قبول نہ کیا۔ تاریکی میں گم ہوگئیں۔ محنتِ انتظار برباد ہوگئی۔ آج بھی جن کے چراغوں میں روغنِ محبتِ مصطفےٰ عروسِ مملکۃ اللہ نوشۂ بزمِ جنت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نہیں ہے۔ ان کو قبول نہ فرمائیں گے۔ بزمِ قرب میں نہ بلائیں گے۔ خسرانِ دین و دنیا نصیب ہوگا۔ ان سے ناراض خدا اور خدا کا حبیب ہوگا جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم دیکھو قرآن کیا فرماتا ہے۔ تم کو باٰواز بلند کیا سناتا ہے۔ قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ اِۨقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَاۤ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِیْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِیَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ۠ تم فرماؤ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے مکان جو تمہیں پسند ہیں۔ یہ چیزیں اللہ اور اس کے رسول سے اور ان کی راہ میں کوشش کرنے سے تمہیں زیادہ پیاری ہوں۔ تو راستہ دیکھو۔ یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔ (سورۂ توبہ پ ۱۰)

تم نے کیا سنا۔ تم نے کیا سمجھا۔ سنو اگر کوئی کافر مشرک دیوبندی وہابی، نجدی، رافضی، تفضیلی، خارجی نام کا اہلِ حدیث غیر مقلد بنا ہوا اہلِ قرآن چکڑالوی قادیانی، مرزائی، لاہوری مرزائی، بابی بہائی مہدی جونپوری کا چیلا نام نہاد مہدوی پیر نیچر علی گڈھی کا پیرو نیچری، مرتد اعظم مشرقی کا متبع خاکساری قید مذہب وایمان سے آزاد احراری بدسیرت کمیٹی کا دلدادہ صلحکلی مشرک اکبر

گاندھی کا بھگت، گاندھوی کانگریسی، رافضی خوجے کا مرید مظلم لیگی حسن نظامی کا چیلا جٹادھاری، آغاخانی غرض کوئی بد مذہب بددین دشمن خدا و رسول خواہ وہ (معاذ اللہ) تمہارا باپ ہو یا بیٹا بھائی ہو یا شوہر بیوی ہو یا ماں، استاد ہو یا مرشد المرشد ہو یا استاذ الاستاذ، دوست ہو یا محب، خیر خواہ ہو یا محسن ہمدم ہو یا ہمدم۔ غرض کوئی ہو کسے باشد۔ اگر وہ تمہارے دین و ایمان کے معاملے میں حائل ہو۔ تجھے تیرے حبیب تیرے محبوب محبوب پروردگار علیہ وعلی آلہ الصلوات اللہ النافع الضارب الباد والحار کی غلامی سے ہٹانے پر مائل ہو۔ تجھے طرح طرح کے حیلوں بہانوں سے جان و مال عزت و آبرو کے ڈراؤں سے دھمکائے۔ نام اسلام لے کر ڈرائے۔ گو خود ہادم اسلام ہو۔ صرف مسلمانوں کا سا نام ہو تو ایسے کے مقابلے میں تیرا طریق صرف یہ ہونا چاہئے کہ تو ہر ایسے کو ٹھکرا دے۔ اس کو سنگ مذلت سے ٹکرا دے۔ اس کی چاپلوسیاں تجھ پر اثر نہ کریں۔ اس کی خوشامدیں تیرے دل میں گھر نہ کریں۔ تو ان سے دور ہو کر ان کو اپنے سے دور کر دے۔ ان کو اپنے سے نفور کر دے۔ اپنی آنکھیں ان کی طرف سے اندھی اور اپنے کان ان کی طرف سے بہرے کر لے۔ ورنہ یاد رکھ۔ یہ دنیائے فانی آنی جانی ہے۔ نہ کوئی رہا ہے نہ رہے گا۔ موت سر پر کھڑی ہے۔ وہ امتحان کی بڑی کڑی گھڑی ہے۔ وہاں کوئی کام نہ آئے گا۔ تیرے ساتھ کوئی نہ جائے گا۔ تو ہوگا اور تیرا ایمان۔ تیرے اعمال پہلی منزل میں تیرا ٹکٹ پوچھا جائے گا۔ تیرا اسامان جانچا جائے گا۔ ذرہ بھر فرق ہوا کہ بحق سرکار فرق ہوا۔ اس وقت کون بچائے گا۔ کون ضمانت کرلے گا۔ کون وکالت کرے گا۔ ہاں ہاں سن لے اس دن ذات واحد مالک شفاعت ہے۔ وہی ضامن حقیقی ہے۔ وہی گنہ گاروں کا وکیل و

کفیل ہے۔ اور وہ نہیں ہیں مگر سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ وبارک وکرم۔ ایسا نہ ہو کہ معاذ اللہ تیری ضمانت سے انکار فرما دیں تیری شفاعت سے اِبا کر دیں۔ تو بتا خدا کے لیے بتا کہ پھر ان آج کل تیرے طواغیت میں سے کون آگے آئے گا۔ کون تجھے بخشوائے گا۔ وہ خود جہنم میں پڑے ہوں گے۔ دوزخ کے شب و روز ان پر کڑے ہوں گے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

دعا کر کہ خدا ہم سب کو توفیق خیر دے۔ ہمارے قدم راہِ محبت سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم میں ڈگمگانے نہ پائیں۔ ہمارے قلوب کو اپنی اور اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی سچی محبت و تعظیم سے اور اپنے حبیب علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام کے دوستوں کی الفت و تکریم سے بھر دے۔ اور دشمنانِ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے نفرت و عداوت ہمارے دلوں میں مرکوز کر دے۔ آمین آمین بجاہِ حبیبہٖ و نبیہٖ الامین المکین علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والتسلیم الیٰ یوم الدین۔
یہ مبارک فتویٰ اصل تقویٰ بحمدہٖ تعالیٰ اہلِ فتنہ کی جان پر ضرب کاری ہے جس سے ان دشمنانِ حبیب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) پر غضب رب طاری ہے۔ اس فتویٰ نے ان پر اللہ کی طرف کی مصیبتیں توڑ دیں۔ ان کے مکر و فتن کی رگہائے گلو کاٹ کر چھوڑ دیں۔ سُنیوں کا دل اس سے باغ باغ ہے۔ بے دینانِ زمانہ کا قلبِ ناپاک داغ داغ ہے۔ مولیٰ عزوجل نافع و مفید بنائے گا۔ اس سعی کو مشکور و مقبول فرمائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ ثم بثناء حبیبہٖ و نبیہٖ محمد المصطفیٰ علیہ التحیۃ والصلاۃ والثناء وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ الیٰ یوم الجزاء آمین

مکتوب

الفقیر الحقیر السید (الحکیم) آلِ مصطفٰی المعروف بسید میاں القادری البرکاتی القاسمی۔

تصدیق انور حضرت بابرکت ضیائے دین و ملّت حامئ اسلام و سُنّیت، ماحئ بدعت ولا مذہبیت مولانا مولوی حاجی مفتی شاہ ابوالمساکین محمد ضیاء الدین صاحب قادری رضوی ضیائی دام ظلہ الاقدس مفتئ شہر پیلی بھیت۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الحمد للہ الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہٗ علی الدین کلہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ افضل خلقہ اشرف انبیائہ ورسولہ الذی لانظیر ولا مثل لہ فی الناس والجنۃ و ملائکتہ۔ سیدنا ومولانا محمد وعلیٰ اٰلہ واصحابہ وودتتہ و احزابہ۔ فقیر پُر تقصیر کا اسلامی حالات و دینی واقعات زمانۂ موجودہ دیکھ کر خیال ہوتا ہے کہ یہ وہی زمانہ ہے جس کی خبر عالم ماکان ومایکون علیہ وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ صلوات اللہ السبحان وسلامہٗ فی کل حین وآن نے کچھ کم چودہ سو برس پہلے سے دے دی ہے۔ اور اپنے زمانۂ سراسر خیر و برکت سے لے کر تا قیامِ قیامت اسلامی و ایمانی حالت بیان فرمادی ہے۔ چنانچہ صحابی برگزیدہ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ قال کان الناس یسألون رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم عن الخیر وکنت اسألہٗ عن الشر مخافۃً ان یدرکنی قال قلت یارسول اللہ انا کنا فی جاھلیۃ

وشر فجاء نا اللہ بھذا الخیر فھل بعد ھذا الخیر من شر قال نعم قلت ھل بعد ذالک الشر من خیر قال نعم وفیہ دخن قلت وما دخنہ قال قوم یستنون بغیر سنتی ویھدون بغیر ھدی تعرف منھم وتنکر قلت فھل بعد ذٰلک الخیر من شر قال نعم دعاۃ علیٰ ابواب جھنم من اجابھم الیھا قذفوہ فیھا قلت یا رسول اللہ صفھم لنا قال ھم من جلدتنا ویتکلمون بالسنتنا قلت فما تامرنی ان ادرکنی ذٰلک قال تلزم جماعۃ المسلمین وامامھم قلت فان لم تکن لھم جماعۃ والامام قال فاعتزل تلک الفرق کلھا ولو ان تعض باصل شجرۃ حتی یدرکک الموت وانت علیٰ ذٰلک۔ کہ حضور پرنور سید یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے لوگ خیر کے بارے میں سوال کرتے تھے۔ اور میں شر کا سوال کرتا تھا۔ اس بات کے خوف سے کہ کہیں وہ شر مجھ کو پہنچے اور مجھ پر اس کی آفت آجائے۔ تو اس وقت میں کیا کروں گا۔ اس لیے کہ عقلا کے نزدیک حصول نفع سے دفع ضرر اہم واقدم ہے۔ پس بایں خیال حضرت حذیفہ نے مخبر صادق علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام سے عرض کی کہ ہم اس سے پہلے جاہلیت اور شر میں تھے۔ حضور کی تشریف آوری سے اللہ تعالیٰ ہم میں اس خیر کو لایا۔ جو دین اسلام اور اعمال حسنہ پر استقامت ہے تو کیا اس خیر کے بعد شر وظلم و فساد وقوع میں آئے گا۔ اور امر دین میں خلل پیدا ہو جائے گا۔ حضور نے فرمایا ہاں۔ اس خیر کے بعد بھی شر واقع ہو جائے گا۔ میں نے عرض کی اور کیا ہے اس شر کے بعد جو خیر کے بعد پیدا ہو گا۔ کوئی چیز خیر سے کہ جس سے پھر امر دین

رواج پائے۔ اور اسی استقامت کی حالت پر آجائے۔ ارشاد فرمایا ہاں۔ اس شر کے بعد بھی خیر ہے اور اس خیر میں جو بعد شر کے آئے گی دخن یعنی کدورت ہے۔ سیاہی مارتی ہوئی۔ مطلب یہ کہ نہ تو خالص خیر ہو گی نہ خالص شر۔ دونوں ملے ہوئے ہوں گے۔ صدق و خلوص قلبی عقائد صحیحہ، اعمال صالحہ، انصاف امرا ان میں سے کوئی چیز قرن اول کی طرح نہ ہو گی، بدمذہبیاں اور شرور پیدا ہو جائیں گے۔ بدوں کا نیکوں کے ساتھ، بدمذہبوں کا سنیوں کے ساتھ خلط ملط ہو جائے گا۔ یہ سب دخن کا خلاصہ ہے۔ نیز دخن کنایہ ہے۔ ایک قوم کے وجود سے جیسا کہ حضرت حذیفہ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے حضور پر نور سے دریافت کیا کہ جس خیر میں دخن کا ہونا ارشاد ہوا تو وہ دخن کیا چیز ہے۔ فرمایا ایک قوم ہو گی جو میری سنت کے خلاف راہ و روش اختیار کرے گی۔ اور میری سیرت کو چھوڑ کر اپنی جدا سیرت بنائے گی۔ اپنی ڈیڑھ کی علیحدہ چنے گی۔ تو ان سے دینی امور میں معروف اور منکر دونوں طرح کے کام دیکھے گا۔ معروف و منکر، مشروع و نامشروع دونوں اس قوم میں جمع ہوں گے۔ بسبب امتزاج و اختلاط خیر و شر کے۔ شارحین حدیث اس میں مختلف ہوئے کہ شر اول سے کیا مراد ہے۔ اور خیر ثانی سے کیا مراد ہے۔ بعض کا یہ قول ہے کہ شر اول سے وہ فتنے مراد ہیں جو امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے وقت اور بعد کو واقع ہوئے۔ اور خیر ثانی سے مراد حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایام ہیں۔ اور تعرف منہم و تنکر سے وہ امرا مراد ہیں۔ جو حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد آئے۔ ان میں سے ایک شخص وہ

تھا جو لوگوں کو نہایت بے باکی کے ساتھ بدعت یعنی بد مذہبی کی طرف بلاتا تھا
چنانچہ خوارج بعض کا یہ قول ہے کہ شرِ زمان شہادتِ امیر المؤمنین حضرت
عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں تھا۔ اور خیر ثانی زمانِ امیر المؤمنین حضرت
مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ میں تھی۔ اور دخن ایک جماعت ہے جو بعد
زمانِ مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیدا ہوئی۔ اور وہ اہلِ جماعت منبروں
پر بیٹھ کر شیر خدا مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنے پر معاذ اللہ تعالیٰ
لعنت کرتے تھے۔ سود اللہ تعالیٰ وجوھھم

حضرت حذیفہ فرماتے ہیں کہ میں نے پھر عرض کی کہ کیا اس خیر کے بعد بھی
کوئی شر ہے۔ فرمایا ہاں   پر آدمیوں کے بلانے والے ہوں گے۔ جو
شخص ان کی پکار پر جائے گا اور ان کی فرماں برداری کرے گا اس کو
جہنم میں ڈال دیں گے۔ حضرت حذیفہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! ہماری
آگاہی و شناخت کے لیے ان کی تعریف فرمائیے۔ کہ وہ کون لوگ ہیں
اور کیا صفت رکھتے ہیں۔ فرمایا وہ لوگ ہمارے ابنائے جنس یا ہمارے
اقربا یا ہمارے دین و ملت سے ہونے کے مدعی ہوں گے۔ وہ قرآن و
حدیث و مواعظ و حکم سے تو کلام نہ کریں گے مگر ان کے دل خیر سے خالی
ہوں گے۔ میں نے عرض کی کہ میرے واسطے کیا ارشاد ہے۔ اگر مجھ کو وہ
طاقت پالے جس میں یہ فرقہ ہو تو میں اس وقت کیا کروں۔ فرمایا جماعت
مسلمین جو کتاب و سنت کے حکم پر ہو اس کو اور اس کے امام کو لازم
پکڑ۔ اور اس سے کسی حال میں جدا مت ہو۔ اس پر میں نے گذارش کی
کہ اگر مسلمان کی جماعت اور اس کا امام نہ ہو تو ایسے وقت کیا کروں؟

فرمایا وہ ایسے وقت سب باطل فرقوں سے علیحدہ اور دور ہو جاؤ کہ اس میں تحفظ دین اسلام سے اگرچہ علیحدگی درخت کی جڑ کو لازم پکڑنے اور اسی جڑ کے پاس ہمیشہ رہنے سے ہو اور اس کو جائے پناہ بنانا جنگل اور بیابان میں سختیوں اور مشقتوں کے برداشت کرنے اور گھاس کھانے لکڑیاں چبانے اور اسی پر قناعت کرنے سے ہو۔ یہاں تک کہ تجھ کو موت آجائے اور تو اسی حال پر ہو۔ یعنی تمام باطل فرقوں سے علیحدگی کی یہی صورت ہے۔ رواہ البخاری و مسلم مشکوٰۃ شریف۔ کتاب الفتن فصل اول ترجمہ حدیث میں جو مختصر توضیح کی گئی ہے۔ وہ خاتمۃ المحدثین زبدۃ المحققین حضرت مولانا سیدنا شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کی کتاب مستطاب اشعۃ اللمعات سے ہے اور کچھ استفادہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ مولانا علی قاری مکی علیہ الرحمۃ سے بھی کیا گیا۔ فقیر نے اس حدیث کریم میں وہ وہ اعلیٰ و اجلیٰ خوبیاں پائیں جن کے اظہار میں بجز اعتراف عجز و قصور چارہ ہی نہیں۔ چند خوبیوں کے بیان کا ارادہ کرتے ہی میں ایک ایسے بحر زخار میں پڑ گیا جس کی موجوں نے مجھے کنارے پر پھینک دیا۔ وہاں سے ایک اس گلستان ہمیشہ بہار میں آگیا جو خزاں سے پاک و منزہ اور جس میں ہزار در ہزار قطار در قطار بلکہ بے شمار گلہائے سرسبز و آبدار اپنی اپنی بہار دکھا رہے تھے اور شاخہائے گل جھوم جھوم کر مستانہ وار بے قرار بلبلیں اور قمریاں نغمہ سنجی میں کشادہ منقار دلکش لہجے، سریلی آواز، عاشقانہ انداز میں خوش گفتار، بادبہاری، کبھی گلوں سے ہمکنار، کبھی گل باد بہار پر نثار اور جا بجا اس گلستان کے نگاہبان و چوکیدار جن کے ساتھ بندوق اور تلوار، بکمال مستعدی گشت کناں۔

اس کے دشمنوں کی تلاش و جستجو میں سرگرداں، اسی حال میں کیا دیکھتا ہوں
کہ صد ہا راہزن اس گلستان کے دشمن اس کے اجاڑنے اور تاراج کرنے
کے خیال میں حواس باختہ، ہوش پراگندہ، آلاتِ حرب سے خالی ہاتھ چاروں
طرف چکر لگا رہے ہیں۔ ان اعداء کی نظر جب ان چوکیداروں سے دوچار
ہوئی تو بعض اشقیاء کو چارۂ کار بجز فرار اور کچھ نہ سوجھا۔ گھبرا کر دُم دبا کر ایسے
بھاگے کہ پیچھے پھر کر بھی نہ دیکھا۔ بعض کو موقعِ فرار و راہِ گریز نہ ملی تو بمجبوری
مقابلے پر آئے۔ مگر اپنی کمزوری و تہی دستی سے گھبرائے۔ بقولِ شاعر ؎

اس سادگی پہ کون نہ مر جائے اے خدا
لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

انجام کارانِ نگہبانِ مستعد و ہوشیار نے اپنی تیغہائے آبدار
و خون خوار سے جیسے ہی وار کیا تو فوراً بعض کا دھڑ بے سر ہوا اور بعض
نے مثلِ مرغِ بسمل سسک کر تڑپ تڑپ کر دم توڑ دیا۔ یہ منظر دیکھ کر
خوشی کے مارے دل پہلو میں سمائے نہ سماتا۔ بانسوں اچھلتا کودتا تھا۔
قصہ مختصر چند پھول اس گلستانِ رسول مقبول علیہ الصلاۃ والسلام کے
اس ظلوم و جہول کو وصول ہوئے۔ فالحمد والشکر للہ تعالیٰ ولحبیبہ المصطفیٰ
علیہ افضل التحیۃ والثناء۔ گلِ اول اپنی لطافت میں بے تشبیہ پانی سے لطیف تر
بلکہ اس کا زلال و معطر رنگ میں وردِ تازہ و شگفتہ اس کے آگے شرمسار و
نگوں سر، آب و تاب میں بدرِ انور سے بڑھ کر۔ گلِ دوم جوامع الکلم و اعجاز
بیانی کی نزہت کا مصدر، گلِ سوم رنگِ علم کلی و جزئی، تفصیلی و اجمالی کا مظہر
گلِ چہارم نکہتِ جامعیت میں خیر القرن سے لے کر تا بقائے شمس و قمر معطر۔

صاف الفاظ میں مختصر بیان حدیث جلیل الشان۔ یہ حدیث بھی منجملہ معجزاتِ سرورِ کائنات علیہ التحیۃ الزاکیات کے ایک معجزۂ اعلیٰ ہے۔ اور جوامع الکلم سے اس کا ہونا خود اس سے ظاہر و ہویدا اور شہادت دے رہا ہے اس میں حضور پر نور نے اپنے عہدِ خیر و برکت سے لے کر تا قیامت کے حالات دینی و واقعاتِ اسلامی بیان فرما دیئے۔ جیسا کہ ترجمۂ حدیث سے بشرح و بسط ظاہر ہو چکا۔

مسلمانو! یہ وہی زمانۂ شر ہے جس میں باطل فرقے مثل برساتی مینڈکوں کے نکل چکے اور بھی بکثرت نکل پڑیں گے۔ ان کے دل خیر یعنی ایمان سے خالی ہوں گے اور شر یعنی کفر و بدعت و ضلالت سے لبریز۔ ہمارے اس آخر زمانہ میں ایسے فرقے موجود ہیں جن کی فہرست اس کتاب مستطاب فیض مآب **تجانب اهل السنة عن اهل الفتنه** سے مع ان کے اقوال کفریہ کے تفصیل وار واضح و آشکار جزی اللہ مصنف خیر الجزاء فی الدنیا والاخرۃ۔ فقیر بھی بطور اختصار ان کے اسماء شمار کئے دیتا ہے۔ (۱) غیر مقلد و مقلد وہابی جن کا امام اول ابن عبدالوہاب نجدی اور امام ثانی اسمٰعیل دہلوی ہے۔ اور دیگر ائمہ سر برآوردہ سے قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند، اور رشید احمد گنگوہی اور خلیل احمد انبیٹھی اور اشرفعلی تھانوی ہیں حیران ہوں کہ ان میں سے کس کو کس نمبر پر لاؤں۔ یہ تو سب کے سب اپنی خباثت و شناعت وہابیت میں ایک دوسرے پر فائق۔ لہٰذا نمبروں کا ترک ہی لائق اور ان کے تمام ہم مذہب نفس وہابیت و حکم شرعی میں ان کے ساتھ برابر۔ اگرچہ مدارج میں فرق ہے۔ (۲) مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے جملہ متبعین

معتقدین۔ (۳) سب رافضی اثنا عشری ہوں یا اسمٰعیلی۔ اور اس زمانے میں اثنا عشری تو عموماً غالی ہی ہیں۔ (۴) سرسید احمد خاں علی گڑھی اس کے طریقہ پر چلنے والے ہم عقیدہ وہم خیال سب کے سروں پر ارتداد کا وبال اور کفر کا نکال۔ (۵) چکڑالوی بانی مذہب اہلِ قرآن۔ احادیث وارشاداتِ صحابہ وتابعین وقیاسِ ائمۂ مجتہدین کا منکر ودشمن اور اس کے جملہ تابعدار اس پر شیدائی وشار (۶) مسٹر عنایت اللہ خاں مشرقی بانی مذہب خاکسار اور جملہ وہ لوگ جو اس کو مسلمان جانتے ہیں (۷) مسٹر محمد علی جناح بانی فرقۂ مسلم لیگ اور تمام افراد جو اسے مسلمان جانتے اور دینِ اسلام کا ہادی ورا ہبر اس کو مانتے ہیں۔ (۸) مذہب صلحکلی والا ہر شخص یہ مذہب تمام مذاہبِ باطلہ کا مجموعہ ہے۔ اس مذہب والے کہتے ہیں کہ کسی مذہب کو برا مت کہو۔ اپنا اپنا مذہب اپنے اپنے ساتھ مذہبی برتاؤ یکساں رکھو۔ یہی قرآن کریم کا ارشاد ہے لَکُمْ دِیْنُکُمْ وَلِیَ دِیْنِ تمہارے لیے تمہارا کفر میرے لیے میرا اسلام ہے۔ اس میں علمائے اہلسنت کی ایک نہ سنو۔ ان کا کام گروہ بندی اور تفرقہ اندازی ہے۔ اگر ان کی سنوگے تو یہ بے دھڑک کہہ دیں گے کہ اس آیت کا حکم آیتِ قتال سے منسوخ ہے۔ اسی طرح سیکڑوں باتیں افتراق کی بنائیں گے۔ اور آیات واحادیث کی شہادتیں پیش کریں گے۔ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ تعالیٰ وَنَعُوْذُ بِہٖ مِنْ شُرُوْرِهِمْ۔ یہ سب کے سب ملاحدہ وملاعنہ جہنم کے دروازوں پر کھڑے ہوئے اپنی طرف مسلمانوں کو بلاتے ہیں۔ جس شخص نے ان نمبر والوں سے کسی کو اپنا پیشوا اپنا ہادیٔ دین جانتے اور یقین کرتے ہوئے ان کی دعوت قبول کی اور ان سے جا ملا۔ اس کو پکڑ کر انھوں نے دوزخ کی بھڑکتی ہوئی

آگ میں پھینک دیا۔ پھر دارالبوار ہمیشہ کے لیے اس کا مسکن و جائے قرار ہے۔
والعیاذ باللہ العزیز القہار۔

مذہب صلحکلی کا سیلاب تمام سیلابوں سے زیادہ اسلامی دنیا میں ترقی کرتا ہوا نظر آتا ہے۔ یہ اسلامی آبادی کے صدہا مکانوں میں گھس پڑا۔ اور ساکنین کو ہلاک کر کے آتش دوزخ میں پہنچایا۔ اس گھر سے لے جا کر اس گھر میں بسایا۔ میرے اس بیان سے جملہ باطل فرقے یہ اعتراض ضرور کریں گے۔ کہ اس کتاب کے مصنف اور اس مولوی نے تو جہاں بھر کے مسلمانوں پر کفر کا فتویٰ لگا دیا۔ سب کو جہنمی ٹھہرا دیا۔ یہ دونوں مولوی اور چند لوگ جو ان کے ہم خیال وہم مقال ہیں جنتی بلکہ جنت کے معاذ اللہ ٹھیکیدار بن بیٹھے! ان کے جواب میں اولاً میں یہ کہوں گا کہ تمہارا یہ اعتراض ہم پر نہیں بلکہ قادر علام عزیز ذوانتقام اور اس کے حبیب کریم علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والتسلیم پر ہے۔ دیکھو یہ کتاب لاجواب اور دیگر تصانیف اہل حق وصواب۔ اگر دماغ تحقیق کے مادے سے خالی ہو اور طبع نازک اختصار پسند ہو۔ تو حدیث موصوف کا یہی ایک جملہ بغور آنکھیں کھول کر مطالعہ کر لو۔ دعاۃ علی ابواب جھنم من اجابھم الیھا قذفوہ فیھا۔ صیغۂ جمع دعاۃ ارشاد ہوا۔ یعنی جہنم کے دروازوں پر بلانے والے بہت سے ہوں گے۔ جو لوگوں کو کفر و بدعت و ضلالت کی دعوت دیں گے حدیث نے ان کی پہچان ان کے کارنامے بھی ارشاد فرما دیئے۔ کہ قَالَ اللہ وَقَالَ الرَّسُوْلُ کہنے والے ہوں گے۔ مگر ان کے دل خیر سے خالی ہوں گے۔ حضرت حذیفہ نے دریافت کیا کہ اگر میں ایسے لوگوں کو پاؤں تو کیا کروں۔ فرمایا۔ کہ تو مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام کا ساتھ کبھی نہ چھوڑنا۔ انہیں میں مل کر

ہمیشہ رہنا حضور پرنور کے ارشاد تلزم جماعۃ المسلمین نے دعاۃ علیٰ ابواب جہنم کی مذہبی حالت بالتشریح بیان فرمادی کہ اے حذیفہ دعاۃ کی اجابت نہ کرنا کہ وہ کفار ہوں گے اور اسلام کا دعویٰ صرف ظاہری ہوگا۔ تو جماعت مسلمین میں ہو جانا ظاہر ہے کہ مسلمانوں کے مقابلے میں کافر ہوگا۔

ثانیاً:۔ کیا تمام جہان کے مسلمان کہلانے والوں کا انحصار انہیں چودہ نمبروں کے فرقوں میں ہوگا۔ یہ تو وہی مثل ہوئی کہ گولر کے اندر جو بھنگے ہوتے ہیں وہ یہ سمجھتے ہیں کہ تمام دنیا جہان اسی گولر کے اندر ہے۔ جب وہ پک کر زمین پر گر کر پھٹ جاتے ہیں تو آنکھیں کھلتی ہیں اور جہان کا حال نمونے کے طور پر معلوم ہوتا ہے۔ جہان کی وسعت کو وہ بیچارے کیا جانیں۔ بحمد اللہ تعالیٰ اس زمانۂ شرور و فتن میں بھی حقیقی مسلمانانِ اہلسنت کی جماعت اتنی کثیر ہے کہ تمہارا سب کا شمار سو حصے میں دو چار حصے بھی نہیں۔ ہاں لیا کہ تمہاری کثرت احاطہ پنجاب وا و دھ و دہیلکھنڈ ہی میں ہے۔ باقی صرف ہندوستان ہی بھر میں اس قدر سُنی مسلمان ہیں کہ تم ان کے عشر عشیر بھی نہیں۔ اور ہندوستان کے سوا دیگر اقالیم و ممالک مثل عرب و روم و شام و چین وغیرہ میں تو سوا روافض کے اور عرب میں سوا ابن عبدالوہاب نجدی وہابی کے تمہارے کسی فرقے کا کوئی حال تک نہیں جانتا۔ کیا گولر کے بھنگوں کی طرح تم نے اس چہار دیواری ہندوستان ہی کے اندر مسلمانانِ اہلسنت کا انحصار سمجھ لیا ہے۔ کل جہان ساری دنیا میں بفضلہٖ تعالیٰ کروروں سنی مسلمان مقلدین ائمہ اربعہ کی تعداد ہے۔ تم ان کا لاکھواں حصہ بھی نہیں۔ اہلسنت مسلمانوں کا انحصار مقلدین ائمہ اربعہ ہی میں ہے۔ جو ان سے خارج ہے وہ جہنمی ہے۔ اب تو

تم اکثریت و اقلیت کی حالت سے آگاہ ہو گئے ہو گے۔ تو اب اپنے اس قول کو جو منقول ہو چکا کبھی اپنی زبانوں سے بھول کر بھی نہ نکالو گے۔ یاد رکھو ابھی قیامت کے قائم ہونے میں دیر ہے۔ جب وہ برپا ہونے کو ہو گی۔ تو اس وقت موافق فرمان واجب الاذعان عالم ماکون و ما کان علیہ و علی آلہ صلوات اللہ السبحان و سلامہ دائماً ابداً ایک سُنّی مسلمان صحیح الاعتقاد روئے زمین پر نہ رہے گا۔ جیسا کہ حضرت حذیفہ سے فرمایا گیا۔ کہ تو اس وقت سب باطل فرقوں سے علیحدہ رہ کر جنگل میں بیخ درخت ہی کے پاس رہ کر گھاس اور نرم ٹہنیاں کھا کر ایام زندگی بسر کرنا اور صحیح الاعتقاد با ایمان اپنے رب کریم سے جا کر ملاقات کرنا وہ وقت سخت تر آزمائش و امتحان کا ہو گا۔ رب کریم رؤف رحیم ہم سب کو دین حق پر ثابت قدم رکھے اور خاتمہ بالخیر فرمائے۔ آمین۔ اپنی خوش قسمتی اور طالع کی بلندی جو چند گل گلستان نبی آخر الزماں علیہ و علی آلہ الصلاۃ والسلام سے عطا ہوئے یعنی حدیث پاک صاحب لولاک سے چند فوائد جلیلہ حاصل ہوئے۔ ان میں سے چار گل یعنی چار فائدے حوالہ قلم کئے گئے اور ان سب کا خلاصہ بھی اس بیان میں آ چکا۔ حاجت اعادہ نہیں۔

اب خواہش دل یہ ہے کہ صرف مسلم لیگ و صلح کلی کی آزادی اور اس حدیث شریف کی خلاف ورزی میں چند جملے سلسلۂ تحریر میں منسلک کر دوں۔ لیگی لیکچرار و لیڈر۔ صلح کلی کے حامی دیا و رمجمع عام میں بے خوف و خطر چیخ چیخ کر اپنے گلے پھاڑے ڈالتے ہیں کہ مولویان تشری کی ایک مت سنو کہ یہ بڑے فسادی اور ان کی ذات سے مذہب کی بربادی ہے۔ ان کی صدا پر کان نہ لگاؤ۔ سب کے سب مل کر ایک ہو جاؤ۔ شیر میں شکر کی طرح گھل جاؤ۔ مذہبی امتیاز

بالکل اٹھادو۔ تو۔ تو میں۔ میں میں اوقات عزیز کی بربادی ہے۔ خانہ جنگی اور آپس کی دشمنی کے سوا کچھ حاصل نہیں۔ فرقہ بندی کی بلا سے دور بھاگو۔ سب ملکر ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو جاؤ۔ ایک جھنڈے کے نیچے آجاؤ۔ اس میں مذہبی جھگڑے، مذہبی افتراق کے چرچے سدراہ مقصود۔ مخل مطلوب مسعود ہیں یہ تو سیاسی مجمع ہے۔ اس میں امورِ سیاسیہ ہی کی گفتگو ہونا چاہئے سب کی زبان سے ایک آواز، ایک ہانک، ایک پکار نکلے۔ اس جماعت کا بانی مبانی قائد اعظم امیر الملۃ جو قانون نافذ کرے جو حکم صادر کرے اس کی پابندی و پیروی، اس کی فرماں برداری لازم سمجھی جائے۔ اور اس پر سختی کے ساتھ عمل کیا جائے۔ وہ اپنی فوج کو جس راہ لے جائے اس سے سرمو انحراف نہ ہونے پائے وہ اپنے قرار داد و امضار لیگیہ میں جو سکہ چلائے وہی رواج پائے۔ علاوہ قائد اعظم ہونے کے وہ سیاسی پیغمبر بھی تو ہے۔ وہ تمہاری بہبود و ترقی کا دل سے خواہاں۔ اسی فکر میں وہ شب و روز غلطاں و پیچاں، ذرا خیال تو کرو کہ وہ تمہارے ہی فوائد و منافع، عیش و آرام، چین و قرار سے زندگی بسر کرنے کی خاطر اپنی جیب خاص سے تین لاکھ روپیہ صرف کر چکا اور کر رہا ہے۔ عنقریب وہ دن آنے والا ہے کہ تمہارے مقاصدِ خلعتِ کامیابی پہن کر جلوہ گر ہوں۔ یعنی جملہ مطالبات و حقوق تم کو مل جائیں۔ الیٰ آخر الخرافات والهفوات والهذيانات

مسلمانو! ذرا انصاف کے میدان میں آؤ۔ آئینہ غور و فکر سامنے رکھ کر دیکھو کہ بحر و بر، جن و بشر، کوہ و دشت، دوزخ و جنت، فلک و ملک عرش و کرسی اور دونوں عالم کے مولیٰ و سرور، ہادی و راہبر، محبوب خدائے پاک، تاجدارِ لولاک لما خلقت الافلاک، تمام مخلوقات جملہ کائنات سے

اشرف و اکرم، خدائے قدوس کے وزیر اعظم، اس کے بعد اس کی ساری خدائی سے افضل و افخم، امیر الامراء، امام الانبیاء، سلطان السلاطین، شافع المذنبین، نبی الوریٰ محمد ن المصطفےٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ افضل التحیۃ والثناء دائماً ابداً۔ تو حدیث موصوف میں صاف صاف حکم فرماتے ہیں کہ باطل فرقوں سے ہرگز نہ ملو۔ ان سے اجتنابِ کلی کرو۔ جب دنیا بھر میں یہی یہ ہوں تو جنگل میں جا کر قیام کرو۔ اور گھاس پتّے کھاتے رہو۔ یہاں تک کہ داعیٔ اجل کو لبیک کہو۔ دیکھو اس حدیث میں ان سے دوری و علیٰحدگی کی بابت کس قدر تشدّد اور حکم مطلق ہے۔ کسی کی قید نہیں۔ یعنی ان سے دوری ہر امر ہر مجلس میں ہونا چاہیے وہ مجالستِ دینی ہو یا سیاسی وغیرہ۔ لیگی جماعت کے ساتھ ہو یا کانگریسی یا احراری یا چکڑالوی، یا صلحکلی یا خاکساری، وغیرہ کے ساتھ ہو۔ سب کے لیے یہی ایک حکم علی السویہ ہے۔ تم کو ہر مخالف اہلسنت سے ہر صورت میں اجتناب واجب شرعی ہے۔ مذہب صلحکلی و مذہب خاکساری نے تو ایسی اعلیٰ بلند پروازیاں کیں کہ تمام فرقہائے اعدائے دینِ حق کے پر کر دیئے شیاطین کے بھی کان کاٹ لئے۔ قیامت ہی برپا کر دی۔ وہ چال چلے جس سے دین و ایمان کا نام و نشان تک باقی نہ رہ جائے۔ قیامت کل آتی ہو تو آج ہی آجائے۔ یہ دونوں فرقے کفر و الحاد کے پتلے علی الاعلان بر سرِ منار بکا کرتے ہیں کہ یہ ان مولویوں کا تفرقہ ڈالا ہوا ہے۔ جو اپنے آپ کو سنّی اور جنّتی کہتے اور جنت کا وارث و جاگیردار اپنے ہی آپ کو ٹھہراتے اور دنیا بھر کے مسلمانوں کو کافر و دوزخی بناتے ہیں۔ ایسے تمام مولویوں کو اگر قابو پاؤ تو دنیا سے نیست و نابود کر دو۔ کہ ہماری چلتی گاڑی، موٹر لاری کے پہیوں میں

روڑا اٹکانے والا، ہمارے مقصد میں خلل انداز و سدِّ راہ جب کوئی باقی نہ رہے گا اس وقت ہمارا ارمانِ قلبی پورا ہوگا۔ اور کامل آزادی کے ساتھ ہمارا یہ کام انجام پائے گا۔ ان کا خلاصۂ مطلب یہ کہ ان وارثانِ انبیاء، نائبانِ رسولِ خدا جل شانہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم ہی کے وجود سراسر خیر وجود سے جب جہان خالی ہو جائے گا، کفر و بدعت کی تاریکی سے بالکل سیاہ نظر آئے گا۔ تو خود بخود بابِ رشد و ہدایت مسدود، عقائدِ حقہ، اعمالِ صالحہ کا وجود مفقود ہو جائے گا۔ فقیر اپنے علمائے اہلسنت کو مشورہ دیتا ہے کہ ان دونوں فرقوں کی ایسی سخت اسلام کُش و بیخ کن دین و ایمان کارروائیوں پر نظر کرتے ہوئے ان کے رد کی خصوصیت کے ساتھ سخت ترحاجت اور اپنے برادرانِ اہلسنت کو ان سے اجتناب کرنے اور نفرت دلانے کی اشد ضرورت ہے۔ اسلامی آبادی میں اِن دونوں فِرقوں کا سیلاب اغوائے اہلِ اسلام تمام فرقہائے ابلیسیہ کے سیلاب اغوا سے بہت زیادہ ترقی کر رہا ہے۔ اور اس آبادی کے ہزاروں گھروں میں گھس پڑا۔ اور ان کے اہل کو ہلاک کر کے قعرِ جہنم میں پہنچایا۔ اس سیلاب کا ڈام باندھنے والے، اس کی روک تھام کرنے والے اوّل تو قلیل بلکہ اقل، دوسرے اس سیلاب کے دفع کا مستقل طور سے ان کو وقت ملنا دشوار ہے۔ اس لیے کہ چاروں طرف سے مختلف شیطانی فرقے مذہب حق کے مٹانے پر کمربستہ و آمادہ ہی نہیں بلکہ اپنی پوری قوت سے حملہ آور ہیں۔ علمائے حقانی کبھی کسی باطل فرقے کے حملوں کی مدافعت فرماتے کبھی کسی گروہ بیخ کن دین و ایمان سے میدانِ مناظرہ میں آتے۔ کبھی بامداد و اعانت پیغمبر خدائے تعالیٰ و رسول ہر دو سرا علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ

صلوات اللہ العلی الاعلیٰ اس کو بھگایا۔ کبھی اس کو نیچا دکھایا۔ سب کا ناطقہ بند فرمایا۔ کیا نہیں معلوم کہ لیگی لیڈر۔ فضلہ خوار قائد اعظم و ابر جو بمبئی کے رافضیوں میں نامور ہے۔ اور خاکساری لیڈر اور مشرقی مرتد کے سعادت مند پسر اور مذہب صلحکلی کے حامی دیا ور یہ سب کے سب آپس میں عینی برادر اور ایک دوسرے کے ہم خیال و ہم مقال سب کی ایک چال ڈھال اور یہاں باوجود اقلیت بعون رب عزۃ سب پر فتح و نصرت کی پیہم بارش فالحمد للہ والمنۃ۔

یہ کتاب موصوف عقائد حقہ کا خزانہ بیخ کن عقائد باطلہ شیاطین زمانہ، گم کردگان صراط مستقیم کی راہنما، امراض بد مذہبی و بے دینی سے صحت و عافیت کی مجرب و حکمی دوا کیمیائی سعادت، اکسیر ہدایت، قاطع شقاوت، قاطع غوایت، پروانۂ نجات آخرت، حافظ دین و ملت، قاطع کفر و بدعت، نور الہدیٰ، ضوء الدجیٰ، گوہر بحر اصلاح، لعل کان نجاح و فلاح ہے۔ اس کتاب میں تمام فرقہائے باطلہ موجودہ زمانہ کے نام اور انہیں کی کتابوں سے ان کے کفریات بتصریح تمام اور ان کتابوں کے اقوال پر شرعی احکام بحوالۂ کتاب و سنت و اقوال علماء کرام اس مجموعہ کی صفت میں یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ اِنَّ ھٰذِہٖ تَذْکِرَۃٌ فَمَنْ شَاءَ اتَّخَذَ اِلٰی رَبِّہٖ سَبِیْلًا ۵ کہ یہ ارشاد حق تعالیٰ ہے یعنی بے شک یہ نصیحت ہے تو جو چاہے اپنے رب کی طرف راہ لے۔ (ایمان واطاعت اختیار کرے) اور اس کتاب حادث کی شان میں یہ بھی نہیں تحریر کر سکتے۔ کَلَّا اِنَّہٗ تَذْکِرَۃٌ ۵ فَمَنْ شَاءَ ذَکَرَہٗ ۵

وَمَا یَذْکُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰہُ کہ یہ بھی کتاب قدیم کا فرمان ہے۔ یعنی ہاں ہاں۔ بیشک وہ (قرآن مجید) نصیحت ہے۔ تو جو چاہے۔ اس سے نصیحت لے۔ اور وہ کیا نصیحت مانیں۔ مگر جب اللہ چاہے لیکن اتنا ضرور کہہ سکتے ہیں کہ اس کتاب میں ان مذکور ارشاداتِ الٰہیہ کی تجلی بلا شبہ متجلی ہے۔ اعدائے دین و ایمان کے بارے میں جو کچھ احکامِ شرعی مصنف نے بیان کئے ہیں وہ حق و صواب موافقِ سنت و کتاب بے شک و شبہ ہیں۔ میں ان سے بالکل متفق ہوں اور خود فرقہائے شیطانیہ کا بارہا بالشد و مد بعون اللہ الصمد و بعون حبیبہ الاجد صلوٰت اللہ و سلامہ علیہ و علیٰ آلہٖ و صحبہٖ الی الابد رد لکھ کر شائع کر چکا۔ اور کر رہا ہوں۔ جو میری تصانیف سے ظاہر و آشکار کالشمس فی نصف النہار ہے۔ منجملہ تصانیف کثیرہ کے دو رسالے وہ ہیں۔ جن میں بالاجمال بہت سے باطل فرقوں کی خبر لی گئی اور بالتفصیل مشرقی پر قیامت کبریٰ قائم کی گئی ہے۔ وہ دونوں رسالے اور ایک فتاوائے مختصر بالتخصیص سیرت کمیٹی کے رد میں جس میں فقیر کا بھی فتویٰ ہے حسبۃً للہ بغرض اعلائے کلمۃ اللہ تعالیٰ مفت تقسیم کئے جاتے ہیں۔ جو صاحب ان تینوں رسالوں کو منگانا چاہیں تین پیسے کے ٹکٹ محصول ڈاک روانہ فرمائیں۔ اگر ان میں سے ایک بھی منگائیں جب بھی تین پیسے کے ٹکٹ بھیجیں۔ میں تو لیگیوں اور خاکساریوں کا صاف صاف حکم لکھ چکا۔ اور جلسوں میں بھی علیٰ رؤس الاشہاد بلا رو رعایت بیان کرتا ہوں کہ جو شخص یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ عنایت اللہ مشرقی اور

مسٹر محمد علی آغاخانی مسلمان ہیں۔ بشرطیکہ ان کے اقوال کفریہ پر مطلع ہو وہ بھی انھیں دونوں کی طرح بے ایمان و مرتد ہے۔ اور جو شخص ان کو مسلمان نہیں جانتا کافر مانتا ہے۔ مگر ان کی جماعتوں میں شریک اور ممبر ہے وہ مرتکب حرام اور راشد فاسق ہے۔ اہل سنت کو اس سے بھی اجتناب ضروری۔ ترک موالات لازمی اور اس کے ساتھ مجالست و مؤاکلت حرام شرعی۔ اب وہ وقت نہ رہا جس کا دو سال پہلے میں فتویٰ دے چکا۔ کہ کوئی شخص خاکساریوں کے مجمع میں محض ان کی پریڈ ان کے کرتب دیکھنے کی غرض سے شریک ہوا۔ وہ گنہگار و خطاکار ہے۔ بحمد اللہ القدیر اب تو ان کی خاص طور کی وہ پریڈ ہی نہ رہی جو تماشہ گاہ تھی۔ غیبی انتظام یہ ہوا کہ برٹش حکومت نے پریڈ کے بانی و موجد کو نظر بند کر دیا۔ اور اس خاص طور کی پریڈ کی ممانعت پر حکم صادر کیا۔ اور اس بازیچے کا دریچہ بند کر دیا۔ تو اب وہ حکم نہ رہا جو شائع ہو چکا۔
وَاللہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَتَمُّ وَاَحْکَمُ

صلح کلی وجالوں نے دیکھا کہ علمائے ربانی پر ہمارا جادو نہ چلے گا۔ وہ الٹا ہمیں پر لوٹا دیں گے۔ تو اپنے حمار خیال کو اس میدان میں ہانکا کہ عوام کو اپنا رام بناؤ۔ اپنے دام میں لاؤ۔ تو باستثنائے معدودے چند مولویان مرتد، واحد ہر فرد ہمارا ہی کلمہ پڑھنے لگے گا۔ بلاشبہ ہمارا ہم خیال و ہم مقال ہو جائے گا۔ وہ دام یہ ہے کہ اکثر عوام اپنے پیروں مرشدوں کے فرماں بردار اعتقادی طور پر ان پہ جان نثار، بعض ولیوں اور صوفیوں کے معتقد و زیر اثر۔ تو پیروں ولیوں صوفیوں کے کلام کے

معنیٰ اپنے مذاق وخیال کے موافق تراشو۔ اصل مطلب اور واقعی معنیٰ خیز پردہ ڈالو۔ حقیقتِ کلام کو چھپاؤ۔ عام فہم ظاہری رنگ دکھاؤ۔ اور عوام کی فہم وعلم کے مطابق بیان کرکے ان سے یہ کہو کہ تمہارے مستند بزرگ خدارسیدہ بھی تو ہمارے مشرب وخیال پر ہیں۔ بداندیش انجام پر خیال نہیں کرتے۔ کہ جب دودھ کا دودھ پانی کا پانی کرکے عوام کو دکھادیا جائے گا اس وقت سازی ملمع کاری کھل جائے گی۔

چھپتی نہیں ہے بات بناوٹ کی بال بھر
آخر کو کھل ہی جاتی ہے رنگت خضاب کی

یہ عقل وفہم وعلم کے دشمن اتنا بھی نہیں جانتے کہ اولیائے کرام صوفیانِ عظام کے کلام کا ایک ظہر اور ایک بطن ہے۔ اور ان کے مخصوص اصطلاحات والفاظ ہیں۔ جن کو وہی جان سکتا ہے۔ جو ان کا مذاق رکھتا اور اہلِ باطن کے رنگ میں ڈوبا ہوا ہے۔ تمہیں تو اس کی ہوا تک نہیں لگی۔ تم سے اور ان کی کلام فہمی سے مباینتِ کلی ہے۔ چنانچہ صلحکلیوں نے اپنے خیالِ ذہنی وتمنائے قلبی کی شہادت میں عوام کے روبرو یہ کلام منسوب بہ حافظ شیرازی علیہ الرحمۃ بڑے فخر وناز کے ساتھ پیش کیا۔ ؎

حافظا گر وصل خواہی صلح کن باخاص وعام
بامسلماں اللہ اللہ با برہمن رام رام

اوّلاً: فقیر نے مختلف مطابع کے چھپے ہوئے دو دیوانوں میں دو مرتبہ بغور دیکھا۔ مگر یہ شعر نہ پایا۔ لہٰذا یقیناً یہ صلحکلیوں کا حافظ علیہ الرحمۃ پر افترا واتہام ہے۔

ثانیاً۔ اگر بفرضِ غلط و بفرضِ باطل یہ کلام حافظ ہی علیہ الرحمۃ کا ہو تو اس میں تحریف لفظی کی گئی ہے۔ بجائے فصل کے وصل کیا گیا۔ اس صورت میں مضاف الیہ لفظِ خدا ان کو محذوف ماننا ضروری۔ تو فصل کی صورت میں معنیٔ شعر یہ ہوئے کہ اے حافظِ شیراز اگر خدا سے معاذ اللہ تعالیٰ جدائی چاہتے ہو جب تو صلح کلیوں میں ہو جاؤ۔ ان کی طرح ہندو مسلم کافر و مومن باہم عینی برادر بن جاؤ مثل شیر و شکر گھل مل جاؤ۔ معجون مرکب ہو جاؤ۔ اس طرح کہ امتیاز نام کو باقی نہ رہے۔ اور ایسا تم سے ممکن نہیں۔ لہٰذا ان سے دور رہو۔ ان سے نفرت کرو۔ ان سے کلیتہً فصل و جدائی رکھو۔ تو ان سے فرار کے سوا کوئی چارۂ کار نہیں۔ تو اب مضاف الیہ لفظِ شیطان مقدر۔

ثالثاً۔ اس تحریف پر خاک ڈالو۔ لفظ وصل ہی مانو۔ اسی کو صحیح و برقرار رکھو۔ تو اب مضاف الیہ لفظ شیطان مقدر رہے۔ اس صورت میں معنیٰ یہ ہیں۔ کہ اے حافظ و نگہبانِ دینِ و ملتِ حقہ، مجتنب از فرقہائے ابلیسیہ مثل صلح کلیوں کے اگر تو معاذ اللہ الجلیل شیطان ملعون سے ملنا چاہے تو ہندو اور مسلمان سب کے سب بھائی بھائی ہو جاؤ۔ ہم صدا و ہم نوا بن جاؤ۔ جو ایک کہے دوسرے کی زبان سے بھی بلا کم و کاست وہی نکلے۔ مخالفت کی بو تک نہ آنے پائے۔ مگر خبردار ہوشیار ایسا ہرگز ہرگز نہ کرنا۔ کہ تمہارے مذہب حق میں یہ کفر صریح ہے۔

پچھلی دونوں صورتوں میں صلح کلیوں کا بالتصریح رد شدید اور ان کے زعم بالکل کی تقبیح موجود ہے۔ جو حافظ علیہ الرحمۃ کی سُنیت و حقانیت

دلیل صریح ہے۔ اس طرح وہ مرتد اور بھی اشعار اپنے ارتداد کی سند میں بکتے اور روز روشن کو اپنا تاریکی زندقہ والحاد میں شب دیجور کرنا چاہتے ہیں اور یہ ان کے قبضۂ قدرت سے خارج ہے۔ دیگر اشعار میں ان ملحدوں کی خردماغی و ایمان کش کارروائی دیکھنا چاہو تو یہ کتاب نایاب مظہر صدق وصواب تجلی رشد وحق کی آفتاب عالم تاب، نور عیون وقلوب اولی الالباب جزی الکریم الوہاب مصنفۂ جزاء اوفی فی الاولی والاخریٰ مطالعہ کرو۔

مسلمانو! اپنے مذہب حق پر فدائیو! اپنے نبی پر جاں نثارو اب تو سمجھے کہ مذہب صلحکلی والے شیاطین، بیخ کنان دین احکم الحاکمین نے جبکہ خاص رب العٰلمین اور اس کے حبیب رحمۃ للعالمین و وارثان انبیاء ومرسلین من الاولیاء الکاملین والعلماء الصالحین صلوات اللہ وسلامہ علی نبینا وعلیہم اجمعین کو نہ چھوڑا۔ ان کی جناب ارفع واعلیٰ میں دل کھول کر منہ بھر کر توہین سے کام لیا۔ تو ایسے بے باکوں سیاہ بختوں کے نزدیک اولیائے کرام وحافظ لسان الغیب کس شمار وقطار میں ہیں۔ ان کے جن اشعار گوہر بار میں بظاہر اپنا مطلب بنتے دیکھا تو تمہارے سامنے سنداً پیش کر دیا۔ مگر درحقیقت انھیں اشعار میں حافظ واقف رموز پنہانی، عالم اسرار ربانی نے ان کے مطلب ومقصد کی جڑ کو کھود کر پھینک دیا۔ ان کے مرغ بلند پرواز کے پیر اکھیڑ کر اسفل سافلین میں پہنچا دیا۔ ذرا بھی غیرت ہو گی تو چلو بھر پانی میں ڈوب کر مر جائیں گے سمجھے کیا تھے اور ہو کیا گیا۔ نہاں کے ماند آں رازے کزو سازند محفلہا۔

حافظِ شیرازی علیہ الرحمۃ کی یہ بین کرامت ہے کہ اس فقیر حقیر کے سیف خامہ کے ان زندیقوں کے خیالاتِ ملحدانہ کی گردنیں کٹوا دیں۔ فسبحان اللہ! حافظ علیہ الرحمۃ کی ان توجہ نے ان اشقیا کو دریائے ذلت وخواری میں غرق کر دیا۔ صلحکلیوں کی پیشانیوں پر ان کی کذب بیانیوں کا ٹیکا لگا دیا۔ انھیں کی زبانوں سے انھیں ذلیل ورسوا کیا۔ فالحمدُ للہ ذی القوۃ المتین والصلوٰۃ والسلام علیٰ اشرف الانبیاء والمرسلین وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ وحفاظ حدود شریعتہٖ اجمعین آمین۔

کتبہ

العبد المهین محمد ضیاء الدین المکنی۔
بابی المساکین السنی الحنفی القادری البیلی بھیتی غفرلہٗ۔

۱۳۱۸ھ
ضیاالدین

تصدیق انیق شیر بیشۂ سنت ناصر الاسلام مظہر اعلیٰحضرت مولانا مولوی حافظ قاری مفتی شاہ ابوالفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خاں قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی دام ظلہم العالی۔

۷۸۶
۹۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
اللہ رب محمد صلی علیہ وسلم
وعلی ذویہ وصحبہ ابدا الدھور وکرما

حمد اس کے وجہ کریم کو جس نے اپنے حبیب سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو اپنا سراج منیر بنایا۔ اور اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے بندگانِ خاص و مقربانِ اختصاص حضرات اولیائے امت وعلمائے ملت کے سینوں کو انوارِ مشکاۃِ نبوت سے روشن فرمایا اور درود نامحدود و سلام نامعدود کی نچھاور اس آقائے دارین مالکِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر جس نے اپنی امت کے علماء و اولیاء پر احقاق حق وابطال باطل فرض بتایا۔ اور ہم سگانِ بارگاہ کو باذن ربہ تعالیٰ حق گو علمائے اہلسنت ظاہرین علی الحق کا متبع و پیرو بنایا۔ وللہ الحمد علی ان ھدانا للاسلام۔ وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ عزیز العلام۔ لقد جاءت رسل ربنا بالحق۔ صلی وبارک وسلم علی سیدھم وخاتمھم وعلیھم وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ وابنہٖ وحزبہٖ رب الفلق۔ اما بعد۔ حبی فی اللہ واخی ذوالمجد والجاہ مولانا مولوی ابوالطاہر محمد طیب صاحب صدیقی قادری برکاتی قاسمی دانا پوری زینہ اللہ تبارک وتعالیٰ بالجمال المعنوی والکمال الصوری۔ کا لکھا ہوا یہ مبارک فتویٰ فقیر کے مطالعے میں آیا۔ بحمدہٖ تبارک وتعالیٰ وبکرم حبیبہٖ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اعانتِ اسلام وحمایتِ سُنیت اور نکاتِ بدمذہبی و اماتتِ لامذہبیت پر مشتمل پایا اور برادر موصوف کی اس خدمتِ دین واہانتِ مبتدعین ونکاتِ مرتدین پر حمد الٰہی بجالایا۔ فقیر سراپا تقصیر ذو القلب الکبیر والذنب الکثیر غفرلہٗ رب القدیر بحرمۃ حبیبہٖ البشیر النذیر علیہ وعلیٰ آلہٖ الصلاۃ المنورۃ والسلام المنیر کی اپنے تمام مخلص سنی بھائیوں دوستوں عزیزوں مریدوں متوسلوں کو یہ شرعی وصیت دینی نصیحت ہے

کہ اس فتوائے مبارکہ کو اپنا دستور العمل بنائیں ۔ اسی کو کھرا کھوٹا پرکھنے کا معیار ٹھہرائیں ۔ جس کو بتوفیقہٖ تبارک و تعالیٰ و بعون حبیبہٖ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم تصلب و پختگی و مضبوطی کے ساتھ اس فتویٰ مبارکہ کے مطابق عمل کرنے والا پائیں ۔ اس کی طرف لوجہ اللہ تبارک و تعالیٰ محبت و دوستی کا ہاتھ بڑھائیں ۔ اور جس کو معاذ اللہ اس فتوائے مبارکہ کا جس قدر مخالف پائیں اس سے بحکم شریعتِ مطہرہ اسی قدر مجانبت و بیزاری اور نفرت و دوری برتتے ہوئے اس کی صحبت سے اپنے آپ کو بچائیں ۔ پھر خواہ وہ ان کا باپ بیٹا بھائی رشتہ دار ہو یا ان کا محسن ان کا غمخوار ہو یا ان کا مددگار ہو یا ان کا پیر یا مولوی ہو خواہ ان کا واعظ یا مفتی ہو اگرچہ وہ ان کا شیخ یا استاذ ہو یا ان کا مرشد المرشد یا استاذ الاستاذ ہو خواہ ان کا پیر زادہ یا استاذ زادہ ہو یا ان کا مخدوم زادہ کہلاتا ہو ۔ اگر اب بھی بتوفیق اللہ تعالیٰ و بکرم حبیبہٖ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم مسلمانانِ اہلسنت اس فتوائے مبارکہ پر صدق دل و خلوصِ قلب کے ساتھ عمل پیرا ہو جائیں ۔ تو دینی و دنیوی مصائب و آفات سے نجات پا سکتے ہیں ۔ ورنہ حاملانِ شریعت تو بفضلہٖ تعالیٰ و بفضل حبیبہٖ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اپنا فرض مذہبی اعلائے کلمۃ الحق ادا کر چکے ۔ لیکن اس کے بعد مسلمانوں پر وہ وقت آئے گا ۔ کہ ان کو پچھتانا پڑے گا ۔ مگر اس وقت ان کا پچھتانا ان کو کچھ کام نہ دے گا ۔ اور وعدۂ صادقہ حتی یاتی امر اللہ ظہور فرمائے گا ۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اللھم احینا مسلمین ۔

وتوفنا الیک مومنین ٥ واذا اردت بقوم فتنۃ فاقبضنا الیک مرحومین غیرمفتونین۔ آمین بحرمۃ حبیبہ النبی الامین المکین علیہ وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ الصلوٰۃ والسلام الیٰ ابد الآبدین۔

سگِ بارگاہِ مصطفوی و بندۂ سرکار قادری وگدائے کوئے رضوی فقیر ابوالفتح عبیدالرضا محمد حشمت علی خاں قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی غفرلہٗ ولابویہ واہلہٖ واخویہ ومحبیہ ربہ المولی العزیز القوی۔ ساکن محلہ بھورے خاں پیلی بھیت۔ روز ایمان افروز شیطان سوز دوشنبہ مبارکہ ۲۴ رجمادی الاخریٰ ۱۳۶۰ھ

سنی حنفی قادری برکاتی رضوی لکھنوی
من دوستدارانِ احمد رضا
ابوالفتح عبیدالرضا محمد حشمت علی خاں
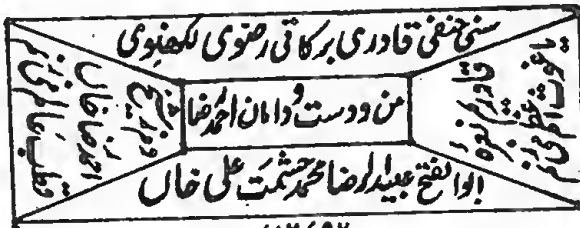
۸۶/۹۲

اللہ رب محمد صلی علیہ وسلم

وعلیٰ ذویہ وصحبہٖ ابداللہ ھو دو کرما

پیارے سنی مسلمان بھائیو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

تین سال ہوئے کہ پیلی بھیت کے غربائے مخلصین اہلسنت نے مرکزی جماعتِ عالیہ اہلسنت، سرکارِ کلاں، مارہرہ مطہرہ ضلع ایٹہ کی ماتحتی میں جماعتِ اہلسنت پیلی بھیت قائم کی۔ جماعتِ اہلسنت پیلی بھیت کے اصولی مقاصد حسبِ ذیل ہیں۔

(۱) تبلیغ اسلام واشاعت مذہب اہلسنت (۲) سلف صالحین

کے طریقۂ مرضیہ کے موافق عوام و خواص اہلِ اسلام میں دینِ اسلام و مذہب اہلسنت پر حسب وسعت نہایت شدت اور پختگی قائم کرنا اور اسے ترقی دینا۔ (۳) شریعتِ غرائے محمدیہ علیٰ صاحبہا و آلہ الصلاۃ والتحیۃ کی حسب وسعت حفاظت و حمایت اور اسی کی کامل اطاعت و اتباع کی ترغیب جماعتِ مبارکہ کے یہ وہ اساسی و اصولی مقاصد ہیں جن میں کبھی کسی طرح کی کوئی تغیر و تبدیل و ترمیم نہیں ہو سکتی۔ اور انھیں تینوں مقاصد اساسیہ کے ماتحت اس قلیل عرصے میں بعونہٖ تعالیٰ وبعون حبیبہٖ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم آپ کی جماعت مبارکۂ اہلسنت یلیٔ بھیت نے اسلام و سنیت کی قابلِ قدر اور مخلصانہ خدمتیں تحریرًا و تقریرًا انجام دیں۔ اور انھیں اصولی مقاصد کو پیش نظر اور اپنا نصب العین رکھتے ہوئے اس جماعت مبارکہ کے سرپرست و صدر و دیگر اراکین صاحبان بفضلہٖ تعالیٰ وبکرم حبیبہٖ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم۔ اپنی اپنی قدرت و استطاعت کے مطابق دامے درمے قدمے قلمے سخنے دینی و مذہبی خدمات برابر بجا لا رہے ہیں۔ اور انھیں اساسی مقاصد کی بجا آوری کا یہ بھی ایک تحریری زبردست اور شاندار کارنامہ ہے کہ اراکین جمعیت مبارکہ اہلسنت جام جودھپور، کاٹھیاواڑ کی فرمائش پر ناصر سنیت کاسر لامذہبیت مولانا مولوی ابوالطاہر عبید البرکات محمد طیب صاحب صدیقی قادری برکاتی قاسمی دانا پوری دام بالفیض المعنوی والصوری سے یہ مفصل و مبسوط فتوائے مبارکہ مسمّٰی بنام تاریخی تجانب اہل اہل السنۃ عن اہل الفتنہ حاصل کر کے جماعت مبارکہ اہلسنت

پہلی ہیئت نے اپنے مصارف سے اور بعض مخلصین اہلسنت سلمہم ربہم کی امداد واعانت سے بکرمہٖ تعالیٰ وبفضلِ حبیبہٖ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم شائع کر دیا جو اس وقت آپ کے پیشِ نظر ہے۔ اس میں وہابیہ دیوبندیہ ووہابیہ غیر مقلدین ووہابیہ نجدیہ وقادیانیہ ونیچریہ وچکڑالویہ ورافضیہ وبابیہ وآغاخانیہ وجٹادھاریہ ولیگیہ غالیہ واحراریہ وخاکساریہ وصلحکلیہ غالیہ کے عقائدِ کفریہ واقوال الحادیہ کا آیاتِ مبارکہ واحادیث کریمہ وغیرہا دلائل شرعیہ سے ابطال وازہاق اور مقدس مذہب اہلسنت کا اثبات واحقاق ہے۔ درحقیقت یہ کتاب مستطاب ملقب بلقب تاریخی آئینہائے ضلال اشقیاء، ان چودہ فرقِ باطلہ کے اقوال وعقائد کا سچا آئینہ ہے۔ آئینہ دیکھنے کا مقصود صرف یہی ہوتا ہے۔ کہ اس میں اپنے حسن وجمال وخدوخال کے داغ اور دھبے بخوبی دیکھ کر ان کو دور کیا جائے۔ اگر کسی عاقل کو آئینے کے اندر اپنی صورت میں کوئی داغ کوئی دھبہ نظر آئے تو اس آئینے کو گالیاں نہیں دیتا۔ اس کو توڑ کر نہیں پھینکتا بلکہ اپنے چہرے سے داغ اور دھبے مٹانے کی کوشش کرتا ہے۔ اور آئینے کو اپنے پاس محفوظ رکھتا ہے اس کی قدر وعزت کرتا ہے۔ کہ اسی آئینے نے مجھے میری صورت کے داغوں دھبوں پر مطلع کیا۔ اور اسی کے طفیل میرا چہرہ پاک وصاف ہوا۔ فی الحقیقۃ یہ کتاب حقانیت نصاب روحانی امراض کا طبیب ہے۔ جو لوگ دیوبندیت وغیر مقلدیت ونجدیت ورافضیت ونیچریت وقادیانیت وچکڑالویت وجٹادھاریت وخاکساریت واحراریت وبابیت وآغاخانیت ولیگیت وصلحکلیت وغیرہا کسی بدمذہبی یا لامذہبیت کی روحانی بیماری میں مبتلا ہیں

یہ فتوائے مبارکہ بحیثیت ایک حاذق کامل اور سچے خیر خواہ طبیب کے ان کو ان کے امراض کے اسباب و علامات پر مطلع فرماتا ہے۔ صحت یابی کی سچی تدبیر توبہ و انابت الی المولیٰ القدیر بتاتا ہے۔ پابندئ مذہب اہلسنت و پیروئ دین اسلام کا سچا نسخۂ شفا سناتا ہے۔ سنی مسلمانوں کو ان روحانی امراض مہلکہ متعدیہ کی خرابیاں بتا کر ان سے بتوفیق اللہ تعالیٰ وبعون حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم بچاتا اور ڈراتا ہے۔ طبیب اگر کسی سمجھدار مریض کو اس کے اصل مرض اور اس کے خطرناک انجام پر مطلع کر کے اس کو شفا یابی کا نسخہ بتائے۔ تو مریض اس کو اپنی دل آزاری و توہین نہیں ٹھہراتا ہے۔ بلکہ اس طبیب کو اپنا خیر خواہ اپنا محسن تصور کرتے ہوئے اس کا شکریہ بجا لاتا ہے۔ فی الواقع یہ کتاب سراپا صدق و صواب مذہب و ملت کا پاسبان ہے۔ پاسبان نہ تو چوروں اور ساہوکاروں کے درمیان منافرت پھیلاتا ہے۔ نہ وہ ڈاکوؤں کے خلاف گھر والوں کے جذبات کو مشتعل کراتا ہے نہ وہ جھگڑے اور فسادات کرا کے امن و امان میں خلل ڈلواتا ہے۔ بلکہ وہ تو صرف اس فرض منصبی کو بکمال مستعدی و ہوشیاری بجا لاتا ہے۔ جو اس پر اس کی سرکار سے مقرر ہے جس کے خزانۂ عامرہ سے وہ تنخواہ پاتا ہے۔ گلیوں کوچوں محلوں میں گشت کر کے چلاتا ہے۔ شور مچاتا ہے۔ سونے والوں کو جگاتا ہے۔ اور اس طرح اپنی سرکار بلند وقار کی رعایا کے گھروں کو چوروں، ڈاکوؤں کی دست برداری اور خود چوروں اور ڈاکوؤں کو چوری کرنے ڈاکے ڈالنے سے بچاتا ہے۔ بہرحال کسی فرد یا جماعت کی توہین یا دل آزاری یا اشتعال، انگیزی نہ مطمح نظر نہ مقصد

نصب العین والتوفیق من اللہ رب المشرقین والمغربین۔ اور مخاطبہ بھی صرف مدعیانِ اسلام بدمذہبوں مرتدوں سے ہے۔ جو فرقے اپنے آپ کو مسلمان ہی نہیں کہتے وہ قطعاً اس فتوائے مبارکہ کے مخاطب نہیں۔ خدا ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اس فتوائے مبارکہ کی تصنیف واشاعت کو قبول فرمائیں۔ اور ہم سب سُنّی مسلمان بھائیوں بہنوں کو دین پر ثبات، حق پر استقامت گمراہوں پر سختی بدراہوں سے نفرت، معروف کی تاکید منکر پر شدت بخشیں۔ جو ہمارے اسلافِ کرام کی سیرت مرضیہ کا سچا نمونہ ہو اور اسلام کو قوت مسلمانوں کو شوکت عنایت کریں۔ اور دین ودنیا وآخرت کی سچی صلاح وفوز وفلاح سے نوازیں۔ آمین۔ عرض گزار ہم ہیں سب مسلمانانِ اہلسنت کے مذہبی خدمت گار

اراکین جماعت اہلسنّت پیلی بھیت

تصدیق انیق اسد السنۃ ضیغم الملۃ وصاف الحبیب حضرت مولانا مولوی حافظ قاری مفتی ابو المظفر حب الرضا علامہ محمد محبوب علی خاں صاحب قادری رضوی مجددی لکھنوی زید مجدہم العالی۔

۸۶/۹۲

فقیر نے مبارک کتاب تجانبُ اہل السنۃ عن اہل الفتنۃ کا بغور مطالعہ

لہ کہ جب وہ قرآن وحدیث پر ایمان کے مدعی ہیں تو قرآن عظیم وحدیث کریم ہی کے روشن بیانات صریح ارشادات کے مطابق جن احکام وخطابات کے وہ مستحق ہیں ان کے بیان واظہار پر ان کو ناراض ومشتعل ہونے کا ہرگز کوئی حق نہیں۔

کیا۔ مصنف غلام سلمہ ربہ السلام نے فتنہ پردازانِ زمانہ کا سچا مرقعہ پیش کر دیا ہے۔ اس کتاب مبارک نے ہندوستان بھر کے تقریباً جملہ بدمذہبوں اور بے دینوں کی کیا دیاں مکاریاں طشت از بام کر دی ہیں اس مبارک کتاب میں لکھے ہوئے احکام شرعیہ پر عمل کرنے والوں کے لیے نور و نجات ہے۔ اور عناد کرنے والوں اور نہ ماننے والوں کے لئے ظلمت و ہلاکت ہے۔ اس کا ہر ایک مسئلہ حق و صحیح ہے۔ اس پر مسلمانوں کو عمل کرنا چاہیئے۔ اسی میں دنیا و آخرت کی بھلائی ہے۔ اور اس کے مصنف مولانا ابوالطاہر سلمہ ربہ القادر مصیب و مصاب و نجیح اور اس کو حق و صحیح نہ ماننے والے قبیح و فضیح۔ اللہ تبارک و تعالیٰ مولانا ممدوح ادامہم بالنصر والفتوح کو اسلام و مسلمین و مذہب اہلسنت و مسلمانانِ اہلسنت کی طرف سے دارین میں جزائے خیر عطا فرمائے۔ کہ انھوں نے اس شدید زمانۂ پر فتن میں کھلم کھلا حق ظاہر فرمایا۔ اور مسلمان کہلانے والے دشمنانِ اسلام کو جہنم کے بھڑکتے ہوئے انگاروں پر لٹایا۔ مسلمانانِ اہلسنت پر شرعًا فرض و لازم ہے کہ اسی کتاب مستطاب کے مطابق بصدق دل و خلوص قلب عمل پیرا رہیں اور جس قدر کمیٹیوں کانفرنسوں انجمنوں جمعیتوں جماعتوں فرقوں، جتھوں، سرخ پوشوں، نیلی پوشوں، باطل کوشوں حق پوشوں دین فروشوں کو اس کے خلاف دیکھیں۔ ان سب سے قطعًا علیحدہ و دور و نفور رہیں جس مولوی یا واعظ یا مفتی یا پیر یا صوفی یا لیڈر یا لیکچرار کو اس کے خلاف پائیں اس کو اپنا مذہبی دشمن اور ایمانی رہزن تصور فرمائیں۔ اس کی صحبت کو آگ سمجھیں۔ اس کی محبت کو سم قاتل جانیں

اورد واللہ الہادی الی سواء الطریق وبیدہ ازمۃ التوفیق۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا ونبینا ومولانا محمد البر الرؤف الشفیق الیہ الملجأ والمنجاء فی کل مکروب ومضیق وعلیٰ آلہ وصحبہ وابنہ وحزبہ مجددی دینہ وائمۃ اہل سنتہ ومجتہدی ملتہ وعلینا وعلیٰ جمیع امتہ الیٰ یوم ایفر المرء من اخیہ الشفیق

فقیر ابو الظفر محب الرضا محمد محبوب علی خاں قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی غفرلہ ربہ القوی مفتی دار الافتاء عالیہ اسلامیہ وخطیب جامع مسجد ریاست پٹیالہ پنجاب۔

فہرست تجانب اہل السنۃ